ہو المعین

ترجمہ شرح وقایہ بزبان اردو

در چہار جلد کامل

مطبع نظامی واقع کانپور میں چھپا

فہرست نور الہدایہ ترجمہ اردو شرح وقایہ

5746

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجزء الاول کتاب الطہارۃ

فصل وضو کے بیان مین فرمایا اللہ تعالی نے اے ایمان والو جب کھڑے ہو تم طرف نماز کے پس دھولو اپنے مونہہ کو اور ہاتھون کو کہنیون تک اور مسح کرو اپنے سرکا اور دھوؤ پاؤن کو ٹخنون تک فرض وضو مین چار چیزین ہین پہلے دھونا مونہہ کا پیشانی سے ٹھوڑی کے نیچے تک اور ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک اور شمس الائمہ کے نزدیک اگر درمیان کان اور رخسارے کے تر کرے اور پانی نہ بہاوے کافی ہے جیسا کہ کہا ہے ابو یوسف نے کہ وضو کرنے والا اگر تر کرے سب اعضاے وضو کو اور پانی جاری نہ کرے جائز ہے مگر علما نے معنی اسکے یون بیان کیے ہین کہ ہر عضو سے دو تین قطرے جاری ہووین اگرچہ پڑ پڑ بہین دوسرے دھونا دونون ہاتھون کا کہنیون سمیت تیسرے دھونا دونون پیرون کا ٹخنون سمیت اور امام زفر کے نزدیک کہنیان اور ٹخنے دھونا فرض نہین اور ٹخنا روایت مین ہشام کی امام محمد سے وہ ہڈی ہے جو بیچ قدم کے ہے نزدیک گرہ تسمے جوتی کے لیکن صحیح یہ ہے کہ وہ ہڈی ہے جس پر پنڈلی کی ہڈی ختم ہوتی ہے چوتھے مسح کرنا چوتھائی سرکا ف کیونکہ روایت کیا مسلم اور طبرانی اور ابو داؤد اور بغوی نے مغیرہ بیٹے شعبہ سے تحقیق کہ وضو کیا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تو مسح کیا اوپر پیشانی اپنی کے اور اوپر عمامے اور موزون کے اور پیشانی آگے سے چوتھائی سر کے برابر ہوتی ہے اور روایت کیا ابو داؤد اور حاکم نے انس سے کہا کہ دیکھا مین نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ وضو کرتے تھے اور اونکے سر پر عمامہ تھا پس لائے ہاتھ اپنا عمامے کے نیچے اور مسح کیا مقدم سر کو اور مقدم سر آگے سے چوتھائی سر کو کہتے ہین اور روایت کیا ایسا ہی بیہقی نے عطا سے اور شافعی نے اور آگے سے چوتھائی سر کا مسح کرنا حضرت عثمان رضی سے مروی ہے روایت کیا اسکو سعید بن منصور نے اور ابن ... صحیح ہوا ہے کہ اکتفا کیا اونھون نے ساتھ مسح بعض سر کے روایت کیا اوسکو ابن المنذر نے اور کسی صحابی سے انکار اسکا

...ن بخاری نے کہا کہ تمنے مجھے تنگ کیا اب جو تمنے لکھا ہی اوسکو سنو
...ن ارسے مین پندرہ ہزار حدیث سب لوگون نے لکھین تھین بخاری نے سب یاد سے پڑھنا
...خوب یاد تھا کہ سبنے اپنی حدیثون کو اونسے صحیح کرلیا پھر کہا بخاری نے کہ کیا تم جانتے ہو کہ مین بے فائدہ
محنت کرتا ہون تو ہم لوگون نے اوس روز سے جانا کہ یہ شخص شدنی ہی اسکی برابری کوئی نکر سکیگا اور صحیح بخاری تصنیف کرنے کا یہ سبب
ہی کہ ایک روز اسحق بن راہویہ کی مجلس مین یہ ذکر ہوا کہ اگر کوئی جدا صحیح حدیثون کو جمع کرے تو کیا خوب ہو کہ بلا خدشہ لوگ اوس پر
عمل کرنے لگین بخاری کے دل مین یہ بات اثر کر گئی چھ لاکھ حدیثین اونکے پاس تھین اونکا انتخاب کرنے لگے جو حدیث نہایت
صحیح پائی اوسکو لکھا اور باقی کو ترک کیا اور معمول یہ کیا تھا کہ ہر حدیث کی تحریر کے واسطے غسل کرتے اور دو رکعت نماز پڑھتے اور دعا کرتے
کہ یا الٰہی مجھسے خطا نہووے آخر اسیطرح سولہ برس کامل محنت کرکے مسجد کے اندر منبر اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف
کے بیچ مین صحیح بخاری مرتب ہوئی اور انتقال کیا بخاری نے خرتنگ مین کہ ایک گانون ہی دو فرسخ سمرقند سے وقت
نماز عشا کے اور دن عید فطر بعد نماز ظہر کے سال دو سو چھپن ۲۵۶ ہجری مین اونکو دفن کیا اور باسٹھ ۶۲ برس کی عمر آپکی تھی

بیان مسلم کے احوال کا

انکے باپ کا نام حجاج ہی اور کنیت اونکی ابو الحسین اور لقب اونکا عساکر الدین ہی نیشاپور جو ایک شہر ہی خراسان مین وہان
کے رہنے والے ہین ابو زرعہ رازی اور ابو حاتم نے جو اجلہ محدثین مین سے ہین اونکی جلالت اور امامت پر گواہی دی ہی
اور صحیح مسلم اونکی نہایت عمدہ کتاب ہی تین لاکھ حدیث سے اس کتاب کو انتخاب کیا ہی اور بعضون نے اسکو صحیح بخاری پر
مقدم رکھا ہی کہا حافظ ابو علی نیشاپوری نے کہ آسمان کے نیچے کوئی کتاب صحیح زیادہ مسلم کی کتاب سے نہین ابو حاتم رازی نے
کہ اجلہ محدثین مین سے ہین مسلم کو خواب مین دیکھا اور اونکا حال پوچھا مسلم نے کہا کہ اللہ تعالی نے جنت کو میرے اوپر مباح کیا ہی جہان
چاہتا ہون رہتا ہون اور مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے تمام عمر مین کسیکی غیبت نہین کی اور نہ کسیکو مارا اور نہ کسیکو برا کہا اور پیدایش اونکی
سال دو سو اور دو مین اور بعضون نے کہا ہی کہ دو سو چار مین اور بعضون نے کہا کہ دو سو چھ مین اور صاحب جامع الاصول نے اسیکو اختیار
کیا ہی اور وفات اونکی یکشنبہ کو شام کے وقت اور دوشنبہ کے دن پچیسوین تاریخ کو رجب مین سال دو سو اکسٹھ ۲۶۱ مین نیشاپور مین ہوئی
اور وفات اونکی اس طرح پر ہوئی کہ ایک مجلس مین لوگون نے آپ سے ایک حدیث پوچھی انھون نے اوسکو نہ پہچانا اور
گھر آکر سب کتابون مین تلاش کرنا شروع کیا اور لوگون نے سامنے اونکے ایک ٹوکرا کھجور کا رکھ دیا تھا آپ ایک ایک
خرما کھاتے جاتے تھے یہان تک کہ وہ حدیث نہ ملی اور خرمے تمام ہوگئے اور یہ اونکے انتقال کا سبب ہوا اللّٰھم اغفر لہ ولجمیع المسلمین

احوال ابو داؤد کا

نام انکا سلیمان بن اشعث بن اسحاق بن بشیر بن شداد بن عمرو بن عمران الازدی سجستانی ہی اور سجستان معرب ہی سیستان کا اور
سیستان ایک ملک ہی سندھ اور ہرات کے بیچ مین متصل ہی قندھار کے اور وہ جو ابن خلکان نے لکھا ہی کہ سجستان ایک قریہ ہی قریب
بصرے کے خطا ہی تولد اونکا سنہ دو سو اور دو ہجری مین ہوا اور اکثر بلاد اسلام
اور خراسان وغیرہا مین سیر کی اور علم حدیث کو بخوبی جمع کیا حفظ حدیث اور عبادت اور تقوی اور ورع مین یگانہ

اور آپ ایک آستین کشادہ رکہتے تھے اور ایک تنگ لوگون نے اس حال ۔

حدیث کے ہے دوسری آستین کشادہ رکہنے کی کچہ حاجت نہین اسراف ہی اور موسی بن ہارون کہتے ہیں۔

واسطے حدیث کے پیدا ہوا اور آخرت مین واسطے جنت کے اور جب اس کتاب کی تصنیف سے فارغ ہوئے تو مسلم

اونھون نے اوسکو دیکھ کے بہت پسند کیا اور ابو داود نے اس کتاب کو پانچ لاکھ حدیثون سے انتخاب کیا ہی اور کل حدیثین اس کتاب مین چار ہزار آٹھ سو حدیثین ہین اور التزام کیا ہی اس بات کا کہ حدیث صحیح ہو یا حسن اور اسیواسطے یہ کتاب بعد صحیحین کے سب کتابون سے زیادہ معتبر ہی اور وفات ابو داود کی سولھوین تاریخ شوال سے سنہ [illegible] پچہتر ہجری مین بصرہ مین ہوئی اور بصرہ مین مدفون ہوئے اور عمر آپ کی تہتر سال کی ہوئی

احوال ترمذی کا

کنیت انکی ابو عیسی ہی اور نام و نسب محمد بن عیسی بن سورہ بن موسی بن ضحاک سلمی اور ترمذ نام ایک شہر کا ہی اور ترمذی شاگرد ہین بخاری کے اور مسلم اور ابو داود سے بہی روایت کرتے ہین برسون طلب علم حدیث مین صرف کیے اور یہ کتاب انکی عمدہ تصانیف سے ہی کئی فائدون سے بہ نسبت اور کتابون کے زیادہ مشتمل ہی اول ترتیب اسکی خوب ہی دوسرے تکرار کم ہی تیسرے ہر مقام مذاہب ائمہ اور وجوہ استدلال ہر ایک کی ذکر کی ہین چوتھے ہر حدیث کے ضعف اور صحت سے بحث کی ہی پانچوین ضعف اور توثیق راویون سے بہی تعرض ہی اور انکو خلیفہ بخاری کا کہتے ہین اور تورع اور زہد اور خوف اونکا بید تہا خوف الہی سے برسون روتے رہے آخر اندھے ہو گئے اور ایک حکایت عجیب اونکی یہ ہی کہ مکے کی راہ مین ایک شیخ سے ملاقات کی اور پہلے اوس شخص سے دو جز حدیث کے لکھے تھے اور فرصت قرات کی نہین پائی تہی ترمذی نے اوسوقت اونسے قرات طلب کی شیخ نے قبول کیا اور کہا کہ وہ جزو لکھے ہوے نکال ترمذی نے جو اونکو تلاش کیا تو وہ نہ ملے اور گم ہو گئے تھے دو جزو سفید کاغذ سادہ کے نکال کے حدیث اونسے سننے لگے شیخ کی نگاہ جو اوس کاغذ پر پڑی غصے ہو کر بولے کہ کیا تم ٹھٹھے کرتے ہو ترمذی نے کہا کہ نہین مینے اون جزون کو گم کیا لیکن احادیث سب مجھے اون جزون کی یاد ہین شیخ نے تعجب سے کہا کہ پڑہو ترمذی نے اول سے آخر تک پڑھ دیا اور کہین نہ بہولے اور سب حدیثین سنا دین شیخ نے کہا کہ اسکا مجہکو یقین نہین آتا سابق سے تمنے یاد کر لی ہونگی ترمذی نے کہا امتحان فرمائیے شیخ نے چالیس حدیثین غریب نکال کے اونکو ایک بار سنا دین ترمذی نے اون حدیثون کو بعینہ ایک بہی نہ بہولے اور سنا دیا اور ایسے ایسے امتحان اونکے حافظے کے اکثر ہوا کیے اور کہتے ہین کہ جب مین اس جامع کی تصنیف سے فارغ ہوا پہلے اس کتاب کو علماے حجاز کے سامنے پیش کیا سبنے پسند کیا بعد اوسکے علماے عراق کے سامنے وہ بہی خوش ہوئے بعد اوسکے مینے اس کتاب کو رواج دیا اور وفات اونکی ترمذ مین دوشنبے کی رات کو ستائیسوین رجب مین سال دو سو ستر اور نو ہجری مین ہوئی

احوال نسائی کا

نام انکا ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب بن علی بن بحر بن سنان بن دینار نسائی ہی اور یہ نسبت ہی طرف نسا کے کہ نام ایک شہر کا ہی خراسان مین پیدا ہوئے سال دو سو اور چودہ ہجری مین اور بڑے بڑے شیخون کو اور عالمون کو حدیث کے پایا شافعی مذہب تھے اور ہمیشہ ایک روز روزہ رکہتے اور ایک روز افطار کرتے نہایت قوی اور زبردست تھے چار بیبیان تہین ہر رات کو ایک کے پاس جاتے تھے اور لونڈیان بہی بہت تہین اور پہلے ایک کتاب حدیث کی لکہی اور نام اوسکا سنن کبری رکھا جب اوسکی تصنیف سے فارغ ہوئے ایک امیر نے اونسے پوچہا کہ کتنی حدیثین اس کتاب مین ہین سب صحیح ہین انھون نے کہا کہ صحیح بہی ہین حسن بہی ہین سب قسم کی

حدیثین ہین اوس امیر نے عرض کیا کہ ایک کتاب ایسی جمع کیجیے جسمین سب حدیثین صحیح ہووین تب انھون نے اوسکو خلاصہ کرکے صحیح حدیثین منتخب کین اور نام اوسکا مجتبی رکھا اور اوسکو سنن صغری بھی کہتے ہین اور وہ جو سنن نسائی اس زمانے مین مشہور ہی یہی سنن صغری ہی اور سبب اونکی وفات کا یہ ہوا کہ حضرت علی مرتضی رض کی مناقب مین ایک کتاب انھون نے تصنیف کی بعد فراغت کے انھون نے چاہا کہ اس کتاب کو جامع دمشق مین بیان کرین کہ وہان کے لوگ بسبب سلطنت بنی امیہ کے خوارج کی طرف میل رکھتے ہین کچھ تھوڑا سا بیان اوس کتاب کا کیا تھا کہ ایک شخص نے کہا آپ نے امیر المومنین معاویہ رض کے مناقب مین بھی کچھ لکھا ہی فرمایا کہ معاویہ رض کو یہی کافی ہی کہ نجات پا جاوین اونکے مناقب کہان ہین اور بعضے کہتے ہین کہ یہ کلمہ بھی کہا کہ میرے نزدیک اونکے مناقب مین سے کچھ صحیح نہین اسطرح کچھ کہا کہ عام لوگون نے اونکو تشیع کی طرف منسوب کیا اور لاتین مارنا شروع کین کچھ چوٹ اونکے فوطون مین پہونچی کہ اوسکے سبب سے آپ نیم جان ہو گئے خادم اونکو اوٹھا کے گھر مین لائے انھون نے کہا کہ مجھکو اسیوقت مکہ معظمہ مین لیچلو کہ یا وہان جاکے مرون یا راستے مین مر جاؤن غرض مکے مین پہونچے اور صفا اور مروہ کے بیچ مین مدفون ہوئے وفات اونکی دن دوشنبہ تاریخ ۱۳ صفر سال تین سو تین مین ہوئی اور بعضے کہتے ہین کہ راہ مین اونکا انتقال ہوا اور وہان سے لاش اونکی مکے مین لے گئے

احوال ابن ماجہ کا

نام انکا ابو عبد اللہ محمد بن یزید بن عبد اللہ بن ماجہ قزوینی ربعی ہی اور ربعی نسبت ہی طرف ربیعہ کے کہ نام ایک قبیلے کا ہی اور قزوین نام ایک شہر کا ہی عراق عجم مین اور یہ کتاب اونکی عمدہ تصانیف مین سے ہی اور صحاح ستہ مین بقول راجح داخل ہی اور جب اسکی تصنیف سے فارغ ہوئے ابو زرعہ رازی کے پاس لے گئے اونھون نے اس سنن کو دیکھکے کہا کہ اگر یہ کتاب کسی شخص کے ہاتھ لگیگی اکثر کتابین فن حدیث کی بیکار ہو جاوینگی اور واقعی یہ کتاب اختصار اور عدم تکرار مین بے نظیر ہی اور ابو زرعہ نے اس کتاب کی صحت کی شہادت دی اور کہا کہ غالب ہی کہ اوس مین کچھ تیس حدیث نہایت ضعیف موضوع ہونگی اور اس سنن مین بتیس کتابین ہین اونمین ایک ہزار پانسو باب ہین اور سب حدیثین اوسکی چار ہزار ہین اور صحیح یہ ہی کہ ماجہ انکی ماں کا نام تھا اور عبد اللہ دادا انکے صحابی تھے سنہ دو سو اور نو ہجری مین پیدا ہوے اور بہت مشائخ حدیث سے استفادہ کیا اور بخوبی اس فن سے مطلع ہوئے اور وفات انکی دوشنبہ کے روز سنہ دو سو تہتر ہجری مین بائیسوین تاریخ رمضان مین ہوئی فقط

بیان تقلید کا

جاننا چاہیے کہ بعض محققین نے تقلید مذہب معین کو مذاہب اربعہ مین سے واجب کیا ہی اور بعضون نے مستحسن تو موافقت دونون قولون کی لیکن اسی طور پر ہی کہ جو شخص عالم فن حدیث کا ہووے اور چارون مذہب کے ماخذ اور اصول سے واقف ہو کلام اللہ کی آیات منسوخہ اور غیر منسوخہ اور معانی اونکی مین بخوبی مطلع ہووے اور معرفت ضعف حدیث اور صحت مین بہرہ تام ہو کیفیت رواۃ سے آگاہ ہو بہت احادیث اوسکو مستحضر ہون اکثر کتابین حدیث کی اوسکے مطالعے سے گذرین ہون تو ان سب صورتون کا جو شخص جامع ہووے اوسکو تقلید مذہب معین کرنا مستحسن ہی اور جس شخص مین یہ شرائط متحقق نہین تقلید کا وجوب اوسیکے حق مین ہی اور اس زمانے مین ایسا شخص جو اون شرائط مذکورہ کا جامع ہووے اکثر مقامون مین متحقق نہین اگرچہ ممکن الوجود بامکان عقلی ہی اور تقلید ائمہ مجتہدین مسائل شرعیہ مین در حقیقت اطاعت خدا اور رسول مین داخل ہی فرمایا اللہ تعالی نے أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ اور اسیواسطے مفسرین نے أُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ سے امرا اور سلاطین مسلمین مراد لیے ہین یا مجتہدین شریعت چنانچہ بیضاوی مین ہی کہ اسکی تائید کرتا ہی قول اللہ تعالی کا

فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ سو اسکے اسعاد کو جائز نہین لہ برائے اپنے مجتہد سے متم
بخلاف امراکے اور عبارت اوسکی یہ ہی وَهُوَ يُؤَيِّدُ الْوَجْهَ الْاَوَّلَ اِذْ لَيْسَ لِلْمُقَلِّدِ اَنْ يُّنَازِعَ الْمُجْتَهِدَ
فِيْ حُكْمِهٖ بِخِلَافِ الْمَرْءُوْسِ اتمت کیونکہ اطاعت علمائے اہل اجتہاد کی اطاعت خدا اور رسول کی ہوگی حال آنکہ وہ لوگ
حاملان علم نبوت اور شارحان کتاب و سنت ہین اور قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ اور
عُلَمَاءُ اُمَّتِيْ كَاَنْبِيَاءِ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ اسی مضمون پر دلالت کرتا ہی اور وہ جو بعض جہلا اعتراض کرتے ہین کہ تقلید ابی حنیفہ
اور شافعی وغیرہ کی ایسی ہی جیسے مشرکین تقلید اپنے آبا و اجداد کی کرتے ہین جواب اوسکا یہ ہی کہ قیاس اس تقلید کا مشرکین کی
تقلید پر قیاس مع الفارق ہی کیونکہ مجتہدین کو مقلدین وسائط بلوغ علم نبوت و وسائل وصول احکام شریعت سمجھکر تقلید کرتے ہین نہ
بالاستقلال انکو مصدر احکام جانتے ہین امام ابو جعفر نے بسند متصل نقل کیا ہی کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ ہم
اخذ کرتے ہین اول ساتھ کتاب کے پھر ساتھ سنت کے پھر ساتھ قضایا اصحاب کے اور عمل کرتے ہین ہم جسپر اتفاق ہوتا ہی صحابہ کا اور
جسمین کہ اختلاف ہوتا ہی صحابہ کا اوسکو قیاس کرتے ہین اوس مسئلے پر اور روایت کیا بیہقی نے مدخل مین بسند صحیح حضرت امام
ابو حنیفہ سے عَنْ اَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا حَنِيْفَةَ يَقُوْلُ اِذَا جَاءَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَى الرَّاْسِ وَالْعَيْنِ وَاِذَا جَاءَ عَنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَخْتَارُ مِنْ قَوْلِهِمْ
وَاِذَا جَاءَ مِنَ التَّابِعِيْنَ زَاحَمْنَاهُمْ یعنی جو قول پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو تو وہ سر اور آنکھون پر اور جبکہ قول صحابہ سے
اوسمین اختیار کرتے ہین ہم اور جبکہ قول تابعین سے آیا ہووے تو اونکی مزاحمت کرتے ہین یعنی اوسمین کلام کرتے ہین اور قیاس کو دخل
دیتے ہین اور کس طرح حضرت امام صاحب تابعین کے قول مین مزاحمت نہ کرینگے کیونکہ خود بھی تابعین مین سے ہین اور روضۃ العلما
مذکور ہی اِتْرُكُوْا قَوْلِيْ بِخَبَرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یعنی فرمایا امام صاحب نے ترک کرو قول میرا ساتھ حدیث
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور فرمایا اِذَا صَحَّ الْحَدِيْثُ فَهُوَ مَذْهَبِيْ یعنی جب صحیح ہوجاوے حدیث تو وہی میرا مذہب
اور میزان شعرانی مین ہی کہ اصحاب ابو حنیفہ کے متفق ہین کہ حدیث ہرچند اسناد اوسکا ضعیف ہو مقدم اور اولی ہی قیاس
اور اجتہاد سے اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے بدون ضرورت کے عمل قیاس پر ہرگز نہین کیا اور میزان شعرانی مین ہی وَمَا طَعَنَ
اَحَدٌ فِيْ قَوْلٍ مِّنْ اَقْوَالِهِمْ اِلَّا لِجَهْلِهٖ بِهٖ اِمَّا مِنْ حَيْثُ دَلِيْلِهٖ وَاِمَّا مِنْ حَيْثُ دِقَّةِ مَدَارِكِهٖ عَلَيْهِ
لَا سِيَّمَا الْاِمَامُ الْاَعْظَمُ اَبُوْ حَنِيْفَةَ الَّذِيْ اَجْمَعَ السَّلَفُ وَالْخَلَفُ عَلٰى عِلْمِهٖ وَوَرَعِهٖ وَعِبَادَتِهٖ وَدِقَّةِ
مَدَارِكِهٖ وَاسْتِنْبَاطَاتِهٖ وَحَاشَاهُ مِنَ الْقَوْلِ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ بِالرَّاْيِ الَّذِيْ لَا يَشْهَدُ لَهٗ ظَاهِرُ كِتَابٍ
وَلَا سُنَّةٍ یعنی نہین طعن کیا کسینے بیچ کسی قول کے اقوال مجتہدین سے مگر جاہلون نے اوس قول کے کہ جاہل رہے اوسکی دلیل سے یا دقت اور
باریکی اوسکی سے خصوصا امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کہ اجماع کیا سلف اور خلف نے اونکے علم اور ورع اور عبادت اور دقت
مدارک اور استنباطات اونکے پر اور بچے قول سے دین خدا مین اوس رائے سے کہ نہین شہادت کی ہو اوسکی کتاب یا سنت نے اور لیکن
وجوب تقلید کا واسطے غیر مجتہد کے تو اتفاق کیا اوسپر علمائے امت نے کہا جلال الدین محلی نے شرح جمع الجوامع مین یَجِبُ عَلَى
الْعَامِّيِّ وَغَيْرِهٖ مِمَّنْ لَّمْ يَبْلُغْ مَرْتَبَةَ الْاِجْتِهَادِ اِلْتِزَامُ مَذْهَبٍ مُّعَيَّنٍ مِّنْ مَّذَاهِبِ الْمُجْتَهِدِيْنَ اسی یعنی

صحت کو نہین پہونچا یہ مضمون فتح الباری مین ہی ص مگر امام شافعی کے نزدیک اگر ایک بال یا دو بال کا بھی مسح کریگا
درست ہوجاویگا اور امام مالک کے نزدیک تمام سر کا مسح فرض ہی اور مسح چوتھائی ڈاڑھی کا امام اعظم صاحب کے نزدیک
فرض ہی اور امام ابو یوسف کے نزدیک تمام داڑھی کا مسح فرض ہی اور مشہور روایت مین امام ابو حنیفہ سے ساری داڑھی کا
مسح فرض ہی اور یہی صحیح اور مختار ہی اور مسح کہتے ہین تر ہاتھ کو اوس عضو پر جسکا مسح کرنا ہی پہونچانا چاہیے نیا پانی برتن سے
لے یا جو تری اعضا کے دھونے سے باقی ہو اوس سے مسح کرے اور جو تری ہاتھ مین بعد مسح کرنے کسی عضو کے باقی رہے یا ہاتھ
کو اعضاے مغسولہ یا ممسوحہ سے تر کیا اور اوس سے مسح کرے جائز نہوگا اور ایسا ہی موزے کے مسح مین آویگا اگر بعد مسح کے سر منڈواوے دوبارہ
مسح کرنا لازم نہ آویگا یا وضو کیا اور پھر ناخون کٹوائے اونھی جگہہ کا پھر دھونا واجب نہین اور سنت وضو مین چودہ ہین پہلے دھونا ہاتھ کا
بند دست تک ف کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب جاگے تم مین سے کوئی تو نہ ڈالے اپنا ہاتھ پانی مین جب تک
اوسکو تین بار نہ دھوے اسواسطے کہ وہ نہین جانتا کہ کہان رہا ہاتھ اوسکا یعنی پاک جگہہ یا ناپاک جگہہ روایت کیا اسکو بخاری
اور مسلم نے ابو ہریرہ رضہ سے ص اور یہہ دھونا بعض مشایخ کے نزدیک قبل استنجے کے ہی اور بعضون کے نزدیک بعد استنجے کے
اور بعضون کے نزدیک قبل استنجے کے بھی دھووے اور بعد اوسکے بھی دھووے ف درمختار مین اسیکو اختیار کیا ہی کہ قبل استنجے کے
بھی دھووے اور بعد اوسکے بھی دھووے ص اور دھونے کا طریق یہہ ہی کہ برتن کو پہلے بائین ہاتھ مین لیکر داہنا ہاتھ دھووے
اور پھر داہنے مین لیکر بائین ہاتھ کو دھووے تین تین بار اگر برتن چھوٹا ہو اور اوٹھ سکے اور اگر برتن بڑا ہی کہ اوٹھانا اوسکا ممکن
نہین تو کسی چھوٹے برتن سے پانی نکال کے دھووے جیسا کہ اوپر ذکر کیا اور اگر چھوٹا برتن نہو تو بائین ہاتھ کی انگلیونکو
ملاکے اوسمین ڈالے اور ہتھیلی داخل نکرے اور پانی نکال کے داہنے ہاتھ پر ڈالے اور انگلیون کو آپس مین خوب ملے اسی طرح تین
بار کرے بعد اوسکے داہنے ہاتھ کو اچھی طرح ڈالکے پانی نکالے اور اس حدیث مین جو ہاتھ ڈالنے سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے منع کیا ہی یہ جب ہی کہ برتن چھوٹا ہو یا بڑا ہو اور اوسکے ساتھ چھوٹا برتن بھی ہو لیکن جب کہ برتن بڑا ہو اور اوسکے ساتھ چھوٹا
برتن نہو تو منع یہہ ہی کہ خوب مبالغے کے ساتھ ہاتھ ڈالکے پانی کو نکالے یہ سب صورتین جب ہین کہ اوسکے ہاتھون مین نجاست
نہو اور اگر نجاست ہو تو پہلے ہاتھون کو دھونا نجاست سے بغیر اس بات کے کہ پانی نجس ہو ضرور ہی دوسرے شروع مین وضو کے اللہ کا
نام لینا ف جیسے بسم اللہ العظیم والحمد للہ علی دین الاسلام کہنا ایسا ہی ہی درمختار مین کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے کہ جسنے اول وضو مین ذکر خدا کا کیا پاک ہوویگا تمام بدن اوسکا اور جو ذکر خدا کا نہ کیا پاک نہوویگا مگر مقام وضو اوسکا روایت کیا
اسکو دارقطنی نے ابو ہریرہ رضہ سے اور ابو الشیخ نے اور روایت کیا اسکو بیہقی نے اور دارقطنی نے عبد اللہ بن مسعود رضہ سے اور ضعیف کیا
اسکو اور روایت کیا ان دونون نے اسکو ابن عباس رضہ سے اور ضعیف کیا اوسکو اور شیرازی نے القاب مین بات سند اسکے ابن سے کچھ زیادہ
کرے اور اوسکو بھی ضعیف کیا اہل حدیث نے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وضو نہین اوسکا جسنے نہ ذکر کیا نام اللہ کا
اوپر روایت کیا اسکو ترمذی اور ابن ماجہ اور احمد اور ابو داود نے ابو ہریرہ سے اور دارمی نے بات اسکے اور مراد اس سے یہہ ہی کہ وضو
اوسکا کامل نہین اور بہت سے اسکو مستحب لکھا ہی اور اس باب مین روایتین ہین چند صحابہ سے ص تیسرے مسواک کرنا ف
کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ مسواک کیا کرتے تھے اور فرمایا حضرت نے کہ اگر نہ شاق ہوتا میری امت پر البتہ

حکم کرتا مین اون کو ساتھ مسواک کے نزدیک ہر وضوء کے روایت کیا اسکو نسائی اور ابن خزیمہ نے اور کہا حاکم نے کہ یہ حدیث
صحیح ہے اور روایت کیا اسکو بخاری نے بغیر اسناد کے اور جب مسواک نہو تو انگلی سے دانتون کو ملے اور یہ حدیث مین ثابت ہے
(اور ایسی روایت کو حدیث معلق کہتے ہین)
کذا فی الہدایہ یعنی **ص** چوتھے تین بار کلی کرنا پانچوین تین بار ناک مین پانی ڈالنا اور کلی کے واسطے تین بار جدا پانی لے
اور پھر ناک مین ڈالنے کے واسطے تین بار لے اور امام شافعی کے نزدیک کلی کرے اور ناک مین پانی ڈالے ایک چلو پھر اسی طرح
پھر اسی طرح تین بار **ف** دلیل ہماری یہ ہے کہ روایت کی ترمذی اور نسائی نے حضرت علی رضی سے کہ انھون نے وضوء کیا سو دھوئے
دونون کف پہونچون تک کہ صاف کیا اونکو پھر کلی کی تین بار اور ناک مین پانی ڈالا تین بار آخر تک کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث حسن
صحیح ہے اور روایت کی ابو داود نے طلحہ کے دادا سے کہا کہ داخل ہوا مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ وضوء کرتے تھے
اور پانی بہتا تھا منہ اور داڑھی اونکی سے سینہ پر تو دیکھا مینے اونکو کہ آپ جدائی کرتے تھے درمیان کلی اور ناک مین پانی ڈالنے کے اور
روایت کیا اسکو طبرانی نے اور وضوء کے باب مین بائیس صحابیون سے روایت کی گئی ہے اور وہ یہ ہین عبد اللہ بیٹے زید کے روایت
کی انسے بخاری و مسلم و ابو داود و نسائی و ابن ماجہ نے اور عثمان رضی روایت کی انسے بخاری و مسلم نے اور ابن عباس رضی روایت کی انسے بخاری نے
اور مغیرہ رضی روایت کی انسے بخاری نے اور حضرت علی رضی روایت کی انسے ابو داود و نسائی وغیرہما نے اور مقدام رضی روایت کی انسے
ابو داود نے اور ابو مالک اشعری روایت کی انسے عبد الرزاق اور احمد اور ابن ابی شیبہ و ابن اسحق نے اور ابو بکرہ روایت کی انسے
بزار نے اور ابو ہریرہ رضی روایت کی انسے احمد و ابو یعلی نے اور وائل بن حجر روایت کی انسے ترمذی نے اور جبیر بن نفیر روایت کی انسے
ابن حبان نے اور ابو امامہ روایت کی انسے احمد نے اور ابو کامل اور ربیع بیٹی معوذ کے روایت کی انسے ابو داود نے اور عائشہ رضی روایت کی انسے
دارقطنی نے اور عبد اللہ بن انیس روایت کی انسے طبرانی نے اور عبد اللہ بن عمرو بن العاص روایت کی انسے ابو داود نے اور باقی صحابیونکا
نام اور تفصیل فتح القدیر مین ہے **ص** چھٹے داڑھی کا خلال کرنا **ف** اس طرح پر کہ انگلیون کو نیچے داڑھی کے کرکے باہر
نکالے کیونکہ روایت کی ترمذی نے عثمان رضی سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خلال کرتے تھے اپنی داڑھی کا اور کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث
حسن صحیح ہے اور کہا بخاری نے کہ یہ حدیث اصح ہے اس باب مین اور صحیح کیا اسکو ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اور روایت کیا اسکو ابن ماجہ
نے اور یہ حدیث عثمان رضی کی کہا احمد نے کہ یہ صحیح تر ہے سب حدیثون کی اور ابن حزم نے اس حدیث کو ضعیف کیا اور کہا کہ اسناد مین
اسکی اسرائیل ہے اور وہ قوی نہین اور ایک مقام مین کہا ہے کہ عامر بن شقیق بھی اسکی اسناد مین ضعیف ہے اور یہ قول باطل ہے کیونکہ اسرائیل
بیٹا یونس کا حجت پکڑی ہے اوس سے بخاری و مسلم نے اور باقی ابو داود اور ترمذی اور ابن ماجہ وغیرہم نے اور ثقہ کہا ہے اوسکو
ایسے کہا ابو حاتم نے کہ وہ ثقہ ہے اصحاب ابی اسحق سے اور توثیق کی اوسکی ایک جماعت نقادین حدیث نے مثل یحیی بن معین
اور احمد بن حنبل کے اور احمد تعجب کرتے تھے اونکی حفظ اور یاد سے اور ابن حزم کو یہ دھوکا ہوا کہ امام احمد نے کہا ہے کہ روایت بیٹے اسمعیل
کی اسرائیل سے انھون نے ابی اسحق سے اوسمین ضعف ہے اور آخر عمر مین سنا ہے اور یہ حدیث تو اوسکے بیٹے کی روایت سے نہین تو حجت ہوگی اور عامر بیٹا
شقیق کا کہا نسائی نے کہ کچھ حرج نہین ساتھ اوسکے اور روایت کی اوس سے چارون عالمون نے اور یحیی بن معین اور ابو حاتم نے ضعیف کیا اوسکو
اور بخاری اور احمد اور حاکم نے صحیح کیا اس حدیث کو اور حاکم نے کہا کہ اسکے واسطے اور بھی شواہد ہین عمار کی حدیث سے اور انس سے اور عائشہ سے پھر اونکی
سب کی حدیثین نقل کین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وضوء کیا اور خلال کیا اپنی داڑھی کا اور روایت کی ابو داود نے انس سے کہ تھے جب حضرت وضوء کرتے

لیتے تھے ایک کف پانی اور لاتے تھے اوسکو نیچے ٹھوڑی اپنی کے اور خلال کرتے تھے داڑھی اپنی کا اور فرماتے تھے کہ ایسا
ہی حکم کیا مجکو خدا نے اور اس حدیث کو روایت کیا حاکم نے بھی جیسا کہ آگے آویگا اور ابن حزم نے اسپر اعتراض کیا ہی کہ اسناد مین
اسکی ولید بیٹا زوران کا مجہول ہی اور ایساہی کہا ابن القطان نے اور یہ تعلیل ضعیف ہی کیونکہ روایت کی اس ولید سے جعفر بن برقان
اور حجاج بن منہال اور بہت لوگون نے اور کسی طرح کی جرح اوسمین معلوم نہین ہوئی اور روایت کیا اس حدیث کو محمد بن یحیی ذہلی
نے کتاب علل حدیث زہری مین کہا انھون نے حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ خَالِدٍ الصَّفَّارُ مِنْ اَصْلِہٖ وَکَانَ صَدُوْقًا
ثنا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ انا الزُّبَیْدِیُّ عَنِ الزُّھْرِیِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
تَوَضَّأَ فَاَدْخَلَ اَصَابِعَہٗ تَحْتَ لِحْیَتِہٖ فَخَلَّلَھَا بِاَصَابِعِہٖ ثُمَّ قَالَ ھٰکَذَا اَمَرَنِیْ رَبِّیْ عَزَّ وَجَلَّ کہا ابن
القیم نے شرح سنن ابوداود مین ھٰذَا اِسْنَادٌ صَحِیْحٌ یعنی یہ سند صحیح ہی اور روایت کیا طبرانی نے معجم کبیر مین انس رض سے اس
حدیث کو روایت ابی حفص عبدی سے انھون نے ثابت سے انھون نے انس سے اور ابو حفص ثقہ کہا اوسکو احمد نے اور توثیق کی اوسکی
یحیی بن معین نے اور کہا عبدالصمد بن عبدالوارث نے کہ ثقہ ہی اور زیادہ ہی ثقہ سے اور یہ تین طریقے اس حدیث کے اچھے ہین اور تین طریقے
اس حدیث کے ضعیف ہین پہلا طریقہ جو روایت ہی سنن ابن ماجہ مین حضرت انس سے کہ تھے حضرت صلعم جب وضو کرتے تو خلال کرتے اپنی
داڑھی کا اور کھولتے تھے انگلیون اپنی کو دوبار تو اسناد مین اس حدیث کی دارقطنی نے کہا کہ ابو النضر ترک کردی گئی ہی حدیث اوسکی اور کہا نسائی
نے کہ یزید رقاشی متروک ہی دوسرا طریقہ جو روایت کی ابن عدی نے ہاشم بن سعد سے انھون نے محمد بن زیاد سے انھون نے انس سے کہ تھے حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم آخر حدیث تک پھر کہا ابن عدی نے کہ ہاشم اتنا کہ روایت کرتا ہی اوسکو نہین متابعت کیا جاویگا اوسپر تیسرا طریقہ جو
روایت کی بیہقی نے اپنے سنن مین ابراہیم صائغ سے انھون نے ابی حازم سے انھون نے انس سے جیسا کہ گذرا اور اسمین ابو حازم مجہول ہی اور
روایت کی گئی حدیث ابن عباس کی روایت نافع سے کہ عقیلی نے کہا نہین روایت کی جاویگی اوسکے اوپر اور کہا ابوحاتم نے کہ
حدیث اوسکی منکر ہی اور روایت کیا اس حدیث کو طبرانی نے اوسط مین اور روایت ہی ابن عمر رض سے ایسا ہی روایت کیا اسکو
دارقطنی نے اور کہا سیوطی نے جامع صغیر مین کہ روایت کیا اسکو طبرانی نے بھی اوسط مین لیکن کہا دارقطنی نے کہ صحیح یہ ہی کہ
یہ حدیث موقوف ہی عبداللہ بیٹے عمر رض پر اور روایت ہی ابو ایوب انصاری سے کہا انھون نے دیکھا مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ وضو کیا
اور خلال کیا اپنی داڑھی کا روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور اسناد مین اوسکی ابو سورہ راوی ضعیف ہی کہا ترمذی نے کتاب العلل مین
کہ پوچھا مینے بخاری سے اس حدیث کو پس کہا کہ کچھ نہین لاشئی ہی سو مینے کہا کہ ابو سورہ کا نام کیا ہی بخاری نے کہا کہ مین نہین جانتا وہ کیا
کرتا ہی اوسکے پاس حدیثین منکر ہین اور کہا ترمذی نے اپنی جامع مین وَاَبُوْ سَوْرَۃَ الرَّاوِیْ یُضَعَّفُ فِی الْحَدِیْثِ یعنی
ابو سورہ راوی ضعیف کیا جاتا ہی حدیث مین اور نہین سماع ابو سورہ کو ابو ایوب سے ثابت نہین کہا ابن الہمام نے کہ ھُوَ ضَعِیْفٌ اور
بھی روایت ہی ابی امامہ سے روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف مین حدیث ابی غالب سے انھون نے ابی امامہ رض سے اور ابو غالب
ضعیف کیا اوسکو نسائی نے اور توثیق کی اوسکی دارقطنی نے اور کہا یحیی بن معین نے کہ وہ صالح الحدیث ہی اور صحیح کیا واسطے اوسکے ترمذی
نے اور کہا سیوطی نے کہ روایت کیا اوسکو طبرانی نے ابی امامہ سے اور روایت کی ابن عدی نے جابر رض سے کہ وضو کیا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے کئی بار سو دیکھا مینے انکو کہ خلال کرتے تھے داڑھی اپنی کا ساتھ انگلیون کے مانند دندانون کنگھی کے اور

اسناد میں اوسکی اصرم بن غیاث نیشاپوری کا متروک ہے کہا ابن القیم نے شرح ابوداؤد میں وحدیث جابر ضعیف ہے
یعنی حدیث جابر کی بہت ضعیف ہے اور روایت کی ابن عدی نے یاسین الزیات سے انھون نے ربعی بن خراش سے انھون نے
جریر سے جو صحابی ہین اور یاسین ترک کردی گئی ہے حدیث اوسکی ترک کیا اوسکو نسائی نے اور جماعت نے اور عائشہ کی حدیث
اسی باب میں مروی ہے مسند امام احمد میں اور وہ بھی ضعیف ہے اور بھی روایت کی طبرانی نے ابو الدرداء اور ام سلمہ اور
ابن ابی اوفی سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب وضو کرتے تھے خلال کرتے داڑھی اپنی کا اور یہ سب حدیثین ضعیف ہین
اور روایت کی بزار نے ابو بکرہ سے کہ آنحضرت صلعم نے وضو کیا اور خلال کیا اور بھی جو روایت کی ابن ابی شیبہ نے مصنف میں انس
سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آئے میرے پاس جبرئیل علیہ السلام سو کہا کہ اے محمد خلال کر داڑھی اپنی کا اور اسناد مین
اوسکی ہیثم راوی ضعیف ہے اور روایت ہے عمار سے کہا انھون نے دیکھا مین نے حضرت کو کہ خلال کرتے تھے اپنی داڑھی کا روایت کیا اوسکو
ترمذی اور حاکم اور ابن ماجہ نے اور ایسی ہی روایت کی طبرانی نے عبد الرزاق سے اونھون نے ابن عیینہ سے انھون نے عبد الکریم سے
انھون نے حسان بن بلال سے کہ عمار نے وضو کیا سو خلال کیا اپنی داڑھی کا سو کہا گیا کہ کیا ہے یہ کہا انھون نے کہ دیکھا مین نے حضرت کو کہ خلال
کرتے تھے اپنی داڑھی کا اور ابن حزم نے کہا کہ حسان راوی اسکا مجہول ہے اور یہ قول باطل ہے کیونکہ حسان سے بہت لوگون نے روایت
کی ہے کہا علی بن المدینی نے کہ وہ ثقہ تھا اور کسی نے اوسکو ضعیف نہین کیا اور لیکن عبد الکریم ضعیف ہے اور اوسنے حسان سے نہین سنا اسی حدیث کو
ایسا ہی کہا ابن عیینہ نے اور ذکر کیا حافظ ابن عساکر نے بخاری سے مانند اسکے اور کہا امام احمد نے کہ نہین ثابت ہے بیچ خلال کرنے داڑھی کے
کوئی حدیث اور روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے قتادہ سے انھون نے حسان سے اس حدیث کو اور یہ حدیث صحیح ہے جیسا کہا ابن ماجہ نے سنن مین
وَحَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي عُمَرَ ثنا سُفْيَانُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِي عَرُوْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ حَسَّانِ بْنِ بِلَالٍ عَنْ
عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَلِّلُ لِحْيَتَهُ اور اسناد اسکی صحیح ہے نزدیک میرے
واللہ اعلم اور روایت کی ابو عبید نے حجاج سے انھون نے شعبہ سے انھون نے عمرو بن ابی وہب خزاعی سے انھون نے موسی بن مروان بجلی سے
انھون نے طلحہ بن عبید اللہ سے انھون نے عائشہؓ سے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب وضو کرتے خلال کرتے اپنی داڑھی کا اور یہ حدیث
مسند امام احمد میں مروی ہے جیسا کہ اوپر گذرا **ص** ساتوین خلال دونون ہاتھون کی اونگلیون کا کرنا آٹھوین خلال دونون
پیر کی اونگلیون کا کرنا **ف** اسطرح پر کہ بائین ہاتھ کی چھنگلیا سے داہنے پانون کی چھنگلیا سے شروع کرے اور بائین
پیر کی چھنگلیا پر ختم کرے کیونکہ روایت کی ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ اور نسائی نے لقیط بن صبرہ سے کہ فرمایا حضرت صلعم
نے جب وضو کرے تو تو کامل کر اپنا وضو اور خلال کر اونگلیون کا اور مبالغہ کر ناک کے اندر پانی پہونچانے مین اگر روزہ دار
نہو تو کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن صحیح ہے اور ہدایہ مین جو حدیث لکھی ہے کہ فرمایا حضرت نے کہ خلال کرو اونگلیون کو تاکہ خلال
نکرے آگ جہنم کی درمیان اونکے سو اس حدیث کو دار قطنی نے روایت کیا ہے لیکن یہ حدیث ضعیف ہے اور اس باب مین بہت
ہی ابن عباسؓ سے روایت کی اونسے ترمذی اور ابن ماجہ نے اور مستورد بیٹے شداد سے روایت کی اونسے ابن خزیمہ نے اور حاکم اور
احمد اور ترمذی نے **ص** نوین ہر عضو کو تین بار دھونا **ف** کیونکہ روایت کی نسائی اور ابن خزیمہ نے کہ ایک گنوار نے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے طریق وضو کا پوچھا پس دکھلایا وضو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور دھویا ہر عضو کو تین تین بار اور فرمایا

کہ ایسا ہی وضو ہی اور جسنے کہ زیادہ کیا اوپر اسکے بُرا کیا اور جور اور ظلم کیا اور روایت کی ابو نعیم بن حماد نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو ایکبار یا دوبار یا تین بار پس اگر کم کیا اس سے یا زیادہ کیا تین بار دھونے پر سو اسنے خطا کی اور سند اسکی صحیح ہی ایسا ہی ہی مواہب لدنیہ مین اور انکے سوا بہت سی حدیثین ہر عضو کے تین بار دھونے مین آئی ہین اور ہدایہ مین جو اس مقام پر حدیث لکھی ہی تو وہ پائی نہین گئی کچھ ٹکڑا اوسکا دارقطنی نے ابن عمر سے روایت کی ہی اور ابن ماجہ نے ابی بن کعب سے اور دونون سندین ضعیف ہین ص دسوین سارے سر کا مسح کرنا ایک بار اور امام شافعی کے نزدیک تین بار سارے سر کا مسح سنت ہی اور جامع ترمذی مین حضرت علی سے روایت ہی کہ انھون نے وضو کیا اور مسح سر کا ایکبار کیا اور کہا ایسا ہی تھا وضو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ف اس حدیث کو ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہی لیکن یہ حدیث ضعیف ہی ایسا ہی کہا ابن الہمام نے اور بخاری اور مسلم کی صحیح حدیثین اس بات پر دلالت کرتی ہین کہ مسح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایکبار کرتے تھے اور سفر السعادت مین ہی کہ حضرت صلعم مسح کی تکرار کبھی نہین کرتے تھے اور ایک حدیث مین تکرار مسح کی آئی ہی لیکن وہ حدیث ضعیف ہی انتہی اور ہدایہ مین جو لکھا ہی کہ حضرت انس نے وضو کیا تین تین بار اور مسح کیا سر کا ایکبار اور کہا کہ یہ ہی وضو حضرت صلعم کا سو یہ حدیث زیلعی نے کہا کہ مینے نہین پائی اور بعض لوگون نے کہا ہی کہ طبرانی نے اسکو روایت کیا ہی اور معجم طبرانی مین اس حدیث کا کہین نشان نہین ایسا ہی کہا زیلعی نے اور یہ غلط ہی کیونکہ یہ حدیث معجم اوسط مین طبرانی کے موجود ہی مسند ابراہیم بغوی سے ص گیارھوین دونون کان کا مسح کرنا سر کے مسح کے پانی سے ف یعنی جو تری ہاتھون مین مسح سر کے باقی ہو اوسی سے دونون کانون کا مسح کرے اور نیا پانی نہ لیوے کیونکہ روایت کی ابن ماجہ اور دارقطنی نے ساتھ سند صحیح کے حضرت عبد اللہ بن زید اور ابن عباس سے کہ حضرت نے فرمایا کہ دونون کان سر مین سے ہین یعنی سر مین داخل ہین اور جب سر مین داخل ہوئے تو سر ہی مین جس پانی سے مسح کیا ہو وسی پانی سے کانون کا بھی مسح کرے اور موطا مین اور سنن نسائی مین روایت ہی عبد اللہ صنابحی سے کہ فرمایا حضرت نے کہ جب وضو کرتا ہی بندہ مومن باہر آتے ہین وقت کلی کرنے کے گناہ اوسکے مونہہ سے اور ناک مین پانی ڈالنے سے ناک سے اور مونہہ دھونے سے مونہہ سے یہان تک کہ پلکون کے نیچے سے بھی اور ہاتھ دھونے سے ہاتھ کے یہان تک کہ ناخنون کے نیچے سے بھی اور مسح سر سے یہان تک کہ کانون سے بھی اور اس حدیث مین اشارہ ہی کہ کان بھی سر مین داخل ہی اور یہ حدیث نہایت صحیح ہی اور پہلی حدیث کو ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے بھی ابو امامہ سے بھی روایت کیا ہی اور یہ حدیث ضعیف ہی کیونکہ اسناد مین اسکی شہر بیٹا حوشب کا ہی اور ضعیف کیا ہی اوسکو بعض لوگون نے اور ثقہ کہا ہی اوسکو اکثر لوگون نے ص اور امام شافعی کے نزدیک کانون کے مسح کیواسطے نیا پانی لیوے بارھوین نیت کرنا وضو کی شروع کرنے کے وقت ف یعنی نیت کرنا اس بات کی کہ مین وضو کرتا ہون واسطے رفع حدث کے اور پڑھنے نماز کے یا چھونے مصحف کے وغیرہ کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ یعنی سوا اسکے نہین کہ ثواب عملون کا ساتھ نیت کے ہی روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم نے حضرت عمر سے ص تیرھوین ترتیب سے کرنا وضو کا اسطرح پر کہ پہلے مونہہ کو دھووے پھر ہاتھ کو اسی طرح آخیر تک ف کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ ایسا ہی کیا ہی ص اور امام شافعی کے نزدیک نیت اور ترتیب دونون فرض ہین چودھوین پے در پے دھونا اعضا وضو کا کہ ایک خشک نہو جاوے اور امام مالک کے نزدیک یہ فرض ہی اور ان سب کے سنت ہونے پر ہمیشگی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حجت ہی اور مستحب

وضو میں دو چیزیں ہیں پہلے شروع کرنا دھونے میں اعضا کے داہنی طرف سے اور اسکا نام تیامن ہے **ف** مثلاً پہلے داہنا ہاتھ دھووے پیچھے بایان ہاتھ اسی طرح کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ دوست رکھتا ہے تیامن کو ہر شے میں یہانتک کہ وضو میں اور جوتا پہننے میں اور کنگھی کرنے میں اور سب کاموں میں روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور روایت کی ابو داؤد اور ابن ماجہ اور ابن خزیمہ اور ابن حبان نے کہ فرمایا حضرت نے جب وضو کرو تم سو شروع کرو ساتھ داہنی طرف کے اور فتح القدیر میں ہے کہ سنتوں میں داخل ہے **ص** دوسرے گردن کا مسح کرنا کیونکہ حضرت نے مسح کیا ہے گردن پر **ف** پیٹھ سے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں سے کذا فی فتح القدیر کیونکہ روایت کی ترمذی نے وائل سے کہ حضرت نے مسح کیا سر کا پھر کیا کانوں کا تین بار پھر ظاہر گردن کا تین بار اور حدیث چند طریقوں سے مروی ہے تو حسن ہوئی لیکن مسح گردن کا مستحب ہے

فصل بیان میں اون چیزون کے جو وضو کو باطل کرتی ہین

جو چیز وضو کو توڑتی ہے اوسکو ناقض وضو کہتے ہیں اور ناقض وضو کی بارہ چیزیں ہین **ص** پہلے نکلنا کسی چیز کا آگے سے یا پیچھے سے برابر ہے کہ وہ چیز معتاد ہو **ف** یعنی اوسکے نکلنے کی عادت ہو جیسے کہ پیچھے سے باؤ یا کیڑا نکلے **ص** یا غیر معتاد **ف** یعنی اوسکے نکلنے کی عادت نہو **ص** جیسے کیڑا یا پتھر قُبل سے یا ذکر سے نکلا اسمین اختلاف مشایخ کا ہے **ف** در مختار مین اسکو اختیار کیا ہے کہ سب صورتون مین ٹوٹ جاویگا کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہے اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ یعنی ٹوٹ جاتا ہے وضو جب کہ آیا ہو تم میں سے کوئی پاخانے سے اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لَا وُضُوْءَ اِلَّا مِنْ صَوْتٍ اَوْ رِيْحٍ یعنی نہیں ہے وضو مگر آواز سے یا بو سے باؤ کی روایت کیا اسکو ترمذی اور احمد نے اور کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے ابی ہریرہ سے اور آیت دلالت کرتی ہے کہ جو معتاد ہے اوس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے نہ غیر معتاد سے اور امام مالک رح کا مذہب یہی ہے کہ غیر معتاد سے نہیں ٹوٹتا لیکن ہمارے امام اور اکثر لوگون کے نزدیک ٹوٹ جاتا ہے کیونکہ روایت کی بخاری مسلم ابو داؤد وغیرہم نے عائشہ رضی سے بیچ استحاضہ کے تحقیق حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا فاطمہ بیٹی ابی جبیش کو کہ دھو اپنے سے خون اور وضو کر واسطے ہر نماز کے اور جو روایت کی دارقطنی اور بیہقی نے ابن عباس رض سے کہ فرمایا حضرت نے وضو اوس سے ہے جو نکلے اور نہین ہے اوس سے جو داخل ہو جاوے سو یہ حدیث ضعیف ہے اور اسناد مین اوسکی دو شخص ضعیف ہین اور بہاتے مین جو حدیث لکھی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پوچھے گئے کہ حدث کیا چیز ہے فرمایا جو نکلے آگے یا پیچھے سے یہ بھی ضعیف ہے اور اوسکے تخریج کا نام نہیں معلوم ہوا **ص** دوسرے نکلنا کسی چیز کا اگر نجس ہو سوا ان دو راہوں کے مانند خون اور پیپ کے جب بہ آوے اوس جگہ تک جسکا دھونا وضو یا غسل میں واجب ہے **ف** کیونکہ روایت کی بخاری اور مسلم نے عائشہ رضی سے کہا آئی فاطمہ بیٹی ابی جبیش کی طرف حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پس کہا کہ میں مستحاضہ ہوتی ہون اور نہیں پاک ہوتی ہون کسی طرح کیا چھوڑ دون مین نماز کو فرمایا حضرت نے نہیں اور یہ ایک رگ ہے اور حیض نہیں پس جب کہ حیض کے دن آئے تو چھوڑ دے تو نماز کو اور جب دن حیض کے ختم ہون پس دھو تو اپنے سے خونکو اور نماز پڑھ اور وضو کر واسطے ہر نماز کے جب کہ آئے وقت تو حضرت نے دیکھو خون نکلنے سے وضو کا حکم کیا لیکن اس جگہ کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہ تو حضرت نے اسواسطے حکم فرمایا تھا کہ وہ قُبل سے نکلتا تھا اور یہ دو راہوں سے جب نکلے اوسکی تائید مین یہ حدیث نہیں تو جواب اوسکا یہ ہے کہ اول تو قیاس کیا ہمنے اور جگہ کے خون کو اس

خون پر اور اگر نجاست ہو تو دلیل لاتے ہین ہم ساتھ اوسکے جو روایت کی امام مالک نے موطا مین ساتھ سند صحیح کے عبداللہ بن عمرؓ
سے کہ اونکی نکسیر پھوٹتی تھی تو وہ پھرتے تھے اور وضو کرتے تھے پھر بنا کرتے تھے اوس نماز پر جو پڑھی تھی اور ایسی ہی روایت
ہے علیؓ اور ابی بکرؓ اور سلمانؓ اور ابن عباسؓ سے اور ایسی ہی روایت کی مالک نے سعید بن المسیب سے اور حدیثین جتنی اس باب مین
آئی ہین سب ضعیف ہین اور وہ جو حدیث ہدایہ مین لکھی ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ وضو ہر خون بہنے والے سے ہے سو روایت کیا ہے اسکو
دارقطنی اور ابن عدی نے اور دونون کی سندین ضعیف ہین اور دوسری حدیث جو ہدایہ مین لکھی ہے کہ فرمایا حضرتؐ نے جو شخص
قے کرے یا نکسیر پھوٹے نماز مین اوسکی پس چاہیے کہ پھرے اور بنا کرے اپنی نماز پر جب تک کہ بات نکرے اوسکو ابن ماجہ نے عائشہؓ
سے روایت کیا ہے اور یہ بھی حدیث ضعیف ہے اور دارقطنی نے روایت کیا اوسکو اور ضعیف کیا اوسکو اور عبدالرزاق نے مصنف
مین مانند اسکے روایت کی حضرت علیؓ سے اور وہ بھی ضعیف ہے کیونکہ اسناد مین اوسکی حارث ہے کہا شعبی نے کہ وہ کذاب ہے ص اور
امام شافعی کے نزدیک حیوان کے راہون کے سوا اور جگہہ سے نکلے اوس سے وضو نہین ٹوٹتا ف اور یہی مذہب امام مالکؒ کا ہے
اور امام احمدؒ کا مذہب یہ ہے کہ اگر تھوڑا ہو تو نہین ٹوٹتا اور بہت ہو تو ٹوٹ جاویگا امام شافعیؒ کی طرف سے کہتے ہین روایت ہے
کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قے کی اور وضو نکیا اور یہی حدیث ہدایہ مین لکھی ہے جواب یہ ہے کہ اس حدیث کا پتا نہین کہ کس کتاب مین
ہے اور کہتے ہین کہ روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگائے اور وضو نکیا اس سے معلوم ہوا کہ خون نکلنے سے وضو نہین جاتا
جواب یہ ہے کہ اس حدیث کو دارقطنی اور بیہقی نے انسؓ سے روایت کیا ہے اور اوسکی اسناد مین صالح بیٹا مقاتل کا ضعیف ہے
کہا دارقطنی نے کہ قوی نہین اور کہا ائمہ حدیث نے کہ ضعیف ہے اور امام احمد کی دلیل یہ ہے کہ فرمایا حضرتؐ نے نہین ہے
ایک قطرے یا دو قطرے خون مین وضو مگر یہ کہ ہو بہتا ہوا تو اس سے معلوم ہوا کہ تھوڑے خون نکلنے سے وضو نہین جواب
یہ ہے کہ روایت کیا اوسکو دارقطنی نے ابی ہریرہؓ سے اور یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ اسناد مین اوسکی محمد بیٹا فضل بیٹا عطیہ کا کہا احمد اور
یحیی اور ابن حبان نے کہ وہ کذاب ہے اور یہ جو حدیث ہدایہ مین لکھی ہے اَلْقَلَسُ حَدَثٌ یعنی قے حدث ہے تو روایت کیا اوسکو
دارقطنی نے دو طریقون سے اور دونون طریقے ضعیف ہین تو اب جاننا چاہیے کہ اس باب مین حدیث عبداللہ بیٹے عمرؓ کی جو
اوپر ذکر کی وہی حدیث صحیح ہے اور بھی امام شافعی کی طرف سے دلیل لاتے ہین کہ روایت ہے سعید بن المسیب سے جو بڑے تابعین
مین سے ہین کہ نکسیر پھوٹتی تھی اونکی یہان تک کہ رنگین ہو جاتی تھین اونگلیان اونکی خون سے اور وہ نماز پڑھتے تھے اور وضو
نہین کرتے تھے اور جواب اوسکا یہ ہے کہ اسکو روایت کیا مالک نے موطا مین اور امام مالک نے ایک روایت مین اسکے خلاف سعید
بن المسیب سے نقل کی ہے اور جب دونون متعارض ہوئین تو احتیاط جسمین ہو اوسپر عمل کرنا چاہیے اور احتیاط اسمین ہے کہ وضو
کرے ص تو اگر نہ بہے بلکہ اپنے مقام پر جم جاوے تو وضو نہ ٹوٹیگا اور امام زفرؒ کے نزدیک ٹوٹ جاویگا ف ہمارے نزدیک
اسواسطے وضو نہین ٹوٹیگا کہ حدث نکلنے مین یہ بھی شرط ہے کہ بہتا ہوا ہو اور نجس ہو اور یہ خون نجس نہین ص اور اگر زخم کو دبایا اور
اوس سے خون نکلا اور بہ کر تجاوز کر گیا اور اگر نہ نچوڑتا تو تجاوز نکرتا وضو نہ ٹوٹے گا اور اگر کسی چیز کو دانت سے کاٹا اور اثر خون
کا دیکھا یا خلال کیا اور لکڑی پر خون ظاہر ہوا یا ناک مین اونگلی کی اور اونگلی پر خون دیکھا یا ناک جھاڑی اور اوسمین سے
خون جما ہوا مثل دانے مسور کے نکلا ان سب صورتون مین وضو نہ ٹوٹیگا ف اسواسطے کہ بہتا ہوا نہین ہے اور نجس وہی خون ہے

جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا یا خون بہتا ہوا ص اور امام زفر کے نزدیک ٹوٹ جاویگا اور اسی طرح
اگر سوئی چبھو دی اور خون اوس مقام تک چڑھ آیا لیکن بہا نہیں وضو نہ ٹوٹیگا اور اگر بہا تو ٹوٹ جاویگا کیونکہ نجس وہی خون ہے
جو بہتا ہوا ہو اور اسی طرح اگر آنکھ کے اندر آبلہ ہوا اور پھر پوست اوتار دیا جاوے اور پیپ نکلے مگر آنکھ کے اندر رہے وضو
نہ ٹوٹیگا اور اگر باہر نکل آوے تو ٹوٹ جاویگا اسواسطے کہ جو اندر آنکھ کے ہے اوسکا پاک کرنا یا دھونا غسل اور وضو میں واجب نہیں
اور اگر فصد لی اور نکلا بہت سا خون لیکن زخم کی جگہ نہ بھری تو وضو ٹوٹ جاویگا ہمارے نزدیک بہتر ہے اگر خون تھوک کے
برابر ہو اسطرح پر کہ تھوک سرخ ہو جاوے اور اگر تھوک خون سے زیادہ ہووے اور تھوک زرد ہو جاوے وضو نہ ٹوٹیگا جو چڑھے بلغم یا کھانا یا خون
بندھا ہوا اور مونھ بھر کے ہووے اور اگر بلغم اترے یا پیٹ سے چڑھے وضو نہیں ٹوٹتا اور ابو یوسف کے نزدیک اگر پیٹ سے
چڑھے اور مونھ بھر کے ہووے وضو ٹوٹ جاویگا لیکن اگر سر سے اترے تو اونکے نزدیک بھی نہ ٹوٹیگا ف وضو قے سے
اسواسطے ٹوٹ جاتا ہے کہ روایت کی ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی نے ساتھ سند صحیح کے ابی الدرداء سے تحقیق آنحضرت نے
قے کی پس وضو کیا معدان کہتے ہیں کہ مینے ملاقات کی ثوبان کی مسجد دمشق میں سو مینے اون سے یہ ذکر کیا کہا اونھوں نے سچ کہا
ابا الدرداء نے مینے پانی حضرت کے وضو کا ڈالا تھا کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث صحیح تر ہے حدیثوں کی بیچ اس باب کے اور امام شافعی اور
مالک کے نزدیک قے سے وضو لازم نہیں جیسا کہ گذرا اور دلیل لاتے ہیں کہ روایت ہے ثوبان سے تحقیق حضرت نے قے کی پس پانی
منگوایا پھر وضو کیا تو مینے کہا کہ اے رسول اللہ کیا فرض ہے وضو قے سے فرمایا حضرت نے اگر فرض ہوتا تو پاتا تو اوسکو قرآن میں تو
اس سے معلوم ہوا کہ قے کرنے سے وضو واجب نہیں بلکہ اگر وضو نکریگا نماز درست ہو جاویگی تو جواب اسکا یہ ہے کہ اس حدیث کو
دارقطنی نے روایت کیا ہے اور اوسکی اسناد میں عتبہ بیٹا سکن کا ہے حدیث اوسکی ترک کر دی گئی ہے کہا بیہقی نے کہ اوسکی طرف نسبت
وضع حدیث کی ہے اور بلغم سے اسواسطے وضو نہیں کہ وہ مانند تھوک کے غیر نجس ہے ص پوشیدہ نرہے کہ اگر تھوڑی تھوڑی قے کی ایسی
کہ اگر جمع کیجاوے تو مونھ بھر کے ہووے سو تین امام ابو یوسف کا مذہب یہی ہے کہ اگر ایک مجلس میں ہووے وضو ٹوٹ جاویگا اور امام محمد کے
نزدیک اگر ایک متلی سے ہوگا ٹوٹ جاویگا اور اسکی چار صورتیں ہیں اگر مجلس و متلی دونوں ایک ہوں امام ابو یوسف اور امام محمد دونوں کے
نزدیک ٹوٹ جاویگا اور اگر مجلس اور متلی دونوں مختلف ہوں کسی کے نزدیک نہ ٹوٹیگا اور مجلس ایک ہو اور متلی بدل جاوے امام ابو یوسف
کے نزدیک ٹوٹ جاویگا اور امام محمد کے نزدیک نہ ٹوٹیگا اور متلی ایک ہو اور مجلس بدل جاوے امام محمد کے نزدیک ٹوٹ جاویگا
اور امام ابو یوسف کے نزدیک نہ ٹوٹیگا اور جو چیز ایسی ہے کہ اوسکے نکلنے سے وضو نہیں ٹوٹتا وہ چیز نجس بھی نہیں ہے تو خون جب کہ مقام
زخم سے جدا ہووے پاک ہے اور اسی طرح تھوڑی سی قے بھی اور ایک روایت میں امام محمد کے نجس ہے کیونکہ نجاست میں کچھ بہنے کو تغیر
نہیں اور دلیل ہماری قول اللہ تعالی کا ہے قُلْ لَّا اَجِدُ فِيْ مَا اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗۤ اِلَّاۤ اَنْ يَّكُوْنَ مَيْتَةً اَوْ دَمًا
مَّسْفُوْحًا الآیۃ ترجمہ کہہ تو اے محمد نہیں پاتا ہوں میں اوس میں کہ بھیجا گیا طرف میرے حرام کسی کھانے والے پر کہ کھاوے
اوسکو مگر یہ کہ ہو مردہ یا خون مسفوح یعنی جاری کہ بہایا گیا تو اس سے معلوم ہوا کہ جو خون مسفوح نہیں حرام نہیں تو نجس نہوگا اور خون
جو مقام زخم سے نہیں بہا تو نجس بھی نہوگا پانچویں پہلو اپنے پر سونا یا چت سونا اسطرح پر سونا کہ سر اپنا دونوں زانو پر رکھے یا دونوں ہاتھ
سے ٹیکے یا ایک سرین پر ٹیکا ہوا اسطرح پر کہ مقعد اوسکا زمین سے جدا ہو یہ سب سونا کسی چیز پر تکیہ کرکے کہ اگر وہ چیز ہٹا لیجاوے تو گر پڑے

گر پڑے اول کو اضطجاع کہتے ہیں اور دوسرے کو اتکا کہتے ہیں اور تیسرے کو استناد **ف** کیونکہ روایت کی عبداللہ بن احمد نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں ہے وضو اوس پر جو سو یا سجدے میں وضو یہاں تک کہ لیٹے کیونکہ جب لیٹتا ہے مفاصل سست ہو جاتے ہیں ہڈیاں ڈہیلی ہو جاتی ہیں اور روایت کیا اسکو ابو داؤد اور ترمذی نے اور اوسمیں ہے کہ نہیں وضو ہے اوس پر جو سو جاوے بیٹھا ہوا اور روایت کیا اسکو بیہقی نے اور اوسمیں ہے کہ نہیں واجب ہے وضو اوس پر جو سو جاوے بیٹھے یا کھڑے یا سجدے میں اور امام شافعی کے نزدیک اگر کھڑا بھی سو جاوے تو ٹوٹ جاویگا اور امام مالک کے نزدیک اگر سجدے یا رکوع میں سو جاوے تو بھی ٹوٹ جاویگا اور امام احمد کے نزدیک جس ہیئت پر سو جاوے دیر تک وضو ٹوٹ جاویگا اور ہماری دلیل حدیث ہے اور بعض شافعیہ نے اس حدیث کو ضعیف کیا ہے اور کہا ہے کہ اسناد میں اسکی یزید بیٹا ابی خالد دالانی کا ہے ابن حبان نے کہا کہ بہت خطا کرتا ہے اور ایسی طرح اور لوگوں نے جواب اسکا یہ ہے کہ صحیح جو ذہبی نے کہا ہے کہ حدیث اوسکی حسن ہے اور کہا احمد نے کہ نہیں حرج ہے ساتھ حدیث اوسکی کے اور نہیں کلام کیا اس حدیث میں ترمذی نے کچھ اور روایت کیا اسکو ابن عدی نے عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت نے نہیں ہے وضو اوس شخص پر جو سو جاوے کھڑا یا بیٹھا یہاں تک کہ سو وے پہلو پر اور روایت ہے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے کہ میں مسجد میں بیٹھا ہوا سو رہا تھا کہ یکایک ایک شخص نے مجکو پیچھے سے پکڑا تو میں نے دیکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں پس کہا میں نے یا رسول اللہ آیا وضو واجب ہوا ہے اوپر میرے فرمایا نہیں یہاں تک کہ رکھے تو پہلو اپنے زمین پر روایت کیا اسکو ابن عدی نے اور یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ اسناد میں اسکی یحیی بیٹا کثیر کا ستا ضعیف ہے اور اگر پہلو پر لیٹا یا تکیہ لگا کے سو یا سب کے نزدیک وضو ٹوٹ جاویگا کیونکہ حضرت نے فرمایا لیکن وضو ٹوٹتا ہے پاخانے اور پیشاب اور سونے سے روایت کیا اوسکو ابن خزیمہ نے اور صحیح کیا اوسکو ترمذی نے ونیز سونا بیٹھے عشال ستہ اور روایت کی ترمذی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہا انہوں نے کہ تھے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوتے تھے یعنی بیٹھے بیٹھے پھر کھڑے ہوتے تھے اور نماز پڑھتے تھے اور وضو نہیں کرتے تھے کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن صحیح ہے اور یہی قول ہے عبداللہ بن المبارک اور سفیان ثوری اور احمد کا **ص** اور ان تین طرح کے سوا اگر سوئے وضو نہیں جاتا مثلاً کھڑے یا بیٹھے یا راکع یا ساجد **ف** کیونکہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹھے سوتے تھے اور وضو نہیں کرتے تھے اور نماز پڑھتے تھے جیسا کہ گذرا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نہیں ہے وضو اوس پر جو سو جاوے کھڑا یا بیٹھا یہاں تک کہ سووے پہلو پر روایت کیا اسکو ابن عدی نے جیسا کہ گذرا اگر کوئی کہے کہ روایت کی بزار نے بسند صحیح کے کہ تھے اصحاب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انتظار کرتے تھے نماز کا پس رکھتے تھے پہلو اپنے زمین پر سو بعض اونمیں سے سو جاتے تھے اور وضو نہیں کرتے تھے پھر نماز پڑھتے تھے جواب اسکا یہ ہے کہ مراد اس سونے سے اونگھ ہے اور نہیں تو مخالفت ہو گی اون حدیثوں کی جو اوپر گذریں اور تمسکات ائمہ اربعہ کے مطابق نہیں اس روایت کے اور اگر کوئی کہے کہ روایت کی بخاری اور مسلم نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ میں سویا نزدیک خالہ اپنی میمونہ کے پس کھڑے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم رات کو آخر حدیث تک کہ پھر سوئے اور لیٹے اور پھر آئے بلال رضی اللہ عنہ سو خبر دی اونکو نماز کی تو کھڑے ہوئے آپ اور نماز پڑھی اور وضو نکیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر لیٹ کے سوئے تب بھی وضو نہیں جاتا جواب یہ ہے کہ یہ حضرت کی خصوصیات میں سے تھا چنانچہ ایک روایت میں آیا ہے تَنَامُ عَيْنَايَ وَلَا يَنَامُ قَلْبِي یعنی سوتی ہیں میری دونوں آنکھیں اور نہیں سوتا ہے دل میرا اور کسیکے واسطے نہیں ہو سکتا غرض کہ اس باب میں امام ابو حنیفہ کا مذہب بہت صحیح ہے **ص** آٹھویں

بیہوشی ہوئین جنون اور بیہوشی مین تھوڑی سستی بھی داخل ہے کہ چلنے مین پیراوسکا لغزش کرے **ف** ان چیزون سے اسواسطے
وضو جاتا رہتا ہے کہ جب سوئے سے وضو جاتا رہا غفلت کے سبب تو ان مین بھی سونے سے زیادہ غفلت ہوتی ہے **ص**
یا رقہقہ یعنی قہقہہ نماز پڑھنے والے بالغ کا اوس نماز مین جسمین رکوع اور سجدہ ہے **ف** کیونکہ روایت کی دارقطنی نے صحیح تر سند سے
کہ فرمایا حضرت صلعم نے جسنے تم مین سے قہقہہ کیا تو چاہیے کہ اعادہ کرے وضو اور نماز کا یہ حدیث معبد خزاعی جو صحابی ہین انسے
مروی ہے اور انکے راویون مین امام ابوحنیفہ بھی ہین ابن الجوزی نے وہم کیا جو کہا انھون نے کہ وہم کیا ہے اوسمین ابوحنیفہ نے اور روایت کیا
امام ابوحنیفہ نے معبد بن ابی معبد خزاعی سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن نماز مین تھے یکایک ایک اندھا آیا ارادہ کرتا تھا نماز کا
پس گر پڑا ایک کنوئین مین اونسی آئی قوم کو یعنی اون لوگون کو جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے تو قہقہہ کیا انھون نے
توجب حضرت فارغ ہوئے آپ نماز سے فرمایا کہ جو کوئی تم مین سے قہقہہ کیا ہو تو وہ اعادہ کرے وضو کا اور نماز کا اس جگہ پر
بعض لوگون نے اعتراض کیا ہے کہ معبد تابعی ہین نہ صحابی جواب یہ ہے کہ معبد جو تابعی ہین وہ اور ہین کہ بصرہ کے رہنے والے تھے اور یہ معبد خزاعی
ہین اور یہ صحابی ہین اور ایسا ہی صحیح ہے اور اگر مرسل ہو ابی العالیہ پر جو بڑے تابعی ہین تو بھی کچھ حرج نہین کیونکہ مرسل جمہور کے نزدیک
حجت ہے جیسا کہ کہا اکثر محدثین نے کہ یہ حدیث مرسل ہے صحیح ہے اور روایت کیا اس حدیث کو ابن عدی نے ابن عمر سے کہ فرمایا حضرت نے
جو کوئی ہنسے نماز مین پس چاہیے کہ اعادہ کرے وضو اور نماز کا اگر کوئی کہے کہ اسناد مین اسکی بقیہ بیٹا ولید کا ضعیف ہے تو جواب اوسکا
یہ ہے کہ بقیہ کی روایت اگر مشہور شخصون سے حدثنا کر کے ہو تو مقبول ہے اور مسلم نے اوس سے روایت کی ہے متابعۃ تو اب حدیث مین کسیطرح کا کلام
نہین امام شافعی کہتے ہین کہ روایت ہے جابر سے کہ فرمایا حضرت نے ہنسی توڑتی ہے نماز کو اور نہین توڑتی وضو کو تو اس حدیث سے معلوم ہوا
کہ قہقہے سے وضو نہین ٹوٹتا جواب یہ ہے کہ اسکی اسناد مین عبدالرحمن بیٹا اسحق کا جسکی کنیت ابوشیبہ ہے ضعیف ہے ایسا ہی کہا
یحییٰ نے اور کہا احمد نے حدیث اوسکی منکر ہے اور رد کچھ نہین **ص** اور اگر لڑکا قہقہہ کرے تو وضو اوسکا نہین ٹوٹتا اور اگر نماز جنازہ مین کوئی
بالغ یا لڑکا قہقہہ کرے وضو نہین ٹوٹتا اسی طرح سجدہ تلاوت مین تو جو ایسی نماز ہے کہ اوسمین رکوع اور سجدہ نہین اوسمین قہقہہ کرنے سے وضو
نہین ٹوٹتا بلکہ نماز ٹوٹ جاویگی اور قہقہہ نماز کو جب توڑتا ہے کہ جب وہ شخص جاگتا ہو تو اگر نماز مین سوتے ہوئے قہقہہ کیا وضو نہین ٹوٹیگا اور امام شافعی کے
نزدیک وضو قہقہے سے کبھی نہین ٹوٹتا جاگتا ہو یا سوتا ہنسی کی تین قسمین ہین پہلی قہقہہ اسطرح ہنسے کہ اوسکو اور اوسکے پاس والون کو سنائی
دیوے اور یہ نماز اور وضو دونون کو توڑتا ہے دوسری ضحک اسطرح ہنسے کہ فقط اوسیکو سنائی دیوے اور اوسکے پاس والونکو سنائی نہ دیوے اس سے نماز ٹوٹتی ہے
وضو نہین ٹوٹتا تیسری تبسم اسطرح پر ہنسے کہ نہ اوسکو اور نہ اوسکے پاس والون کو سنائی دیوے اس سے نہ وضو ٹوٹتا ہے اور نہ نماز یا دھوین مباشرت
فاحشہ اور وہ یہ ہے کہ مرد و عورت دونون ننگے ہون اور ایک کا بدن دوسرے کے بدن سے چھو جاوے اور آلت مرد کا کھڑا ہو اور عورت کی فرج سے
چھو جاوے **ف** امام احمد کے نزدیک اونٹ کے گوشت کھانے سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے کیونکہ حضرت نے فرمایا کہ وضو کرو اونٹ
کے گوشت سے روایت کیا اوسکو ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ وغیرہم نے براء سے اور صحیح کیا اوسکو محدثین نے
اور روایت کی مسلم نے مثل اسکے جابر سے اور احمد نے مانند اسکے اسید بیٹے حضیر سے تو جواب یہ ہے کہ روایت کی بخاری و مسلم و ابوداؤد نے
حضرت ابن عباس سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھایا گوشت بکری کا پھر نماز پڑھی اور وضو نکیا یہ حدیث تو دلالت کرتی ہے اس بات پر کہ
گوشت کھانے سے وضو نہین جاتا اور پہلے اتبدائے اسلام مین حضرت صلعم نے فرمایا تھا توضؤا مما مست النار یعنی وضو کرو اوس سے

جسکا کوئی قائل نہیں اور یہ حدیث منسوخ ہوگئی بالاتفاق تو یہ حکم ابتداے اسلام میں تھا اور اب نہیں رہا اور یہ جو بعض لوگوں نے کہا ہے کہ روایت
کی دارقطنی اور بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وضو اوس سے ہے جو نکلے اور نہیں ہے اوس سے جو داخل ہو سو
تو یہ حدیث ضعیف ہے جیسا کہ اوپر بیان کیا ہمنے اور امام محمد کے نزدیک مباشرت فاحشہ سے وضو نہیں ٹوٹتا اگر کیڑا
زخم سے نکلے تو وضو کو نہیں توڑتا اسواسطے کہ وہ پاک ہے اور جو اوس پر نجاست ہے وہ تھوڑی ہے اور اسی طرح اگر مرد کے ذکر سے
کیڑا نکلے تو وضو نہ ٹوٹیگا اور اگر دبر سے نکلے تو ٹوٹ جاویگا اسواسطے کہ دبر سے نکلنا تھوڑے کا بھی ناقض ہے اور اگر قبل سے
عورت کی نکلے تو اوس میں اختلاف ہے جیسا کہ اوپر گذرا اور اگر گوشت زخم سے جدا ہو کر گر پڑے وضو نہ ٹوٹے گا اور وضو کو نہیں توڑتا
ہے چھونا عورت کا ف یعنی مثلاً بوسہ لیا اپنی عورت کا یا اور کوئی بدن اوسکا چھوا تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک وضو
نہیں ٹوٹیگا اور امام شافعی وغیرہ کے نزدیک ٹوٹ جاویگا اگر ہتیلی سے چھوا ہو اور اگر ہاتھ کی پشت وغیرہ سے چھوا ہو تو اونکے
نزدیک بھی نہ ٹوٹیگا اور امام مالک کے نزدیک اور شافعی سے ایک روایت میں اور لیث اور اسحق کے نزدیک اگر چھونا شہوت سے ہو اور
عورت کو بھی اوسوقت شہوت ہو تو وضو ٹوٹ جاویگا اور اگر ایسا نہیں تو نہ ٹوٹے گا امام شافعی حجت پکڑتے ہیں اس بات میں کہ عورت
کا چھونا شہوت سے وضو کو توڑتا ہے اوس سے کہ روایت کی ابن الجوزی نے معاذ بن جبل رضہ سے کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
بیٹھے تھے کہ ایک شخص آیا اونکے پاس اور پوچھا کہ یا رسول اللہ کیا فرماتے ہیں آپ اوس شخص میں جو پہونچا کسی عورت سے سب کچھ سوا
جماع کے یعنی بوسہ لیا اور معانقہ اور پیار سب کیا سواے جماع کے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اوسکے لیے کہ وضو کر اچھا وضو پھر
ہو پھر نماز پڑھ سو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وضو عورت کے چھونے سے لازم آتا ہے جواب اسکا یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اوسکے
لیے وضو کا حکم فرمایا تھا واسطے استغفار کے تھا اور دلیل اسپر یہ ہے کہ حضرت نے فرمایا اوس سے کہ نماز پڑھ کیونکہ عورت کے چھونے سے کچھ نماز پڑھنا
تو واجب نہیں ہوتا اور بفرض تسلیم کے جواب یہ ہے کہ جائز ہے کہ وہ شخص مباشرت فاحشہ کا بھی مرتکب ہوا ہو کیونکہ مباشرت فاحشہ سے ہمارے
مذہب میں بھی وضو لازم آتا ہے اور ہماری دلیل یہ ہے کہ روایت کی بخاری و مسلم نے عایشہ رضہ سے کہا کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نماز پڑھتے اور میں حضرت کے سامنے پٹ لیٹی تھی پس جب حضرت سجدہ کرتے تھے دبا دیتے تھے مجکو سو میں اپنے پیر سمیٹ لیتی اور
ایک روایت میں ہے کہ گھروں میں اون دنوں چراغ نہ تھا اور روایت کی بخاری نے اونھیں سے کہ مینے ایک رات گم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کو تو مینے چھو لیا اونکو ساتھ ہاتھ اپنے کے پس گیا ہاتھ میرا قدم پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور حضرت سجدے میں تھے اور فرماتے تھے پناہ
مانگتا ہوں میں رضا تیری سے غصے تیرے سے آخر حدیث تک اور روایت کی بخاری نے عایشہ رضہ سے کہ وہ کنگھی کرتی تھیں حضرت کے
اور حضرت اعتکاف میں تھے اور اعتکاف میں مسجد میں ظاہر ہے کہ حضرت اپنے وضو سے تھے اور روایت ہے عایشہ رضہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم تھے میری گود میں اور میں حائض تھی پس پڑھتے تھے قرآن کو اور حضرت نے وفات کی حضرت عائشہ کی گود میں اور عقل اس بات کو جائز
نہیں رکھتی کہ حضرت نے وفات تک بے وضو کی ہو یہ حدیثیں کہ سب صحیح ہیں حجت اون لوگوں پر ہیں جو کہتے ہیں کہ مطلق عورت کا چھونا وضو کو
توڑتا ہے اور حدیثیں ایسی بہت ہیں لیکن جو لوگ کہتے ہیں کہ چھونے سے عورت کے اگر شہوت ہو تو وضو ٹوٹ جاتا ہے وہ دلیل یہ بھی لاتے ہیں کہ حضرت
عمر رضہ نے فرمایا کہ بوسہ لینا عورت کے چھونے میں داخل ہے تو اوس سے وضو کرو روایت کیا اسکو دارقطنی نے اور روایت ہے ابن عمر رضہ سے
کہ وہ کہتے تھے بوسہ لینا عورت کا مرد کو اور چھونا اوسکا لمس سے ہے جو بوسہ لے عورت اپنی کا یا چھوئے اوسکو اپنے ہاتھ سے

تو اوسپر وضو نہین اور روایت ہی ابن شہاب سے کہ وہ کہتے تھے کہ بوسہ لینے سے مرد کے عورت اپنی کو وضو ہی روایت کیا ان دونون کو مالک نے موطا مین اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے مصنف مین ابی عبیدہ سے کہ عبداللہ بن مسعود نے کہا ہی کہ بوسہ لینے سے مرد کے عورت اپنی کو وضو ہی اور ابو عبیدہ نے عبداللہ بن مسعود سے نہین سنا اور روایت کیا اوسکو امام مالک نے موطا مین بغیر سند کے جواب اسکا یہ ہی کہ روایت ہی حضرت عائشہ سے تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بوسہ لیا بعض عورتون اپنی کا پھر نکلے طرف نماز کے اور وضو نکیا روایت کیا اوسکو احمد نے اور کہا یہ حدیث حسن ہی اور روایت کیا اسکو ترمذی اور ابن ماجہ نے اور ابو داؤد نے بھی عائشہ سے اگر کوئی کہے کہ بخاری نے ضعیف کیا اسکو اور یحیی بن سعید قطان نے کہا کہ یہ کچھ نہین اور کہا کہ عروہ سے اسکی سنا مین حبیب نے نہین سنا جواب اوسکا یہ ہی کہ روایت کرنے والے اس حدیث کے سب ثقہ ہین اور نہ سننے کی گواہی دینا نفی پر گواہی ہی اور دوسرا جواب یہ ہی بصورت تسلیم کہ روایت کیا اوسکو احمد اور ابن ماجہ نے زینب سہمیہ سے انھون نے عائشہ سے اگر کوئی کہے کہ زینب یہ مجہولہ ہی اور تقریب مین لکھا ہی کہ حال اسکا معلوم نہین جواب یہ ہی کہ اصل قرن ثانی یعنی تابعین مین مقبول ہی پھر اگر کوئی کہے کہ حجاج ضعیف ہی جواب اوسکا یہ ہی کہ اوزاعی جو بڑے امام ہین دیکھی اوسکے ساتھ مین دارقطنی کی روایت مین اور وہ بڑے ثقہ ہین اور دوسرا جواب یہ ہی کہ دارقطنی نے روایت کیا اسکو سفیان ثوری سے انھون نے ابی روق سے انھون نے ابراہیم تیمی سے انھون نے عائشہ سے اگر کوئی کہے کہ ابراہیم تیمی نے عائشہ سے نہین سنا جیسا کہ کہا ترمذی اور ابو داؤد نے کہ اس باب مین حضرت سے کچھ صحیح نہین ہوا جواب اوسکا یہ ہی کہ ابراہیم تابعی ثقہ ہین اگر بالفرض نہ سنا بھی ہو تو بھی حدیث مرسل ہی اور مرسل ہمارے نزدیک حجت ہی دوسرا جواب یہ ہی کہ دارقطنی نے علل مین کہا کہ روایت کیا اسکو ابراہیم نے ثوری سے انھون نے ابی روق سے انھون نے ابراہیم تیمی سے انھون نے اپنے باپ سے تو اب یہ حدیث موصول ہو گئی اور ترمذی کے قول سے یہ نہین لازم آتا کہ جہان مین کسیکے نزدیک کوئی حدیث صحیح مین ہونی جائز ہی کہ ترمذی کو کوئی حدیث صحیح اس باب مین نہ پہونچی ہو پھر اگر کوئی کہے کہ اس حدیث کو ابراہیم تیمی سے ابو حنیفہ اور ثوری نے روایت کیا ابو حنیفہ نے تو مایا حفصہ سے اور ثوری نے عائشہ سے تو اختلاف آیا ہی جواب اسکا یہ ہی کہ ثقہ ہی اور ابو حنیفہ دونون بڑے اماموں سے ہین اور ممکن ہی یہ بات کہ ابراہیم تیمی کو ایک حدیث حفصہ سے پہونچی ہو اور دوسری عائشہ سے ثوری نے عائشہ کی نقل کی اور ابو حنیفہ نے حفصہ کی پھر اگر کوئی کہے کہ اس حدیث کی لفظون مین اختلاف ہی عثمان بن ابی شیبہ نے روایت کی کہ حضرت بوسہ لیتے تھے اور وہ روزہ دار ہوتے تھے اور سوا عثمان کے اور لوگون نے کہا کہ بوسہ لیتے تھے اور وضو نہین کرتے تھے جواب اسکا یہ ہی کہ اسمین بعد ثقہ ہونے راویون کے کچھ برا نہین اور جائز ہی کہ یہ دو حدیثین ہون اور بشارت کی دارقطنی نے عائشہ سے کہ پہونچا اونکو قول ابن عمر کا کہ بیچ بوسہ کے وضو ہی سو کہا اونھون نے کہ تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہ بوسہ لیتے تھے اور وہ روزہ دار رہتے تھے اور وضو نہین کرتے تھے اور اس حدیث کو صحیح کیا بعض لوگون نے اور کہا شافعی نے کہ روایت کی سعید بن بشار نے محمد بن عمرو بن عطا سے انھون نے عائشہ سے انھون نے حضرت سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بوسہ لیتے تھے اور وضو نہین کرتے تھے کہا شافعی نے کہ سعید کا حال مین نہین جانتا پس اگر ثقہ ہو تو حجت ہی جو روایت کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور کہا حافظ ابن حجر نے کہ اس حدیث کو بیہقی نے خلافیات مین دس طریقہ سے روایت کی ہی اور ضعیف کیا اون سبھون کو جواب یہ ہی کہ ضعیف حدیث بھی جب دس بار وجوہ سے روایت کیجاوے تو حسن ہو جاتی ہی اور بعض حنفیون نے حجت پکڑی ہی کہ روایت ہی ابو امامہ سے کہا انھون نے کہا مین نے کہ اے رسول خدا مرد وضو کرے واسطے نماز کے

پھر بوسہ لے اہل اپنے کا اور کھیلا اوس سے کیا ٹوٹ جاتا ہی وضو اوسکا فرمایا نہین تو یہ حجت ضعیف ہی کیونکہ روایت کیا اس حدیث کو دارقطنی نے اور اسناد مین اوسکی رکن بیٹا عبداللہ کا ترک کردی گئی ہی حدیث اوسکی اور روایت کی امام ابوحنیفہ نے مسند اپنی مین ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلعم نے نہین ہی بیچ بوسہ لینے کے وضو اور روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے قول ابن عباس رض کا تو جب اتنی حدیثین اس باب مین ضعیف اور صحیح آئین تو یہ بات اوسکے نزدیک جو منصف ہی ظاہر ہو گئی کہ حضرت صلعم وضو نہین کرتے تھے بوسے وغیرہ سے اور یہی مذہب ہی امام ابوحنیفہ اور امام محمد اور امام ابویوسف رحمہم اللہ کا کیونکہ اگر چھونا عورت کا بشہوت بھی ناقض وضو ہوتا البتہ حضرت کی ازواج سے ضرور منقول ہوتا باوجود اس بات کے کہ اونکو بہت حرص تھی مسئلہ بیان کرنے مین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مخالطت اونکے ساتھ بہت رکھتے تھے جیسے کہ روایت کی حاکم نے عایشہ رض سے کہ نہین ہوتا تھا کوئی دن لیکن حضرت صلعم اوس دن ہمارے پاس آتے تھے اور بوسہ لیتے تھے ہمارا اور چھوتے تھے ہمکو اس جگہہ اگر کوئی اعتراض کرے کہ جب عورت کے چھونے سے وضو نہین جاتا تو پھر اللہ تعالی کے قول مین لمس سے کیا مراد ہی فرمایا اللہ تعالی نے اَوۡ لٰمَسۡتُمُ النِّسَآءَ یعنی تیمم کرو اگر نپاؤ پانی جب کہ چھوؤ تم عورتون کو تو جواب اوسکا یہ ہی کہ لمس سے مراد اس جگہہ جماع ہی جیسا کہ کہا عبداللہ بن عباس رض نے واللہ اعلم

ص اور چھونا ذکر کا بھی وضو کو نہین توڑتا ف کیونکہ روایت کی نسائی اور ترمذی اور ابوداؤد نے طلق بن علی سے کہ حضرت پوچھے گئے اوس شخص سے جو چھوئے ذکر اپنا پھر وضو نکرے سو فرمایا حضرت صلعم نے کیا ہی وہ مگر ٹکڑا تم مین سے اور روایت کیا اسکو ابن حبان نے اپنی صحیح مین اور ابن ابی شیبہ نے مصنف مین اور طحاوی نے اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث صحیح تر ہی حدیثون کی اس باب مین اور طحاوی نے کہا ہی کہ یہ حدیث اسناد اسکی مستقیم ہی نہ مضطرب اور روایت کی طحاوی نے ابن المدینی سے صحت اسکی جیسا کہ آگے آویگا ص اور امام شافعی کے نزدیک وضو ان دونون سے ٹوٹ جاتا ہی ف دلیل اونکی یہ ہی کہ روایت ہی بسرہ بنت صفوان سے فرمایا حضرت صلعم نے جو کہ چھوئے ذکر اپنے کو وضو کرے روایت کیا اسکو ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے اور ایسا ہی ترمذی نے اور صحیح کیا اوسکو احمد اور دارقطنی اور یحیی اور بخاری نے اور ہماری حدیث کو علی بن المدینی کہ جو اوستاد ہین بخاری کے کہا انھون نے کہ طلق کی حدیث اچھی ہی ہمارے نزدیک بسرہ کی حدیث سے نقل کیا اسکو طحاوی نے اور کہا عمرو بیٹے علی فلاس نے کہ حدیث طلق کی ہمارے نزدیک ثابت تر ہی حدیث بسرہ سے روایت کیا اسکو طحاوی نے اب ایک بات انصاف کی یہ ہی کہ نووی جو شافعی مذہب ہین لکھتے ہین کہ مطابقت حدیثون مین جب کہ ممکن ہو سکے واجب ہی تو اس جگہہ دونون حدیثین طرفین کی صحیح ہوتین مطابقت اس طور پر ہو سکتی ہی کہ حدیث بسرہ مین وضو کے معنی ہاتھ دھونا ہی تو یہ حکم یعنی ہاتھ کا دھونا مستحب ہی اور اگر کوئی کہے کہ مطابقت جب واجب ہی کہ دونون حدیثین جانبین کی قوی ہون اور اس جگہہ حدیث طلق کی ضعیف ہی جواب یہ ہی کہ حدیث طلق کے راوی جتنے ہین سب ثقہ ہین تو جسوقت علی بن المدینی اور عمرو فلاس اور طبرانی اور ابن حبان اور ابن حزم اور امام طحاوی اور ترمذی یہ لوگ صحیح کرین تو پھر احتمال ضعف کا نکالنا صرف وہم ہوگا اور اگر کوئی کہے کہ امام شافعی کے لیے اس حدیث کے ماسوا اور بہت سی حدیثین ہین جواب اوسکا یہ ہی کہ ماسوا ان دونون حدیثون کے دونون طرف حدیثین ہین لیکن سب ضعیف ہین اور حدیثین امام شافعی کے مذہب کی ہین روایت ابوایوب سے کہ فرمایا حضرت صلعم نے جو شخص کہ چھوئے فرج اپنی کو تو چاہیے کہ وضو کرے اور اسناد مین اسکی اسحق بن عبداللہ متروک ہی اور ایسا ہی سفیان بیٹا وکیع کا اور روایت ہی ام حبیبہ سے کہا کہ سنا مینے حضرت صلعم سے کہ فرماتے تھے جو کہ چھوئے فرج اپنی کو لپس چاہیے کہ

وضو کرے اور اسناد مین اوسکی علا بیٹا وارث کا نسبت کیا گیا ہے طرف قدر کے اور مختلط ہو گیا تھا آخر مین علاوہ اسکے بخاری نے
اس حدیث کو ضعیف کیا اور کہا ترمذی نے کہ اوس نے اس حدیث کو صحیح نہین دیکھا اور مکحول نے عاسہ بن ابی سفیان سے نہین سنا
اور روایت کیا اس حدیث کو ابن ماجہ نے اور روایت کی بیہقی نے ابن عباس سے اور وہ بھی ضعیف ہے اور وہ جو ابن ماجہ نے جابر سے
روایت کی وہ بھی ضعیف ہے اسناد مین اوسکی عقبہ بیٹا عبدالرحمن کا مجہول ہے اور ایک روایت مین عبداللہ بیٹا نافع مدنی کا ضعیف
ہے اور روایت کی احمد اور ابن ابی شیبہ نے زید بن خالد سے کہ فرمایا حضرت نے من مس فرجہ فلیتوضأ یعنی جو شخص کہ چھوئے
ذکر اپنے کو تو وضو کرے اور روایت کی احمد اور دارقطنی اور اسحق بن راہویہ نے مسند اپنی مین عبداللہ بن عمرو بن العاص سے کہ جو شخص چھوئے
ذکر اپنے کو تو وضو کرے اور جو عورت کہ چھوئے فرج اپنی کو تو وضو کرے اور ہمارے مذہب کی حدیثین یہ ہین ابی امامہ کی روایت کہ
پوچھے گئے حضرت چھونے سے ذکر کے فرمایا کہ وہ ٹکڑا ہے تجھ سے یعنی اوسکے چھونے سے وضو نہین روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور
یہ ضعیف حدیث ہے اسناد مین اوسکی جعفر بیٹا زبیر کا ترک کر دی گئی ہے حدیث اوسکی اور ایسا ہی روایت ہے عصمہ بن مالک اور عایشہ رضہ
وغیرہما سے روایت کی ابویعلیٰ موصلی نے عایشہ سے کہ سنا مینے اوسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے نہین پروا رکھتا ہون
مین اوسکو چھوون یا ناک اپنی کو اور اسناد مین اوسکی بھی جعفر بیٹا زبیر کا متروک ہے اگر کوئی کہے کہ روایت کی حاکم نے قاسم سے
انھون نے عایشہ سے کہ جب چھوئے عورت فرج اپنی کو ہاتھ اپنے سے سوا اوسپر وضو ہے تو جواب اوسکا یہ ہے کہ مثنوی اور کئی بجائے
روایت کے باطل ہے نزدیک محدثین کے لیکن سب حدیثین یہ ضعیف ہین تو نہ باقی رہی صحیح حدیث شافعی کی طرف مگر بسرہ کی
اور ہماری طرف مگر طلق کی اور یہ جو بعض علماے شافعیہ نے لکھا ہے کہ ابوہریرہ رضہ نے روایت کی حضرت سے کہ جو چھوئے ذکر اپنا وضو
کرے روایت کیا اسکو شافعی اور حاکم اور دارقطنی نے اور ابوہریرہ پیچھے لائے تھے اسلام طلق سے تو اس سے معلوم ہوا کہ طلق کی
حدیث منسوخ ہو گئی جواب اوسکا یہ ہے کہ طلق کے اسلام لانے سے قبل ابی ہریرہ کے یہ بات لازم نہین آتی کہ طلق پھر نہ لوٹے ہون
اور نہ اونکو صحبت رہی ہو علاوہ اس بات کے حدیث ابی ہریرہ کی ضعیف ہے کیونکہ اسناد مین اوسکی یزید بیٹا عبدالملک کا ہے
اور وہ ضعیف ہے تو اب مجھ حجت نہین اگر کوئی کہے کہ جب حدیثین مختلف ہوئین تو اب اقوال صحابہ سے تمسک ضرور ہے جواب یہ ہے کہ
یہ تو ہمارا مطلوب ہے روایت کی طحاوی نے حضرت علی اور سعد اور ابن مسعود اور حسن بصری وغیرہم سے کہ وضو نہین ٹوٹتا اور یہی
مذہب ہے عمار اور حذیفہ اور سعید بن المسیب اور عطا اور عکرمہ اور ابراہیم نخعی رحمہم اللہ کا روایت کی امام محمد نے موطا مین اور ابن ابی شیبہ
نے علی اور ابن عباس اور حذیفہ اور عمران بن حصین سے کہ اون سب نے کہا کہ مین نہین پروا رکھتا ہون کہ چھوون ذکر کو یا اپنی ناک کو اور
روایت کی ابن ابی شیبہ نے عمار سے کہ وہ پوچھے گئے چھونے ذکر سے بیچ نماز کے پس کہا کہ نہین ہے وہ مگر ٹکڑا تجھ سے اور روایت
کی محمد نے ابی الدرداء سے مانند اسکے اور روایت کی سعید بن منصور نے انھین سے ایسی ہی اور بھی ابن ابی شیبہ نے روایت
کی ہے حضرت علی سے کہ وہ پوچھے گئے اوس سے سو کہا کہ نہین حرج ہے ساتھ اوسکے اور ابن مسعود سے بھی ایسی ہی روایت
کی اور وہی نے سعد سے مانند اسکے روایت کی اور روایت کی محمد نے علقمہ سے کہ آیا ایک شخص طرف ابن مسعود رضہ کے سو کہا کہ
چھوا مینے ذکر اپنے کو نماز مین تو عبداللہ بن مسعود نے کہا کہ ذکر تیرا نہین ہے مگر مانند سارے بدن تیرے کے اور روایت کی محمد نے کہ
ایک شخص نے پوچھا عطا سے اور کہا کہ اے ابا محمد وہ شخص کہ چھوئے فرج اپنی کو بعد وضو کے سو ایک شخص نے قوم سے کہا کہ عبد

بن عباس کہتے تھے کہ اگر تو نجس جانتا ہی تو کاٹ ڈال اوسکو کہا عطا نے کہ یہی قول ہی عبد اللہ بن عباس کا اور امام شافعی کے مذہب کی طرف ابن عمر اور عمر بن الخطاب اور ایوب اور زید بن خالد اور ابی ہریرہ اور عبد اللہ بن عمرو بن العاص اور جابر اور عایشہ رضی اللہ عنہم وغیرہم گئے ہین

باب غسل کے بیان مین

غسل مین تین چیزین فرض ہین پہلے پانی موہنہ مین ڈالنا دوسرے ناک مین پانی ڈالنا اور امام شافعی کے نزدیک یہ دونون چیزین غسل مین سنت ہین **ف** دلیل ہماری یہ ہی کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا یعنی اگر ہو تم جنب پس چاہیے کہ پاک کرو تو لفظ مبالغے کا دلالت کرتا ہی اس بات پر کہ کلی وغیرہ بھی فرض ہی اور اسواسطے کہ فرمایا حضرت نے نیچے ہر بال کے جنابت ہی سو تر کرو اور صاف کرو بدن کو روایت کیا اوسکو ابو داؤد نے اور یہ جو حدیث ہدایہ مین لکھی ہی کہ فرمایا حضرت نے کلی اور ناک مین پانی ڈالنا سنت ہین وضو مین اور فرض ہین غسل مین تو یہ حدیث ہم نے نہین پائی اور شیخ ابن الہمام نے فتح القدیر مین اس حدیث کو بیان نہین کیا لیکن روایت کی ابن عدی نے ابی ہریرہ سے کہ فرمایا حضرت نے کہ کلی اور ناک مین پانی ڈالنا تین بار فرض ہین غسل مین اور یہ حدیث قابل اعتبار کے نہین کیونکہ کہا ابن حبان اور دارقطنی نے کہ اس حدیث کو برکہ بیٹے محمد حلبی نے بنایا ہی اور کلی اور ناک مین پانی ڈالنا سنت ہین وضو مین اور فرض ہین غسل مین نزدیک امام ابو حنیفہ کے اور امام مالک اور شافعی کے نزدیک وضو اور غسل دونون مین سنت ہین اور امام احمد کے نزدیک دونون وضو اور غسل مین واجب ہین دلیل امام ابو حنیفہ اور شافعی اور مالک کی یہ ہی کہ روایت کی مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ انھون نے وضو کیا بغیر مضمضے (کلی کرنا) کے اور استنشاق (ناک مین پانی ڈالنا) کے اور کہا کہ مینے ایسا ہی دیکھا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور جامع الاصول مین بروایت ابی داؤد ایک روایت مین ہی کہ اوسمین ذکر مضمضے اور استنشاق کا نہین ہی اور دلیل امام احمد کی یہ ہی کہ روایت کی ابو داؤد نے لقیط ابن صبرہ سے کہ فرمایا حضرت نے کہ جب وضو کرے تو بس کلی کر اور روایت کی دارقطنی نے ابی ہریرہ سے کہ کہا انھون نے حکم کیا حضرت نے ساتھ مضمضے اور استنشاق کے وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ وَاِلَيْهِ الْمَرْجِعُ وَالْمَآبُ **ص** تو اگر غسل کیا اور بعد کلی کے اوسکے دانتون مین کھانا رہا غسل درست ہو جاوگا **ف** کیونکہ کھانے کے نیچے پانی پہونچ جاتا ہی **ص** تیسرے پہونچانا پانی کا تمام ظاہر بدن پر اور ملنا واجب نہین **ف** کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا فَاطَّهَّرُوْا یعنی پاک کرو اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تَحْتَ كُلِّ شَعْرَةٍ جَنَابَةٌ یعنی نیچے ہر بال کے جنابت ہی روایت کیا ابو داؤد نے اور ملنا کچھ دھونے مین داخل نہین تو جب شارع نے حکم فرمایا دھونے کا تو ملنا اوس سے لازم نہ آویگا جیسا کہ ظاہر ہی ہر عاقل پر **ص** مگر امام مالک کے نزدیک واجب ہی تو اگر آٹا ناخون مین باقی رہا غسل درست نہو گا بلکہ اوسکے نیچے کا دھونا واجب ہوگا اور اگر میل ہی یا مٹی یا رنگ حنا وغیرہ درست ہو جاویگا اسواسطے کہ پانی اوسمین سما جاتا ہی اور اگر بدن پر روغن ملا بعد اوسکے غسل کیا جائز ہی اگرچہ روغن پانی کو قبول نہین کرتا اور اگر وہ جانتا ہی کہ بالی کے چھید مین بغیر بالی ہلائے پانی نہ پہونچیگا ہلا دے اور اگر بالی سوراخ مین نہین ہی اور وہ جانتا ہی کہ بے تکلف پانی سوراخ مین پونچیگا تکلف نکرے اور اگر جانتا ہی کہ بغیر تکلف کے نہین پونچیگا تکلف کرے اور اگر بعد بالی نکلنے کے سوراخ بند ہو گیا ہی اور جانتا ہی کہ اگر پانی گذاریگا داخل ہو جاویگا اور اگر غافل ہو گا نہ گذریگا پانی اور نہ داخل ہوگا پانی کو اوسپر سے گذارے اور لکڑی وغیرہ کے داخل کرنے سے تکلف نکرے اور اگر اوسکی انگلی مین تنگ انگوٹھی ہو واجب ہی کہ وضو اور غسل مین اوسکو ہلا دے تاکہ پانی وہان پہونچ جاوے

اور جس کسی کا ختنہ نہوا ہووے اوسکو غسل میں قلفے کے اندر پانی پونہچانا بعضون کے نزدیک واجب ہی اور بعضون کے نزدیک نہیں باوجود اسکے کہ اگر پیشاب قلفے تک آجاوے اور باہر نہ نکلے وضو جاتا رہتا ہی غسل میں سنت پانچ چیزین ہین پہلے دھونا دونون ہاتھ کا دوسرے دھونا فرج کا تیسرے دور کرنا نجاست کا بدن سے بعد فرج کے دھونے کے چوتھے وضو کرنا لیکن اگر غسل کی جگہہ مین پانی مستعمل جمع ہوتا ہو پانون کے دھونے مین تاخیر کرے اور بعد غسل کے دوسری جگہہ دھووے تو اگر غسل کرتا ہی کسی لوح یا پتھر پر کہ پانی اوس پر سے بہتا جاتا ہی تو وہین پیر دھولوے پانچوین تین بار تمام بدن پر پانی روان کرنا **ف** کیونکہ روایت کی بخاری اور مسلم نے میمونہ سے کہ رکھا مینے واسطے حضرت کے پانی سو ڈھانپا مینے اونکو ساتھ ایک کپڑے کے تو حضرت نے پانی ڈالا اپنے دونون ہاتھون پر دھویا اونکو پھر ڈالا دونون ہاتھون پر پھر دھویا اونکو پھر ڈالا داہنے ہاتھ سے بائین پر سو دھوئی فرج اپنی پھر مارا ہاتھ اپنا زمین پر اور پھیرا اوسکو زمین پر پھر دھویا اوسکو سو کلی کی اور ناک مین پانی ڈالا اور دھویا مونہہ کو اور کہنیون تک ہاتھون اپنے کو پھر ڈالا پانی سر پر اپنے اور سارے بدن پر بہایا پھر ایک کونے مین ہٹ گئے سو دھوئے پیر اپنے تو دیا مینے اونکو ایک کپڑا پس نہ لیا اوسکو اور چلے اور وہ جھاڑتے تھے دونون ہاتھ اپنے اور یہ حدیث نہایت صحیح ہی اور یہ لفظ بخاری کے ہین اور ابوداود نے بھی روایت کیا ہی اسکو اور روایت کی ابوداود اور بخاری اور مسلم وغیرہم نے عایشہ سے اور یہان الفاظ ابوداود کے مذکور ہین ساتھ سند صحیح کے کہ تھے حضرت جب غسل کرتے تھے جنابت سے دھوتے تھے دونون ہاتھ اپنے اور ڈالتے تھے برتن کو داہنے ہاتھ پر پھر دونون ہاتھ سے لیکر دھوتے تھے فرج اپنی پھر وضو کرتے تھے جیسا کہ وضو ہی واسطے نماز کے پھر داخل کرتے تھے ہاتھ اپنا برتن مین پھر کنگھی کرتے تھے بالون اپنے کو یہان تک کہ جب سمجھتے کہ پانی پہونچ گیا بدن کو اور صاف ہوگیا ڈالتے پانی سر پر تین بار تو اگر کچھ پانی بچ رہتا ڈال لیتے تھے اوسکو اپنے اوپر **ص** عورتون پر واجب نہین کہ اپنی چوٹی کھولین بلکہ بالون کی جڑ کو تر کرلین کیونکہ حضرت نے ام سلمہ سے فرمایا کہ کافی ہی تجکو جب پانی تیرے بالون کی جڑ مین پہونچ جاوے اور اسی طرح تر کرنا بھی سب بالون کا واجب نہین اور بعض مشایخ نے کہا ہی کہ تر کرے گیسوون کو اور نچوڑ ڈالے **ف** یہ حدیث ان لفظون سے صحاح مین نہین روایت کی مسلم نے ام سلمہ سے کہا انھون نے کہا مینے یا رسول اللہ مین عورت ہون کہ باندھتی ہون چوٹی کیا مین کھولا کرون اوسکو واسطے غسل جنابت کے فرمایا حضرت نے نہین کافی ہی تجکو یہ کہ ڈالے تو سر پر اپنے تین بار تین لپ پانی کے پھر ڈالے تو اپنے اوپر پانی تو پاک ہوجاویگی تو روایت کیا اسکو ابوداود اور ابن ماجہ نے بھی اور اسی طرح روایت ہی کہ عبداللہ بن عمرو بن العاص حکم کرتے تھے عورتون کو اس بات کا کہ جب غسل کرین تو کھولین چوٹیان اپنی سو حضرت عایشہ نے کہا تعجب ہی عبداللہ بن عمرو حکم کرتے ہین عورتون کو چوٹی کھولنے کا کیا نہین حکم کرتے اونکو کہ منڈا ڈالین وہ سر اپنا تحقیق مین اور حضرت غسل کرتے تھے ایک برتن سے اور مین نہین زیادہ کرتی تھی تین لپون پر یہ روایت صحیح مسلم مین ہی اور ایسا ہی غسل حیض سے ہو کیونکہ ایک روایت مین مسلم کی یہی ہی کہ کیا مین کھولون چوٹی کو واسطے حیض اور جنابت کے فرمایا حضرت نے نہین اور اسی طرح بہت سی حدیثین اس باب مین آئی ہین **ص** اور یہ سب صورتین جب ہین کہ بال پیچ کے گندھے ہوئے ہون اور لیکن جب کھلے ہون تو سب کو دھووے کیونکہ حرج نہین جیسا کہ مرد سب داڑھی کو دھووے کیونکہ کچھ حرج نہین اور مرد اگر اپنی چوٹی باندھے ہو تو کھولنا واجب ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ واجب نہین لیکن احتیاط اسی مین ہی کہ کھولے **ف** درمختار مین اسکو لکھا ہی کہ کھولنا مرد کو واجب ہی

فصل بیان مین اون چیزون کے جن سے غسل لازم آتا ہی

اور اونکو موجبات غسل کہتے ہین اور وہ چار چیزین ہین **ص** پہلے نکلنا منی کا کود کر شہوت سے وقت جدا ہونے منی کے اپنے مقام سے تو اگر بغیر شہوت کے

انزال ہو اغسل ہمارے نزدیک واجب نہین اور امام شافعی کے نزدیک واجب ہو اف امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل یہ ہی کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی یعنی نہانا پانی سے ہی یعنی منی کے نکلنے سے ہی روایت کیا اسکو مسلم نے ابی سعید رضی اللہ عنہ سے اور یہ حدیث منسوخ ہو گئی ہی اور دلیل ہماری یہ ہی کہ اس حدیث سے مراد وہی پانی ہی جو شہوت سے نکلے کیونکہ الف لام اِنَّمَا الْمَاءُ مین دلالت کرتا ہی اس بات پر اور بھی دلیل ہماری یہ ہی کہ روایت کی ابن المنذر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ حدیث بیان کی ہمسے محمد بن یحییٰ نے کہا اونھون نے حدیث بیان کی ہمسے ابو حنیفہ نے کہا اونھون نے حدیث بیان کی ہمسے عکرمہ نے انھون نے عبد اللہ بن مولی سے اونھون نے اپنی ماں سے کہ پوچھا اونکی ماں نے حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے مذی کو پس کہا کہ ہر مذی کرتا ہی اور تحقیق کہ ایک مذی ہی اور ایک ودی ہی اور ایک منی لیکن مذی تو وہ ہی کہ مرد اپنی عورت سے کھیلے سو ظاہر ہو جاوے اوسکے اوپر کچھ یعنی کچھ پانی تو دھووے ذکر او خصیون اپنے کو پھر وضو کرے او غسل نکرے اور لیکن ودی تو وہ ہوتی ہی بعد پیشاب کے دھووے ذکر اپنے کو اور وضو کرے اور غسل نکرے اور لیکن منی تو وہ پانی بڑا ہی اوس سے شہوت ہی اور اوسمین غسل ہی اور عبد الرزاق نے مصنف مین قتادہ اور عکرمہ سے بھی ایسی ہی روایت کی ہی وَاللهُ اَعْلَم ص اور امام ابی یوسف رح کے نزدیک فقط سر عضو سے بشہوت نکلے اگرچہ وقت جدا ہونے کے شہوت نہو تو اگر منی اپنی جگہہ یعنی پشت سے بشہوت جدا ہوئی اور اوس شخص نے قبل اسکے کہ نکلے سر عضو کا تھام یہانتک کہ شہوت جاتی رہی بعد اوسکے منی بغیر شہوت کے نکلی امام محمد اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک غسل واجب ہوگا اور امام ابی یوسف کے نزدیک غسل واجب نہوگا اور اگر پیشاب سے پہلے غسل کیا بعد اسکے پھر بقیہ منی نکلی طرفین کے نزدیک غسل پھر واجب ہوگا اور امام ابی یوسف کے نزدیک دوسری مرتبہ غسل واجب نہوگا اور ایسا ہی اگر خواب مین ہووے غسل واجب ہوگا اور مرد عورت سب برابر ہین اور ایک روایت مین امام محمد رح سے منقول ہی کہ اگر عورت کو احتلام اور لذت وغیرہ یاد ہو اور تری ندیکھے غسل واجب ہی او شمس الایمہ نے کہا کہ اس روایت پر عمل نکیا جاویگا ف اگر سونے مین ایسا نہو یعنی جاگ کے فقط پانی دیکھا تو اوسکا بیان آگے آتا ہی اور اگر سوتے مین یہ باتین سب دیکھین تو اوسکو احتلام کہتے ہین تو اس صورت مین اگر تری دیکھے گا غسل واجب ہوگا برابر ہی کہ مرد ہو یا عورت کیونکہ روایت کی بخاری اور مسلم نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہ کہا ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہ اے رسول اللہ اللہ نہین حیا رکھتا ہی حق سے سو کیا عورت پر ہی جب کہ دیکھے غسل فرمایا کہ ہان جب کہ دیکھے پانی کو آخر حدیث تک اور روایت ہی انس رضی اللہ عنہ سے کہ پوچھا ایک عورت نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک عورت سے کہ دیکھے خواب مین جیسا کہ دیکھتا ہی مرد خواب مین فرمایا آپنے کہ جب پاوے اوس سے جو ہوتا ہی مرد سے سو چاہیے کہ غسل کرے روایت کیا اسکو مسلم نے نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہی کہ معنی اسکے یہ ہین کہ اوس سے منی نکلے جیسا کہ مرد جب اوس سے منی نکلتی ہی غسل کرتا ہی اور اجماع مسلمانون کا اس بات پر ہی کہ جب احتلام ہو اور تری دیکھے غسل لازم آویگا اور روایت کی ابن ماجہ و بیہقی نے عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب جاگے ایک تم مین کا خواب مین سے اور تری دیکھے اور احتلام اوسکو یاد نہو غسل کرے اور جب یاد کرے احتلام کو اور تری نہ دیکھے تو اوسپر غسل لازم نہین اور سیوطی جمع الجوامع مین لائے ہین کہ روایت ہی انس رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب پاوے عورت بیچ خواب کے جو پاتا ہی مرد تو غسل کرے روایت کیا اسکو سمویہ نے اور ایک روایت اوسمین ہی خولہ بیٹی حکیم رضی اللہ عنہا سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین ہی عورت پر غسل یہانتک کہ انزال نہو جیسا کہ نہین مرد پر غسل جب تک کہ انزال نہو روایت کیا اسکو ابن ماجہ اور روایت کی احمد اور ابن ماجہ اور نسائی نے انس رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دیکھے ایک تم عورتون مین سے

اور انزال کرے تو چاہیے کہ غسل کرے اور وہ جو بعضے روایت نقل کی ہے کہ جب عورت لذت وغیرہ دیکھے خواب مین اور تری نہ دیکھے تو
غسل واجب ہے اور اسکا شمس الائمہ سے کہا کہ اسپر عمل نہ کیا جاویگا تو دلیل اوسکی یہ ہے کہ روایت ہے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہ انھون نے
پوچھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ عورت دیکھے جب خواب مین جو مرد دیکھتا ہے تو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب دیکھے تو غسل کرے
تو جواب اسکا یہ ہے کہ مراد اس سے جو دیکھتا ہے یعنی منی بھی دیکھے جیسا کہ دوسری روایت مین تصریح سے آیا اور بھی ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے
کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل کرے جب دیکھے پانی کو وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَعِلْمُهٗ اَتَمُّ **ص** دونون کے سر غائب ہوجانا سر ذکر کا
قُبُل یا دُبُر مین اس صورت مین غسل دونون پر یعنی فاعل و مفعول پر واجب ہوگا **ف** کیونکہ روایت ہے سنن ابن ماجہ مین عائشہ
رضی اللہ عنہا سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کہ مل جاوین دونون ختنے غسل واجب ہوتا ہے اور روایت کی طحاوی نے
عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب ملتے تھے دونون ختنے نہاتے تھے اور صحیحین مین روایت ہے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے
فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کہ بیٹھے ایک تم مین کا درمیان چار کونون کے یعنی اپنی عورت کے پھر جماع کرے اوس سے
تو تحقیق کہ غسل واجب ہوا اور اگرچہ انزال نہوا اور روایت کی ابوداود اور ترمذی اور احمد اور ابن ماجہ نے مانند اسکے اور روایت کی ایسی
ہی ترمذی نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور طبرانی نے رافع بن خدیج سے اور ابی امامہ سے اور روایت کی شیرازی نے القاب مین مانند
اسکے اور طحاوی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے قول اونکا اور روایت کی دارقطنی نے افراد مین ابی ہریرہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے
کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تجاوز کرے ختنہ ختنے سے اور انزال ہویا نہو تحقیق کہ غسل واجب ہوا اور سعید بن منصور نے اپنے
مسند مین مانند حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کے روایت کی ہے اور یہ جو حدیث ہدایہ مین لکھی ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب
ملجاوے ختنہ ختنے سے اور غائب ہوجاوے سر ذکر تو تحقیق غسل اوس مین واجب ہوا انزال ہویا نہو تو روایت کیا اس حدیث کو طبرانی نے اوسط
مین ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اور عبد اللہ بن وہب نے مسند اپنی مین اور روایت کی احمد اور ابن ماجہ نے عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے
کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کہ ملجاوے ختنہ ختنے سے اور چھپ جاوے سر ذکر تو تحقیق کہ غسل واجب ہوا اور روایت کیا ابن ابی شیبہ
نے اپنی مصنف مین اگر اس جگہہ کوئی کہے کہ یہ حدیث مخالف ہے اوس حدیث کے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پانی یعنی غسل پانی
سے ہے یعنی منی نکلنے سے ہے روایت کیا اسکو ابوداود ترمذی اور مسلم اور دارمی اور احمد اور نسائی اور ابن ماجہ نے تو جواب اوسکا یہ ہے کہ
یہ حکم ابتدائے اسلام مین تھا اب یہ حدیث منسوخ ہوگئی اوس سے جو روایت کی احمد اور ترمذی اور ابوداود اور ابن ماجہ اور دارمی نے
ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا اونھون نے کہ یہ حکم کہ پانی پانی سے ہے تھا رخصت اول اسلام مین پھر منع کیا گیا اس سے یعنی رخصت جاتی
رہی صحیح کیا اس حدیث کو ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اور کہا اسماعیلی نے کہ صحیح ہے اور یہ شرط بخاری کے ہے اس جگہہ اگر کوئی کہے کہ ابن ہارون اور
دارقطنی نے یقین کیا اور کہا کہ زہری نے نہین سنا اس حدیث کو سہل سے اور کہا حافظ ابن حجر نے کتاب ابوداود مین ایسا واقع ہوا ہے کہ معلوم
ہوتا ہے اوس سے یہ حدیث منقطع ہے تو جواب اوسکا یہ ہے کہ سند ابوداود کی صحیح ہے اسواسطے کہ ثقہ جب کہے کہ خبر دی مجکو ایک ثقہ نے یا اوس سے جس مین راضی
ہون حدیث صحیح ہوگئی اور یہ بات مستلزم نہین کہ سند ابن ماجہ و احمد کی منقطع ہو کیونکہ ممکن ہے کہ زہری نے سنا ہو اوسکو ثقہ کے واسطے سے
سہل سے پھر ملاقات کی سہل کی اور سب حدیث کی اونسے تو اب اعتراض دفع ہوگیا واللہ التوفیق وہو خیر رفیق **ص** تری دیکھنا جاگنے والے کا منی ہو یا مذی اگرچہ
احتلام یاد نہوے **ف** کیونکہ حضرت نے فرمایا کہ جب جاگے ایک تم مین کا اور دیکھے تری اور احتلام یاد نہو تو وہ غسل کرے روایت کی مانند اسکے ابن ماجہ اور ابوداود

اور ترمذی نے عایشہ رضی اللہ عنہا سے اور مرد عورت آپمین سب برابر ہین اور جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مطلق تری ارشاد فرمائی
تو اس سے معلوم ہوا کہ مذی ہو یا منی کیونکہ دونون مین تری ہوتی ہی اور کیونکہ احتمال ہی کہ منی بسبب حرارت بدن کے رقیق ہوگئی ہو اور مثل
مذی کے دکھائی دینے لگی ہو اور تفصیل اسکی خوب اوپر گذری فقط ص چوتھے منقطع ہونا حیض اور نفاس کا ف بیان حیض و
نفاس کا آگے آویگا او منقطع ہونے سے مراد یہ ہی کہ جب عورت حیض و نفاس سے پاک ہووے تو غسل کرنا اوسپر فرض ہوتا ہی اور یہ حکم اسواسطے
ہی کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطَّهَّرْنَ ساتھ تشدید طا کے اور ہا کے یعنی نہ قریب ہو تم اون سے یہان تک
کہ وہ خوب پاک ہو لین یعنی غسل کرین اور یہ قراءت عاصم او کسائی کی ہی اور امام مالک اور شافعی کے نزدیک اس قراءت مین بھی اور
جب یہ آیت تخفیف پڑھی جاتی ہی معنی یہی ہوتے ہین کہ یہان تک کہ غسل کرین اور یہ آیت تو دلیل اس بات کی ہوئی کہ حیض سے غسل فرض
ہی لیکن نفاس سے تو بسبب اس بات کے کہ اسپر اجماع ہی اور اجماع حجت قاطع ہی کیونکہ حضرت نے فرمایا لَا تَجْتَمِعُ اُمَّتِيْ عَلَى الضَّلَالَةِ
یعنی نہین جمع ہوگی امت میری گمراہی پر اور اسی طرح معلوم ہو چکا ہی کتب اصول سے اور روایت کیا اس حدیث کو طبرانی اور ترمذی
اور ابوداؤد اور ابن ابی عاصم اور حافظ ضیاء اور ابن جریر اور حاکم اور ابو نعیم اور ابن مندہ نے اور احمد اور ابن ابی خیثمہ نے ابو مالک
اشعری اور ابن عمر اور ابی بصرہ غفاری وغیرہم سے بالفاظ مختلفہ رضی اللہ عنہم اجمعین اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے
فرمایا ہی کہ جسکو مسلمان قبیح دیکھین وہ اللہ کے نزدیک بھی قبیح ہی اور جسکو مسلمان اچھا دیکھین وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہی روایت
کیا اسکو بزار اور ابوداؤد طیالسی اور ابو نعیم اور بیہقی نے اور روایت کیا احمد نے دوسرے جملے کو فقط وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَعِلْمُهٗ اَتَمُّ
ص اور اگر عورت کافرہ بعد انقطاع یعنی بند ہونے خون کے مسلمان ہوئی غسل اوسکے اوپر واجب نہوگا اور بعد جنابت کے
اگر مسلمان ہوئی تو غسل واجب ہوگا ف دلیل اسکی شرح وقایہ عربی مین مذکور ہی ص اور چار پائے کے وطی کرنے سے غسل واجب نہوگا
اور غسل مستحب ہی واسطے جمعے کے یعنی نماز جمعہ کے نہ واسطے دن جمعے کے اور یہی صحیح ہی ف امام شافعی و امام ابو حنیفہ صاحب
کے نزدیک غسل دن جمعے کے سنت ہی اور یہی روایت ہی احمد سے اور امام مالک کے نزدیک واجب ہی امام مالک کہتے ہین کہ روایت ہی
یعنی صحیحین اور جامع ترمذی اور موطا اور سنن نسائی مین عبد اللہ بیٹے عمر رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کوئی کہ آوے
تم مین سے دن جمعے کے تو چاہیے کہ غسل کرے اور روایت کی بخاری اور مسلم اور ابوداؤد اور نسائی نے حضرت ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے
کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ غسل جمعے کا واجب ہی ہر بالغ پر اور سنن ابن ماجہ مین روایت ہی کہ فرمایا حضرت نے بیچ ایک جمعے کے
جمعون سے کہ اے گروہ مسلمانون کے یہ وہ دن ہی کہ اللہ تعالی نے اسکو عید کیا ہی سو غسل کرو آخر حدیث تک اور روایت کی مالک نے
ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ کہا انھون نے کہ غسل دن جمعے کے واجب ہی اوپر ہر بالغ کے مانند غسل جنابت کے اور یہ حدیثین
صحیح ہین اور روایت کیا ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث کو صحیح مسلم مین کئی طریقون سے اور کہا مجد الدین فیروزآبادی نے کہ حدیث
واجب ہونے غسل کی بہت صحیح ہی اور مالک نے نافع سے اونھون نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اوس حدیث کو کہا
بخاری رحمہ اللہ نے کہ اصح الاسانید ہی اور یہ دلیلین اونکی ہین جو کہتے ہین کہ غسل دن جمعے کے واجب ہی اور جو کہتے ہین کہ واجب نہین حجت پکڑتے ہین
اوس سے کہ روایت کی ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی اور احمد اور بیہقی اور ابن ابی شیبہ نے اور ابن عبد البر نے استذکار مین سمرہ
رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جسنے وضو کیا دن جمعے کے تو خوب کیا اور جس نے غسل کیا نیک کیا

اور غسل افضل ہے کہا ترمذی نے کہ اس باب میں روایت ہے ابی ہریرہ اور عائشہ اور انس رضی اللہ عنہم سے اور کہا کہ حدیث
سمرہ رضی اللہ عنہ کی حسن ہے اور روایت کی ہے بخاری اور مسلم اور ترمذی اور مالک اور ابو داؤد رحمہم اللہ نے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ
خطبہ پڑھتے تھے دن جمعے کے کہ ناگاہ ایک شخص آیا مہاجرین سے اور ایک روایت میں ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ آئے سو پکارا عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت
عثمان رضی اللہ عنہ کو اور کہا کہ یہ کیا وقت ہے آنے کا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک کام نے مجھکو مشغول رکھا تھا آج کے روز اور میں
گھر نہیں گیا تھا کہ ناگاہ آواز اذان کی سنی اوسی راہ سے میں مسجد میں آیا اور کچھ دیر نہ کی میں نے مگر واسطے وضو کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ
نے کہا کہ فقط وضو ہی تم نے کیا اور حضرت نے تو حکم کیا ساتھ غسل کے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پھر نہ لوٹے اور نماز پڑھی اور عمر
رضی اللہ عنہ نے لوٹنے کا حکم نہیں کیا تو اس سے معلوم ہوا کہ غسل سنت ہے اور ایک حدیث سنن ابو داؤد میں ثابت ہے کہ کچھ لوگ
حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آئے اور کہا کہ کیا غسل دن جمعے کے واجب دیکھتے ہو تم فرمایا کہ نہیں لیکن
غسل زیادہ پاک کرنے والا ہے اور بہتر ہے اوسکے لیے جو غسل کرے اور جو شخص نہ کرے تو کچھ اوسپر واجب نہیں آخر حدیث تک اور
کہتے ہیں کہ مراد وجوب سے اون حدیثوں میں ضروری ہے نہ وجوب اصطلاحی فقہی اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے موطا میں لکھا ہے
اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبَانَ بْنِ صَالِحٍ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ النَّخَعِيِّ قَالَ حَمَّادٌ سَأَلْتُهُ عَنِ الْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ
وَالْغُسْلِ مِنَ الْحِجَامَةِ وَالْغُسْلِ فِي الْعِيْدَيْنِ قَالَ اِنِ اغْتَسَلْتَ فَحَسَنٌ وَاِنْ تَرَكْتَ فَلَيْسَ عَلَيْكَ اَلْحَدِيْثَ
یعنی خبر دی مجھکو محمد بن ابان بیٹے صالح نے اونھوں نے سنا حماد رحمۃ اللہ علیہ سے کہ حماد رحمۃ اللہ علیہ نے کہ پوچھا میں نے ابراہیم نخعی
رحمہ اللہ سے غسل دن جمعے اور حجامت اور عیدین سے انھوں نے کہا کہ اگر غسل کرے تو اچھا ہے اور اگر ترک کرے تو تو کچھ تیرے اوپر نہیں
کچھ گناہ
اور بھی روایت کی صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے انھوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے جسنے کہ وضو کیا سو اچھا کیا وضو کو پھر آیا جمعے کو اور سنا یعنی خطبہ اور چپ رہا بخشا جائیگا اوسکے لیے جو کچھ کہ درمیان
اوسکے اور درمیان جمعے کے ہے اور زیادہ تین دن آخر حدیث تک اور روایت کی ابو داؤد نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے سند اوسکی صحیح
ہے میرے نزدیک اور روایت کی طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر نہاتے تھے دن جمعے کے اور
ترک کرتے تھے اوسکو اور اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ غسل سنت ہے واللہ اعلم اور کچھ بیان اوسکا باب جمعے میں آویگا اور اس جگہ
بہت سی روایتیں ہیں کہ ذکر کرنا اونکا خالی طول سے نہیں ص دوسرے دونوں عیدوں کے واسطے یعنی عید الفطر اور عید الضحی
میں ف جاننا چاہیے کہ عیدین کے غسل میں کئی حدیثیں ہیں لیکن ضعف سے خالی نہیں ہیں پہلے تو یہ کہ روایت ہے فاکہ بن سعد رضی اللہ عنہ
کہ صحابی ہوا اور ان کا مشہور ہے کہا اونھوں نے کہ تھے حضرت غسل کرتے تھے دن جمعے اور دن عید فطر کے اور دن نحر اور عرفے کے
کے روایت کیا اسکو امام احمد اور ابو داؤد اور طبرانی نے اپنی معجم میں اور سنن ابن ماجہ میں اور مسند بزار میں بھی مروی ہے شیخ ابن الہمام
نے کہا کہ یہ حدیث ضعیف ہے ایسا ہی ذکر کیا نووی نے اور روایت کی ابن ماجہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تھے حضرت کہ
غسل کرتے تھے دن عید فطر اور دن عید اضحی کے اور یہ بھی حدیث ضعیف ہے اور سیوطی نے جمع الجوامع میں لکھا ہے کہ زیاد بن عیاض اشعری
نے کہا ایک قوم کو کہ جو فعل میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دیکھا وہی تمسے دیکھا مگر یہ کہ تم غسل نہیں کرتے ہو بیچ عید کے روایت
کیا اسکو ابن مندہ اور ابن عساکر نے اور کہا کہ صحیح ہے عیاض سے اور زیاد کا نام محفوظ نہیں انتہی تو اسمیں یہ کلام ہے کہ ابن عساکر

کی روایت کا اعتبار نہین جب تک رجال سند معلوم نہون اور اکثر احادیث ضعیفہ بھی ہوا کرتی ہین ان کتابون مین اور مجد الدین
فیروزآبادی نے لکھا ہی کہ اس باب مین دو حدیثین آئی ہین یعنی ایک حدیث ابن عباسؓ کی اور ایک حدیث فاکہ رضی اللہ عنہ کی جو دونون
ہمنے اوپر نقل کین یہ دونون ضعیف ہین اور بعض محققین نے کہا ہی کہ ہمنے سوا حدیث عباسؓ اور فاکہ کے تیسری حدیث اس باب
مین نہین پائی البتہ روایت ہی موطا مین ساتھہ سند صحیح کے عبد اللہ بیٹے عمر رضی اللہ عنہما سے کہ جب وہ واسطے نماز عید کے نکلتے تھے غسل
کرتے تھے پہلے اسکے کہ جائین لیکن یہ بات ہی کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حضرت کی تابعداری بہت کرتے تھے اور ذرا سی بات
بھی جو حضرت نے نہین کی ہوتی تھی نہین کرتے تھے اس سے معلوم ہوتا ہی کہ انھون نے حضرتؐ کو غسل کرتے دیکھا ہوگا جیسا کہ فیروزآبادی نے
کہا لٰكِنْ صَحَّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهٗ كَانَ يَغْتَسِلُ لِكُلِّ عِيْدٍ وَشِدَّةُ مُبَالَغَتِهٖ لِمُتَابَعَةِ السُّنَّةِ
يَقْتَضِيْ اَنَّ الْحَدِيْثَ فِيْ هٰذَا الْبَابِ صَحِيْحٌ یعنی صحیح ہوا ہی ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ وہ غسل کرتے تھے واسطے عید کے اور شدت
مبالغہ اونکا واسطے متابعت سنت کے چاہتا ہی اس بات کو کہ حدیث اس باب مین صحیح ہی فقط وَاللّٰهُ اَعْلَمُ اور روایت کی ترمذی اور
دارمی نے زید بن ثابت سے اور کہا کہ حسن ہی کہ حضرت نے کپڑے اوتارے واسطے لبیک کہنے کے یعنی واسطے احرام کے اور غسل کیا تو اس سے سنت ہونا غسل
احرام کا ثابت ہوتا ہی مگر یہ ہی کہ عموم اسمین نہین بلکہ اس سے یہ سمجھا جاتا ہی کہ ایک بار کیا تو غسل مستحب ہو جاویگا نہ کہ سنت ایسا ہی کہا
شیخ ابن الہمام نے فتح القدیر مین هٰذَا مَا ظَهَرَ لِيْ الْاٰنَ لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا ص تیسرے واسطے احرام کے
ف احرام کے واسطے غسل کرنا ائمہ اربعہ کے نزدیک مسنون ہی اور دلیل اسکی بھی گذری اور روایتین اس باب مین صحیح ہین اور بیان اسکا
حج کے باب مین آویگا ص چوتھے دن عرفہ کے ف کیونکہ اوپر ہمنے ذکر کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم غسل کرتے تھے دن جمعہ کے
اور عید فطر اور عید نحر اور روز عرفہ کے روایت کیا اسکو بزار نے اور طبرانی نے اور ابن ماجہ نے اور ابو داؤد اور احمد وغیرہم رحمہم اللہ اجمعین نے اور یہ سب ضعیف ہی

باب پانی کے بیان مین جس سے وضو جائز ہی اور جس سے جائز نہین

جائز ہی وضو مینہہ کے پانی سے اور چشمے سے یعنی زمین کے پانی سے مثل کنوئین وغیرہ کے ف اسواسطے کہ اللہ تعالی فرماتا ہی
وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّيُطَهِّرَكُمْ بِهٖ یعنی اور اللہ تعالی اوتارتا ہی پانی آسمان سے تاکہ پاک کرے تمکو اوس سے اور فرمایا
وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُوْرًا یعنی اور اوتارا ہمنے آسمان سے پانی پاک کرنے والا یہ آیتین دلالت کرتی ہین آسمان کے
پانی کے پاک ہونے پر اور زمین کے پانی کے پاک ہونے پر کنوئین مین دلیل یہ ہی جو روایت کی ابو داؤد اور ترمذی نے ابی سعید خدری رضی اللہ
عنہ سے کہ پوچھا گیا حضرت سے کہ کیا وضو کرین ہم کوئین بضاعہ سے اور وہ کنوان ہی کہ ڈالے جاتے ہین اوسمین کتے اور کپڑے حیض کے اور بدبودار چیزین
فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پانی پاک ہی نہین نجس کرتی ہی اوسکو کوئی چیز اور حسن کہا اس حدیث کو ترمذی اور ابن القطان رحمۃ اللہ
علیہما نے اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اور نجاست پر اوسکے دلیل اجماع ہی جیسا کہ آگے آویگا اور ہدایہ مین جو حدیث لکھی ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے پانی پاک ہی نہین نجس کرتی اوسکو کوئی چیز مگر جب بدل جاوے رنگ یا بو یا مزہ اوسکا تو روایت کیا اسکو بیہقی نے ابی امامہ
رضی اللہ عنہ سے جیسا کہ آگے آویگا اور پانی دریا کے پاک ہونے پر دلیل یہ ہی کہ روایت کی ترمذی اور ابن ماجہ اور ابو داؤد اور نسائی
نے تحقیق کہ ایک شخص نے پوچھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ ای رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم ہم سوار ہوتے ہین دریا مین اور رکھتے ہین
اپنے ساتھہ پانی تھوڑا تو اگر وضو کرین ہم پیاسے ہون کیا وضو کرین ہم دریا کے پانی سے تو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وہ یعنی

وہ پاک ہی پانی اوسکا اور حلال ہی مردار اوسکا کہا ترمذی نے کہ پوچھا مین نے محمد بن اسمٰعیل رحمۃ اللہ علیہ سے اس حدیث کو تو کہا انھون نے کہ حدیث صحیح ہی اور باقی تفصیل اسکی خوب شیخ ابن الہمام نے فتح القدیر حاشیۂ ہدایہ مین لکھی ہی ص اور برف کے پانی سے اگر جما ہوا نہو اور اگر جما ہو تو جائز نہین ف کیونکہ جس صورت مین برف مانند پانی کے ہی تو حکم اوسکا پانی کا سا ہی وضو جائز ہوگا اور جس صورت مین جمی ہوئی ہی تو وہ پانی مین داخل نہین کیونکہ پانی کی حقیقت مین بہنا بھی داخل ہی ص جائز ہی وضو اوس پانی سے جو رکھے رکھے بدبودار ہوگیا ہو یا اوسکے کسی وصف کو پاک چیز نے مثل خاک یا اشنان یا صابون یا زعفران کے بدل دیا ہو ف اسواسطے کہ ان سب پر پانی کا اطلاق آتا ہی اور روایت کی نسائی نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل کیا روز فتح کے ایک برتن سے کہ اوسمین اثر آٹے کا تھا اور تفصیل فتح القدیر مین ہی ص اور امام ابی یوسف کے نزدیک اگر پاک چیز ایسی ہو کہ پاک کرنا اوس سے مقصود ہوتا ہی تو وضو اوس سے جائز ہی مگر یہ کہ غالب ہو جاوے اوپر پانی کے شل گاڑھا کر دے اور اوسکی رقت اور سیلان یعنی بہنے کو کھو دے تو وضو اوس سے جائز نہین اور اگر وہ چیز ایسی نہو یعنی اوس سے پاک کرنا مقصود نہو تو اس صورت مین اونسے دونون روایتین ہین ایک روایت مین غلبہ شرط ہی یعنی اگر غلبہ پانی پر نکرے تو وضو جائز ہی اور ایک روایت مین غلبہ شرط نہین یعنی جبسے غالب ہو جیسے نہو وضو اوس سے جائز نہین اور امام شافعی کے نزدیک اگر وہ چیز کہ پانی مین مل گئی ہی زمین کی قسم سے نہین وضو اوس پانی سے جائز نہین اگرچہ غالب نہو ف اور احتیاط اسمین ہی جو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہی ص اگر پانی جاری مین کوئی چیز نجس پڑ جاوے اور اثر اوسکا یعنی رنگ و بو مزہ نہ دیکھے تو وضو اوس سے جائز ہی ف اسواسطے کہ نجاست اوسمین نہ ٹھہری بلکہ بہ جاوے گی ایسا ہی ہی بیچ ہدایہ مین واللہ اعلم بالصواب ص پوشیدہ نرہے کہ جاری کسکو کہتے ہین علما کا اسمین اختلاف ہی بعضون کے نزدیک پانی جاری اوسے کہتے ہین کہ گھانس اور تنکے وغیرہ کو بہا لیجاوے ف اسی کو صاحب شرح وقایہ نے اختیار کیا ہی اور بعضون نے کہا کہ جاری وہ ہی کہ جسکو لوگ جاری سمجھین اور اسی کو در مختار کے متن مین اختیار کیا ہی اور حق میرے نزدیک یہ ہی کہ جاری اوسے کہتے ہین کہ مطلق جریان اوسمین پایا جاتا ہو اگرچہ کیسا ہی ضعیف ہو واللہ اعلم ص تو اگر ندی اوسکی رکی ہی جاوے اور پانی رسان رسان نکلتا ہو وضو اوس سے جائز ہی کیونکہ وہ پانی جاری ہی اور پانی ضعیف مین جو آہستہ بہتا ہی اس طرح پر وضو کرے کہ پھر پانی مستعمل کو نہ اوٹھا لیوے یا دو چلو کے بیچ مین آنے دیوے کہ پانی مستعمل ہو جاوے تو مستعمل پانی کا بیان آگے آجاویگا ف کیونکہ پانی مستعمل نجس ہی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اور اوسکا ذکر آگے ہم کرینگے ص اگر حوض دہ در دہ سے کم ہو اور ایک طرف سے اوسمین پانی آتا ہی اور دوسری طرف سے نکلتا جاتا ہی ہر طرف مین اوس حوض کے وضو جائز ہی اور اسی پر فتوی ہی ف در مختار مین ہی بہ یفتی یعنی اسی پر فتوی ہی ص اور بعضون کے نزدیک اگر چار در چار ہی یا کم تو جائز ہی اوس سے زیادہ مین جائز نہین اور اگر پانی بدبودار ہووے اور معلوم ہو جاوے کہ بو اوسکی نجاست سے ہی وضو اوس سے درست نہین اور اگر معلوم نہووے تو وضو جائز ہی کیونکہ کبھی بو بسبب زیادہ رکھنے کے ہو جاتی ہی واللہ اعلم اور اگر مرا ہوا کتا روان ندی مین پڑا اور اوسکے عرض کو بند کیا اور پانی کتے کے اوپر جاری ہی اگر وہ پانی جو کتے سے ملا ہوا ہی کم ہی اوس پانی سے جو کتے سے الگ ہی اوسکے نشیب مین وضو جائز ہی ورنہ نہین جائز ہی فقیہ ابوجعفر نے کہا ہی کہ اسی پر اپنے مشائخ کو پایا ہی اور امام ابی یوسف سے مروی ہی کہ اگر کوئی وصف پانی کا نہین بدلا ہی تو اوس سے وضو کرنے مین کچھ خوف نہین اور اگر پانی مین ایسا جانور مر جاوے کہ پانی مین پیدا ہوتا ہی اور اوسمین جیتا ہی جیسے مچھلی اور مینڈک وضو اوس سے جائز ہی

ف ان چیزون کے مرنے سے اسواسطے پانی نہین نجس ہوتا کہ ان جانورون کی جگہ یہی پانی ہے ایسا ہی ذکر کیا صاحب ہدایہ نے
اور عاقل پر مخفی نرہے کہ اس سے لازم یہ آتا ہی کہ اگر درندہ خشکی مین مرجاوے تو چاہیے کہ نجس نہو کیونکہ درندہ کا مقام خشکی ہی لیکن اسکا جواب
یون ہوسکتا ہی کہ معدن سے مراد وہ ہی کہ بغیر اوسکے جی نہین سکتا اور ایسا معدن درندہ کا خشکی نہین واللّٰہ اعلم اور دوسری دلیل ہدایہ
مین اسکی یون لکھی ہی کہ انمین خون نہین کیونکہ جو جانور کہ دموی ہی پانی مین نہین رہتا ہی اور جب ان مین خون نہوا تو پانی نجس نہوگا کیونکہ
خون ہی نجس کرنیوالا ہی کہا شیخ ابن الہمام نے هٰذَا التَّعْلِيلُ هُوَ الْاَصَحُّ اور اگر پانی کے سوا اور مین مثل سرکے وغیرہ کے اگر یہ چیزین
مرجاوین تو بعضون نے کہا کہ سوا مچھلی کے اور مین نجس ہوجاویگا اور بعضون نے کہا ہی کہ کسی مین نجس نہین ہوگا اور یہی صحیح ہی کذا فی الہدایہ
ص اور اگر پانی مین ایسا جانور مرا جسمین بہتا خون نہین جیسے مچھر اور مکھی وضو اوس سے جائز ہی کیونکہ خون جو نجس ہی وہ بہتا ہی نہی ان ہی
ف کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تمہارے پانی مین مکھی گر پڑے تو چاہیے کہ اوسکو ڈبو دے پھر اوسکو نکال ڈالے
اسواسطے کہ ایک پر مین اوسکے مرض ہی اور دوسرے پر مین شفا ہی روایت کیا اسکو بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے
اور یہ حدیث نہایت صحیح ہی اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بے خون کے حیوان کے مرنے سے پانی ناپاک نہین ہوتا اور یہ دلیل لانا اوس سے
اچھا ہی جو دلیل لائے ہین صاحب ہدایہ کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی حلال ہی کھانا اوسکا اور پینا اوسکا اور وضو اوس سے
اور پوری حدیث یون ہی کہ روایت کی دارقطنی نے سلمان رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھانا یا پینا پڑجاوے
اوسمین وہ جانور جسمین خون نہین اور مرجاوے اوسمین تو وہ حلال ہی کھانا اوسکا اور پینا اوسکا اور وضو اوس سے کہا دارقطنی نے نہین
مرفوع کیا اس حدیث کو مگر بقیہ نے سعید بن سعید زبیدی سے اور وہ ضعیف ہی اور ابن عدی نے کہا کہ سعید یہ مجہول ہی شیخ ابن الہمام نے
کہا کہ یہ بقیہ بیٹا ولید کا ہی روایت کی اس سے بہت اماموں نے مثل حماد اور ابن المبارک اور یزید بن ہارون اور ابن عیینہ اور وکیع اور
اوزاعی اور اسحٰق بن راہویہ اور شعبہ وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم نے اور روایت کی اوس سے جماعت نے مگر بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مین کہتا ہون
کہ پوچھے گئے یحییٰ بن معین بقیہ اور اسمعیل بن عیاش سے پس کہا کہ کِلَاهُمَا صَالِحَيْنِ یعنی دونون اچھے ہین اور کہا ابو زرعہ رازی نے
کہ بقیہ میرے نزدیک اچھا ہی اسمعیل بن عیاش سے اور سعید بن سعید کہا ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ نے کہ ذکر کیا اوسکو خطیب نے اور کہا کہ نام اونکے
باپ کا عبد الجبار ہی اور وہ ثقہ تھے تو اب جہالت جاتی رہی اور حدیث باوجود اسکے حسن سے کم نہوگی تو معلوم ہوا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی
حدیث جو اوپر ہمنے ذکر کی اس سے زیادہ اور بہت صحیح ہی واللّٰہ اعلم ص اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک پانی نجس ہوجاتا ہی ف
اور قول اول جو مذہب امام صاحب کا ہی صحیح ہی ص جو پانی درخت یا میوے سے نچوڑا جاوے جیسے پانی ریواج کا درخت سے
نچوڑا جاتا ہی اور پانی سیب اور انار کا کہ میوے سے نچوڑا جاتا ہی وضو اوس سے جائز نہین اور اگر خود درخت سے ٹپکے جائز ہی ف
کیونکہ اسپر پانی مطلق نہین بولا جاتا ہی مثلاً جو کوئی سرکہ پیے تو یہ نہین کہا جاویگا کہ فلانے نے پانی پیا اور قرآن شریف مین حکم ہی
کہ جب پانی نپاؤ تو تم تیمم کرو ص اور وضو اوس پانی سے جسپر کوئی چیز غالب آجاوے اسطرح پر کہ پانی کو اوسکی طبیعت سے نکال دیوے
یا پکانے کے سبب سے غالب ہوجاوے جیسے کہ پانی باقلے کا ف ہدایہ مین ہی کہ باقلے کے پانی سے مراد وہ ہی جو پانی کہ غالب ہوگئی ہو اوسپر
کوئی چیز پکانے کے سبب سے ص یا شوربا جائز نہین اور اگر پتے درخت کے پانی مین پڑے اور اوسکا رنگ یا کوئی وصف بدل گیا
وضو اوس سے جائز نہین کیونکہ وہ مانند پانی باقلے کے ہی ف ہدایہ مین ہی کہ جو پانی بغیر پکنے کے بدل گیا ہو تو اوس سے وضو جائز ہی

۴ سعید بن سعید
۵ بقیۃ بن الولید

اور باقی قلے کے معنی جو صاحب ہدایہ نے بیان کیے شاید وہ شارح وقایہ نے مراد نہین لیے واللہ اعلم ص اور جو پانی بہتا نہین اوسمین
اگر نجاست پڑی ہو اور تھوڑا ہو یا بہت وضو اوس سے جائز نہین ف جاننا چاہیے کہ یہان تین مذہب ہین پہلے تو یہ ہی کہ پانی جو جاری
نہین اوسمین اگر نجاست پڑیگی تو نجس ہو جاویگا پانی تھوڑا ہو یا بہت مگر جب کہ وہ حوض دہ در دہ ہو اور اوسکا ذکر آگے آوے گا
تو اس صورت مین مانند جاری کے ہوگا اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی دوسرا مذہب یہ ہی کہ اگر دو مٹکے پانی ہو تو نجس نہوگا اور یہ مذہب
امام شافعی رحمۃ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ کا ہی اور تیسرا مذہب یہ ہی کہ پانی تھوڑا ہو یا بہت جب تک کہ اوسکا کوئی وصف نہ بدلے پانی نجس
نہوگا اور یہ مذہب امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا ہی امام اعظم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل یہ ہی کہ روایت کی بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اور مسلم
اور ترمذی اور ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہم وغیرہم نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ پیشاب کرے ایک تم مین کا بیچ
اوس پانی کے جو جاری نہو پھر غسل کرے اوسمین اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ غسل کرے کوئی تم مین سے بیچ پانی دائم کے اور وہ
جنب ہو کہا کس طرح کرے ای ابا ہریرہ کہا کہ لے لے اوس سے لینے کو یعنی کسی برتن مثلا لگن کے کر اپنے اوپر پانی ڈالے اور حضرت نے منع کیا ہے
ٹھیرے پانی مین پیشاب کرنے سے روایت کیا ان دونون کو مسلم نے اپنی صحیح مین اور اس حدیث کو صحیح کیا بہت لوگون نے روایت کیا اسکو مسلم نے
کئی طریقون سے اور بخاری نے بھی اور چارون عالمون نے اور طحاوی اور طبرانی وغیرہم نے بھی اور یہ حدیث مشہور ہی اور اس حدیث سے معلوم
ہوتا ہی کہ جو پانی جاری نہین وہ نجس ہو جاتا ہی ورنہ منع کرنے سے کچھ فائدہ نہوگا اور بھی روایت ہی صحیحین مین ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کہ جاگے کوئی تم مین سے اپنے خواب سے نہ ڈالے ہاتھ اپنا بیچ برتن کے یہان تک کہ دھو ڈالے اوسکو تین بار کیونکہ وہ نہین جانتا
کہ کہان رہا ہاتھ اوسکا اور یہ حدیث بہت طریقون سے مروی ہی اور روایت کیا اسکو مسلم نے دس طریقون سے اور روایت کیا اسکو ترمذی
نے اور کہا کہ حسن صحیح ہی اور اس باب مین روایت ہی ابن عمر اور جابر اور عائشہ رضی اللہ عنہم سے اور بھی روایت کیا اسکو ابو داؤد اور نسائی
اور ابن ماجہ وغیرہم نے اور یہ بھی حدیث مشہور ہی اور بھی روایتین مؤید اسکی کنوئین کے باب مین آوینگی اور امام شافعی کے مذہب کی دلیل
یہ ہی کہ روایت ہی ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہا اونھون نے پوچھے گئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوس پانی سے جو کہ ہوتا ہی جنگلون مین اور پیتے ہین
اوس سے پانی چارپائے درندے فرمایا آپ نے کہ جب ہو پانی قلتین نہ اوٹھایگا ناپاکی اور روایت کیا اسکو احمد اور ابو داؤد اور ترمذی
اور نسائی اور دارمی اور ابن ماجہ اور ابن حبان اور حاکم اور ابن خزیمہ اور دارقطنی اور بیہقی وغیرہم نے ابن عمر رضی اللہ عنہ اور جابر
اور ابی ہریرہ وغیرہم سے اور ایک روایت مین ابو داؤد کی ہی کہ وہ نجس نہوگا اور روایت کیا اس حدیث کو دارقطنی نے لوگ کہتے ہین
چالیس سندون مین اس لفظ سے لائے ہین إِذَا كَانَ الْمَاءُ أَرْبَعِيْنَ قُلَّةً یعنی جب ہووے پانی چالیس قلہ اول
ان لوگون کا حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی ہی اور اسکو ضعیف کیا اور باقی ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بعض طریقون مین تو کم یخنس ہی اور
بعضون مین لم ینجسہ شیء ہی اور یہ لیث (مولیٰ؟) ہوتے ہین ایک اوس مین سے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی ساتھ اس لفظ کے
إِذَا كَانَ الْمَاءُ قُلَّتَيْنِ فَمَا فَوْقَ ذٰلِكَ لَمْ يُنَجِّسْهُ شَيْءٌ اور باقی ایک دوسرا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ساتھ اس لفظ
کے إِذَا كَانَ الْمَاءُ قُلَّتَيْنِ فَصَاعِدًا لَمْ يُنَجِّسْهُ شَيْءٌ اور باقی ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اور بعض روایتون مین
تو ابن عمر رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی اور بعض مین عن ابن عمر عن ابیہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی اور چالیس
قلون کی روایت ابن منکدر نے بھی کی ہی اور ابن ماجہ کی روایت مین ہی قلتین او ثلاثا یعنی قلتین ہون یا تین اور بھی

روایت کی ابن عدی نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب پہونچ جاوے پانی چالیس قلے پر نہ احتمال
سکیگا نجاست کا اور کہا ابن عدی نے کہ یہ حدیث صحیح نہیں خلط کیا ہی اسمین قاسم بن عبد اللہ عمری نے اور سیوطی نے اوسکا ضعیف ہونا ذکر
کیا اور کہا کہ روایت کیا اسکو دارقطنی نے جابر رضی اللہ عنہ سے اور روایت کیا اوسکو عقیلی نے اور روایت کیا اسکو دارقطنی نے
ساتھ سند صحیح کے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے قَالَ اِذَا بَلَغَ الْمَاءُ اَرْبَعِیْنَ قُلَّةً لَمْ یَنْجُسْ یعنی جب پونہچے پانی چالیس قلّے نہین نجس
ہوگا اور بعض روایتون مین ہی اَرْبَعِیْنَ غَرَبًا اور بعضون مین اَرْبَعِیْنَ دَلْوًا سو اس حدیث کی لفظون مین اضطراب ہوا اور بعض
حدیثون مین آیا ہی لَا یُنَجِّسُهُ شَیْءٌ اور بعضون مین لَمْ یَحْمِلِ الْخَبَثَ اور بھی سند مین اسکی اختلاف ہی ابی اسامہ پر
کبھی تو کہتے ہین عَنِ الْوَلِیْدِ بْنِ کَثِیْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبَّادِ بْنِ جَعْفَرٍ اور کبھی کہتے ہین عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ
الزُّبَیْرِ اور جواب اسکا یہ ہی کہ جائز ہی کہ ابی اسامہ نے دونون سے سنا ہو اور کبھی اس حدیث مین ابی اسامہ نے کہا عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ
عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ اور وہ ہی عُبَیْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ اور اسکا یہ جواب ہی کہ وہ دونون بیٹے عبد اللہ بن عمر
رضی اللہ عنہما کے ہین اون دونون نے روایت کی ہوگی اور کبھی ان حدیثون مین ایک روایت مین ہی عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اور ایک مین ہی عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ اَبِیْہِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اور جواب اسکا
یہ ہی کہ جائز ہی کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ سے بھی سنا ہو اور آپ بھی سنا ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لیکن
اضطراب لفظی اس حدیث مین بیشک بہت ہی کسی مین ہی قُلَّتَیْنِ اَوْ ثَلٰثًا کسی مین ہی اَرْبَعِیْنَ قُلَّةً کسی مین ہی اَرْبَعِیْنَ
غَرَبًا کسی مین ہی اَرْبَعِیْنَ دَلْوًا کہا امام طحاوی نے وَلَا نَدْرِیْ قُلَّتَیْنِ اَوْ ثَلٰثًا عَلَی الشَّکِّ یعنی ترک کیا ہمنے حدیث قلتین
کو اسواسطے کہ وہ روایت کی گئی ہی دو قلّہ اور تین اگر کوئی کہے کہ چالیس قلون کی روایت ضعیف ہی تو اعتبار اوسی دو قلتین کا ہی جو اکثر روایتون
مین ہی جواب اوسکا یہ ہی کہ دارقطنی نے تو مسند رون مین اربعین قلہ ذکر کیا ہی اونمین سے حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی ضعیف ہی اور
ابن عمر رضی اللہ عنہ کی صحیح جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا اور اضطراب لفظی تو اوسمین پایا گیا اور اضطراب معنوی جو بعض لوگون نے بیان کیا ہی
اور کہا ہی کہ ایک روایت مین ہی لَمْ یُنَجِّسْهُ شَیْءٌ یعنی نجس نکریگا اوسکو کچھ اور ایک مین لَمْ یَحْمِلِ الْخَبَثَ یعنی نہ اوٹھائیگا نجاست
کو یعنی نجس ہوگا تو یہ کچھ نہین کیونکہ اکثر روایات کے یہ معنی کہنا مخالف ہی اور بعید ہی کیونکہ نجاست کا موقوف کرنا قلتین ہونے پر اسکی کچھ
وجہ نہین واللہ اعلم تو ایک اضطراب سے یہ حدیث ضعیف ہوئی دوسرے ضعف اسناد بھی اسمین بعض لوگون نے بیان کیا ہی کہا صاحب ہدایہ نے ضَعَّفَهُ
اَبُوْ دَاؤُدَ اور بعض نسخ ہدایہ مین فی سُنَنِهٖ بھی ہی اور وہ غلط ہی کیونکہ سنن مین ابو داود کے کہین اسکا ذکر نہین کہا
شیخ ابن الہمام نے وَقِیْلَ لَعَلَّهٗ فِیْ غَیْرِ سُنَنِهٖ یعنی کہا گیا کہ یہ غیر سنن مین ابو داود کے ہی واللہ اعلم اور کہا شیخ ابن الہمام نے
فتح القدیر مین وَمِمَّنْ ضَعَّفَهُ الْحَافِظُ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ وَالْقَاضِیْ اِسْمٰعِیْلُ بْنُ اَبِیْ اِسْحٰقَ وَاَبُوْ بَکْرِ بْنُ الْعَرَبِیِّ
الْمَالِکِیُّوْنَ یعنی جنھون نے ضعیف کیا اس حدیث کو اونمین سے ہین حافظ ابن عبد البر اور قاضی اسمٰعیل بن ابی اسحٰق اور ابو بکر
بن العربی مالکی لوگون نے یعنی ان لوگون نے اس حدیث کو ضعیف کیا ہی اور بدایع مین ہی عَنِ ابْنِ الْمَدِیْنِیِّ لَا یَثْبُتُ حَدِیْثُ
الْقُلَّتَیْنِ یعنی روایت ہی ابن المدینی سے کہا انھون نے ثابت نہین ہوئی حدیث قلتین کی اور کہا صاحب قاموس نے سفر السعادت
مین بَابُ اِذَا بَلَغَ الْمَاءُ قُلَّتَیْنِ لَمْ یَحْمِلْ خَبَثًا قَالَ جَمَاعَةٌ لَمْ یَصِحَّ فِیْهِ حَدِیْثٌ یعنی باب قلتین مین کہا جماعت نے

ف قاسم بن عبد اللہ عمری

کہ صحیح نہیں ہوئی اور نہیں کوئی حدیث اور بعضوں نے کہا ہے کہ سفر السعادت میں ہے صححه بعض المحدثين وضعفه بعضهم
اور یہ غلط ہے کیونکہ سفر السعادت میں کہیں اسکا نشان نہیں پوری عبارت اوسکی یوں ہے باب اذا بلغ الماء قلتين لم يحمل
خبثا قال جماعة لم يصح فيه حديث وجماعة قائلون بصحته وقد اورده اكابر اهل الحديث
في مصنفاتهم یعنی اوس میں نہیں سے کہا حديث قلتين صحيح صححه جماعة المحدثين حتى قال البيهقي
من الشافعية انه غير قوي وتركه الغزالي والروياني مع شدة اتباعهما للشافعي
رحمه الله لضعفه یعنی حدیث قلتین کی ضعیف ہے ضعیف کیا اوسکو ایک جماعت نے محدثین کی یہان تک کہ کہا بیہقی نے
کہ وہ قوی نہیں اور ترک کیا اوسکو امام غزالی اور رویانی نے باوجود شدت اتباع اونکی کے واسطے امام شافعی رحمہ اللہ کے واسطے
ضعف اوسکے کے اور تمہید میں ہے ما ذهب اليه الشافعي من حديث قلتين مذهب ضعيف یعنی جس طرف
شافعی گئے ہیں حدیث قلتین سے مذہب ضعیف ہے اور اسرار میں دبوسی کے ہے وهو حديث ضعيف اور وہ حدیث ضعیف ہے
اور ان قولوں میں ایک نظر ہے وہ یہ ہے کہ اس حدیث کا ضعف بسبب ضعف رجال کے ان لوگوں نے مراد لیا ہے یا ضعف بسبب اضطراب کے
اگر ضعف بسبب اضطراب کے ہے تو مسلم ہے اور ضعف بسبب رجال کے ہرگز مسلم نہیں کہا طحاوی نے خبر القلتين صحيح واسناده
ثابت یعنی خبر قلتین کی صحیح ہے اور اسناد اوسکی ثابت ہے اور کہا حاکم نے مستدرک میں صحيح على شرط البخاري ومسلم
یعنی یہ حدیث صحیح ہے اوپر شرط بخاری اور مسلم کے اور کہا بیہقی نے هذا الاسناد صحيح موصول یہ اسناد صحیح ہے موصول ہے
اور صحیح کیا اوسکو دارقطنی وغیرہ نے اور کہا شیخ ابن القیم نے شرح ابی داؤد میں اما صحة سنده فكذلك لان رواته
ثقات ليس فيهم مجروح ولا متهم وقد سمع بعضهم من بعض ولهذا صححه ابن خزيمة والحاكم
والطحاوي وغيرهم یعنی صحت سند اوسکی تو پائی گئی واسطے کہ روایت کرنے والے اوسکے سب ثقہ ہیں نہیں ہے اون میں کوئی
مجروح اور نہ متہم اور سنا بعض اونکے نے بعض سے اور اسی واسطے صحیح کیا ہے اوسکو ابن خزیمہ اور حاکم اور طحاوی وغیرہم نے انتہی
البتہ اضطراب لفظی اسمیں بہت واقع ہے اور وہ جو چالیس قلوں کی روایت جابر رضی اللہ عنہ سے محمد بن منکدر کی روایت سے نقل کی
بعض لوگوں نے کہا ہے کہ جابر کہنا غلط ہے بلکہ صحیح عبد اللہ بن عمرو بن العاص ہے اور یہ غلطی قاسم عمری سے جو اوسکی اسناد میں ہے واقع ہوئی ہے
کیونکہ وہ ضعیف ہے ضعیف کیا اوسکو احمد و بخاری اور یحیی بن معین وغیرہم نے کہا بیہقی نے اخبرنا ابو عبد الله الحافظ
قال سمعت ابا علي الدقاق يقول حديث محمد بن المنكدر عن جابر عن النبي صلى الله عليه وسلم
اذا بلغ الماء اربعين قلة خطأ والصحيح عن محمد بن المنكدر عن عبد الله بن عمرو یعنی خبر دی مجھکو
ابو عبد اللہ حافظ نے اونھوں نے کہا سنا مینے ابا علی دقاق سے وہ کہتے تھے کہ حدیث محمد بن منکدر کی جابر رضی اللہ عنہ سے خطا ہے اور
صحیح محمد بن المنکدر سے اونھوں نے عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے ہے انتہی اور عبد الرزاق نے مصنف میں روایت کیا اس حدیث کو
محمد بن منکدر سے اونھوں نے عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے کہا عبد الرزاق نے اخبرنا الثوري ومعمر عن محمد بن المنكدر
عن عبد الله بن عمرو بن العاص اور بھی روایت کی یزید بن ہارون نے عاصم بن منذر سے کہا کہ داخل ہوا میں ساتھ عبید اللہ
بن عبد اللہ بن عمر کے ایک باغ کو اوس میں پانی تھا اور اوس میں ایک کھال مردہ اونٹ کی پڑی تھی سو وضو کیا اوس سے پس کہا مینے

کیا وضو کرتے ہو تم اوس سے اور اوسمین ایک کھال مردہ اونٹ کی ہی سو حدیث بیان کی ہمسے اپنے باپ سے اونھون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپنے جب پہونچ جاوے پانی برابر دو قلے کے یا تین کے نجس کریگا اوسکو کچھ اور روایت کی ابو بکر نیشاپوری نے کہا
حَدَّثَنِيْ اَبُوْ حُمَيْدٍ الْمِصِّيْصِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِيْ لُوْطٌ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنْ مُجَاهِدٍ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ
اِذَا كَانَ الْمَاءُ قُلَّتَيْنِ فَصَاعِدًا لَمْ يُنَجِّسْهُ شَيْءٌ یعنی فرمایا ابن عباس نے کہ جب ہو پانی قلتین یا زیادہ نہ نجس کریگا
اوسکو کچھ اور روایت کیا اوسکو ابو بکر بن عیاش نے ابان سے انھون نے ابو یحیی سے اونھون نے ابن عباس سے ایسا ہی قول اونکا اور ایک
وجہ ترک کی اس حدیث کی یہ بھی ہی کہ قلے کے لغت مین بہت سے معنی ہین اور معلوم نہین کہ اس جگہہ پر کونسے معنی مراد ہین قلے کے
معنی لغت مین مشک کے ہین اور مٹکے کے اور چوٹی پہاڑ کے اور ہر چیز بلند کے اور معتبر اس مقام مین امام شافعی کے نزدیک دو قلے
یعنی مٹکے ہجر کے ہین کہ نام ایک شہر کا ہی کہ وہان کے مٹکے بڑے بڑے ہوتے ہین اور اسکی تصریح حدیث مین آئی ہی جیسا کہ کہا شافعی نے
اَخْبَرَنَا مُسْلِمُ بْنُ خَالِدٍ الزَّنْجِيُّ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ بِاِسْنَادٍ لَا يَحْضُرُنِيْ ذِكْرُهٗ اَنَّهٗ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ قَالَ
اِذَا كَانَ الْمَاءُ قُلَّتَيْنِ لَمْ يَحْمِلْ خَبَثًا وَقَالَ فِي الْحَدِيْثِ بِقِلَالِ هَجَرَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ رَاَيْتُ قِلَالَ هَجَرَ
فَالْقُلَّةُ تَسَعُ قِرْبَتَيْنِ اَوْ قِرْبَتَيْنِ وَشَيْئًا یعنی فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ہو پانی دو قلے نہ اوٹھاویگا نجاست کو
اور کہا بیچ حدیث کے کہ قلے ہجر کے کہا ابن جریج نے دیکھا مینے قلون ہجر کو پس قلہ سماتا تھا دو مشکون کو یا کچھ زیادہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ
نے فرمایا کہ ہمنے کچھ زیادہ کہنے کے موافق اڑھائی مشک کر لی واسطے احتیاط کے اور بعضون نے دو مشک اور تہائی رکھا ہی اور امام شافعی
صاحب کے مذہب مین موافق دو قلون کے پانچ مشکین ہوئین اور مشک بحساب شرع کے پچاس سیر پانی ہی تو قلتین دو سو پچاس سیر پانی ہوا اور بعضون
نے کہا ہی کہ مقدار ایک مشک کا سو رطل عراقی ہین اور رطل عراقی برابر ایک سو اٹھائیس درہم کے ہوتا ہی واللہ اعلم جاننا چاہیے کہ اس روایت کو اخراج
کیا ابن عدی نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کہ ہو پانی قلتین قلون ہجر سے نہین نجس کریگا اوسکو کچھ اور ضعیف
کیا اوسکو ابن عدی نے اور کہا کہ یہ قول من قلال ہجر محفوظ نہین نہین ذکر کیا جاتا مگر اسی حدیث مین اور مغیرہ بن سقلاب کنیت اوسکی
ابو بشر منکر الحدیث ہی علاوہ اسکے روایت کیا اسکو دارقطنی نے ایک سند سے کہ اوسمین ابن جریج ہین اور قلال ہجر کا کچھ اوسمین ذکر نہین اور
یہ جو امام شافعی نے روایت کی ہی اول تو خالی اسناد سے ہی دوسرے یہ کہ مسلم بن خالد زنجی شیخ امام شافعی کا قَالَ اَبُوْ حَاتِمٍ
لَيْسَ بِذَالِكَ الْقَوِيِّ مُنْكَرُ الْحَدِيْثِ لَا يُكْتَبُ حَدِيْثُهٗ وَلَا يُحْتَجُّ بِهٖ وَقَالَ الْبُخَارِيُّ مُنْكَرُ الْحَدِيْثِ وَقَالَ
عَلِيُّ بْنُ الْمَدِيْنِيِّ لَيْسَ هُوَ بِشَيْءٍ وَقَالَ اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْوَلِيْدِ كَانَ فَقِيْهًا عَابِدًا يَصُوْمُ الدَّهْرَ تُوُفِّيَ
بِمَكَّةَ سَنَةَ ثَمَانِيْنَ وَمِائَةٍ وَكَانَ كَثِيْرَ الْغَلَطِ فِيْ حَدِيْثِهٖ اِلٰى اٰخِرِ مَا قَالَ یعنی کہا ابو حاتم نے کہ وہ قوی
نہین حدیث اوسکی خلاف روایت ثقات کے ہی نہین لکھی جائیگی حدیث اوسکی نہین حجت پکڑی جائیگی اوس سے اور کہا بخاری نے
کہ حدیث اوسکی خلاف روایت ثقات کے اور کہا علی ابن المدینی نے کہ وہ کچھ نہین اور کہا احمد بن محمد بن الولید نے کہ وہ فقیہ عابد تھا
روزہ رکھتا تھا ہمیشہ وفات کی بیچ مکے کے سن اسی اور سو مین اور بہت غلطی کرتا تھا حدیث مین اگر کوئی کہے کہ ثقہ کہا اسکو یحیی بن معین نے
اور کہا ابن ابی حاتم نے مُسْلِمُ نِ الزَّنْجِيُّ اِمَامٌ فِي الْفِقْهِ یعنی مسلم زنجی امام ہی فقہ مین اور کہا ابن عدی نے کہ وہ حسن الحدیث ہی
وغیر ذلک تو جواب اوسکا یہ ہی کہ جب ضعیف کہین اوسکو لوگ مانند علی بن المدینی اور بخاری اور ابو حاتم اور امثال انکے تو ضعف اوسکا

بسبب ثقہ ہونے کے بعض تحریروں سے تعیین جاویگا اور اگر مانیے بھی تو بھی یہ حدیث بغیر اسناد کی ہے تو خصم تسلیم تعیین کریگا واللہ اعلم اور
کہا ابن جریج نے اخبرنا محمد عن یحیی بن عقیل اخبرنی ان یحیی بن یعمر اخبرہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم قال اذا کان الماء قلتین لم یحمل نجسا ولا باسا قال فقلت لیحیی بن عقیل قلال ہجر قال قلال
ہجر قال فاظن ان کل قلۃ تاخذ قربتین یعنی فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب ہو پانی دو مٹکے نہ اوٹھا ویگا
نجاست اور گندگی کو کہا محمد نے کہ پوچھا میں نے یحیی بن عقیل سے کہ مراد یہاں قلے ہجر کے ہیں کہا کہ قلے ہجر کے کہا کہ گمان کرتا ہوں میں کہ ہر مٹکا
ہوگا دو مشکیں اور جس حدیث میں حضرت کا قول قلال ہجر نہیں ہے تو حجت نہوگا تو اس صورت میں قلے کے معنی معلوم نہوئے تو حدیث ضعیف
ہوگی جیسا کہ امام طحاوی نے کہا وانما ترکنا من ذلک لانا لا نعلم ما القلتان یعنی ہمنے ترک کردیا اس حدیث کو اس واسطے کہ ہم نہیں
جانتے کہ قلے کیا ہیں اور پوشیدہ نہ رہے کہ جس صورت میں چالیس قلوں کی حدیث پر عمل کیا جاویگا تو امام ابوحنیفہ صاحب کا
بھی مذہب متحقق ہو جاویگا کیونکہ جب یہ ٹھہرا کہ قلتین دو سو پچاس سیر پانی ہو اور قول مختار کے تو چالیس قلوں کا پانچ ہزار سیر
پانی ہوا جیسا کہ حساب سے معلوم ہو جاویگا اور اتنے پانی میں حوض وہ در دہ اور پانی موافق ایک بالشت کے پورا ہو جاویگا متو
مشکوں میں تخمینا ہو آزمایا نہیں گیا واللہ اعلم اور کہا شیخ ابن الہمام نے فتح القدیر میں ھذا تلخیص ما ذکرہ الشیخ تقی الدین

الامام وبہ یترجح ضعف الحدیث ...
نے کہا اور اسی سے ترجیح ہے ضعف حدیث کا نزدیک
اور جو ضعف لوگوں نے بیان کیے ہیں خالی نہ

شرح ابی داود میں اس بحث کی بہت تفصیل لی ہے جسکو دیکھنا ہو وہیں دیکھے یہ بیان تو ساتھ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کے تھا اب میں
مذہب امام مالک کا بیان کرتے ہیں لیکن بطور اختصار تاکہ کتاب طول نہو جاوے دلیل امام مالک کی یہ ہے کہ روایت کی ابی داود اور ترمذی
نے ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے کہ پوچھا لوگوں نے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وضو کرتے ہیں ہم کنوئیں بضاعہ سے اور اوس میں ڈالے
جاتے ہیں کپڑے حیضوں کے اور نجاستیں اور گوشت کتوں کے فرمایا آپ نے پانی پاک ہے نہیں کرتا اوسکو نجس کچھ اور ترمذی نے اس حدیث کو
کہا حدیث حسن اور امام احمد نے تصحیح اسکی کی ہے اور یہ حدیث اگرچہ مطلق ہے ظاہر میں تھوڑے پانی اور بہت میں لیکن الف لام حدیث میں جو
الماء میں اشارہ ہے اوس کے طرف بیر بضاعہ کی خصوصیت کے علاوہ اسکے پانی بیر بضاعہ کا جاری تھا جیسا کہ حدیث میں ہے والذی رواہ
مالک ورد فی بئر بضاعۃ وماؤہا کان جاریا فی البساتین یعنی اور جو کہ روایت کیا اوسکو مالک نے وارد ہے بیر بضاعہ
میں اور پانی اوسکا جاری تھا باغوں میں اور فتح القدیر میں ہے کما رواہ الطحاوی عن ابی الیمان عن ابی عبد اللہ محمد
بن شجاع الثلجی بالمثلثۃ عن الواقدی قال کانت بئر بضاعۃ طریقا للماء الی البساتین فہذا تقوم
بہ الحجۃ عندنا اذا وثقنا الواقدی اما عند المخالف فلا لتضعیفہ ایاہ الی اخرہ یعنی جیسے کہ
روایت کی طحاوی نے ابن عمر سے انھوں نے ابو عبد اللہ محمد بن شجاع ثلجی سے انھوں نے واقدی سے کہا انھوں نے کہ تھا کنواں بضاعہ کا
راستہ واسطے پانی کے طرف باغوں کے اور اس سے حجت قائم ہو گئی ہمارے نزدیک لیکن نزدیک مخالف کے تو نہیں واسطے ضعیف کرنے
اوسکے واقدی کو آخر تک اور روایت کی ہے ابن ماجہ نے ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پوچھے گئے اون حوضوں سے جو درمیان

مکہ شریف اور مدینہ طیبہ کے بیچ مین وارد ہوتے ہین اونپر درندے اور کتے اور گدہے اور پوچھے گئے وضو سے اون حوضون سے
سو فرمایا آپ نے کہ واسطے اونکے ہی جو اوٹھایا اونھون نے اپنے پیٹون مین اور واسطے ہمارے ہی جو باقی رکھا پانی اور روایت کی ابن ماجہ نے
جابر سے بھی ایسی ہی اور اوسمین بھی ہی ان الماء لا ینجسہ شیء اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے مصنف مین مانند اسکے کہا
ابن ابی شیبہ نے حدثنا ابو معاویۃ عن عاصم عن عکرمۃ انہ قال مر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
بغدیر فقالوا یا رسول اللہ ان الکلاب تلغ فیہ والسباع فقال علیہ السلام للسباع ما اخذت
فی بطونہا وللکلب ما اخذ فی بطنہ فاشربوا وتوضؤا قال ابو حنیفۃ لا باس بہ اذا کان عشرا
فی عشر ما لم یتغیر طعمہ وریحہ ولونہ یعنی گذرے حضرت ایک گڑھے پر سو کہا صحابہ رضی اللہ عنہم نے ای رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم تحقیق کہ کتے سونہہ ڈالتے ہین اوسمین اور درندے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے درندون کے ہی جو لیا انھون نے
اپنے پیٹون مین اور واسطے کتون کے ہی جو لیا انھون نے اپنے پیٹون مین سو پیو اور وضو کرو کہا ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے نہین حرج ہی ساتھہ
اوسکے جب کہ ہو وہ دہ دردہ جب تک کہ نہ بدلے مزہ اوسکا اور بو اور رنگ تو ان حدیثون سے امام مالک کی تمسک نہین کرسکتے ہین کیونکہ
احتمال ہی کہ یہ سب گڑھے دہ دردہ ہون اور پانی کا جب رنگ یا مزہ یا بو بدل جاوے تو پھر اوس سے کسیکے نزدیک وضو جائز نہین کیونکہ
روایت کی ابن ماجہ اور دارقطنی نے ابی امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پانی نہین نجس کرتا ہی اوسکو
کچھہ مگر جب کہ غالب ہو جاوے اوسکی بو پر یا مزہ پر یا رنگ پر کوئی چیز اور دارقطنی کا لفظ یہ ہی الا ما غیر ریحہ وطعمہ اور اسناد
مین اس حدیث کی رشدین بیٹا سعد کا ضعیف ہی ضعیف کیا اوسکو ترمذی وغیرہ رحمہم اللہ تعالیٰ نے اور کہا شیخ ابن الہمام نے روایت کیا
اوسکو بیہقی نے اور دو طریقون سے کہ اونمین رشدین بن سعد نہین ایک طریقہ ابی امامہ سے انھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الماء طاہر الا ان یتغیر ریحہ او طعمہ او لونہ بنجاسۃ تحدث فیہ یعنی پانی پاک
ہی مگر یہ کہ بدل جاوے مزہ اوسکا یا بو یا رنگ ساتھہ نجاست کے کہ حادث ہووے اوس پانی مین اور دوسرے طریقے مین ہی الماء لا ینجس
الا ما غیر طعمہ او ریحہ یعنی پانی نہین نجس ہوتا ہی مگر یہ کہ بدل جاوے مزہ یا بو اوسکی کہا بیہقی نے والحدیث غیر قوی
یعنی یہ حدیث قوی نہین حاصل کلام یہ ہی کہ اس استثنا کی حدیث قوی نہین آئی ہی واللہ اعلم اور حدیث الماء طہور کو روایت کیا
بغوی نے اخبرنا ابو القاسم بن عبد اللہ بن محمد الحنفی انا ابو الحارث طاہر بن محمد الطاہری
حدثنا ابو محمد الحسن بن محمد بن حکیم نا ابو الموجہ محمد بن عمرو بن الموجہ نا صدقۃ بن
الفضل انا ابو اسامۃ عن الولید بن کثیر عن محمد بن کعب القرظی عن عبد اللہ بن عبد الرحمن
بن رافع بن خدیج عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال قیل یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
انتوضأ من بئر بضاعۃ وہی بئر تلقی فیہ الحیض ولحم الکلاب والنتن فقال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ان الماء طہور لا ینجسہ شیء اور معنی اس حدیث کے اوپر گذرے اور ایک
جواب بعض لوگون نے یہ دیا ہی کہ یہ حدیث ضعیف ہی کیونکہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ اسکو لائے نہین اور ناچار ذکر کیا
قول زہری کا قال الزہری لا باس بہ ما لم یتغیر طعم او ریح او لون یعنی کہا زہری نے

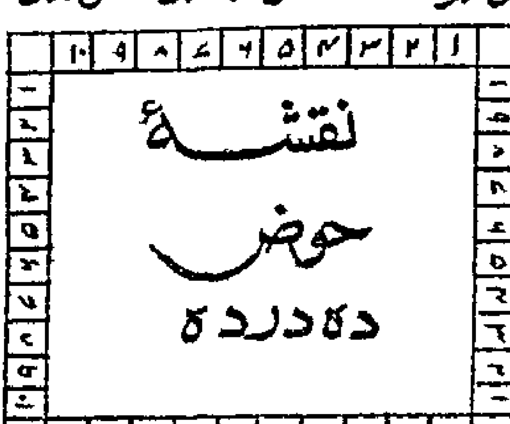
ف — وفیہ مذہب اصحاب ... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ...

فائدہ

ف — لفظ صلی اللہ علیہ وسلم لیس ہہنا من لفظ الحدیث ۱۲ منہ

ف — مراد شیخ مولوی قطب الدین صاحب ہین ۱۲ منہ عفی عنہ

کہ نہیں جرح ہی ساتھ اوسکے جب تک کہ نہ بدلے اوسکا مزہ یا بو یا رنگ اور یہ جواب ضعیف ہی کیونکہ جائز ہی کہ یہ حدیث صحیح ہو جہت استثنا سے چاہیے بخاری رحمۃ اللہ علیہ الثمین یا ندلائے ہون علاوہ اسکے احتمال ہی کہ مقصود بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر نا حدیث کا مع الاستثناء اور حدیث مع الاستثنا ضعیف ہی اور یہ کیا ضرور ہی کہ جو حدیث بخاری رحمۃ اللہ علیہ نلائے ہون تو وہ ضعیف ہو واللہ اعلم اور حاصل ان سب تحقیقات کا یہ ہی کہ مذہب حنفیون کا اس باب مین بہت احوط ہی اسی پر عمل حتی القدور کرنا چاہیے تو اس مقام کو تامل سے دیکھو اور جلدی نکرنا کہ ظاہر ہو حقیقت حال کی واللہ اعلم ص مگر یہ کہ دہ در دہ ہو اور بہہ جاتی ہو زمین چلو لینے سے تو حکم اوسکا حکم پانی جاری کا ہی تو اگر اتنا پانی ہی کہ چلو لینے مین زمین کھل جاتی ہی اوسمین بھی اگر نجاست پڑیگی تو وضو جائز نہوگا مگر اس جگہ پر جہان نجاست ظاہر نہووے تو اگر نجاست دہ در دہ پانی مین دکھلائی دیتی ہی نہ وضو کرے مقام نجاست مین بلکہ دوسری جانب سے اور اگر دکھلائی نہین دیتی وضو کرے سب جا بجا سے اور جہان پانی مستعمل گرتا ہو وہان بھی وضو جائز نہین مگر اگر حوض دہ در دہ ہو ف اسجگہ پر محی السنۃ رحمۃ اللہ علیہ نے اعتراض کیا ہی اور جواب اوسکا شرح وقایہ عربی مین مذکور ہی لیکن اصح یہ بات ہی کہ دہ در دہ کی تقدیر متاخرین نے واسطے عوام کے کر دی ہی اور معتبر یہ ہی کہ وضو کرنے والے کی راے جو ہو اوسپر عمل کرے تو اگر اوسکا گمان یہ ہی کہ نجاست دوسری طرف نہین پہونچی ہی تو اوس سے وضو جائز ہی ورنہ نہین اور یہی صحیح ہی جیسا کہ صحیح کیا ہی مشائخ ذخیرہ کے نے ہی اور یہی ظاہر روایت ہی امام رحمۃ اللہ علیہ سے اور اسی کی طرف رجوع کیا امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اور تحقیق کیا شیخ ابن ہمام نے کہ یہی مذہب ہی اور اسی پر عمل کیا جاویگا اور دہ در دہ کا اندازہ کرنا کچھ اصل شرعی کی طرف رجوع نہین کرتا اور جو جواب صدر الشریعت نے دیا ہی رد کیا گیا ہی شیخ سے مون در مختار کا ہی اور دہ در دہ اوسکو کہتے ہین کہ ہر جانب سے دس گز اور سب ملا کر سو گز ہو جاتا ہی جیسا کہ اس نقشے مین ہی اور گز معتبر گز کرباس کا ہی اور وہ سات مٹھی کا ہوتا ہی اور بعض لوگون نے ہشت در ہشت کا اعتبار کیا ہی اور بعضون نے پانزدہ در پانزدہ کا لیکن صحیح اول ہی ص



فصل پانی مستعمل کے بیان مین

اور اسمین علما کے اختلافات ہین پہلا اختلاف اسمین یہ ہی کہ پانی کو مستعمل کون چیز کر دیتی ہی شیخین کے نزدیک پانی مستعمل ہو جاتا ہی حدث کے دفع کرنے اور یا نیت عبادت تو اگر وضو کیا نے وضو نے بغیر نیت کے پانی مستعمل ہو جائیگا اور اگر پھر وضو کیا باوضو نے نیت سے تو بھی پانی مستعمل ہو جاویگا اور امام محمد صاحب کے نزدیک فقط نیت عبادت سے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک فقط دفع حدث سے گر دفع حدث تو ہوتا ہی وضو سے اور وضو مین انکے نزدیک نیت فرض ہی تو اب دفع حدث بھی بغیر نیت کے نہوگا دوسرا اختلاف یہ ہی کہ کس وقت مین مستعمل ہو جاتا ہی تو ہدایہ مین ہی کہ صحیح یہ ہی کہ جب گرا عضو سے مستعمل ہو گیا اور جامع صغیر مین ہی کہ جب گرا اور ایک مقام پر ٹھہر گیا جب مستعمل ہوا تیسرا اختلاف اسمین یہ ہی کہ اوسکا حکم کیا ہی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نجس غلیظ ہی یعنی اگر برابر ایک درم کے کپڑے یا بدن مین بھر جاوے نماز نہوویگی اور امام ابو یوسف کے نزدیک نجس خفیف ہی اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک پاک ہی مگر پاک نہین کرتا نجس کو

ف اسی کو در مختار مین اختیار کیا ہی اور اسی کو اختیار کیا ہی مشایخ عراق نے اور محیط مین ہی کہ یہی مشہور ہی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے یعنی تو اب وضو اس سے جائز نہوگا کیونکہ یہ پاک نہین کرتا اگرچہ خود پاک ہی اور صاحب ہدایہ اسکے نجس ہونے پر دلیل لائے ہین اس حدیث سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ پیشاب کرے ایک تم مین کا اوس پانی مین جو جاری نہین اور نہ غسل کرے اوسمین جنابت سے اور اس حدیث کا بیان گذرا اور اس سے حجت پکڑنا ضعیف ہی کیونکہ اسمین یہ بات نکلتی ہی کہ غسل جنابت سے تھمے پانی مین جائز نہین کیونکہ ہت تحریمی کراور پانی مستعمل کے نجس ہو جانے پر کچھ دلالت نہین واللہ اعلم ص اور امام مالک اور امام شافعی رحمہم اللہ کے نزدیک قول قدیم مین وہ پاک ہی اور پاک کرتا بھی ہی اور ہم کہتے ہین کہ اگر پاک ہوا اور پاک کرے بھی تو جائز ہوگا سفر مین وضو اوس سے پھر پینا اوس سے اور اسکا کوئی قائل نہین ہوا

فصل دباغت کے بیان مین

ہر جانور کی کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہی مگر سور اور آدمی کی ف دباغت کے معنی آگے بیان ہووینگے تو کتے کی بھی کھال پاک ہو جاویگی کیونکہ وہ بھی ماسوا ان دونون مین داخل ہی اور صاحب ہدایہ نے اسکی دلیل یہ بیان کی ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کھال کہ دباغت کیجاے وے سو پاک ہو جاویگی اور اسمین کتا داخل ہی اور سور اسواسطے پاک نہین ہوتا کہ وہ نجس عین ہی بخلاف کتے کے کیونکہ اوس سے شکار کیا جاتا ہی اور نگہبانی کرائی جاتی ہی اور اس حدیث کو روایت کیا ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے او صحیح کیا اسکو عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے اور روایت کیا مسلم وغیرہ نے اس حدیث کو اس لفظ سے اِذَا دُبِغَ الْاِہَابُ فَقَدْ طَہُرَ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کتے کی کھال دباغت سے پاک نہین ہوتی اور اس جگہہ شیعہ اعتراض کرتے ہین حنفیون پر کہ وہ کتے کی کھال کو کہتے ہین کہ دباغت سے پاک ہو جاتی ہی اور جواب اوسکا تحفہ اثنا عشریہ کید صد و سوم مین مذکور ہی علاوہ اسکے مَنْ لَا يَحْضُرُهُ الْفَقِيهُ مین جو اونکے مذہب کی کتاب ہی ایک روایت لایا ہی کہ اگر کھال سور سے ایک ڈول بنا دین اور اوس ڈول سے پانی کھینچین وضو اوس پانی سے جائز ہی تو اب دیکھنا چاہیے کہ سور کی کھال زیادہ نجس ہی یا کتے کی اور آدمی کی کھال پاک نہین ہوتی بسبب حرمت اوسکی کے ایسا ہی ہدایہ مین کہا شیخ ابن الہمام رضی اللہ عنہ نے کہ غنا مین ہی کہ جب دباغت کیجاے تو کھال آدمی کی پاک ہو جاویگی لیکن نفع لینا اوس سے جائز نہین اور حق میرے نزدیک یہی ہی کیونکہ کرامت اور حرمت کو نہ پاک ہونے مین کیا دخل ہی البتہ انتفاع مین ہی تو انتفاع اوس سے جائز نہوگا اور ہاتھی وغیرہ جانور کی کھال بھی ہمارے نزدیک پاک ہو جاویگی کیونکہ روایت کی ابو داؤد نے ساتھ سند صحیح کے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے او نھون نے میمونہ رضی اللہ عنہا سے کہا میمونہ رضی اللہ عنہا نے ہدیہ کیا گیا واسطے ایک لونڈی آزاد ہماری کے ایک بکری صدقہ سے سو وہ مر گئی تو گذرے اوسپر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سو فرمایا کیون نہ دباغت کر لیا تمنے کھال اوسکی کو سو کہا اونھون نے کہ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ مردہ ہی فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہین حرام کیا گیا مگر کھانا اوسکا یعنی مردے کا کھانا حرام ہی نہ دباغت کرنا اور بھی روایت کی ابو داؤد نے ساتھ سند صحیح کے حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا یہ کہ فائدہ لیا جاوے ساتھ کھالون مردے کے جب دباغت کیجاوین اور روایت کی اسمین ابو داؤد نے سلمہ بن المحبق سے بھی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دباغت کرنا مردے کا پاک کرتا ہی اوسکو اور بھی روایت کی عالیہ بنت سبیع رضی اللہ عنہا سے اسی باب مین اور روایت کی دارقطنی نے عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہا اونھون نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فائدہ لو ساتھ کھالون مردے کے جب دباغت کیجاوین مٹی ہو یا ریت یا نمک یا پانی اور اسناد مین اس حدیث کی معروف بیٹے حسان کے مجہول ہین اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کھال مردے کی دباغت سے پاک نہو وےگی کیونکہ روایت کی ابو داؤد اور ترمذی رحمہما اللہ نے

اور کہا اسکو حسن ہی اور ابن ماجہ اور نسائی نے عبد اللہ بن عکیم سے کہ پڑھی گئی ہم پر کتاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیچ زمین جہینہ کے اور مین لڑکا جوان تھا یہ کہ نہ فائدہ اوٹھاؤ مردے سے ساتھ کھال اور پٹھے کے اور اس حدیث کی اسناد مین اضطراب ہی اور اسیواسطے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ قائل تھے پہلے ساتھ اس حدیث کے پھر ترک کیا اوسکو بسبب اضطراب اسناد اوسکی کے اور دوسرے یہ کہ بعضون نے کہا ہی اور سنن بیہقی مین ہی کہ صحبت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نہین ہی واسطے عبد اللہ بن عکیم رضی اللہ عنہ کے اور یہ حدیث مرسل ہی اگر کوئی کہے کہ روایت کیا اسکو ابو داود نے خالد رضی اللہ عنہ سے انھون نے حکم بن عتیبہ رضی اللہ عنہ سے کہ وہ آئے اور لوگ ساتھ اونکے طرف عبد اللہ بن عکیم کے کہا حکم نے کہ وہ لوگ گھس گئے اور بیٹھا مین بیچ دروازے کے سو نکلے میری طرف اور خبر کی مجکو عبد اللہ بن عکیم نے خبر دی اونکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھا طرف جہینہ کے قبل موت اپنی کے ایک مہینے یہ کہ نہ نفع لو مردے سے ساتھ کھال اور پٹھے کے تو جواب اوسکا یہ ہی کہ جن سے حکم بن عتیبہ نے سنا وہ لوگ مجہول ہین علاوہ اسکے عبد اللہ بن عکیم رضی اللہ عنہ کو بعض لوگون نے تابعی کہا ہی جیسا کہ اوپر گذرا اور دوسرا جواب یہ ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اَنْ لَا تَنْتَفِعُوْا مِنَ الْمَیْتَةِ بِاِهَابٍ وَّلَا عَصَبٍ اور اہاب کھال کو قبل دباغت کے کہتے ہین اور بعد دباغت کے عربی مین اوسکو شن یا قربہ بولتے ہین جیسا کہ سنن ابو داود مین ہی قَالَ النَّضْرُ بْنُ شُمَیْلٍ یُسَمّٰی اِهَابًا مَا لَمْ یُدْبَغْ فَاِذَا دُبِغَ لَا یُقَالُ لَهٗ اِهَابٌ اِنَّمَا یُسَمّٰی شَنًّا وَّقِرْبَةً یعنی کہا نضر بن شمیل نے کہ اہاب جب تک کھال کی دباغت نہین ہوتی کہتے ہین اور بعد دباغت کے اوسکو شن اور قربہ کہتے ہین انتہی اگر کوئی کہے کہ روایت کیا طبرانی نے اوسط مین اس حدیث کو اس لفظ سے كُنْتُ رَخَّصْتُ لَكُمْ فِيْ جُلُوْدِ الْمَيْتَةِ فَلَا تَنْتَفِعُوْا مِنَ الْمَيْتَةِ بِجِلْدٍ وَّلَا عَصَبٍ یعنی مینے رخصت دی تھی تمکو بیچ کھالون مردے کے سو نہ نفع اوٹھاؤ ساتھ کھال اور پٹھے کے اور اس مین تو لفظ اہاب کا نہین تو جواب اوسکا یہ ہی کہ سند مین اس حدیث کی فضالہ بن مفضل ضعیف ہی اور زہری کا مذہب یہ ہی کہ دباغت کی بھی کچھ حاجت نہین بلکہ قبل دباغت کے بھی فائدہ اوٹھانا اوس سے درست ہی اور یہ مذہب مخالف احادیث صحیح کے ہی کیونکہ حدیثون مین دباغت کی قید ساتھ طہارت کے لگی ہی واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب ص اور دباغت کہتے ہین نجاست دور کرنے کو کھال سے تو اگر دوا اوس مین ہی ہو مانند قرظ اور مثل اوسکی کے تو ایسی دباغت مین کھال پاک ہو جاویگی اور پھر کبھی اوس مین نجاست نہین آتی اور اگر خاک یا آفتاب سے ہو تو اوس صورت مین جب تک کھال سوکھی رہتی ہی پاک رہتی ہی اور پھر اگر اوسکو پانی پہونچے تو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے دو روایتین ہین ایک روایت مین نجس ہو جاتی ہی اور دوسری روایت مین نجس نہین ہوتی اور امام ابی یوسف کے نزدیک اگر کسی آفتاب سے سوکھی ہی کہ اوسکے چھوڑ دینے سے سڑ جاویگی تو پھر نجاست اوسکی نہ لوٹیگی اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہی کہ کھال مردے کی اگر سوکھ جاوے اور پھر پڑے پانی مین نجس نہوگی اور نافہ مشک کا اگر کوئی اوسکو لیے نماز پڑھتا ہو تو صحیح یہ ہی کہ جائز ہی اور وہ پاک ہی تر ہو یا خشک وہ جانور ذبح کیا ہوا ہو یا نہو ف در مختار مین اسی کو اختیار کیا ہی اور یہی صحیح ہی ص جسکی کھال دباغت سے پاک ہوتی ہی اوسکی کھال بھی اور گوشت ذبح سے پاک ہوتا ہی خواہ مسلمان ذبح کرے یا اہل کتاب ف جیسے یہود اور نصاری تو مشرک کا ذبح کیا ہوا پاک نہوگا ص مگر تسمیۃ اللہ کے نام کو چھوڑ دے ف اور اگر بھولے سے چھوڑ دیویگا تو پاک ہو جاوے گا ص اگرچہ گوشت اوسکا کھایا نہ جاتا ہو یعنی حرام ہو اور جسکی کھال دباغت سے پاک نہین ہوتی ذبح سے بھی پاک نہین ہوتی ف یہ جو کہا ہی کہ

گوشت اوس جانور کا جو کھایا نہین جاتا ذبح کرنے سے پاک ہوجاویگا اسپر فتوی نہین بلکہ فتوی اس پر ہے کہ کھال اوسکی پاک ہوجاتی ہے اور گوشت نہین پاک ہوتا جیسا کہ در مختار مین ہے ہٰذَا اَصَحُّ مَا يُفْتٰى بِهٖ وَاِنْ قَالَ فِي الْفَيْضِ اَلْفَتْوٰى عَلٰى طَهَارَتِهٖ یعنی صحیح یہ ہے جو فتوی دیا جاتا ہے ساتھ اوسکے اور اگرچہ کہا فیض مین کہ فتوی اوپر پاکی اوسکے ہے اور فتح القدیر مین ہے کہ یہی صحیح ہے اور اسی کو اختیار کیا ہے شارحین نے مانند صاحب عنایہ اور صاحب نہایہ کے **ص** پانچ چیزین مردے کی پاک ہین بال اور ہڈی اور کھر او سینگ اور پٹھے اور آدمی کے بال اور ہڈی بھی پاک ہے **ف** کیونکہ روایت کی دارقطنی نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عباس رحمۃ اللہ علیہم سے کہ حرام کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مردے سے گوشت اوس کا لیکن کھال اور صوف سو نہین ہے حرج ساتھ اوسکے اور ضعیف کیا اوسکو ساتھ ضعف عبد الجبار بن مسلم کے اور یہ ممنوع ہے کیونکہ ذکر کیا اسکو ابن حبان نے ثقات مین سو حدیث درجہ حسن سے نہین اوترتی پھر نکالا اوسکو دارقطنی نے ابی بکر ہذلی سے انھون نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے کہا او نھون نے سنا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے قُلْ لَّاۤ اَجِدُ فِيْمَاۤ اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗۤ اَلَا كُلُّ شَيْءٍ مِّنَ الْمَيْتَةِ حَلَالٌ اِلَّا مَا اُكِلَ مِنْهَا فَاَمَّا الْجِلْدُ وَالْقُرُوْنُ وَالشَّعْرُ وَالصُّوْفُ وَالسِّنُّ وَالْعَظْمُ فَكُلُّهٗ حَلَالٌ لِاَنَّهٗ لَا يُذَكّٰى یعنی لیکن کھال اور سینگ اور بال اور صوف اور دانت اور ہڈی سو کل اوسکا حلال ہے اسواسطے کہ وہ تذکیہ نہین کیے جاتے اور کہا دارقطنی نے کہ ابو بکر یہ متروک ہے اور بھی روایت کی دارقطنی نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے انھون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ نہین حرج ہے ساتھ مسک مردہ کے اور نہین حرج ہے ساتھ صوف کے اور بال اور سینگ اوسکے کے جب دھولیا جاوے ساتھ پانی کے اور ضعیف کیا اوسکو ساتھ ابی یوسف بن ابی السفر کے اور روایت کی بقیہ نے عمر بن خالد سے انھون نے قتادہ سے انھون نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کنگھی کرتے تھے ساتھ عاج کے روایت کیا اسکو بیہقی نے اور حق یہ ہے کہ عاج سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کنگھی کرتے تھے اور روایت ہے ثوبان رضی اللہ عنہ سے کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ایک ہار عصب سے اور دو کنگن عاج کے اور اوسکی اسناد مین حمید اور سلیمان دونون راوی مجہول ہین اور ذکر کیا بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تعلیقاً کہا زہری نے بیچ ہڈی مردے کے مانند ہاتھی وغیرہ کے کہ پایا مینے بہت لوگون کو علماے سلف سے کہ کنگھی کرتے تھے اوس سے اور تیل ڈالتے تھے اوسمین اور کچھ حرج نہین دیکھتے تھے اوسمین اور اسلاف زہری کے وہ صحابہ ہین یا بڑے بڑے تابعین اور کہا حماد نے کہ نہین حرج ہے ساتھ ریشون مردے کے اور کہا ابن سیرین اور ابراہیم نے نہین حرج ہے ساتھ تجارت عاج کے اور روایت بقیہ کی اپنے شیوخ مجہولین سے ضعیف ہے اور امام شافعی صاحب کے نزدیک یہ چیزین نجس ہین اور دلیل لاتے ہین ساتھ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ کے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دفن کرو ناخون اور خون اور بالون کو اسواسطے کہ وہ مردہ ہین اور جواب اسکا یہ ہے کہ اسناد مین اسکی عبد اللہ بن عزیز ہے کہا ابو حاتم نے کہ حدیثین اوسکی منکر کذب ہین اور نہین محل اوسکا صدق نزدیک ہمارے اور کہا ایسا ہی علی بن الحسین نے اور ایک حدیث یہ ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہین نفع لیا جاویگا مردے سے ساتھ کسی چیز کے اور یہ بھی حدیث ضعیف ہے واللہ اعلم **ص** اور جس شخص نے اپنے ٹوٹے دانت کو اپنے موںہہ مین رکھہ لیا اور نماز پڑھی نماز اوسکی جائز ہے اگرچہ درم سے بڑھ جاوے اور امام محمد کے نزدیک اگر درم سے زیادہ ہوگا نماز نہین درست ہوگی **ف** ہمارے نزدیک اسواسطے نماز جائز ہوگی کہ دانت ہڈی ہے اور ہڈی انسان کی پاک ہے

فصل کنوئیں کے بیان میں

ف جاننا چاہیے کہ مسائل کنوئیں کے مبنی ہیں اتباع آثار تابعین او صحابہ پر اور حدیثیں صریح ہر مسئلے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں آئیں اور قیاس کو بھی اسمیں کچھ دخل نہیں ہے تو اب جو بعض جہلا اعتراض کرتے ہیں حنفیوں پر کہ صاحب تیس ڈول اگر گرنے سے نکالے تو کیا ہوا کیونکہ پانی تو اوسکا اب بھی اوسمیں باقی ہے دفع ہو گیا اسواسطے کہ اس امر میں تابعداری اقوال صحابہ تابعین کی ہے اور وہ جو کہتے ہیں کہ کیا کنوئیں کے پانی سے لڑائی اوتار لاتے ہیں بے ادبی ہے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ اور تابعین رضی اللہ عنہم سے کیونکہ یہ مسئلہ ایسا نہیں کہ اسمیں قیاس کو دخل ہو جیسے مثلاً قہقہہ کرنے سے وضو ٹوٹ جانا اسمیں قیاس کو دخل نہیں بلکہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ماثور ہے اوسی طرح رکھا گیا اور امام شافعی صاحب کے نزدیک تو کنوئیں میں کیسی ہی نجاست پڑے پانی پاک رہیگا کیونکہ جب پانی دو قلے برابر ہو تو نہیں نجس کرتا اوسکو کچھ یہ اونکا مذہب ہے جیسا کہ اوپر بیان اوسکا تفصیل سے گذرا

ص اگر کنوئیں میں نجاست پڑے یا کوئی حیوان مرجاوے اور پھول یا پھٹ جاوے یا آدمی یا بکری اور کتا مرجاوے سب پانی اوسکا کھینچ ڈالا جاویگا اگر ممکن ہو ف مطلب اسکا یہ ہے کہ کوئی حیوان اگر پھول یا پھٹ جاوے تو سب پانی کھینچنا واجب ہوگا اور اگر فقط مرجاوے تو اگر آدمی یا کتا یا بکری یا جو جسم میں انکے برابر ہیں تو بھی سب پانی کھینچا جاویگا دلیل اس بات کی کہ نجاست گرنے سے سارا پانی کھینچا جاویگا یہ ہے کہ روایت کی ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے مصنف میں خالد بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہ پوچھے گئے حضرت علی رضی اللہ عنہ اوس چوہیا سے جو گرے کنوئیں میں کہا کہ پانی اوسکا کھینچا جاویگا اور دلیل اسکی کہ اگر حیوان پھول یا پھٹ جاوے یہ ہے کہ اوس صورت میں نجاست جو اوسکے پیٹ میں ہے سب کنوئیں میں پھیل جاویگی اور اسمیں چھوٹا اور بڑا جانور سب برابر ہے اور دلیل اسکی کہ اگر آدمی مرجاوے تو سارا پانی نکالا جاوے یہ ہے کہ روایت کی دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے تحقیق کہ ایک حبشی گر کنوئیں میں زمزم کے پس مرگیا سو حکم کیا اوسکے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے سو وہ نکالا گیا اور حکم کیا یہ کہ کھینچا جاوے پانی اوسکا کہا کہ پس مغلوب کیا اونکو ایک چشمے نے جو آیا رکن کی طرف سے تو بند کیا گیا اوسے گرزون وغیرہ سے یہانتک کہ کھینچ ڈالا اوسکا پانی سو جب کھینچ چکے اوسکو جاری ہو گیا وہ چشمہ اونکا وپر اور یہ حدیث منقطع ہے محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نہیں سنا اور نہ دیکھا اونکو اور روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے ہیثم سے اونہوں نے منصور سے اونہوں نے عطا سے اور یہ سند صحیح ہے اور روایت کیا اوسکو طحاوی نے صالح بن عبدالرحمن سے ثنا سعید بن منصور ثنا هُشَيْم عن منصور عن عطاء ان حبشيا وقع في زمزم فمات فامر عبد الله بن الزبير فنزح ماؤها فجعل الماء لا ينقطع فنظر فاذا هي تجري من قبل الحجر الاسود فقال ابن الزبير حسبكم هذا اسناد صحيح باعتراف الشيخ به في الامام یعنی کہا عطا نے کہ ایک حبشی گر پڑا زمزم کے سو مرگیا تو حکم کیا عبداللہ بن زبیر نے سو کھینچا گیا پانی اوسکا تو پانی ایسا ہو گیا کہ ٹوٹتا ہی نہ تھا سو نظر کیا گیا تو دیکھا ایک ایک چشمہ ہے کہ جاری ہے حجر اسود کی طرف سے تو کہا ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہ بس کافی ہے تمکو اور یہ بھی صحیح ہے ساتھ اقرار شیخ تقی الدین بن دقیق العید کے امام میں ایسا ہی ہے فتح القدیر میں اور رد جو سفیان بن عیینہ نے کہا ہے کہ میں مکے میں ستر برس سے ہوں نہ دیکھا میں نے کسی بڑے چھوٹے کو کہ پہچانتا ہو حدیث زنجی کی کہ وہ گر پڑا تھا زمزم میں تو اوسکا جواب یہ ہے کہ سفیان بن عیینہ کا نہ دیکھنا کچھ دلیل دین خدا میں نہیں ہو سکتی ہے باوجود اسکے کہ جب سند صحیح ہو اور دلیل اس بات کی کہ جب بکری مرجاوے تو سارا

پانی نکالا جائیگا وہ یہی ہی جو اوپر گذری اور بکری کا پیشاب نجس ہی اور امام ابی یوسف اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک کیونکہ حضرت صلعم نے فرمایا
کہ بچو تم پیشاب سے اور یہ مطلق ہی شامل ہر جانور کے پیشاب کو اور اس حدیث کو روایت کیا حاکم نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور کہا کہ
اوسکے شیخ را بخاری اور مسلم کے ہی اور روایت کیا اسکو دارقطنی نے انس رضی اللہ عنہ سے اور بھی روایت کیا اسکو بزار نے عبادہ بن صامت
رضی اللہ عنہ سے اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک پیشاب اون جانورون کا جنکا گوشت کھایا جاتا ہی پاک ہی اور دلیل اونکی یہ ہی جو روایت
کی بخاری و مسلم نے کہ آئی ایک قوم عرینین سے مدینے مین حضرت کے پاس تو اونکے جلندھر ہو گیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا کہ
باہر نکلین اور صدقے کے اونٹون کا دودھ اور موت پیوین آخر حدیث تک اور جواب اسکا یہ ہی کہ یہ حکم اول اسلام مین تھا اور
یہ حدیث منسوخ ہی ساتھ اوس حدیث کے کہ جسکو حاکم نے روایت کیا ہی واللہ اعلم بالصواب اور دوا مین موت اون جانورون کا جو
حلال ہین امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بیماری مین جائز نہین اور دلیل اونکی یہی حدیث ہی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ نہین رکھی گئی شفا تمھاری اوس چیز مین جو حرام کی گئی تمھارے اوپر اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک درست ہی پینا
اوسکا بے عذر کے بھی کیونکہ وہ اونکے نزدیک پاک ہی اور احتیاط اسمین ہی کہ اوسکو حتی الامکان نہ پیے اور امام ابی یوسف کے
نزدیک حلال ہی واسطے دوا کے اگر اور دوا پاک موجود نہو اور یہی قول صواب ہی اور تاویل اوس حدیث کی جس سے امام محمد
رحمۃ اللہ علیہ دلیل لاتے ہین یہ ہی کہ حضرت نے شفا اونکی پیشاب سے اونٹون کے وحی سے پہچانی ہو گی واللہ اعلم بالصواب **ص**
اور اگر ممکن نہووے تو دو آدمی جنکو پانی مین پہچان ہو معین کر دین اور جتنا پانی بتاوین کھینچ ڈالا جاوے اور امام محمد رح کے نزدیک
دو سو ڈول یا تین سو کھینچین **ف** اور زاد مین ہی کہ اگر ایک آدمی صاحب بصارت ہو تو بھی کافی ہو جاویگا اور روایت ہی امام
ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہ سونپا جاویگا رائے مبتلی بہ پر اور ایک روایت مین اونسے سو ڈول کھینچنا چاہیے اور روایت ہی امام ابی یوسف
سے کہ ایک گڑھا بقدر کنوئین کے کھودین سوا اسمین پانی بھرین جب وہ بھر جاوے تو پھر نہ کھینچین ایسا ہی ہی زاہدی مین اور امام محمد کے
نزدیک تین سو ڈول نکالے جاوین اور اسی پر فتوی ہی جیسا کہ بیچ نصاب کے ہی **ص** اور اگر کبوتر کے مثل یا مرغی کے مر جاوے چالیس ڈول سے
ساٹھ تک کھینچین **ف** کیونکہ روایت ہی ابی سعید رضی اللہ عنہ سے کہ کہا اونھون نے بیچ مرغی کے کہ جب مر جاوے کنوئین مین کھینچے جاوین
اوس سے چالیس ڈول ایسا ہی ہی ہدایہ مین اور یہ حدیث مجکو نہین ملی کہ کسنے اسکو روایت کیا ہی لیکن روایت کی طحاوی نے شرح آثار مین
حماد بن سلیمان سے کہ کہا انھون نے بیچ مرغی کے کہ پڑے کنوئین مین اور مر جاوے نکالے جاوین اوس سے چالیس ڈول یا پچاس پھر وضو کیا جاوے
اوس سے اور بلی بھی مانند مرغی کے ہی اور خزانۃ الفقہ مین ہی کہ پچاس ڈول نکالے جاوینگے جیسے کہ روایت کی ہمنے حماد بن سلیمان سے اور بھی روایت
کی شعبی سے کہ کہا انھون نے بیچ پرندے اور بلی کے مانند انکے مین کہ نکالے جاوینگے چالیس ڈول اور اسناد اسکی صحیح ہی کہا اسکو امام مین اور
روایت کی اونھی سے کہ نکالے جاوینگے ستر ڈول اور روایت کی عبد اللہ بن سبرہ سے اونھون نے شعبی سے کہا عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہ مینے
پوچھا شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے کہ مرغی کنوئین مین اگر مر جاوے کہا کہ نکالے جاوینگے اوس سے ستر ڈول اور روایت کی ابراہیم نخعی سے کہ
کنوئین مین اگر پڑ جاوے بلی یا بلی اور مر جاوے کہا کہ نکالے جاوینگے چالیس ڈول واللہ اعلم **ص** اور اگر مانند چڑیا یا چوہے کے مر جاوے بیس ڈول
سے تیس ڈول تک کھینچے جاوینگے **ف** کیونکہ روایت ہی انس رض سے کہ کہا اونھون نے بیچ چوہے کے کہ مر جاوے کنوئین مین اور نکالا جاوے اوسی وقت
نکالے جاوینگے اوسمین سے بیس ڈول ایسا ہی ہی ہدایہ مین اور یہ حدیث مینے نہین پائی اور روایت کی طحاوی نے شرح آثار مین

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیچ کنوئیں کے مر جاوے آدمی یا چوہا کھینچا جاویگا پانی اوسکا اور یہی روایت کی اوسنے اِذَا سَقَطَتِ الْفَارَةُ اَوِ الدَّجَاجَةُ فِی الْبِئْرِ فَانْزِحُوْا حَتّٰی یَغْلِبَكَ الْمَاءُ یعنی جب گرجاوے چوہا یا جانور چار پایہ سو کھینچو پانی اوسکا یہانتک کہ مغلوب کرے تجکو پانی اور روایت کی ابراہیم نخعی سے کہ اگر چوہا گرے نکالے جاوین بیچ اوسمین سے تخمینا چالیس ڈول اوسکے اور شعبی اور حماد اور ابراہیم سب تابعین بیچ ہین ص اور ڈول وسط کے ہون ف یعنی بیچ درجے کے نہ بڑے نہ چھوٹے اور بیچ درجے کا ڈول اوسے کہتے ہین جو مستعمل ہو ہر شہر مین اور روایت کی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہ ڈول ایسا ہو جسمین ایک صاع پانی آتا ہو یعنی پونے دو سیر یا دو سیر بحساب وزن ہندوستان کے اور اگر بڑا ڈول ہو تو حساب کرکے برابر کرین اور اگر ڈول چھوٹا ہو تو کوئین سے نکلنے تک اگر آدھا پانی بہ جاتا ہے تو درست ہوگا اور اگر آدھے سے کم گرتا ہے تو جائز ہوگا جیسا کہ بیچ ابنا کے ہے کذا فی جامع الرموز ص اگر کوئین سے نجاست نکلی یا حیوان مرا ہوا نکلا اور پھولا یا پھٹا نہین ہے اور معلوم نہین کہ کس وقت گرا ہے امام صاحب کے نزدیک اوسکی نجاست کا حکم ایک دن ایک رات سے کرینگے اور اگر پھولا یا پھٹا ہے تو نجاست کا حکم تین دن تین راتسے کیا جاویگا ف تو اول صورت مین ایک دن ایک رات کی نمازین پھر قضا کی جاوینگی اور دوسری صورت مین تین دن اور تین رات تک کی کیجاوینگی اگر وضو کیا ہے اوس پانی سے اتنے روزون مین وضو کرتا ہوگا اور ایسی نماز پڑھی ہوگی ص اور امام محمد اور ابو یوسف کے نزدیک جس وقت سے کہ وہ جانور یا وہ نجاست معلوم ہووے اوسی وقت سے حکم نجاست کا کرینگے جھوٹا آدمی اور گھوڑے اور جس جانور کا گوشت حلال ہے پاک ہے اور جھوٹا کتے اور سور اور درندون کا نجس ہے ف لیکن جھوٹا کتے کا تو اوسواسطے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچ کتے کے کہ اگر سونہہ ڈالے برتن مین دھویا جاوے تین مرتبے یا پانچ مرتبے یا سات بار روایت کیا اسکو دارقطنی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور کہا کہ متفرد ہوا ساتھ اس حدیث کے عبد الوہاب بیٹا اسمعیل کا اور وہ متروک ہے اور سوا عبد الوہاب کے روایت کرتے ہین اسمعیل سے سات بار دھونے کو یہی کہتا ہون کہ صحیحین وغیرہ مین ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سات بار دھونا روایت کیا گیا اور تین بار کا لفظ منکر ہے اور خلاف روایت ثقات کے ہے اور روایت کی دارقطنی نے ساتھ سند صحیح کے عطا سے فعل ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کا کہ جب کتا سونہہ ڈالتا تھا برتن مین پانی بہا دیتے تھے اوسکا پھر دھوتے تھے اوسکو تین بار اور روایت کیا ابن عدی نے کامل مین اس حدیث کو اور اسناد مین اوسکی حسین بن علی کرابیسی ہے کہا ابن عدی نے کہ نہین پایا مین نے واسطے کرابیسی کے کوئی حدیث منکر سوا اسکے اور نہین دیکھتا ہون مین کچھ حرج ساتھ اوسکے حدیث مین اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کتے کے سونہہ ڈالنے سے سات بار دھویا جاویگا کیونکہ روایت ہے صحیحین اور جامع ترمذی وغیرہ مین حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سونہہ ڈالے کتا بیچ برتن تمہارے کے تو دھولو اوسکو سات بار اور احتیاط یہی ہے کہ سات بار دھووے اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ہر گاہ مختلف ہوئین حدیثین رجوع کیا ہمنے طرف اور نجاسات کے تو دیکھا کہ تین بار دھونا اونسے واجب ہے تو حکم کیا اسمین بھی ایسا ہی وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ اور جھوٹا سور کا اسواسطے نجس ہے کہ وہ نجس عین ہے اور جھوٹا درندون کا اسواسطے کہ گوشت اونکا نجس ہے اور اوسی سے لعاب پیدا ہوتا ہے کذا فی الہدایہ ص اور جھوٹا بلی اور اوس مرغی کا جو چھوٹی پھرتی ہے اور پرندون شکاری اور حشرات الارض کا مکروہ ہے ف لیکن پاک ہے بلی کا جھوٹا اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بلی کا جھوٹا مکروہ نہین کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بلی کا جھوٹا کھایا اور کہا کہ وہ نجس نہین اور وہ پھرنے والون مین ہے اوپر تمہارے اور تحقیق

دیکھا مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ وضو کرتے تھے ساتھ جھوٹے اوسکے کے روایت کیا اسکو ابو داؤد نے اور دلیل امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ
علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی یہ ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اَلسِّنَّوْرُ سَبُعٌ یعنی بلی درندہ ہی اور درندونکا جھوٹا مکروہ ہی روایت
کیا اسکو حاکم نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور صحیح کیا اسکو اور روایت اسکو دار قطنی نے ساتھ ایک قصے کے اور دونون
سندون مین عیسی بن مسیب ہی تصحیح کیا اوسکو حاکم نے بسبب توثیق اوسکی کے اور ایک روایت مین ہی کہ فرمایا حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے وَاِذَا وَلَغَ الْهِرَّةُ غُسِلَ مَرَّةً یعنی جب منہ ڈالے بلی تو دھویا جاوے ایکبار اَخْرَجَهُ اَبُوْدَاوُدَ
روایت کیا اسکو ابو داؤد نے اور مرغی چھوٹی ہوئی کا جھوٹا اس واسطے مکروہ ہی کہ وہ مخالطت کرتی ہی نجاست سے اور اگر چھوٹی نہو
بلکہ قید مین ہو اور چونچ اوسکی اوسکے قدم کے نیچے تک نہین پہونچتی ہی تو جھوٹا اوسکا مکروہ نہین اور حشرات الارض اونھین کہتے ہین جو
زمین مین رہتے ہین جیسے چوہا اور نیولا اور چھچھوندر وغیرہ اور جھوٹا اونکا اسواسطے مکروہ ہی کہ گوشت اونکا حرام ہی تو نجاست بسبب
پھرتے رہنے کے جاتی رہی کہ اوسمین حرج لازم آتا ہی اور کراہیت باقی رہی اور حکم انکا یہ ہی کہ جائز ہی استعمال انکا باوجود اچھے پانی ہونے
کے لیکن مع کراہت کے جیسا کہ قاضی خان نے لکھا ہی ص اور جھوٹا گدھے اور خچر کا مشکوک یعنی اوسمین شک ہی کہ پاک ہی یا نجس تو اگر سوا اوسکے
پانی نہ ملے اور پانی نپاوے تو وضو اور تیمم دونون کرے اور جو مکروہ پانی ہی اوسمین فقط وضو کرے اور پسینا بھی مانند جھوٹے کے ہی ف
جسکا جھوٹا پاک ہی اوسکا پسینا بھی پاک ہی اور جسکا جھوٹا ناپاک ہی اوسکا پسینا بھی ناپاک ہی ص اگر سوا نبیذ تمر یعنی چھوہارے کے
پانی کے پانی نملا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک وضو اوس سے کرے اور تیمم نکرے ف کیونکہ روایت کی امام احمد اور ترمذی اور
ابو داؤد اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے ابی زید سے اونھون نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لیلۃ الجن کو
کہ تمھاری چھاگل مین کیا ہی ابن مسعود نے کہا کہ نبیذ ہی فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمر پاک ہی اور پانی پاک کرنے والا ہی سو وضو کیا
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس سے اور یہ قول روایت احمد اور ترمذی مین ہی اور سیوطی اس حدیث کو عبد الرزاق اور بیہقی
سے بھی لائے ہین اور روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ نے مصنف مین اور ترمذی نے ضعیف کیا اس حدیث کو اور کہا کہ
ابو زید ایک مرد ہی مجہول نہین پہچانتا ہون مین اوسکو سوا اس حدیث کے مین اور میزان الاعتدال ذہبی مین ہی کہ بخاری نے
بھی اوسکی تضعیف کی اور کہا کہ ابو فزارہ کہ راوی اس حدیث کا ہی ابو زید سے وہ بھی مجہول ہی اور امام شافعی اور امام ابو یوسف
رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک وضو اوس سے جائز نہین بلکہ تیمم کرے اور وہ یہ کہتے ہین کہ یہ حدیث ضعیف ہی اور اللہ تعالی جل جلالہ نے فرمایا ہی فَاِنْ لَّمْ
تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا الآيه یعنی اگر نپاؤ تم پانی تو تم تیمم کرو آخر آیت تک اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ وضو اور تیمم دونون
کرے اور روایت کی دار قطنی نے ابن عباس رض سے کہ کہا اونھون نے وضو ساتھ نبیذ کے وضو اوسکا ہی جو پانی نپاوے اور ایسا ہی
مروی ہی حضرت علی رض اور ابن مسعود رض سے اور روایت کی ابو داؤد نے اور مسلم نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ نتھا مین ساتھ حضرت کے لیلۃ الجن مین
اور ہدایہ مین جواب اسکا یہ لکھا ہی قُلْنَا لَيْلَةُ الْجِنِّ كَانَتْ مُتَعَدِّدَةً یعنی لیلۃ الجن متعدد تھین اور دوسرا جواب اسکا
یہ ہی کہ مصنف ابن ابی شیبہ مین ہی کہ وہ ساتھ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیلۃ الجن کو اور روایت کی ابن شاہین نے اونسے
اَنَّهُ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْجِنِّ اور روایت کیا ابو نعیم نے حلیہ مین ایک قصہ کہ اوس
سے ثابت ہوتا ہی کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ تھے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیلۃ الجن مین اور ابو زید کے مجہول ہونے کا

یہ جواب ہی کہ کہا قاضی ابو بکر غزالی نے شرح نووی مین کہ ابو زید مولی عمرو بن حریث روایت کی ہی اوس سے راشد بن کیسان عبسی کوفی نے
اور ابو روق نے تو اس سے جہالت جاتی رہی اور ابو فزارہ کے مجہول ہونے کا جواب یہ ہی کہ کہا شیخ تقی الدین بن دقیق العید نے کہ مجہول
ابو فزارہ مین نظر ہی کیونکہ روایت کیا ہی اوس سے اس حدیث کو ایک جماعت نے اہل علم سے مثل سفیان اور شریک اور جراح بن ملیح
اور اسرائیل اور قیس بن الربیع اور ابن عدی نے کہا ابو فزارہ راوی اس حدیث کا مشہور ہی اور نام اوسکا راشد بن کیسان ہی اور
ایسا ہی کہا دارقطنی نے اور وہ جو بعض علما نے یہ قول شیخ تقی الدین سبکی کا ٹھہرایا ہی غلط ہی کیونکہ ابن الہمام نے یہ کہا ہی فقال
الشیخ تقی الدین فی الامام یعنی کہا شیخ تقی الدین نے امام مین اور امام کتاب ہی شیخ تقی الدین بن دقیق العید
کی نہ سبکی کی اور قاضی خان نے رجوع امام اعظم کا اس قول سے لکھا ہی اور شیعہ بیجا جو طعن کرتے ہین امام ابوحنیفہ پیچھا ہی کیونکہ اونکی
کتاب من لا یحضرہ الفقیہ مین لکھا ہی لا باس بالتوضی بالنبیذ لان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قد توضا بہ یعنی
نہین ہی حرج ساتھ وضو کرنے کے نبیذ سے اسواسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا ہی اوس سے اور رد اوسکی تفصیل سے کتب مناظرہ
زنقیین مین مذکور ہی اور روایت کیا اس حدیث کو ابن ماجہ نے اور طرق سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے اور اسناد مین اوسکی ابن لہیعہ راوی
ضعیف ہی اور ایسا ہی ابن لہیعہ اور روایت کی ابو داؤد نے عطا سے کہ انھون نے مکروہ رکھا وضو کو ساتھ دودھ اور نبیذ کے اور کہا
کہ تیمم اچھا ہی نزدیک میرے اوس سے اور اصل امام ابوحنیفہ کے نزدیک نبیذ سے ایک روایت مین جائز ہی اور ایک روایت مین ناجائز
ہی کیونکہ کہا ابو خلدہ رضی اللہ عنہ نے کہ پوچھا مینے ابو العالیہ سے اوس شخص سے کہ پہونچی اوسکو جنابت اور نہین ہی پاس اوسکے پانی
اور نزدیک اوسکے نبیذ ہی کیا وہ غسل کرے اوس سے کہا کہ نہین روایت کیا اوسکو ابو داؤد نے واللہ اعلم بالصواب ص
اور امام ابو یوسف کے نزدیک تیمم کرے اور امام محمد کے نزدیک وضو اور تیمم دونون کرے اور یہ اختلاف اوس پانی
مین ہی جو شیرین اور رقیق ہو بہتا ہو مانند پانی کے اور اگر سخت ہو جاوے اور نشہ دینے لگے کسیکے نزدیک اوس سے وضو جائز نہین

باب تیمم کے بیان مین

تیمم جائز ہی محدث یعنی بے وضو کو اور جنب اور حائض اور نفسا کو ف اور بعضون کا مذہب یہ ہی کہ جنب کو تیمم کرنا جائز نہین اور
یہی قول ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا لیکن اکثر لوگون کا قول یہ ہی کہ جائز ہی اور یہی مذہب حدیثون کے موافق ہی اللہ تعالی نے فرمایا
او لامستم النساء یعنی یا جماع کرو تم ساتھ عورتون کے تو اس سے معلوم ہوا کہ جنب کو بھی تیمم جائز ہی لیکن حضرت عمر رضی اللہ تعالی
عنہ لمس کے معنی جماع کے نہین لیتے اور وہ جو دلیل اسپر صاحب ہدایہ لاتے ہین کہ کچھ لوگ جنگل سے آئے طرف حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے سو کہا کہ ہم رہتے ہین ریتون مین تین مہینے چار مہینے اور ہوتے ہین ہم مین جنب اور حائض اور نفسا اور ہم
نہین پاتے پانی کو سو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوپر تمھارے ہی زمین پھر مارا ہاتھ اپنا اوپر زمین کے واسطے مونھ
اپنے کے ایک بار پھر مارا دوسری مرتبہ سو مسح کیا اوس سے اوپر دونون ہاتھون اپنے کے کہنیون تک روایت کیا اسکو ابن الجوزی
نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ضعیف ہی کیونکہ اسناد مین اس حدیث کے مثنی بیٹے صباح کے ہین کہا احمد اور رازی نے
کہ وہ کچھ نہین اور کہا نسائی نے کہ متروک ہی اور دلیل صحیح یہ ہی کہ روایت ہی جابر رضی اللہ عنہ سے کہ آیا ایک شخص طرف حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے اور کہا کہ پہونچی مجکو جنابت سو تحقیق کہ مین لوٹا زمین پر تو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم

دو ضرب مین ایک ضرب ہو واسطے مونہہ کے اور دوسرا واسطے دونون ہاتھون کے کہنیون تک روایت کیا اسکو حاکم نے اور کہا کہ صحیح الاسناد ہی اور نہین اخراج کیا اسکو بخاری و مسلم نے اور کہا دارقطنی نے رِجَالُهٗ كُلُّهُمْ ثِقَاتٌ یعنی رجال اسکے سب ثقہ ہین اور جھگڑا کیا تھا عمار نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اسی باب مین اور روایت عمرو بن العاص سے ایسی ہی جس سے معلوم ہوتا ہی کہ جنب کو تیمم جائز ہی جیسا کہ آگے آویگا ص جب کہ پانی پر قادر نہون یعنی اتنے پانی پر کہ طہارت کو کافی ہو تو اگر جنب نے موافق وضو کے پانی پایا وضو واجب نہوگا اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک واجب ہوگا اور غسل کے لیے تیمم کرے لیکن اگر جنب کو حدث بھی ہو تو وضو واجب ہوگا سو تیمم واسطے جنابت کے ہی بالاتفاق اور جب کہ ملے وضو کیواسطے اتنا پانی ہو کہ بعض اعضا دہو سکتا ہی اور بعض نہین دہو سکتا تو اوسمین بھی خلاف ہی ہمارے نزدیک تیمم کرے اور امام شافعی کے نزدیک بعض کو دھووے اور باقی کو تیمم کرے اور قدرت نپاوین یہ لوگ پانی پر واسطے دور ہونے پانی کے ایک میل ق برابر ہین کہ مسافر ہون یہ لوگ یا شہر کے باہر ہون ص اور میل تیسرا حصہ فرسخ کا ہوتا ہی اور بعضون کے نزدیک تین ہزار پانسو گز کا ہوتا ہی چار ہزار گز تک ف کیونکہ روایت ہی ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ وہ چلے زمین اپنی سے بیچ جرف کے تو وقت آیا عصر کا مربد نعم مین سو تیمم کیا اور مسح کیا مونہہ اپنے اور دونون ہاتھون کو اور نماز پڑھی عصر کی پھر داخل ہوئے مدینے کو اور آفتاب بلند تھا سو نہ لوٹایا نماز کو روایت کیا اسکو شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اور جرف نام ایک مقام کا ہی اور مربد ایک میل پر ہی مدینہ طیبہ سے ص یہ حکم ظاہر روایت کا ہی اور حسن کی روایت مین دو میل جانب توجہ مین ہووے تو تیمم جائز ہی یا ایک میل جانب غیر توجہ مین ہووے کہ آتے جانے مین دو میل ہوجاوین تو اس صورت مین اگر جانب توجہ ایک میل ہوگا تیمم جائز نہوگا اور پہلی صورت کے موافق جائز ہوویگا ف اور مختار قول اول ہی ص وہ بیمار جسکو قدرت پانی کے استعمال کی نہین یا قدرت ہی لیکن خوف زیادتی مرض کا ہی اوسکو تیمم جائز ہی اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جب تیمم جائز ہوویگا کہ خوف تلف عضو کا ہووے ف کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا ہی وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰى الآیۃ یعنی اگر ہو تم بیمار اخیر تک سو تیمم کرو مٹی پاک پر اور امام شافعی کا مذہب ظاہر نص سے دور ہی ص اور اگر استعمال پانی کا سردی سے ضرر کرتا ہی یعنی بیمار کردیگا یا جان یا کوئی عضو تلف کردیگا تیمم جائز ہی ف اور یہ جب ہی کہ باہر شہر کے ہو اور اگر اندر شہر کے ہو تو بھی یہی حکم ہی امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک تیمم نکرے ص اور تیمم جائز ہی دشمن کے خوف سے آگ یا درندے وغیرہ کے اور بھی جائز ہی پیاس کے خوف یعنی اگر پانی سے وضو کریگا تو پیاسا رہیگا یا پانی کسی نے فقط پینے کے واسطے مباح کیا ہی اور وضو یا غسل کی اوسنے اجازت نہین دی تو اگر مسافر نے پانی پایا اور وہ جانتا ہی کہ یہ پانی فقط پینے کے واسطے رکھا گیا ہی تیمم اوسکو جائز ہی مگر جب کہ پانی بہت ہو تو اوس سے معلوم ہوا کہ پینے اور وضو دونون کے واسطے ہی اور اگر پانی پایا اور وہ جانتا ہی کہ یہ پانی وضو کے واسطے ہی پینا بھی اوسکا جائز ہی اور امام فضلی کے نزدیک اگر واسطے پینے کے ہی تو وضو جائز ہی اور اگر واسطے وضو کے ہی پینا جائز نہین اور اسی طرح اگر ڈول یا رسی موجود نہو تو بھی تیمم جائز ہی ف اسواسطے ان صورتون مین تیمم جائز ہی کہ قدرت پانی کے اوپر متحقق نہین ہوئی ص اگر نماز عید کی قضا ہونیکا خوف ہو درست ہی کہ تیمم کرکے نماز شروع کرے اور یہ بالاتفاق ہی اور اگر نماز عید مین اوسکا وضو ٹوٹا اور جانتا ہی کہ اگر وضو کریگا نماز جاتی رہیگی تیمم سے بنا کرنا جائز ہی

امام ابوحنیفہ کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک تیمم نہ کرے اور اگر تیمم سے شروع کی تھی اور تیمم سے بنا کی سب کے نزدیک جائز ہی
اور اگر نماز جنازے کی فوت ہونے کا خوف ہو تو تیمم جائز ہو **ف** باوجود اسکے کہ صحیح اور تندرست ہو اور پانی موجود ہو **ص** مگر ولی
کو جائز نہین **ف** یعنی اوس جنازے کا جو ولی ہو اوسکو تیمم جائز نہین اسواسطے کہ لوگ اوسکا خود انتظار کرین گے
م اور اگر خوف فوت نماز جمعہ یا کسی ایک نماز کا پانچ نمازون مین سے ہو تو تیمم جائز نہین اور دو بار ہاتھ مارنا تیمم
کا فرض ہی ایک تو واسطے مسح کرنے مونہہ کے اور دوسرے واسطے مسح کرنے دونون ہاتھون کے مع
کہنیون کے **ف** اور یہی ہی قول امام شافعی صاحب کا بھی اور امام احمد کے نزدیک ایک بار ہاتھون کو مارے اور
بعد اسکے مسح مونہہ اور ہاتھ کا ہتھیلیون تک کرے دلیل ہمارے مذہب کی ایک تو حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی ہی جو اوپر گذری دوسری
دلیل حدیث عمار بن یاسر کی ہی کہ حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانون کو سو مارا ہتھیلیون اپنی کو اوپر مٹی کے
پھر جھاڑا مٹی سے کچھ سو مسح کیا مونہہ اپنے کا ایک بار پھر مارا ہتھیلیون اپنی کو مٹی پر سو مسح کیا ہاتھون اپنے کو روایت کیا
اسکو ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے تیسری دلیل حدیث ابی ہریرہ کی جو اوپر بروایت ابن الجوزی گذری اور اسناد اوسکی ضعیف ہی
اور چوتھی دلیل حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ کی کہ ایک شخص گذرا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک گلی مین اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نکلے تھے
پاخانہ یا پیشاب سے نکلے تھے تو سلام کیا اوس شخص نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تو نہ جواب دیا اوسکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
یہان تک کہ قریب ہوا وہ شخص کہ چھپ جاوے کسی گلی مین تو مارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونون ہاتھ اپنے اوپر دیوار کے
اور مسح کیا اونسے اپنے مونہہ پر پھر مارا دوسری بار سو مسح کیا ہاتھون اپنے کو کہنیون تک پھر جواب دیا سلام کا اوس شخص کو
اور فرمایا کہ جواب سلام دینے سے بے وضو ہونا مجھے مانع آیا تھا روایت کیا اسکو ابو داود اور ابن جریر طبری نے اور روایت کیا اس
حدیث کو طبرانی نے مختلف الفاظ سے اور اصل اوسکا یہی ہی اور یہ حدیث ضعیف ہی کیونکہ اسناد مین اسکی محمد بن ثابت ہی اور سنن ابو داود مین
قَالَ اَبُوْ دَاوٗدَ سَمِعْتُ اَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ یَقُوْلُ رَوٰی مُحَمَّدُ بْنُ ثَابِتٍ حَدِیْثًا مُنْکَرًا فِی التَّیَمُّمِ
قَالَ ابْنُ دَاسَۃَ قَالَ اَبُوْ دَاوٗدَ وَلَمْ یُتَابَعْ مُحَمَّدُ بْنُ ثَابِتٍ فِیْ ہٰذِہِ الْقِصَّۃِ عَلٰی ضَرْبَتَیْنِ عَنِ النَّبِیِّ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَرَوَوْہُ فِعْلَ ابْنِ عُمَرَ یعنی کہا ابو داود نے کہ سنا مینے امام احمد بن حنبل سے کہتے تھے کہ
روایت کی محمد بن ثابت نے ایک حدیث منکر تیمم مین کہا ابن داسہ نے کہا ابو داود نے کہ نہین تابعت کیا جاویگا محمد بن ثابت
بیچ اس قصے کے اوپر دو بار ہاتھ مارنے کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور روایت کیا ہی اسکو لوگون نے فعل ابن عمر رضی اللہ عنہ کا انتہی اور اثر
ابن عمر رضی اللہ عنہ کا سو وہ صحیح ہی اور پانچوین دلیل حدیث اسامہ کی اور وہ یہ ہی کہ دکھلایا مجکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تیمم ایک بار
مارنا واسطے مونہہ کے اور دوسری بار مارنا واسطے دونون ہاتھون کے کہنیون تک روایت کیا اس حدیث کو طبرانی نے اور بھی
اخراج کیا اسکا ابن مردویہ وغیرہ نے اور اسناد مین اوسکی ربیع بن بدر ضعیف ہی لیکن وہ معتضد ہی حدیث عمار کی اثر سے چھٹی دلیل حدیث
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیمم دو بار ہاتھ مارنا ہی ایک بار واسطے مونہہ کے اور ایک بار واسطے
دونون ہاتھون کے کہنیون تک روایت کیا اسکو دارقطنی اور حاکم اور بیہقی نے اور اسناد مین اسکی حریش بن حریث ہی کہا ابو حاتم
نے کہ منکر یہ حدیث ہی ساتوین دلیل وہ ہی جو روایت کی حاکم و بیہقی اور طبرانی اور دارقطنی وغیرہم نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے

جیسا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہی اور اسناد مین اوسکی علی بن ظبیان ہی ضعیف کیا اوسکو ابن معین اور قطان نے اور کہا حاکم نے کہ وہ صدوق ہی اور روایت کی گئی ہی یہ حدیث طریق سلیمان بن داؤد سے اور وہ متروک ہی آٹھوین دلیل وہی جو روایت کی دارقطنی نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ تیمم کیا ہمنے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تو مارا ہمنے دونون ہاتھون اپنے کو مٹی پاک پر پھر جھاڑا ہمنے ہاتھون کو سو مسح کیا ہمنے اوس سے مونہہ اپنے کو پھر مارا ہمنے دوسری بار سو مسح کیا کہنیوں سے ہتیلیون تک اور اسناد مین اسکی سلیمان بن ارقم متروک ہی نوین دلیل حدیث ابی امامہ کی ہی روایت کیا اسکو طبرانی نے اور اسناد اوسکی ضعیف ہی اور امام احمد کی دلیل یہ ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمار کے لیے کہ کافی تھا تجکو یہ اور مارا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ اپنا زمین پر پھر پھونکا اوسکو اور مسح کیا اوس سے مونہہ اور دونون کف اپنے کو اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیمم مین ضَرْبَةٌ لِلْوَجْهِ وَالْكَفَّيْنِ یعنی تیمم ایک بار ہاتھ مارنا ہی واسطے مونہہ اور کفین کے روایت کیا ان دونون حدیثون کو امام احمد نے اور صحیحین مین بھی اس قسم کی حدیث ہی اور صحیح کیا اکثر محدثین نے اور اسی طرف گئے ہین امام مالک رحمۃ اللہ علیہ جیسا کہ کہا محلی شرح مؤطا مین اور بعض تفاسیر مین اور یہ قول مخالف ہی قول امام مالک کے مؤطا ہی مین قَالَ يَحْيٰى سُئِلَ مَالِكٌ كَيْفَ التَّيَمُّمُ وَاَيْنَ يَبْلُغُ بِهِ فَقَالَ يَضْرِبُ ضَرْبَةً لِوَجْهِهٖ وَضَرْبَةً لِيَدَيْهِ وَيَمْسَحُهُمَا اِلَى الْمِرْفَقَيْنِ یعنی کہا یحیی نے کہ پوچھے گئے مالک رحمۃ اللہ علیہ کیفیت تیمم سے اور کہان تک پہونچاوے اوسکو کہا کہ مارے ایک بار واسطے مونہہ اپنے کے اور ایک بار واسطے دونون ہاتھون اپنے کے اور مسح کرے دونون ہاتھون کا کہنیون تک لیکن جواب اسکا یہ ہوسکتا ہی کہ یہ بیان سنت کا ہی اور فرض انکے نزدیک ایک بار ہاتھ مارتا ہی پھر چاہیے کہ تیمم مع کہنیون کے ہووے جیسا کہ اکثر احادیث مین جو اوپر گذرین موجود ہی اور زہری[ف] کے نزدیک مونڈھون اور بغلون تک چاہیے اور یہ مذہب مخالف احادیث صحیحہ کے ہی اوسپر عمل نہین چاہیے ص اور ترتیب ہمارے نزدیک شرط نہین لیکن استیعاب شرط ہی یہان تک کہ اگر کچھ تھوڑا سا باقی رہیگا اوسپر ہاتھ نہ پھر جاوے تیمم جائز نہوگا ف کیونکہ تیمم قائم مقام ہی وضو کا تو جو حکم وضو کا ہی وہ تیمم کا بھی ہوگا ص اور اچھا طریق مسح کا اسطرح پر ہی کہ چھنگلیا کی طرف سے تین انگلیان بائین ہاتھ کی لیکے مع ہتیلی کے اوپر ظاہر سیدھے ہاتھ کی انگلیون کے سرون سے کہنیون تک کھینچے بعد اوسکے انگلی شہادت اور انگوٹھے سے باطن ہاتھ کا مسح کرے انگلیون کے سرون تک اور اسی طرح پھر بائین ہاتھ کو مسح کرے بعد اوسکے اگر انگلیون کے اندر غبار نہ پہونچا ہو تو خلال کرنا واجب ہی تو اب تیسری بار ہاتھ مارنا پڑیگا واسطے خلال کے طرفین کے نزدیک جائز ہی تیمم اوس چیز سے کہ جو جنس زمین سے اور پاک ہووے جیسے خاک اور ریگ اور پتھر اور سرمہ اور ہڑتال وغیرہ جو زمین کی قسم سے ہین اگرچہ بغیر غبار کے ہون اور چاندی سونے کے ساتھ تیمم جائز نہین مگر جب گرد آلودہ ہون اور اسطرح گیہون اور جَو سے بھی جائز نہین مگر یہ کہ گرد آلودہ ہون اور اوس جگہہ جہان نجاست پڑی تھی اور وہ خشک ہو گئی تیمم جائز نہین اور نماز جائز ہی ف نماز اسواسطے جائز ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ذَكٰوةُ الْاَرْضِ يُبْسُهَا یعنی زکوۃ زمین کی خشک ہونا ہی اوسکا اور یہ حدیث[ص] پہچانی نہین گئی اور تیمم اسواسطے جائز نہین کہ قرآن شریف مین طیب کی بھی قید ہی اور خبر واحد مقابل نص قطعی کے نہوگی اور صحیح حجت پکڑنا ہی اس حدیث سے جیسا کہ کہا بعض محققین[ش] نے عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَتِ الْكِلَابُ تَبُوْلُ وَتُقْبِلُ وَتُدْبِرُ فِي الْمَسْجِدِ فِيْ زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَرُشُّوْا شَيْئًا مِّنْ ذٰلِكَ

ف زہری سے مراد ابن شہاب زہری ہین ۱۲ منہ

ص کہا ابن طاہر فتنی نے لا اصل لہ فی المرفوع یعنی نہین اصل اسکی مرفوعا ۱۲ منہ

ش مراد اس سے قاضی ثناء اللہ صاحب ہین ۱۲ منہ

[Margin, upper left:] روا... سلیمان بن ارقم ... سلیمان بن داؤد ...

رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ وَاَبُوْدَاؤُدَ وَالْاِسْمٰعِیْلِیُّ فِیْ صَحِیْحِہٖ وَاَبُوْنُعَیْمٍ وَالْبَیْہَقِیُّ ترجمہ تھے کتے پیشاب کرتے اور آتے جاتے تھے مسجد مین حضرت کے وقت مین پس پانی ڈالتے کسی ایسے مین سے ص اور لکڑی سے بھی درست نہین امام ابو یوسف کے نزدیک تیمم جائز نہین ہوتا مگر خاک اور ریگ سے اور امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک جائز نہین مگر خاک سے ف دلیل امام ابو حنیفہ اور امام محمد کی یہ ہے کہ فرمایا اللہ تعالی نے فَتَیَمَّمُوْا صَعِیْدًا طَیِّبًا یعنی پس قصد کرو صعید طیب کا اور صعید نام ہے روے زمین کا برابر ہے کہ مٹی ہو یا ریت یا کنکر پتھر وغیرہ کما زجاج نے جو عالم ہے لغت کا لَا اَعْلَمُ خِلَافًا بَیْنَ اَہْلِ اللُّغَۃِ فِیْ ذٰلِکَ یعنی نہین جانتا ہون مین خلاف درمیان اہل لغت کے اوس مین اور اسی واسطے بیضاوی نے باوجود اسکے کہ شافعی مذہب ہے معنی صعید کے مٹی نہین لکھے اور قاموس مین ہے اَلصَّعِیْدُ التُّرَابُ اَوْ وَجْہُ الْاَرْضِ صعید یا مٹی ہے یا روے زمین اگر کوئی کہے کہ جب صعید کے موافق تفسیر صاحب قاموس کے دو معنی ہین سو کہان سے معلوم ہوا کہ صعید سے اس جگہ مراد روے زمین ہے تو جواب اوسکا یہ ہے کہ فرمایا اللہ تعالی نے سورہ مائدہ مین کہ نہین ارادہ کرتا ہے اللہ کہ کرے تم پر حرج اور تراب کی قید لگانے مین حرج ہے اور حدیث سے بھی امام ابو حنیفہ کی دلیل ہے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ گردانی گئی واسطے میرے زمین سب مسجد اور پاک کرنے والی روایت کیا اسکو بیہقی نے سند صحیح سے ابی امامہ سے اور یہی مضمون صحیح مسلم اور جامع ترمذی اور طبرانی مین ہے اور روایت کی امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہ جو شخص میری امت سے پاوے نماز کو سو نزدیک اوسکے مسجد ہے اور پاک کرنے والی اوسکی ہے اور روایت ابن جارود اور ابن المنذر مین ہے روایت انس رضی اللہ عنہ سے جُعِلَتْ لِیَ کُلُّ اَرْضٍ طَیِّبَۃٍ مَسْجِدًا وَطَہُوْرًا گردانی گئی واسطے میرے سب زمین پاک مسجد اور پاک کرنے والی اور دلیل امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ ہے کہ کہا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے صَعِیْدًا طَیِّبًا اَیْ تُرَابًا مُنْبِتًا یعنی مٹی اوگانے والی اور جواب یہ ہے کہ یہ حدیث پہچانی نہین گئی کما شیخ ابن حجر نے تخریج ہدایہ مین لَمْ اَجِدْہُ لٰکِنْ رَوَی الْبَیْہَقِیُّ وَابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ عَنْہُ اَطْیَبُ الصَّعِیْدِ تُرَابُ الْحَرْثِ یعنی روایت کی بیہقی نے اور ابن ابی حاتم نے بھی ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ کہا انھون نے زیادہ پاک صعید مٹی کھیت کی ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اور بھی مٹی پاک ہے وہو المطلوب اور امام ابی یوسف نے ریگ سے تیمم زیادہ کیا ہے اوس حدیث سے جو بروایت ابن الجوزی اوپر گذری اور وہ حدیث ضعیف ہے وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ ص باوجود قدرت کے زمین پر غبار سے تیمم جائز ہے تو اگر کسی نے جھاڑی یا گیہون ناپے یا دیوار گرائی اور اوسکے ہاتھون اور منہ پر غبار جما اور پھر اوس نے اوسکے اوپر ہاتھ مل لیا تیمم درست ہو گیا اور بغیر ہاتھ ملے درست نہو گا اور نیت تیمم مین فرض ہے اور امام زفر کے نزدیک فرض نہین اور اگر کسی شخص کو دو حدث ہون جیسے جنابت اور حدث دونون کی نیت کرے اور ایک تیمم کافی ہو جاویگا اور اگر ایک کی نیت کرے دوسرے حدث سے کفایت نکریگا ف نیت اسواسطے فرض ہے کہ تیمم قصد کے معنون مین ہے اور امام زفر کہتے ہین کہ تیمم قائم مقام وضو کے ہے سو جیسے وضو مین نیت فرض نہوئی تو تیمم مین بھی فرض نہو گی اور جواب اسکا یہ ہے کہ خلف کو جمیع احکام مین مثل اصل کے ہونا ضرور نہین ص اگر کافر نے واسطے اسلام کے تیمم کیا اور مسلمان ہوا نماز اوس تیمم سے درست نہین نزدیک طرفین کے اور امام ابی یوسف کے نزدیک نماز پڑھنا اوس تیمم سے جائز ہے اور اگر کسی نے تیمم کیا واسطے نماز جنازے یا سجدہ تلاوت کے تو اس تیمم سے فرض نمازون کا پڑھنا درست ہے اور اگر واسطے قرآن شریف چھونے کے یا مسجد مین داخل ہونے کے تیمم کیا نماز اوس سے درست نہو گی بلکہ داخل ہونا مسجد کا اور چھونا قرآن کا

اوسکے لیے جائز ہو جاویگا اور اگر کافر نے نیت کے وضو کیا اور پھر مسلمان ہوا تو نماز اوس سے جائز ہوگی اور امام شافعیؒ کے
نزدیک درست نہیں اور اسیطرح اگر ساتھ نیت کے بھی کیا تب بھی خلاف ہے اور تیمم درست ہے نماز کے وقت میں اور وقت سے پیشتر بھی درست
ہے اور امام شافعی کے نزدیک قبل وقت کے درست نہیں **ف** دلیل ہماری یہ ہے کہ تیمم جب خلیفہ مطلق ٹھہرا وضو کا تو قبل وقت کے
بھی جائز ہوگا اور قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ صعید طیب پاک کرنے والی ہے واسطے مسلمان کے اور اگرچہ نپاوے پانی دس برس
اوسکے اوپر دلالت کرتا ہے اور اس حدیث کو روایت کیا ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ وغیرہم نے ابو ذر رضی اللہ عنہ سے
کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث صحیح ہے **ص** اگر دو برتنوں میں پانی بھرا ہے اور اونمین ایک کا پانی پاک اور دوسرے کا ناپاک ہے اور معلوم نہیں ہوتا
کہ نجس کون ہے اور پاک کون ہے تو اس صورت میں ہمارے نزدیک تیمم کرے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک وضو کرے اگر ایک
شخص نے پانی اپنے ساتھی سے مانگا اور اوسنے ندیا تیمم اوسکو جائز ہے اور اگر بعد نماز پڑھنے کے دیا تو نماز جائز ہے نماز کو پھر نہ پڑھے اور تیمم
اوسکا ٹوٹ جاویگا **ف** اور اگرچہ وقت نماز کا باقی ہو اور مذہب عطا اور طاؤس اور مکحول اور ابن سیرین اور زہری کا یہ ہے کہ نماز کا پھر
لوٹانا واجب ہے اگر وقت باقی ہے دلیل ہماری یہ ہے جو روایت کی ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہ دو شخص نکلے سفر میں اور وقت آیا
نماز کا اور پانی اونکے پاس نتھا سو تیمم کیا صعید طیب پر اور نماز پڑھ لی پھر پانی پایا اون دونوں نے اور وقت باقی تھا سو ایک نے اونمین سے
نماز پھر پڑھی اور دوسرے نے نہ پڑھی اور آئے دونوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اور دونوں نے یہ بات عرض کی سو فرمایا
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو جسنے پھر نماز نہیں لوٹائی تھی کہ پہونچا تو سنت کو اور جسنے پھر پڑھی تو اوس سے کہا کہ تجھے دوبارہ
اجر ہے اخراج کیا اس حدیث کو ابو داؤد اور نسائی اور حاکم اور دارمی نے **ص** اور اگر اوسنے اپنے رفیق سے پانی نہ مانگا اور تیمم سے
نماز پڑھی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نماز جائز ہوئی اور صاحبین کے نزدیک نہیں درست ہوئی اور ہدایہ میں ایسا ہی لکھا ہے
اور مبسوط میں ہے کہ اگر اوسنے بغیر مانگے نماز پڑھی نماز درست نہو گی اور بھی مبسوط میں ایک جگہہ لکھا ہے کہ اپنے رفیق سے پانی مانگے
مگر قول حسن بن زیاد پر نہ مانگے کہ مانگنا ذلت کی بات ہے اور اسمین حرج ہے اور تیمم واسطے دفع حرج کے ہے اور جواب اسکا یہ ہے کہ پانی
وضو کا اکثر خرچ کیا جاتا ہے اور جو چیز کہ احتیاج کی ہے اوسکے مانگنے میں کچھ ذلت نہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت
حاجتیں اپنی غیروں سے مانگی ہیں اور زیادات میں لکھا ہے کہ ایک شخص مسافر تیمم سے نماز پڑھ رہا ہے اور دیکھا اوسنے کہ ایک شخص کے پاس
بہت سا پانی ہے اور اوسکو گمان غالب ہوا کہ ندیگا یا شک ہوا نماز پڑھ لیوے اور نہ توڑے اور جب کہ باہر نماز کے دیکھا تو بغیر مانگے
نماز پڑھنا اوسکو تیمم سے درست نہیں اور اگر نماز کے اندر گمان غالب یہ ہوا کہ دیگا تو نماز توڑے اور پانی مانگے اور بھی زیادات میں ہے کہ اگر
بعد فارغ ہونے کے نماز سے پانی اوس سے مانگا اگر اوسنے دیدیا نماز پھر پڑھے اور یا قیمت دستور کے موافق مانگے اور اوسکو اوسپر
قدرت ہے پانی لیوے اور نماز پھر دوہراوے اور اگر اوسنے انکار کیا نماز اوسکی ہوگئی اور بعد انکار کے پھر اگر دیدیا نماز کو پھر نہ پڑھے لیکن
تیمم ٹوٹ جاویگا اور اگر اوسنے نماز میں پانی دیکھا اور گمان کیا کہ ندیگا اور یا شک کیا اور توڑ دیا نماز کو تو اگر پانی دیا تو تیمم باطل
ہو گیا اور اگر انکار کیا تو تیمم باقی ہے اور اگر گمان غالب ہے کہ دیگا اور پھر نماز نہ توڑی اور پوری پڑھ لی پھر بعد نماز کے مانگا تو اگر دیا نماز باطل
ہوئی اور اگر انکار کیا تو نماز تمام ہوئی اور ایک تیمم سے فرض و نفل جو چاہے پڑھے **ف** یعنی ایک تیمم سے چاہے دو نمازیں
یا زیادہ فرض پڑھے ایک وقت میں یا کئی وقتوں میں اور جتنے چاہے نفل پڑھے خواہ وہ نفل اوس فرض کی تبعیت میں ہوں یا نہوں امام شافعی

زیادات امام محمد بن حسن شیبانی کی کتاب فقہ میں ہے

رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ایک تیمم سے دو نمازیں پڑھنا جائز نہیں اور اسی طرح نفل بھی مگر جو فرض کی تبعیت میں ہو کل ہماری یہ حدیث ہے کہ زمین پاک کرنے والی ہے مسلمان کی اگرچہ نہ پاوے پانی دس برس روایت کیا اسکو بہت ائمہ حدیث نے جیسا کہ اوپر گذرا اور امام شافعی دلیل پکڑتے ہیں قول ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مِنَ السُّنَّةِ اَنْ لَّا يُصَلّٰى بِالتَّيَمُّمِ اَكْثَرَ مِنْ صَلٰوةٍ وَّاحِدَةٍ یعنی سنت سے یہ بات ہے کہ نہ پڑھی جاوے ساتھ تیمم کے اکثر ایک نماز سے اخرجہ الدارقطنی والبیہقی رافعی نے کہا ہے کہ سنت جب صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہی تو وہ مانند حدیث مرفوع کے ہے اور ایسا ہی ہے اثر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور مروی ہے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے کہ وہ تیمم کرتے تھے واسطے ہر نماز کے اور ایسا ہی فتوی دیتے تھے قتادہ روایت کیا اسکو دارقطنی نے اور تھے ابن عمر رضی اللہ عنہ کہ تیمم کرتے تھے واسطے ہر نماز کے روایت کیا اسکو بیہقی نے اور جواب اسکا یہ ہے کہ اوس سے کوئی اثر نہیں ہوا کیونکہ اثر ابن عباس میں کہا ابن الجوزی نے کہ روایت کیا ہے ابو یحیی نے حسن بن عمارہ سے اور وہ دونوں متروک ہیں اور کہا کہ حسن بہت ضعیف ہے اور اثر حضرت علی رضی اللہ عنہ میں حجاج بن ارطاۃ ہے ترک کیا اوسکو عبد الرحمن بن مہدی اور یحیی بن سعید قطان نے اور کہا احمد اور دارقطنی نے کہ حجت نہیں پکڑی جاویگی اوس سے اور کہا یحیی بن معین اور نسائی نے کہ وہ قوی نہیں اور اثر عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا اوس میں انقطاع ہے اور اثر ابن عمر کا اسناد میں اوسکے عامر احول ہے ضعیف کیا اوسکو احمد وغیرہ نے اور توثیق کی اوسکی ابو حاتم نے اور مسلم نے پھر بھی معارض حدیث مرفوع کا نہیں ہو سکتا ہے كَذَا ذُكِرَ فِيْ بَعْضِ الْكُتُبِ اور بھی اسکا حمل استحباب پر کر سکتے ہیں اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کے قول کے موافق کہ سنت سے ہے یعنی واجب نہیں مستحب ہے علاوہ اسکے کہا مجد الدین فیروزابادی شافعی نے سفر السعادت میں وَلَمْ يُحْفَظْ فِيْ حَدِيْثٍ صَحِيْحٍ اَنَّهٗ يَتَيَمَّمُ لِكُلِّ فَرِيْضَةٍ تَيَمُّمًا جَدِيْدًا بَلْ اَمَرَ بِهٖ مُطْلَقًا وَّاَقَامَهٗ مَقَامَ الْوُضُوْءِ یعنی نہیں پایا ہمنے کسی حدیث میں کہ حضرت تیمم کرتے تھے واسطے ہر نماز کے بلکہ حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیمم کا مطلقًا اور قائم کیا اوسکو مقام وضو کے انتہی اور روایت کی امام ابو حنیفہ نے حماد سے اونھوں نے ابراہیم سے ایسا ہی اور یہی قول ہے حسن اور عطا کا ‌ص جو چیز کہ وضو کو توڑتی ہے تیمم کو بھی توڑتی ہے اور پانی پانا اتنا کہ اوسکی طہارت کو کافی ہو تیمم کو توڑتا ہے تو اگر اوس شخص نے موافق وضو کے پانی پایا اور وضو نکیا اور پھر باقی نملا تو پہلا تیمم اوسکا ٹوٹ گیا اب دوسرا تیمم کرے اور جنب نے اگر تمام بدن کو دھویا مگر پیٹھ اوسکی باقی رہی اور پانی ہو چکا بعد اسکے حدث ہو گیا اور دونوں حدث کے لیے ایک تیمم کیا بعد اسکے اتنا پانی پایا کہ وضو اور پیٹھ دونوں کے دھونے کو کفایت کرتا ہے تیمم دونوں حدثوں کا باطل ہو گیا اور اگر اتنا ہے کہ نہ وضو کو کفایت کرتا ہے نہ پیٹھ دھونے کو تیمم دونوں حدثوں کا باقی رہا اور اگر فقط غسل کو کفایت کرتا ہے غسل کے حق میں تیمم ٹوٹ گیا اور وضو کے حق میں باقی ہے یا فقط وضو کے لیے کفایت کرتا ہے پیٹھ دھونے کو کفایت نہیں کرتا ہے وضو کے حق میں تیمم ٹوٹ گیا اور غسل کے حق میں باقی ہے اور اگر اتنا پانی ہے کہ اوس سے فقط وضو ہو سکتا ہے یا فقط پیٹھ کا دھونا دونوں نہیں ہو سکتے تو پہلے پیٹھ کو دھووے جو اوس غسل میں باقی رہی تھی اب جو تیمم واسطے حدث کے تھا امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ٹوٹ گیا اب پھر تیمم کرے اور امام ابی یوسف کے نزدیک وہی تیمم کافی ہے اور اگر اوسنے پہلے تیمم کر لیا حدث کا اور بعد اوسکے پیٹھ کو دھویا اسمین بھی دو روایتیں ہیں ایک روایت میں پھر تیمم کرے اور دوسری روایت میں وہ تیمم کافی ہو جاویگا اور اگر اوسنے اوس پانی سے پیٹھ کو نہ دھویا بلکہ پہلے وضو کیا جنابت کے حق میں اوسکا تیمم ٹوٹ گیا دونوں روایتوں میں اب پھر تیمم کرے اور اگر کسی نے دو تیمم کیے تھے ایک واسطے جنابت کے اور دوسرا واسطے حدث کے اور پھر پانی

اگر اتنا پایا کہ دونون کے لیے کافی ہو تو دونون تیمم ٹوٹ جاوینگے اور اگر ایک کے لیے بھی کافی نہین کوئی تیمم نہ ٹوٹیگا اور اگر دونون مین سے
ایک کے لیے کافی ہے پہلے جنابت کو دفع کرے اور باقی سب وہی صورتین ہین اور وہی حکم ہین جیسا کہ اوپر گذرا اور اگر مصلی نے
تیمم واسطے جنابت کے کیا اور پھر اوسکو حدث ہوا اور ابھی تیمم حدث کا نہین کیا ہو اور پانی پایا اگر دونون کے واسطے کافی ہے جنابت کا
تیمم ٹوٹ گیا اور غسل و وضو کرے اور اگر اتنا پانی ہے کہ کسیکے واسطے کافی نہین جنابت کا تیمم باقی رہا اور حدث کے واسطے تیمم کرے
اور مستحب یہ بات ہے کہ اوس پانی سے جتنی پیٹھ دھولی جاوے دھووے تاکہ جنابت کم ہو وے ف چلپی نے اس مقام پر لکھا ہے کہ یہ پاک پانی کا
ضائع کرنا ہے جواب اسکا یہ ہے کہ ضائع کرنا نہین ہے کیونکہ اگر شاید آگے جاکے اوسنے پھر تھوڑا سا پانی پایا کہ بقیہ پیٹھ کو کفایت کرتا ہے تو
جنابت اوسکی ادا ہو جائیگی تو اگر پہلے پانی سے پیٹھ نہ دھولیتا تو یہ پانی کفایت نہین کرتا فتامل فیہ ص اور اگر اتنا پانی پایا
کہ پیٹھ کے واسطے کافی ہے دھو لے اور جنابت کا تیمم ٹوٹ جاویگا اور حدث کے واسطے تیمم کرے اور اگر پیٹھ کو کافی نہین وضو کو کافی ہے
وضو کرے اور جنابت کا تیمم باقی رہیگا اور اگر دونون مین سے ایک کے لیے کافی ہے تو جنابت مین سے جو باقی ہے اوسکو دھووے اور
حدث کے واسطے تیمم کرے اور اگر وضو کر لیا جائز ہے اور تیمم جنابت کا پھر کرے اور اگر پانی اوسنے موافق اوس جگہ کے دھونے کے
پایا لیکن پہلے اوسنے حدث کا تیمم کیا بعد اوسکے پیٹھ دھوئی اب پھر تیمم حدث کا کرے یا نکرے اسمین دو روایتین ہین زیادات کی
روایت مین پھر تیمم حدث کا کرے اور اصل کی روایت مین پھر نکرے اور اگر اوسکے بدن یا کپڑے پر ایک درم سے نجاست زیادہ ہو وے
تو پہلے نجاست کو دھووے اور جنابت کے لیے تیمم کرے مسئلہ اگر ایک شخص نے ایک جماعت کو کہ تیمم کرتی تھی پانی مباح کر دیا مثلاً کہدے
کہ ای جماعت تیمم کرنے والو یہ پانی تمھارے واسطے مباح ہے جونسا شخص تم مین سے چاہے اس سے وضو کرے اور وہ پانی ایک شخص کے
وضو کے موافق ہے سب کا تیمم باطل ہو جائیگا تو اوس صورت مین جب ایک شخص اوس سے وضو کر لیگا سب لوگ پھر اپنا تیمم دوبارہ کرینگے
کیونکہ ہر شخص کو اکیلے اکیلے قدرت پانی پر ہو گئی تھی اور اگر کہے کہ اتنا پانی مینے تم سب کو دیا اور انھون نے لے لیا تو کسیکا تیمم نجاویگا
کیونکہ اوس پانی مین سبکا حصہ ہے اور اتنا پانی نہین ہے جو سب وضو کرین تو گویا کسینے پانی موافق اپنی طہارت کے نپایا پھر اگر وہ سب ملکے
سارا پانی ایک شخص کو دیدین امام اعظم کے نزدیک تیمم اوسکا باطل نہوگا اور صاحبین کے نزدیک باطل ہو جاویگا اور تفصیل اصل کتاب
مین ہے اگر تیمم کرنے والا مرتد یعنی کافر ہو جاوے معاذ اللہ تو تیمم اوسکا نہ ٹوٹیگا تو اگر پھر اسلام لائے اور تیمم اوسکا باقی ہوا اوس تیمم سے نماز درست ہے
اگر کسی شخص کو امید پانی ملنے کی ہو مستحب ہے اوسکو نماز کا تاخیر کرنا اور جب اول وقت مین اوسنے نماز تیمم سے پڑھ لی اور پھر پانی پایا اور
وقت باقی ہے پھر نماز کا اعادہ نکرے اور اگر گمان ہو کہ پانی یہان سے ایک غلوہ ہے ڈھونڈھنا پانی کا واجب ہو جاویگا اور غلوہ تین سو قدم سے
چار سو قدم تک کا ہوتا ہے اور امام ابی یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اگر پانی اتنا دور ہو کہ پانی لانے سے قافلہ غائب ہو جاویگا تیمم
جائز ہے اور صاحب محیط نے اوسکو اچھا کہا ہے اور اگر مسافر کے اسباب مین پانی ہو وے اور وہ بھول جاوے اور تیمم سے نماز پڑھ لے
پھر پانی یاد آوے تو اگرچہ وقت موجود ہو نماز پھر نپڑھے اور امام ابی یوسف کے نزدیک پھر پڑھے اور یہ اختلاف اوس صورت مین ہے کہ اوسنے
پانی کو خود یا غیر نے اوسکے حکم سے رکھا ہو اور جسکو غیر نے بغیر حکم اوسکے کے رکھا ہے بعضون نے کہا تیمم اوسکو سب کے نزدیک جائز ہے اور
بعضون نے کہا کہ اس صورت مین بھی اختلاف ہے ایسا ہی لکھا ہے مبسوط مین اور اگر وضو کا مانع بندون کی طرف سے ہووے تیمم جائز ہے
جیسے مسلمان کافرون کے قبضے مین ہون اور وہ وضو سے منع کرین یا قید مین ہون اور اگر کسی شخص نے مصلی سے کہا کہ اگر

تو وضو کیا تو غسل کرونگا تیمم اوسکو جائز ہی مگر جبکہ شخص چلا جاوے اور مانع جاتا رہے نماز کو پھر وقت سے پڑھنا چاہیے ایسا ہی درمختار مین

باب مسح موزون کے بیان مین

مسح موزون کا حدیث سے جائز یعنی ثابت ہی اور قرآن شریف سے دھونا پیر کا ثابت ہی اور اس باب مین حدیثین بہت آئی ہین
صحیح مسلم مین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسافر کے واسطے مسح کی مدت تین دن اور تین رات
مقرر کی اور مقیم کے واسطے ایک دن اور ایک رات اور صحیح ابن خزیمہ مین حضرت ابوبکر سے بھی ایسا ہی مروی ہی اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ
علیہ نے علامات اہل سنت مین مسح خفین کو داخل کیا ہی اور عقائد مین درج کیا ہی فرمایا وَنَمْسَحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ فِي السَّفَرِ وَالْحَضَرِ
یعنی مسح کرتے ہین ہم اوپر موزون کے سفر اور حضر مین اور کہا امام صاحب نے کہ نہین حکم کیا مینے ساتھ مسح کے یہان تک کہ آیا
میرے پاس مانند روشنی دن کے اور ایسا ہی ہر صحابہ سے مروی ہی اور اتفاق کیا اسپر ائمہ اربعہ نے اور جو مسح موزے کا جائز نہین کہتا
وہ بدعتی ہی اور اس باب مین قریب تیس صحابیون سے روایت ہی اور متواتر المعنی بعض لوگون نے اس حدیث کو گنا ہی تفصیل اسکی حاشیہ شیخ ابن الہمام
وغیرہ مین مذکور ہی جسکا جی چاہے ملاحظہ کرے اور یہان بسبب اختصار کے ترک کیا ص نے وضو کو واسطے حدث کے موزے پر
مسح درست ہی مگر یہ کہ جنب ہووے تو مسح جائز نہین ف کیونکہ روایت ہی صفوان بیٹے عسال سے کہا کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم حکم کرتے تھے ہمکو جبکہ ہوتے ہم سفر مین یہ کہ نہ اوتارین موزون اپنے کو تین رات اور تین دن تک مگر جنابت سے اور نہ اوتارین پیشاب اور پاخانے
اور سونے سے روایت کیا اسکو ترمذی اور نسائی رحمہما اللہ نے ص اور صورت اوسکی یہ ہی کہ جنب نے تیمم کیا بعد اوسکے اوسکو حدث
ہوا اور اوسکے پاس وضو کے موافق پانی ہی اوسنے وضو کرکے موزہ پہنا بعد اوسکے موافق غسل کے پانی پایا اور غسل نکیا اور پھر پانی کم ہوگیا
پھر پانی مقدار وضو کے پایا سوا اوسنے پھر تیمم کیا واسطے جنابت کے تو اگر حدث کرے تو وضو کرے اور موزہ اوتارے اور پھر پانون دھووے
اسواسطے کہ جنب کو مسح جائز نہین اور سنت مسح موزہ مین یہ ہی کہ تین انگلیون سے ہاتھ کی کشادہ کرکے پانون کی اونگلیون کے سرے سے پنڈلی
تک تین خطین موزے پر کھینچے اور اگر اونگلیان کشادہ نکین مگر تین اونگلیون سے مسح کیا جائز ہوا اگر پہلے ایک اونگلی تر کی اور مسح کیا اور پھر تر کی اور
مسح کیا اور پھر تر کی اور مسح کیا اور تینون بار علیحدہ علیحدہ جگہہ پر مسح کرے تو درست ہی لیکن اگر تینون بار ایک ہی جگہہ کھینچا درست نہین
اور اگر انگوٹھے اور شہادت کی اونگلی سے جبکہ کشادہ ہون مسح کیا جائز ہی اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ مسح موزے سے پوچھے گئے فرمایا آپ نے ہاتھ
کی اونگلیون کو موزے پر رکھے مع ہتھیلی کے یا بغیر ہتھیلی کے پنڈلی تک کھینچ لے اور اگر اونگلیون کے سرے سے مسح کیا درست نہین مگر جبکہ خود
اتنا تر ہووے کہ جتنا واجب ہی تو جائز ہی اسی طرح لکھا ہی محیط مین اور ذخیرہ مین لکھا ہی کہ اگر اونگلیون سے قطرے بہتے ہون درست ہی اور مسح
سنت ہتھیلی سے اور اگر ہتھیلی کی پشت سے مسح کیا جائز ہوا اور پیر کی اونگلیون کی طرف سے مسح شروع کرنا سنت ہی لیکن اگر
پنڈلی سے شروع کریگا درست ہوجاویگا اور اگر مسح کو بھول گیا اور مینہ کا پانی اوسکے موزے کی پیٹھ پر پڑا مسح درست ہوگیا اور اگر
اگر سر کا مسح بھول گیا اور پانی اوسکے سر پر پڑا مسح درست ہی اور اگر گھانس مین چلا اور ظاہر موزے کا تر ہوگیا اگرچہ شبنم سے
ہووے درست ہی اور یہی صحیح ہی اور مسح ظاہر موزون پر کرے ف ظاہر موزے سے مراد پشت موزہ ہی اور باطن سے مراد نیچے موزے
کے ہی جیسا کہ احادیث صحیحہ مین وارد ہوا ہی اور روایت کی ابوداود نے حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے کہ انھون نے فرمایا کہ
اگر کار دین کا عقل پر ہوتا نیچے موزے کا اولی تھا مسح کرنے مین اوپر اوسکے سے اور امام شافعی اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہما کرتے

اوپر موزے کے مسح کرنا واسطے ادا سے فرض کے ہی اور نیچے موزے کے واسطے ادا سے سنت کے ہی اور جو حدیث اس باب مین مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے وارد ہی کہ وضو کرایا مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غزوہ تبوک مین مسح کیا آپ نے اوپر موزے کے اور نیچے اوسی موزے کے روایت کیا اسکو ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث معلول ہی اور اتصال اوسکی سند کا مغیرہ تک ثابت نہین ہوا کہا ترمذی نے پوچھا مینے بخاری اور ابو زرعہ سے اس حدیث کو دونون نے کہا کہ یہ حدیث صحیح نہین ہی اور ابو داؤد نے بھی اسکو ضعیف کہا ہی اور بعض طریقون مین امام احمد اور ابو داؤد کے علی ظاہرھما کا لفظ واقع ہی یعنی مسح کیا اوپر ظاہر موزون کے

ف اور موزہ اوسے کہتے ہین جو ٹخنے کو چھپاوے اور پیر کی جو چھوٹی اونگلیان ہین اونمین سے اگر تین اونگلیون کے برابر پیر ظاہر ہوگا مسح درست نہین اور اگر اوس سے کم ہی درست ہی اور اگر موزہ ڈھیلا ہی کہ اوپر سے وہ ٹخنے مین پانون دکھلائی دیتا ہی مسح اوسپر جائز ہی اور جرموق پر مسح جائز ہی اور جرموق اوسے کہتے ہین جو موزے کے اوپر پہنے جاتے ہین واسطے حفاظت موزے کے کیچڑ اور نجاست وغیرہا سے تو اگر چمڑے کے ہین یا مانند اوسکے اونپر مسح جائز ہی اگرچہ فقط جرموق ہون اور موزہ اوسکے نیچے نہو اور اگر کپڑے کے ہین یا مانند اوسکے تو اگر اونکے تئین اکیلے بغیر موزون کے پہنا ہی مسح جائز نہین اور اسیطرح اگر موزے بھی اوسکے نیچے ہون تب بھی جائز نہین لیکن اگر تری اوسکی موزے کو پہونچ جاتی ہی تو مسح جائز ہی تو اگر جرموق چمڑے کے ہین یا مانند اوسکے اور موزونپر مسح کرکے بعد حدث کے اونکو موزون پر پہنا مسح اونپر درست نہین موزے پر کرے اور اگر قبل حدث کے اونکو پہنا اور مسح کیا اونپر پھر اونکو اوتار ڈالا اور موزون کو نہ اوتارا موزون پر پھر مسح دوبارہ کرے اور دو تہ کے موزے پر اگر مسح کیا بعد اوسکے ایک تہ کو اوتارا دوسری تہ پر پھر مسح کرنا واجب نہین ہی اور اگر ایک پیر کے جرموق کو اوتارا اوسکے موزے پر مسح کرے اور دوسرے پیر کے جرموق پر پھر دوبارہ مسح کرے اور امام ابی یوسف سے مروی ہی کہ دوسرا جرموق بھی اوتار ڈالے اور مسح کرے دونون پیر کے موزون پر

ف مسح جرموق پر اسواسطے درست ہی کہ روایت کی امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے بلال رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم وضو کرتے تھے اور مسح کرتے تھے عمامے اور جرموقون پر

ف اور جورب پر مسح درست ہی اگر سخت ہو اور بغیر باندھنے کے تھم سکے اور نیچے اوسکے چمڑا لگا ہو یا تمام چمڑے کا ہووے تو اگر بغیر باندھے تھم سکتے ہین لیکن چمڑا اوسمین نہین لگا امام ابو حنیفہ کے نزدیک مسح اونپر درست نہین ہی اور صاحبین کے نزدیک درست ہی اور مروی ہی کہ امام صاحب نے رجوع کیا صاحبین کے قول کی طرف اور فتوی صاحبین کے قول پر ہی رحمہم اللہ اجمعین

ف جورب اوسکو کہتے ہین کہ موزے پر بسبب حفاظت سردی کے پہنا جاتا ہی یا اور کسی سبب کے لیے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جورب پر مسح درست نہین اور روایت کی احمد اور ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے مغیرہ بن شعبہ سے کہ مسح کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جوربون پر اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بھی جورب پر مسح جائز ہی اور یہ حدیث حجت ہی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ پر اور روایت کی امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے مانند اسکے اور ابو داؤد نے بھی اور حدیث ابی موسی اشعری رضی اللہ عنہ کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسح کیا جوربون پر ضعیف ہی کیونکہ اسناد مین اوسکی عیسی بیٹے سنان کے ہین ضعیف کیا اونکو احمد اور ابن معین اور ابو زرعہ اور نسائی وغیرہم نے سنن ابو داؤد مین ہی کہ مسح کیا جوربین پر حضرت علی اور ابن مسعود اور براء بن عازب اور انس بن مالک اور ابو امامہ اور سہل بن سعد اور عمرو بن حریث رضی اللہ عنہم اجمعین وغیرہم نے اور روایت کی گئی ہی حضرت عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی

ف اور مسح موزہ اوسوقت درست ہی کہ بعد پہننے کے وقت حدث کے طہارت تمام ہووے تو اگر اوسنے

وضو بغیر ترتیب کیا جیسے پہلے دونوں پیر دھو کے موزہ پہنا بعد اسکے باقی اعضا دھوئے بعد اسکے حدث لاحق ہوا پھر اوسنے وضو کیا
یا ترتیب سے وضو کیا تو ایک پیر دھو کے موزہ پہنا بعد دوسرے پیر کو دھو کے دوسرا موزہ پہنا بعد اسکے حدث ہوا تو دونوں صورتوں میں مسح
جائز ہے پہلی صورت میں وقت پہننے موزہ کے طہارت اوسکی تمام نہ تھی اور دوسری صورت میں وقت پہننے پہلے موزہ کے لیکن وقت
حدث کے دونوں صورتوں میں طہارت اوسکی پوری ہے ص اور مسح جائز نہیں ہے عمامہ اور ٹوپی اور برقع اور دستانوں پر ف امام
محمد رحمۃ اللہ علیہ نے موطا میں لکھا ہے کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہ پہونچا ہمکو حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے کہ اوسنے پوچھا لوگوں نے مسح عمامہ سے
کہا انھوں نے جایز نہیں ہے یہاں تک کہ مسح بالوں کا کرے اور اسی کے ہم قائل ہیں اور یہی قول امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا اور
نافع کہتے ہیں کہ میں نے صفیہ بنت ابی عبید بیوی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وضو کرتی تھیں اور اوڑھنی اتارتی تھیں اور اوڑھنی اپنی اوتار
مسح کرتی تھیں سر پر اور پہونچا ہے ہمکو کہ اول میں مسح اوپر عمامے کے جائز تھا اور اب منسوخ ہوگیا اور یہی ہے قول ابی حنیفہ رضی اللہ عنہ کا
اور اکثر فقہا جماعت کا اور ہشام بن عروہ نے روایت کی ہے کہ دیکھا انھوں نے اپنے باپ کو کہ اوتارتے تھے عمامہ سر سے اور مسح کرتے تھے سر کا
اور دستانوں کو بھی عمامہ وغیرہ پر قیاس کرنا چاہیے اور وہ جو مغیرہ کی حدیث میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسح کیا اوپر عمامہ کے منسوخ ہے
اور دلیل نسخ کی قول صحابہ و تابعین ہے رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور کلام اللہ میں ہے وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ یعنی مسح کرو اوپر
سروں اپنے کے ص اور فرض مسح موزوں میں بقدر تین انگلی کے ہے ہاتھ کے اور اس سے زیادہ فرض نہیں اور سنت نہیں مسح
میں فرض نہیں ف بیہقی میں روایت ہے مغیرہ بن شعبہ سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھے دونوں ہاتھ اپنے اوپر دونوں موزوں
اپنے کے کھینچا اونکو انگلیوں سے اوپر تک ایک بار گویا کہ میں نظر کرتا ہوں طرف نشان مسح کے اوپر موزے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے گویا خط تھا انگلیوں کے ص اور مدت مسح کی مقیم کو وقت حدث سے ایک رات اور ایک دن ہے اور مسافر کو تین دن اور تین رات
ف مثال اسکی یہ ہے کہ مثلاً ایک شخص نے ظہر کو وضو کیا اور موزے پہنے بعد اسکے عصر کے وقت حدث ہوا تو اب مدت عصر کے وقت
سے لی جائیگی حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مدت میں قبل مذکور ہوئی اور اور حدیثیں بھی اس باب میں آئی ہیں اور اکثر احادیث
کا یہی مضمون ہے کہ مسافر کے واسطے مدت مسح کی تین دن اور تین رات ہے اور مقیم کے واسطے ایک دن اور ایک رات اور ایک
روایت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے کہ مسح جب تک چاہے کرے یعنی کچھ مدت نہیں مگر جنابت سے اوتارے اور یہی قول ہے ابن وقاص کا اور
دلیل پکڑتے ہیں اوس سے جو روایت کی حاکم نے انس رضی اللہ عنہ سے اور کہا صحیح ہے کہ تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے
اپنے موزے پہنے سو نماز پڑھے اون دونوں موزوں میں اور مسح کرے اونپر اور نہ اوتارے اگر چاہے اونکو مگر جنابت سے اور ابن الجوزی رحمۃ اللہ
علیہ نے اس حدیث کو تین دن کی مدت پر حمل کیا ہے اور وہ جو ابن ماجہ اور ابو داؤد نے روایت کیا ہے ابی بن عمارہ رضی اللہ عنہ سے
کہ کہا انھوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ مسح کروں میں موزوں پر فرمایا ہاں کہا ایک دن فرمایا اور دو دن کہا اور تین دن
یہاں تک کہ پہونچے سات دن تک سو ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے ذیل حدیث مذکور میں لکھا ہے وَقَدِ اخْتُلِفَ فِي إِسْنَادِهِ
وَلَيْسَ هُوَ بِالْقَوِيِّ یعنی تحقیق اختلاف کیا گیا ہے سند میں اوسکی اور وہ قوی نہیں دوسرے یہ کہ مخالف ہے روایت اکثر
صحابہ رضوان اللہ علیہم مثل حضرت علی اور ابی بکرہ اور صفوان بن عسال رضی اللہ عنہم سے اگر کوئی کہے کہ حدیث انس رضی اللہ عنہ
کی جسکو حاکم نے صحیح کہا ہے اور دار قطنی نے بھی اوسکو روایت کیا ہے معتبر ہے جواب اوسکا یہ ہے کہ وہ حدیث محمول ہے تین دن کی

مدت پر جیسا کہ گذرا ص جو چیز کہ وضو کو توڑتی ہی مسح کو بھی توڑتی ہی ف کیونکہ پیر دھونا ایک جز ہی وضو کا اور اوسکا یہ قائم مقام ہی تو جس سے وضو ٹوٹیگا یہ بھی ٹوٹیگا ص اور نکالنا ایک موزیکا بھی مسح کو توڑتا ہی اور پھر دونون پیر کا دھونا واجب ہوگا کیونکہ جمع غسل اور مسح مین نہین درست ہی اور جو موزے کے اندر پانی چلا جاوے اور تمام پیر بھیگ جاوے مسح ٹوٹ جاویگا اور فقیہ ابو جعفر کے نزدیک اگر اکثر پیر بھیگ جاوے مسح ٹوٹ جاویگا اور جب مدت مسافر اور مقیم کی تمام ہو جاوے دھونا پیر کا اوسپر فقط واجب ہوگا اگر وہ با وضو ہی اور اگر بے وضو ہی تو سارا وضو کرے اور باہر نکلنا اکثر قدم کا موزے سے مسح کو توڑتا ہی اور یہی لفظ قدوری کا ہی اور متن مین جو لکھا ہی کہ نکلنا زیادہ ایڑی کا طرف سے پنڈلی کے مسح کو توڑتا ہی مروی ہی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے اور اگر موزہ موافق تین اونگلی چھوٹی کے پھٹ جاوے اور پنجہ اتنا ہی موزے سے کھل جاوے مسح جائز نہین اور اس سے اگر کم پھٹا ہو تو درست ہی اور اگر لنبا پھٹا ہی کہ اوسمین تین اونگلیان برابر سما جاتی ہین لیکن اتنا کھلتا نہین مسح درست ہی اور اگر ملا ہوا ہی لیکن چلنے کے وقت اتنا کھل جاتا ہی مسح درست نہین اور جو موزے رسی وغیرہ سے بنا ہوا اور نیچے سے ٹخنا کھلا ہو اگر سوت وغیرہ سے باندھ لیا جاوے اسطرح پر کہ کچھ اوسمین سے کھلا نہین رہتا تو اوسپر مسح درست ہی اور اگر کھلا رہتا ہی تو اگر مقدار تین اونگلی کے یا زیادہ کھلا ہوگا مسح درست نہین والا درست ہی اور اگر ایک موزے مین بہت جگہ پھٹا ہو کہ جمع کرنے سے تین اونگلی کے موافق ٹھہرے تو اوسپر مسح درست نہین اور اگر دونون موزے پھٹے ہون اور دونون جمع کرکے اسقدر ٹھہرے تو مسح درست ہی اور اگر مقیم نے موزے پر مسح کیا اور ایکدن رات گذرنے سے پہلے مسافر ہوا تین رات دن کے بعد اوتارے اور اگر مسافر ایکدن ایک رات گذرنے کے پہلے مقیم ہوا ایکدن اور ایک رات کے بعد اوتارے اور اگر مسافر بعد ایک رات اور ایک دن کے مقیم ہوا یا مقیم مسافر ہوا موزے کو پیر سے اوتار کے پھر پیر دھو کے مسح شروع کرے

فصل جبیرہ پر مسح کرنیکے بیان مین

جبیرہ پر مسح درست ہی اگرچہ وقت حدث کے باندھی ہو اور جبیرہ کا گرنا مسح کو باطل نہین کرتا ہی مگر جبکہ زخم اچھا ہو گیا ہو ف جبیرہ پر مسح کرنے کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم کیا تھا روایت کیا ہی اسکو ابن ماجہ نے اور سند اسکی بہت ضعیف ہی اور اسواسطے کہ موزے کے اوتارنے سے زیادہ اوسپر پانی ڈالنا ضرر کرتا ہی اور جب موزے کا مسح درست ہوا تو جبیرہ کا بھی درست ہو گیا اور اگر زخم اچھے ہونے کے بعد جبیرہ گری تو اوس مقام کا دھونا فرض ہوویگا پھر اگر اوسکا وضو ہو تو فقط اوسی مقام کو دھو ڈالے ص پھر اگر مسح کرنا جبیرہ پر ضرر کرے تو ترک کرنا اوسکا درست ہی ف کیونکہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ ایک شخص کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین سر مین زخم لگا تھا اور اوسکو احتلام ہوا تو حکم کیا گیا غسل کا تو اوسنے غسل کیا اور اکڑ کے مر گیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اوسکی خبر پہونچی کہا عطا نے کہ پہونچا ہمکو کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کاش دھو لیتا تمام بدن اپنا اور چھوڑ دیتا سر اپنا جس جگہ اوسکو زخم لگا تھا روایت کیا اسکو ابن ماجہ وغیرہ نے ص اور اگر ضرر نکرے تو اوسمین کئی روایتین ہین امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جائز ہی ترک کرنا اوسکا اور فتوی اسپر ہی کہ ترک کرنا درست نہین اور اسمین کچھ شرط نہین ہی کہ جبیرہ طہارت کے وقت باندھی ہو اگرچہ بے طہارت کے باندھی ہو تو بھی درست ہی خواہ محدث ہو یا جنب جیسا کہ گذرا پوشیدہ نرہے کہ مسح جبیرہ پر جب درست ہی کہ جب مسح اوس عضو کا نکر سکے جیسا کہ دھو نہین سکتا اسطرح پر کہ پانی اوسکو ضرر کرتا ہی یا جبیرہ بندھی ہی اور کھولنے مین اوسکے ضرر کا خوف ہی تو اگر عضو کے مسح پر قادر ہوویگا جبیرہ پر مسح جائز نہین ف

سے ثابت ہے کہ یہ مسح بسبب عذر کے ہی اور جب عذر نہ ہوگا تو مسح بھی جائز نہ ہوگا ص اگر اعضا مین جل گئے کے کٹنے ہون اور اونکے
دھونے سے عاجز ہو یعنی پانی بہانا اوسپر ایذا دیتا ہو تو اگر بہا نہ سکے تو اوسی جگہ کا مسح کر لیوے اور اگر مسح سے بھی ضرر ہو تو اوسکو چھوڑ دے اور جو مقام اوسکے
گرد ہو اوسکو دھو لیوے ف دلیل اسکی حدیث ابن عباس کی ہی اسے منقول ہی جو اوپر گذری ص اور اگر ہاتھ اوسکے کٹے ہوئے ہون
کہ خود وضو نہین کرسکتا دوسرے سے کرا دے تو اگر دوسرے سے اوسنے نکرایا اور تیمم کرلیا جائز ہی اور صاحبین کے نزدیک درست نہین اور اگر
اوسنے پیر کی بہانیکی جگہ پر ہونا انکا ہی پانی کو دوا پر گذار دیوے اور اگر پانی بہایا اور پھر دوا اگر پڑی اگر تندرستی سے گری ہی اور اوس
مقام کو پھر دھو لیوے اور اگر تندرستی سے نہین گری ہی تو نہ دھووے اور اگر کسی شخص نے فصد لی اور گدی رکھکے اوسکے اوپر پٹی باندھی
بعض لوگون کے نزدیک پٹی پر مسح درست نہین بلکہ گدی پر کرے اور بعضون کے نزدیک اگر پٹی ایسی ہو کہ بغیر دوسرے کے آپ باندھ سکے
تو مسح اوسپر جائز نہین اور اگر آپ نہین باندھ سکتا جب تک دوسرا شخص نہ باندھے تو پٹی پر مسح جائز ہی ف اسواسطے کہ مسح واسطے
عذر کے ہی اور جب پٹی آپ کھولتا ہی اور آپ باندھ سکتا ہی تو پٹی اوتارنے مین عذر نہین اور اگر آپ باندھ نہین سکتا تو اوس مین حکم
عذر پایا جاویگا تو مسح بھی درست ہوویگا ص اور بعضون کے نزدیک اگر پٹی کھولنے سے اور اوسکے نیچے مسح کرنے سے حرج ہووے اور
زخم کو کچھ ضرر ہووے نیچے تو مسح پٹی پر جائز ہی اور اگر ضرر نہین تو پٹی پر مسح درست نہین ف اور یہی قول مختار ہی ص اگر
کھولنا پٹی کا ضرر نہین کرتا لیکن مقام جراحت سے اوتارنا ضرر کرتا ہی کھولے اور اوسکے نیچے کو مقام جراحت تک دھووے اور پھر
باندھ لیوے اور مقام جراحت کا مسح کرلے اور اکثر مشائخ اسپر ہین کہ پٹی پر مسح درست ہی اور گرد مین دو گرد پٹی کے اگر بدن کھلا ہی
مسح اوسپر درست ہی کیونکہ دھونے مین خوف اس بات کا ہی کہ پٹی تر ہووے اور تری اوسکی زخم تک پہونچے ف جو پٹی کہ گدی پر باندھی
جاتی ہی اوسکو عصابہ بھی کہتے ہین ص اور تمام پٹی اور عصابے کا مسح کرنا چاہیے حسن کی روایت مین امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے
اور یہی مذکور ہی اسرار مین اور بعضون کے نزدیک اگر پٹی اور عصابے کا اکثر مسح کر لیا تو بھی درست ہی اور اگر پٹی اور عصابہ پر مسح کر لیا
اور پھر اونکو اوتارا اور پھر باندھ لیا مسح پھر کرے اور اگر مسح نکریگا تو بھی درست ہی اور اگر اوسکی جگہ دوسری پٹی یا عصابہ باندھے
بہتر ہی کہ پھر مسح کرے اور اگر نکریگا تو بھی درست ہی اور تین بار مسح کرنا پٹی یا عصابے کا کچھ ضرور نہین بلکہ ایکبار کافی ہی اور پٹی کے
مسح کیواسطے کچھ مدت نہین جیسا کہ مسح موزے کے واسطے ہی تو اگر پٹی گر پڑی لیکن اچھے ہونے سے گری ہی اوس جگہ کا دھونا اور جب
ہی فاسد کرے گا اور اگر پٹی اچھے ہونے گری تو مسح باطل ہو جاویگا بخلاف مسح موزے کے کہ اگر ایک موزے کو اوتار لیا تو دونون پیر کا دھونا واجب ہوا

باب حیض کے بیان مین

تین خون خاص ہین عورتون کے ساتھ حیض اور استحاضہ اور نفاس اور حیض لغت مین خون کو کہتے ہین جسکو رحم عورت بالغہ کا
ہی اور عورت بالغہ نو برس مین ہوتی ہی بغیر کسی بیماری کے اور سن ناامیدی کو بھی نہ پہونچی ہو تو جو خون رحم سے نہ ہوویگا حیض نہین اور
اسی طرح جو خون نو برس کے قبل آویگا اور ایسا ہی جو بیماری آویگا اور جو خون ہمیشہ جاری ہی بعض خون حیض ہوویگا اور بعض بیماری
اور جو خون بعد جننے کے عورت کو آتا ہی اوسکو نفاس کہتے ہین وہ بھی حیض مین داخل نہین اور صحیح یہ ہی کہ حیض بعد سن ایاس نہین
ہوتا ف ایاس کے معنی ناامیدی کے ہین تو گویا اوس حیض سے ناامیدی ہو جاتی ہی ص اور سن ایاس بعض کے نزدیک ساٹھ برس ہین
اور بعضون کے نزدیک پچپن برس اور یہی تجویز کیا ہی مشائخ بخارا اور خوارزم نے ف بخارا اور خوارزم نام شہر کے ہین

ص تو جو خون عورت بعد اس سن کے دیکھے وہ ظاہر مذہب مین حیض نہین ف چلپی حاشیہ شرح وقایہ مین ہی کہ فتوی
ہمارے زمانے مین اوپر اوسکے ہی کہ بعد پچپن برس کے حیض نہین اور یہی قول ہی حضرت عایشہؓ اور سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا ص
اور فتوی اسپر ہی کہ جب خون سیاہ یا خوب سرخ دیکھے تو حیض ہی اور جس عورت کو حیض نہ آتا ہو تو اوسکی عدت طلاق اور فسخ نکاح مین مہینے
آزاد کے اور ڈیڑھ مہینا لونڈی کا ہی پھر جو قبل تمام ہونے اس عدت کے اس عورت نے ف یعنی جو حیض سے ناامید
ہوئی اور سن ایاس کو پہونچی ہو ص ایسا خون دیکھا عدت مہینون سے باطل ہو جاویگی اور بعد تمام ہونے عدت کے اگر ایسا خون
دیکھا تو عدت باطل نہوگی اور اگر زرد یا سبز یا خاکی ہی تو وہ حیض نہین استحاضہ ہی ف استحاضے کا آگے بیان آویگا ص اور
کم مدت حیض کی تین دن ہین اور اکثر مدت دس دن ہین اور امام ابی یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کم مدت دو دن اور اکثر تیسرے
دن کا ہی اور نزدیک امام شافعیؒ کے کم مدت ایک دن ایک رات اور اکثر مدت پندرہ دن ف حدیث مین ہی کہ کم مدت
حیض کی واسطے عورت کے باکرہ ہو یا ثیب تین دن اور تین رات اور اکثر مدت دس دن اور جو زیادہ ہو وہ استحاضہ ہی روایت کیا اوسکو
دارقطنی نے ابی امامہ سے کہا دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ عبد الملک اسناد مین اسکی مجہول ہی اور علا ابن کثیر ضعیف ہی اور روایت
کی عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ حیض تین دن اور چار اور پانچ اور چھہ سات آٹھہ دس دن ہین اور جب زیادہ ہو اوس سے
تو وہ استحاضہ ہی اور بسبب حسن بن دینار کے ضعیف کیا اوسکو اور حدیث مشہور ہی خلد بن ایوب سے اور روایت ہی موقوفاً انس رضی اللہ عنہ سے
کہا ابن عدی نے حسن بن دینار مین کہ نہین دیکھا مینے اوسکو شدید نکارت مین بلکہ حدیث اوسکی قریب ضعف کے ہی اور روایت کی دارقطنی نے
عبد العزیز دراوردی سے انھون نے عبید اللہ بن عمرؓ سے انھون نے ثابتؓ سے انھون نے انس رضی اللہ عنہ سے کہ کہا انھون نے کہ عورت حایض ہی دس
دن تک اور جو زیادہ ہی وہ استحاضہ ہی اور روایت ہی عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے کہ نہین ہوتی ہی عورت مستحاضہ ایک دن
اور دو دن مین یہان تک کہ پہونچے دس دن کو سو وہ استحاضہ ہی اور روایت کی عثمان بن ابی العاص ثقفی رضی اللہ عنہ سے کہا انھون نے
کہ حائض جب تجاوز کرے دس دن کو تو وہ بمنزلہ مستحاضہ کے ہی غسل کرے اور نماز پڑھے اور عثمانؓ یہ صحابی ہین اور روایت کی سعید
بن جبیر سے کہا کہ حیض کے تیرہ دن ہین اور روایت کی مثل اسکے سفیان رضی اللہ عنہ سے اور روایت کی دارقطنی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے
بھی واثلہ بن اسقع سے انھون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ کم مدت حیض کی تین دن ہی اور اکثر مدت دس دن ہی اور ضعیف کیا اسکو کہ محمد
بن منہال مجہول ہین اور روایت کی ابن عدی نے کامل مین معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہین ہی حیض کم
تین دن سے اور نہ اوپر ہی دس دن سے اور ضعیف کیا اوسکو محمد بن سعید شامی سے کہ وہ واضع الحدیث ہی اور روایت کیا اسکو عقیلی نے
معاذ رضی اللہ عنہ سے اور ضعیف کیا اسکو محمد بن حسن صوفی سے کہ مجہول ہین اور روایت کی ابن جوزی نے علل متناہیہ مین خدری
رضی اللہ عنہ سے کہ کم مدت حیض کی تین دن ہین اور اکثر اوسکی دس دن اور کم مدت درمیان دو حیضون کے پندرہ دن ہین اور ضعیف کیا اسکو
سلیمان نخعی نے ابو داود نے کہا وہ واضع ہی حدیث کا اور یہ حدیث حجت ہی امام شافعی پر جامع ترمذی مین ہی کہ اختلاف کیا اہل علم
نے مدت حیض مین بعضون نے کہا ہی کہ کم مدت تین دن اور تین رات ہین اور اکثر مدت دس دن اور یہی قول ہی سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ
اور اہل کوفہ کا اور اسی سے اخذ کیا ہی ابن المبارک نے اور عطا جو تابعی ہین امام شافعی کے مذہب کی طرف گئے ہین باقی کوئی حدیث صحیح
اس باب مین نہین آئی ص اور شروع حیض کا جیسے ہوتا ہی کہ خون فرج خارج تک آجاوے تو اگر کسی عورت نے فرج داخل مین کرسف رکھا ہی

جلد اول

ف علاء بن کثیر

ف حسن بن دینار

ف محمد بن منہال

ف محمد بن سعید شامی

ف محمد بن حسن صوفی

ف سلیمان نخعی

ف کرسف اوسکو کہتے ہین جو عورتین مقام حیض مین اپنے ایک کپڑا یا روئی کا ٹکڑا رکھتی ہین ص اور خون اوسکی جہت سے بند ہو یعنی فرج خارج تک نہین پہنچا تو حیض متحقق نہوگا اور نماز کو نہ توڑے گا تو کرسف کے رکھنے کے وقت حیض جب متحقق ہوگا کہ خون فرج خارج سے کرسف تک آجاوے تو اگر فرج داخل کا کرسف سرخ ہو گیا اور فرج خارج کا سرخ نہین ہوا حیض متحقق نہوگا مگر جب کرسف اوٹھا لیا جاوے تو اوٹھانے کے وقت سے مدت مقرر ہوگی اور یہی حکم ہے خون استحاضہ اور نفاس اور عورت کے پیشاب کا یعنی فرج خارج تک ا نہین سے کوئی آویگا تب حکم اوسکا متحقق ہوگا اور اگر مرد اپنی احلیل مین یعنی سوراخ ذکر مین روئی رکھے یہی حکم ہے اور قلفہ خارج مین داخل ہے ف قلفہ اوسے کہتے ہین جہان تک کہ ختنہ کیا جاتا ہے تو اوسمین اگر پیشاب آجاویگا نماز ٹوٹ جاویگی اگرچہ باہر نہ نکلے ص اور رکھنا کرسف کا باکرہ کو ایام حیض مین مستحب ہے اور ثیب کو ہر وقت اور مقام رکھنے کرسف کا مقام بکارت کا ہے اور فرج داخل مین رکھنا مکروہ ہے اور اگر کسی پاک عورت نے اول رات مین کرسف رکھا اور جب صبح ہوئی اوسپر اثر خون کا دیکھا حکم حیض کا خون دیکھنے کے وقت سے ثابت ہوویگا اور اگر عورت حائضہ نے کرسف رکھا اور جب صبح ہوئی سفیدی دیکھی تو حکم طہارت کا جس وقت سے رکھا تھا ثابت ہوگا اور جو طہر کہ دو حیض کے بیچ مین واقع ہے مدت حیض مین اگر ہوگا تو حیض ہے اور جو رنگ کہ مدت حیض مین سوائے سفیدی خالص کے دیکھا سب حیض ہے ف حیض سے پاک ہونے کو طہر بولتے ہین اور بہت کم مدت طہر کی پندرہ روز ہین اور زیادہ کی حد نہین اور طہر متخلل کہتے ہین اوس پاکی کو جو عورت دو حیض کے بیچ مین دیکھے قبل تمام ہونے مدت حیض کے اور خون کے کئی رنگ ہین سب چھ رنگ علما نے بیان کیے ہین سرخ سبز سیاہ تیرہ رنگ اور مٹی کے رنگ سفید تیرہ رنگ اور مٹی کے رنگ مین یہ فرق ہے کہ تیرہ مین سفیدی مائل ہوتی ہے اور مٹی کے رنگ مین سیاہی تو حاصل مسئلے کا یہ ہے کہ عورت حائضہ ان چھ رنگ مین سے کوئی رنگ دیکھے وہ حیض ہے مگر سفید جب ہے تو وہ حیض نہین اور اب طہر متخلل کا بیان شروع ہوتا ہے تفصیل اوسکی جسنے بیان نہین کی جو قول مفتی بہ ہے اوسکو ذکر کر دیا اور باقی مطالب کو شرح عربی پر چھوڑا ص جو طہر کہ پندرہ دن سے کم ہو دو جنبے خون کے بیچ مین ہووے تو اگر تین دن سے بھی کم ہے تو وہ سب کے نزدیک حیض ہے اور اگر تین دن پورے یا زیادہ ہین تو امام ابی یوسف کے نزدیک امام اعظم سے ایک روایت مین بھی حیض مین داخل ہے اور بعضو نے صحیح کہا ہے کہ اسی پر فتوی ہے کیونکہ اسمین آسانی ہے فتوی پوچھنے والے اور فتوی دینے والے پر ف ہدایہ مین لکھا ہے وَالْاَخْذُ بِهٰذَا الْقَوْلِ اَيْسَرُ یعنی تمسک کرنا ساتھ اس قول کے آسان ہے اور یہی ہے آخر قول امام صاحب کا اور پانچ مذہب اسمین اور ہین امام محمد کی روایت امام صاحب سے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ابن المبارک کی روایت امام صاحب سے ابو سہیل کا قول حسن بن زیاد کی روایت امام صاحب سے اور تفصیل مین ان مذہب کے خواص کا فقط فائدہ ہے عوام کا کوئی فائدہ متصور نہین اسواسطے ترک کیا ص رنگ حیض کا اگر سرخ و سیاہ ہو تو سب کے نزدیک حیض ہے اور اسی طرح اگر خوب زرد ہووے تب بھی صحیح مذہب مین حیض ہے اور سبزی اور زردی ضعیف اور تیرگی اور خاکی ہمارے نزدیک حیض ہے ف اور فرق ان دونون مین بیان کر چکے اور بعض عالمون کے نزدیک یہ سب رنگ حیض نہین دلیل انکی یہ ہے کہ روایت کی ابو داؤد اور بخاری نے ام عطیہ سے کہ کہا انھون نے ہم نہین گنتے تھے تیرگی اور زردی کو بعد پاکی کے کچھ یعنی حیض مین داخل نہین کرتے تھے اور روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے بھی اور حضرت عایشہ سے بھی ایسا ہی مروی ہے سنن ابن ماجہ مین اور ہدایہ مین ہے کہ حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا نے سوائے سپیدی کے سب کو حیض گردانا ہے اور جب حیض کے رنگ سے فارغ ہوئے تو اب حکم حیض کا بیان کیا جاتا ہے ص عورت حائضہ نماز نہ پڑھے

اور روزہ نہ رکھے اور جب پاک ہو جاوے تو روزے کی قضا رکھے اور نماز کی قضا نہ کرے ف کیونکہ حضرت ابو سعید خدری رضی
سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا نہیں جب کہ حائض ہوتی ہے عورت نہ نماز پڑھتی ہے نہ روزہ رکھتی ہے روایت کیا
اسکو بخاری اور مسلم نے اور روایت کی ابو داؤد وغیرہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ ہم حکم کیے جاتے تھے ساتھ قضا کرنے
روزے کے اور نہیں حکم کیے جاتے تھے ساتھ قضا کرنے نماز کے اور بعض خوارج کے نزدیک نماز کا بھی قضا کرنا لازم ہے اور یہ مذہب
مخالف احادیث مشہورہ کے اور مردود ہے ص اگر کسی عورت کو آخیر وقت نماز کے حیض آیا نماز اوسکے ذمے سے ساقط ہو جاویگی
اور اگر دس دن کے بعد پاک ہوئی آخر وقت میں نماز اوس پر واجب ہو گی اگرچہ وقت ایک لحہ باقی ہو اور دس دنوں سے کم میں اگر پاک ہوئی
تو اگر نماز کا اتنا وقت ہے کہ غسل اور تکبیر تحریمہ ہو سکتی ہے نماز واجب ہو گی اور اگر اس سے کم وقت ہے واجب نہ ہو گی اور اگر روزہ دار
عورت کو حیض آیا اور اگرچہ آخر وقت روزے کے میں ہووے تو اگر روزہ فرض ہے قضا اوسکی واجب ہو گی اور اگر نفل ہے قضا اوسکی واجب
نہ ہو گی اور نماز میں اگر حیض آیا قضا اوسکی واجب ہے اگرچہ نفل ہے اور اگر حائضہ عورت رمضان میں دن کو پاک ہوئی اور کچھ کھایا وہ روزہ کافی
نہ ہوگا لیکن نہ کھانا اوسکو واجب ہے اور اگر رات کو دس دن کے بعد پاک ہوئی اوسکو کل کا روزہ رکھنا واجب ہو گا اگرچہ رات ایک لمحہ باقی
ہووے اور اگر دس دن سے کم میں پاک ہوئی تو اگر اتنی رات باقی ہے کہ غسل اور تکبیر تحریمہ کر سکتی ہے تو کل کا روزہ واجب ہو گا اور اگر اس سے کم ہے تو
واجب نہ ہو گا اور اگر اوتنا وقت رات میں باقی تھا اور اوسنے غسل نہیں کیا روزہ اوسکا باطل نہ ہو گا اور حائضہ کو درست نہیں کہ
مسجد میں آوے اور طواف خانہ کعبہ کا کرے ف اسواسطے کہ روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ انھوں نے کہا کہ جب آئے ہم
سرف میں کہ نام ایک مقام کا ہے تو حائضہ ہوئی میں سو فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کرو جو کرتے ہیں حاجی لوگ سوا اس بات کے کہ
نہ طواف کرو خانہ کعبہ کا جب تک کہ پاک نہو لے روایت کیا اسکو بخاری نے اور مسلم نے اور مسجد میں داخل ہونا اسواسطے منع ہے کہ فرمایا حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ مصلا کو مسجد سے لیلے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں حائضہ ہوں
تو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حیض تیرا تیرے ہاتھ میں تو نہیں ہے اور اسی واسطے کوئی چیز باہر سے لینا حائضہ کو مسجد سے درست ہے
اور ہدایہ میں ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میں نہیں حلال کرتا ہوں مسجد کو واسطے جنب اور حائض کے روایت کیا اسکو
ابو داؤد نے اور ابن ماجہ اور بخاری نے تاریخ میں اور طبرانی نے اور ضعیف کیا خطابی نے اس حدیث کو اور کہا کہ اسناد میں اسکی افلت بن
خلیفہ عامری کوفی مجہول الحال ہے اور کہا ابن الرفعہ نے کہ وہ متروک ہے جواب اوسکا یہ ہے کہ ابن الرفعہ کا قول صحیح نہیں مردود ہے اور کسی امام حدیث
نے ایسا بیان نہیں کیا بلکہ کہا احمد نے کہ نہیں دیکھتا ہوں میں ساتھ اوسکے کچھ حرج اور صحیح کیا اوسکو ابن خزیمہ نے اور حسن کہا اوسکو یحیی
بن قطان نے واللہ اعلم ص اور اگر طواف کر لیا حلال ہو جاویگی ف یعنی وہ چیزیں کہ وقت احرام سے حرام ہو جاتی ہیں
حلال ہو جاوینگی ص اور حائضہ کو ناف سے نیچے زانو تک چھونا درست نہیں اور چھونے سے مراد یہ ہے کہ مباشرت کرے یا ران
میں ران ملائے اور بوسہ لینا اور اوس مقام کے سوا کا چھونا درست ہے اور امام محمد کے نزدیک فقط مقام فرج سے پرہیز کرے اور باقی
سب بدن سے استمتاع اور فائدہ لینا درست ہے ف کیونکہ روایت ہے زید بن اسلم سے کہا انھوں نے کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے پوچھا کہ مجھکو اپنی عورت سے کیا درست ہے جس حالت میں وہ حائضہ ہووے سو فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے باندھ
تو اوس پر ازار پھر تجھکو اختیار ہے ازار کے اوپر کا اور وہ جو بعضوں نے اس حدیث کو کہا ہے کہ یہ مرسل ہے تو جواب اوسکا یہ ہے کہ مرسل وقت

ثقہ تھے راویوں کے قبول ہونے میں اس حدیث کے سبب آئمہ میں روایت کیا اس حدیث کو امام مالک اور دارمی نے اور روایت ہے
معاذ بن جبل سے کہا میں نے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی عورت سے مجھکو وقت حیض کے کیا حلال ہے کہا کہ اوپر ازار کے اور بچنا اس سے
افضل ہے روایت کیا اسکو رزین نے اور محی السنہ نے کہا ہے کہ اسناد اسکی قوی نہیں اور جماع کرنا عورت سے حالت حیض میں حرام
اور گناہ کبیرہ ہے بالاتفاق ممنوع ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ جماع کرے
حائضہ سے یا کسی عورت کی دبر میں یا کسی کاہن کے پاس آوے اور اس کی خبر کو سچا جانے تو اوسنے انکار کیا اوسکا جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر
نازل ہوا اور صحیحین میں مروی ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ میں ازار باندھ لیتی تھی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے مباشرت
کرتے تھے اور میں حائض ہوتی تھی اور روایت کی امام مالک نے کہ عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہم نے ایک آدمی کو بھیجا
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس کہ پوچھے اونسے کہ کیا مباشرت کرے مرد عورت اپنی سے اور وہ حائض ہو سو کہا عائشہ
رضی اللہ عنہا نے کہ باندھے ازار اپنی پھر مباشرت کرے اگر چاہے اور ایک روایت میں ابو داؤد اور نسائی کے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم مباشرت کرتے تھے عورتوں اپنی سے اور وہ حائض ہوتی تھیں جب ازار انکا نصف رانوں تک ہوتی تھی نصف رانوں تک یا رانوں تک اور
ایسی ہی بہت روایتیں صحیح اس باب میں آئی ہیں اور روایت کی ابو داؤد نے عکرمہ رضی اللہ عنہ سے کہ انھوں نے سنا بعض ازواج نبی
صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب ارادہ کرتے تھے عورت حائضہ سے کچھ ڈالتے تھے فرج پر اوسکی ایک کپڑا اور
شاید اسی حدیث سے تمسک امام محمد صاحب کا ہے ص اور حائض اور جنب اور نفسا کو قرآن پڑھنا درست نہیں اگرچہ ایک آیت
سے کم ہووے یہی مذہب ہے کرخی رحمۃ اللہ علیہ کا اور امام طحاوی کے نزدیک پڑھنا ایک آیت سے کم کا درست ہے اور یہ اختلاف اوس میں ہے کہ قرارت
کے قصد سے ہووے اور اگر بغیر قصد کے ہووے جیسے کہ کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ واسطے شکر نعمت کے تو کچھ حرج نہیں ف
قرارت واسطے جنب اور حائض کے اسواسطے جائز نہیں کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہ پڑھے حائض اور نہ جنب کچھ قرآن سے
روایت کیا اسکو ترمذی اور ابن ماجہ اور دارقطنی رحمۃ اللہ علیہم نے اور اسکا ایک شاہد ہے حدیث جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اسکو دارقطنی نے
مرفوعا اور بعضوں نے ان دونوں حدیثوں کو ضعیف کیا ہے واللہ اعلم ص عورت حائضہ کو تعلیم قرآن کی درست ہے ف اسواسطے
کہ یہ قرارت قرآن کی نہیں کہلاتی ص اور جو عورت کہ پڑھاتی ہے اوسکو اگر حیض آیا امام کرخی کے نزدیک ایک ایک کلمہ
پڑھاوے اور ہر کلمے کے اوپر ٹھہر جاوے اور امام طحاوی کے نزدیک آدھی آدھی آیت پڑھاوے اور ہر آدھی کے بعد ٹھہرے پھر باقی آدھی پڑھاوے
اسی طرح کرتی جاوے اور دعا قنوت کا پڑھنا بعضوں کے نزدیک مکروہ ہے اور بعضوں کے نزدیک جائز ہے اور وظائف اور اذکار کا پڑھنا مکروہ نہیں
اور توریت انجیل زبور کا پڑھنا مکروہ ہے ف اور اسی طرح زبور بھی ص اور محدث بے وضو کو قرآن پڑھنا درست ہے ف اسواسطے کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں روکتی تھی کوئی چیز انکو قرآن پڑھنے سے مگر جنابت روایت کیا اسکو احمد اور اصحاب سنن اور ابن
خزیمہ اور ابن حبان اور حاکم اور ابن الجارود اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہم نے اور صحیح کیا اسکو ترمذی اور ابن سکن اور بیہقی اور بغوی نے
شرح السنہ میں اور روایت ہے صحیحین میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھیں دس آیتیں اخیر سورۂ آل عمران کی قبل وضو
کے ص اور چھونا اوسکا یعنی قرآن کا حائضہ اور جنب اور نفسا اور محدث چاروں کو جائز نہیں ف اسواسطے کہ قرآن شریف میں
آیا ہے لَا يَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ یعنی نہیں چھوتے ہیں اوسکو مگر پاک لوگ ص مگر غلاف کے اوپر سے درست ہے

اور غلاف اوسے کہتے ہین کہ جدا ہوسکے تو اب جلد کا جدا ہونا ممکن نہین لہذا چھونا بھی اوسکا درست نہین اور لکھنا قرآن کا اگر
چھوا نہین جاتا ہو لکھے ہوئے کو درست ہی نزدیک امام ابی یوسف کے اور نزدیک امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے جائز نہین اور بے طہارت
کی آستین سے چھونا مکروہ ہی اور اون روپیون پیسون کو جسپر آیت قرآنی لکھی ہو نہ چھووے بے طہارت مگر تھیلی مین ہون تو چھونا تھیلی کا جائز ہی
نا روا نہین اور جو عورت کہ دس دن مین حیض سے پاک ہوئی قبل غسل کے اوس سے صحبت کرنا درست ہی اور جو اس سے قبل مین پاک ہوئی
قبل غسل کے اوس سے صحبت جائز نہین اور یہی نفاس کا حکم ہی **ف** یعنی اگر نفاس کی مدت پوری ہوئی یعنی چالیس روز کے بعد
پاک ہوئی تو قبل غسل کے اوس سے صحبت درست ہی اور اگر کم مین اس سے پاک ہوئی تو بغیر غسل کے درست نہین اور وجہ اسکی صاحب ہدایہ
نے یون لکھی ہی کہ خون کبھی جاری ہو جاتا ہی اور کبھی بند ہو جاتا ہی اور جب دس دن مین حیض سے فارغ ہوئی اور چالیس دن مین نفاس
سے تو یہ اکثر مدت ہی اس سے زیادہ حیض و نفاس نہین ہوسکتا اور جو کم مین پاک ہوئی تو احتمال ہی کہ شاید خون پھر جاری ہو جاوے
اور جب غسل کر لیا تو جانب انقطاع کو ترجیح ہو گئی واللہ اعلم **ص** اور اگر دس دن سے کم مین پاک ہوئی اور اوسپر وقت موافق
غسل اور تکبیر تحریمہ کے گذر گیا تو اب صحبت اوسکی بغیر غسل کے درست ہی **ف** کیونکہ نماز اوس وقت اوسپر فرض ہو گئی تو حکماً
گویا پاک ہو گئی اور اگر خون اوسکا بند ہو گیا اوسکی عادت سے کم مین تین دن سے زیادہ مین تو قربت اوسکی جائز نہین جب تک کہ
عادت کے موافق وقت نا گذر جاوے اگرچہ اوسنے غسل بھی کر لیا ہو کیونکہ عادت مین خوف ہی خون کے پھر آجانیکا تو احتیاط پرہیز مین ہی کذا
فی الہدایہ **ص** اور اگر عورت حائضہ دس دن سے کم مین پاک ہوئی اور تین دن یا زیادہ گذر گئے ہین مگر عادت سے اسکی کم ہی
واجب ہے اوسکو کہ نماز کی تاخیر کرے اتنے وقت تک کہ مکروہ نہو جاوے تو جب ڈر ہو جاوے قضا کا اوس وقت غسل کرے اور نماز پڑھے اور اگر عادت
کے برابر ہو یا زیادہ عادت سے ہو جاوے یا وہ عورت مبتدیہ ہووے تو تاخیر کرنی غسل کی مستحب ہی **ف** مبتدیہ اوس عورت کو کہتے ہین جو اول بار
حائضہ ہوئی ہو اور پہلے اوسکے کبھی حیض نہوا ہووے **ص** اور اگر تین دن سے کم مین پاک ہوئی نماز کی تاخیر کرے اور جب قضا ہونے کا خوف
ہو غسل کرے اور پڑھ لیوے اور ان سب صورتون مین اگر پھر دس دن کے اندر خون آگیا حکم طہارت کا باطل ہو گیا مبتدیہ یا معتادہ ہو اور اگر
کوئی عورت دس دن یا زیادہ مین پاک ہوئی دس دن کے گذرنے سے حکم طہارت کا کیا جاویگا اور غسل اوسپر واجب ہوگا اور جو معتادہ
کہ ایک دن خون دیکھتی ہی اور دوسرے دن طہر تو جس دن خون دیکھے اوس دن نماز ترک کرے اور جس دن پاک ہووے اوس دن غسل کرے اور نماز پڑھے
تو تیسرے دن پھر نماز ترک کرے اور چوتھے دن پڑھے اسی طرح دس دن تک کرے اور کم مدت طہر کی پندرہ دن ہین اور اکثر مدت کی
حد نہین **ف** ابراہیم نخعی سے بھی ایسی ہی روایت ہی اور اکثر کا یہ حال ہی کہ کبھی برس دو برس تک طہر رہتا ہی **ص** مگر معتادہ کا
موافق عادت کے طہر ہوگا اور اختلاف ہی طہر کے اندازے مین اور صحیح یہ ہی کہ ایک گھڑی کم چھ مہینے ہین صورت اوسکی یون ہی کہ ایک عورت کو اول
بار حیض آیا اور اوسنے دس دن خون دیکھا اور چھ مہینے پاک رہی پھر خون اوسکا برابر جاری رہا عدت اوسکی انیس ماہ تین گھڑی کم ہوگی اسواسطے
کہ تین حیض کا ایک مہینا ہوا اور تین طہر کے چھ ترک اٹھارہ مہینے ہوئے جسمین سے تین گھڑی کم ہو مین ایک ایک گھڑی ہر ہر طہر سے اور مہینے تین گھڑی کم

فصل استحاضے کے بیان مین

جو خون کہ تین دن تین رات سے کم ہووے یا دس روز سے زیادہ ہووے یا نفاس کے چالیس روز سے زیادہ ہووے وہ استحاضہ ہی اسی طرح جو خون کہ عورت
حیض کی عادت سے زیادہ ہو اور دس دن سے بڑھ جاوے یا نفاس کی عادت سے زیادہ ہو اور چالیس دن سے بڑھ جاوے وہ بھی استحاضہ ہی

مثلاً اوسکی عادت حیض کی سات دن کی تھی اور اوسنے خون بارہ دن تک دیکھا پانچ دن استحاضہ کے ہین اور نفاس کی عادت اسکو تیس دن کی تھی اور خون اوسنے پچاس دن تک دیکھا بیس دن استحاضہ کے ہین یہ حکم تو معتادہ کا ہوا اور مبتدیہ کا خون اگر جاری رہا ہر مہینے سے دس دن اوسکے حیض کے ہونگے اور باقی استحاضہ اور جسکا پہلے نفاس ہوا اوسکا خون ہمیشہ جاری رہا چالیس دن نفاس کے گنے جاوینگے اور باقی استحاضہ کے اور جو خون حالت حمل میں دیکھے وہ بھی استحاضہ ہے **ف** معتادہ عورت کو چاہیے کہ اگر خون اوسکا جاری رہا تو جتنے دن اوسکے حیض کے ہین عادت کے موافق نماز ترک کرے اور بعد اوسکے نماز پڑھے غسل کرکے جب وہ دن آوین حیض کے نماز ترک کرے اسی طرح عادت کے موافق ہمیشہ کیا کرے کیونکہ روایت ہے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہ ایک عورت تھی بہتا تھا خون اوسکا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مین تو پوچھا اوسکے واسطے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سو فرمایا آپ نے کہ دیکھے گنتی راتون کی کہ حائض ہوتی تھی ان دنون مین مہینے سے قبل اس علت کے سو ترک کرے نماز موافق اوسکے مہینے سے سو جب گذر جاوین وہ دن تو غسل کرے پھر گدی باندھے کسی کپڑے کی پھر نماز پڑھے روایت کیا اسکو ابو داؤد اور نسائی وغیرہ نے اپنی سنن مین باسناد صحیح اور ایک حدیث مین آیا ہے تدع الصلوٰۃ ایام اقرائہا یعنی چھوڑدے نماز حیض کے دنون مین لیکن ابو داؤد نے ضعیف کیا اس روایت کو اور کہا کہ وہم ہوا ابن عیینہ سے اور حفاظ کی حدیثون مین یہ قول نہین ہے اور اسی روایت مین صاحب ہدایہ نے لکھا ہے یہی قول ہے حسن اور سعید بن المسیب اور عطا اور مکحول اور ابراہیم اور قاسم سب تابعین کا **ف** عورت مستحاضہ نماز پڑھے اور روزہ رکھے اور وطی کرنا اوس سے درست ہے **ف** اس باب مین بہت حدیثین آئی ہین تو ہم کہان تک بیان کرین اوپر ایک حدیث بیان کی وہ کافی ہے **ص** جس شخص کو استحاضہ یا خون ناک کا یا کوئی اور حدث ہمیشہ لگا رہے اس طرح کہ کسی فرض کا وقت اوسپر بغیر اوسکے نگذرے تو وہ ہر وقت فرض کے لیے وضو کرے اور امام شافعی کے نزدیک ہر فرض کے لیے وضو کرے اور نفلون کو فرض کی تبعیت مین پڑھے **ف** کیونکہ روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عورت مستحاضہ مین کہ چھوڑے نماز کو حیض کے دنون مین پھر غسل کرے اور نماز پڑھے اور وضو کرے ہر وقت نماز کے لیے روایت کیا اسکو ابو داؤد نے سنن مین اور یہی ہے مذہب امام صاحب کا اور محمد اور زفر اور ابو یوسف رحمہم اللہ اجمعین کا اور ثابت کرنا اسکا بہت مشکل ہے جسکو منظور ہو مشکل الآثار امام طحاوی مین خوب تفصیل سے دیکھ لیوے اور ایسی ہی روایت ہے عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنن ابی داؤد مین اور کہا سعید نے کہ غسل کرے ایک طہر سے دوسرے طہر تک روایت کیا اسکو ابو داؤد نے اور بعضون نے کہا ہے کہ اسمین وہم ہوگیا ہے صحیح یہ ہے کہ من ظہر الی ظہر یعنی ظہر سے ظہر تک لیکن یہ قول مناسب مقام نہین اسواسطے کہ ظہر کی کیا تخصیص ہے سب نمازین اس باب مین برابر ہین موید ہے اسکی جو کہا ابو داؤد نے ورواہ مسور بن عبد الملک بن سعید بن عبد الرحمٰن بن یربوع قال فیہ من طہر الی طہر فقلبہا الناس مثل ظہر الی ظہر یعنی روایت کیا اسکو مسور نے کہا اوسنے طہر سے دوسرے طہر تک سو بدل دیا اوسکو لوگون نے ظہر سے دوسرے ظہر تک اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صحیح طہر سے طہر تک ہے اور یہی مؤید ہے اسکی جو کہا ہے ابو داؤد نے وھو قول الحسن وسعید بن المسیب الخ کہ مذہب انکا یہی ہے کہ ہر وقت نماز کے وضو کرے نہ یہ کہ ظہر سے ظہر تک غسل کرے واللہ اعلم وعلمہ اتم اور ربیعہ کا مذہب یہ ہے کہ مستحاضہ کو وضو بھی ہر وقت نماز کے واجب نہین ہے مگر یہ کہ کوئی اور حدث سوا استحاضہ کے اوسکو پہنچے اور بعضون کا مذہب یہ ہے کہ ہر نماز کے واسطے غسل کرے اور بعضون کا یہ ہے کہ دو نمازون کو جمع کرے

اور دونون کے واسطے ایک غسل کرے اور حدیثین بھی مختلف وارد ہوئی ہین فافہم اور بعضون کا مذہب یہ ہے کہ ہر دن غسل کرے
اور یہی مروی ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اخراج کیا اسکا ابوداؤد نے اور وطی کرنا عورت مستحاضہ سے درست ہے روایت کی ہے عکرمہ
رضی اللہ عنہ سے کہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا مستحاضہ ہوتی تھیں اور جماع کرتے تھے اونسے خاوند اونکے اور اسناد مین اس حدیث کی معلی راوی ہین بعض
لوگون نے ضعیف کیا ہے اونکو اور امام احمد اونسے روایت نہین کرتے تھے لیکن کہا یحیی بن معین نے کہ وہ ثقہ ہین اور اسی کو اختیار
کیا ہے محدثین نے اور صحیح یہی ہے ص اور ہمارے نزدیک ہر وقت نماز کے واسطے وضو کرلے اور اوس وقت مین جتنی چاہے فرضین اور
نوافل پڑھے اور اوسکے وضو کو وقت کا جانا توڑ دیتا ہے اور امام زفر کے نزدیک دوسرے وقت کا آنا توڑ دیتا ہے اور امام ابی یوسف کے نزدیک
دونون سے وضو ٹوٹ جاتا ہے تو جس شخص نے قبل وقت ظہر کے وضو کیا وہ وقت آنے کے بعد ظہر کی نماز پڑھے آخر وقت تک ہمارے نزدیک اور امام
ابی یوسف کے نزدیک درست نہین کیونکہ وقت کے داخل ہونے سے اونکے نزدیک وضو ٹوٹ جاتا ہے اور بعد آفتاب کے نکلنے کے وضو ہمارے نزدیک تو ٹوٹ جاویگا اور
امام زفر کے نزدیک نہین ٹوٹیگا کیونکہ جانا وقت کا ہمارے نزدیک وضو توڑتا ہے اور امام زفر کے نزدیک نہین اور امام ابو یوسف کے نزدیک بھی ٹوٹ جاویگا

فصل نفاس کے بیان مین

نفاس اوس خون کو کہتے ہین جو جننے کے بعد آتا ہے اور اوسکی کم مدت کی حد نہین اور اکثر مدت اوسکی چالیس دن ہین ف حضرت
ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کہا انھون نے نفاس والی عورتین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مین بعد نفاس کے چالیس دن بیٹھی رہتین
روایت کیا اسکو ابوداؤد اور احمد اور ابن ماجہ وغیرہم نے اور ایک روایت مین ہے ابوداؤد کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو حکم نکیا
ساتھ قضا کے نماز دن نفاس کے اور صحیح کیا اوسکو حاکم نے ص اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اکثر مدت ساٹھ دن
ہے ف اور حدیث ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی اونپر حجت ہے ص اور جس عورت کا ایک بچہ پیدا ہووے اور چھ مہینے سے کم مین دوسرا بچہ
پیدا ہووے تو اونکو توأمین کہتے ہین اوسکی مان کا نفاس اول لڑکے سے معتبر ہوگا اور عدت اوسکی دوسرے لڑکے سے گذریگی اور امام محمد
رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دوسرے لڑکے سے اعتبار نفاس کا ہوگا اور جو بچہ ایسا ہووے کہ بعضے اعضا اوسکے مخلوق ہوئے ہون
اور اوسکے بعد خون آوے تو وہ خون نفاس کا ہے اور ایسے بچہ پیدا ہونے سے لونڈی ام ولد ہو جاویگی ف ام ولد اوس لونڈی
کو کہتے ہین کہ جس سے اوسکے مالک کی اولاد ہووے حکم یہ ہے کہ بعد مرنے اوسکے کے آزاد ہو جاتی ہے تو یہ بیان کیا کہ اگر لونڈی سے
ایسا بچہ بھی ہو تو وہ مالک سے ام ولد ہو جاویگی ص اور ایسے بچے کو سقط کہتے ہین اگر کسی خاوند نے جورو سے کہا کہ اگر تو جنے گی
تو تجھپر طلاق ہے اور وہ سقط جنی تو شرط ادا ہو جاویگی اور عورت پر طلاق پڑ جاویگا اور عدت بھی تمام ہو جاوے گی

باب نجسون کے بیان مین

ف نجاست کو پاک کرنا واجب ہے نمازی کے بدن اور کپڑے سے اور جس جگہہ کہ نماز پڑھتا ہے کیونکہ فرمایا اللہ تعالی نے
وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ یعنی کپڑون کو اپنے سو پاک کراو اور احادیث مین بھی یہی حکم ہے ص اگر بدن یا جگہہ یا کپڑا نمازی کا نجس
ہو جاوے ایسی نجاست سے جو دکھائی دیتی ہے پانی اور سرکا اور گلاب اور جو چیز کہ بہتی ہے پانی کی سی اوس سے پاک کرے اور اگر
اوسکا اثر باقی رہجاوے اور زائل نہووے تب بھی پاک ہو جاویگی ف پانی کے مثل کیا معنی کہ جب نچوڑا جاوے نچوڑ آوے
جیسے پانی یہ مذہب امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کا ہے اور کہا محمد اور زفر اور شافعی رحمۃ اللہ علیہم نے کہ نہین جائز ہے نجاست کا

پاک کرنا مگر پانی سے ص جو چیز پاک ہو جاوے اور جسمین نجاست کہ دکھائی نہیں دیتی تین بار کے دھونے اور ہر بار کے نچوڑنے
سے پاک ہو جاویگی اور تیسری بار میں خوب طاقت بھر نچوڑے اسلئے کہ نچوڑنے سے تو آخر نوبت سے نچوڑیگا تو پاک ہوگا ایسا ہی ہدایہ میں ہے اور جسکا
نچوڑنا ممکن نہیں تین بار دھونے اور ہر بار کے خشک کرنے سے پاک ہو جاویگی اور خشک کرنا یہ ہے کہ قطرہ ٹپکنا موقوف
ہو جاوے اگر موزے میں ایسی نجاست جسکا دل ہو بھر جاوے اور خشک ہو جاوے زمین پر ملنے سے پاک ہو جاتا ہے اور امام ابی یوسف
رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اگر تر ولدار بھی ہو اور خوب ملے پاک ہو جاویگا اور اسی پر فتوی ہے اور جو ولدار نہووے دھونے سے
فقط پاک ہوگا جیسے کہ پیشاب نقطہ دھونے سے پاک ہوتا ہے ف روایت کی ابو داؤد نے حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب بھر جاوے تمھارے جوتے میں نجاست تو مٹی انکے واسطے پاک کرنے والی ہے اور ایسا ہی ہے مروی عائشہ
رضی اللہ عنہا سے بھی اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ اگر نجاست تر ولدار ہووے تو وہ بغیر دھونے کے پاک نہووے گی اور دلیل انکی
وہ ہے جو روایت کی ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہ جب تیرے کپڑے میں چلنے سے کوئی نجاست تر بھر جاوے تو دھو ڈال اسکو اور اگر خشک ہے
تو کچھ لازم نہیں تیرے اوپر روایت کیا اسکو بیہقی نے ص اگر کسی چیز میں منی بھر جاوے تر ہو یا خشک دھونے سے پاک ہوتی ہے
ف حاصل اس مسئلے کا یہ ہے کہ منی سے بغیر دھوئے کپڑا پاک نہیں ہوتا اور سوکھی سے بھی دھونے سے پاک ہو جاتا ہے اور سوکھی منی کو
اگر کپڑے سے کھرچ ڈالے تو بھی پاک ہو جاویگا لیکن یہ جب ہے کہ منی اسقدر غلیظ ہووے کہ قابل کھرچنے کے ہووے روایت ہے حضرت
عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ وہ دھوتی تھیں منی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے روایت کیا اسکو ابو داؤد وغیرہ نے اور یہی روایت ہے
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دھوتے منی کو پھر نکلتے تھے نماز کو اسی کپڑے میں اور میں دیکھتی تھی
نشان دھونے کا اوسمیں روایت کیا اسکو شیخین رحمۃ اللہ علیہما نے اور ایک روایت میں مسلم کی ہے کہ میں کھرچتی تھی منی کو آپ کے کپڑے سے
پھر نماز پڑھتے تھے اسی کپڑے میں اور ایک روایت میں ہے کہ میں کھرچتی تھی سوکھی منی کو ناخون سے اونکے کپڑے سے اور کہا امام طحاوی
نے مشکل الآثار میں حدثنا یونس ثنا یحیی بن حسان ثنا عبد اللہ بن المبارک وبشر بن المفضل
عن عمرو بن میمون عن سلیمان بن یسار عن عائشۃ قالت کنت اغسل المنی من ثوب رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیخرج الی الصلوۃ وان بقع الماء لفی ثوبہ یعنی کہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے
کہ میں دھوتی تھی منی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے اور تحقیق کہ نشان پانی کے اونکے کپڑے میں ہوتے تھے ص
اگر سر ذکر کا پاک ہے اسطرح پر کہ پیشاب نے مخرج سے تجاوز نہ کیا یا بعد پیشاب کے استنجا کیا اور منی خشک ہوگئی کھرچنے سے پاک
ہو جاویگی کپڑا ہووے یا بدن اور حسن بن زیاد نے امام صاحب سے روایت کی ہے کہ بدن میں اگر منی لگ کے خشک ہو جاوے کھرچنے سے
پاک نہووے گی جب تک دھوویگا ف صاحب ہدایہ نے وجہ اسکی یوں بیان کی ہے فان حرارۃ البدن جاذبۃ فلا یعود
الی الجرم والبدن لا یمکن فرکہ کہ حرارت بدن جاذب ہے سو نہو گیا منی طرف جرم کے خشکی سے اور بدن کا کھرچنا
ممکن نہیں ص تلوار اور چھری یا اور جو اوسکے مثل چیزیں ہیں ملنے سے پاک ہو جاتی ہیں زمین پر یا کسی اور سے ہووے اور جو کچھ ویسا
ہو کہ دھونا اسکا دشوار ہے ایک دن اوسپر پانی بہانے سے پاک ہو جاویگا اور زمین ناپاک یا اینٹیں بھی ہوں یا نرکل کا گھر
اور درخت اور گھانس اگر کچی نہو اور خشک ہو جاویں اور اثر نجاست کا باقی نرہے پاک ہو جاویگی اور یہی مختار ہے اور زمین خشک

جسکے اوپر اثر نجاست کا باقی نرہے نماز درست ہی ف کیونکہ وہ زمین پاک ہی جیساکہ روایت کی حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہ مین رہتا تھا رات کو مسجد مین زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین اور مین تھا جوان دور تھا نکاح سے اور کتے آتے جاتے تھے مسجد مین اور پیشاب کرتے تھے سو نہ تھے پانی بہاتے کسی پر اونمین سے روایت کیا اسکو ابو داود وغیرہ نے اور حدیث مین ہی ذکوۃ الارض یبسہا یعنی زکوۃ زمین کی سوکھنا اوسکا ہی ایسا ہی ہی ہدایہ مین اور کہا ابن طاہر نے تذکرے مین کہ نہین ہی اصل اس حدیث کی مرفوع مین انتہی لیکن ذکر کیا اسکو بعض مشایخ نے اثر عایشہ رضی اللہ عنہا کا اور بعض نے محمد بن حنفیہ کا اور ایسا ہی روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے محمد اور ابو قلابہ سے بھی اور روایت کی عبد الرزاق نے اون سے یعنی ابو قلابہ سے کہ جفوف الارض طھورھا یعنی سوکھنا زمین کا طہارت ہی اوسکی اور ذکر کیا مبسوط مین ایما الارض جفت فقد زکت کو یعنی جو زمین کہ خشک ہوگئی تو وہ پاک ہوگئی حدیث مرفوع واللہ اعلم اور حجت اس باب مین حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ کی ہی ص لیکن تیمم جائز نہین ف اسواسطے کہ مٹی تیمم کی طہارت اوسکی قرآن شریف سے ثابت ہی سو حدیث اوسکے معارض نہوگی واللہ اعلم

فصل نجاست خفیفہ اور غلیظہ کے بیان مین

نجاست غلیظہ اوسے کہتے ہین جو آیت یا حدیث وغیرہ سے ثابت ہووے اور دوسری آیت یا حدیث اوسکے مخالف آئی ہو اور جسین چیز کو یہ نجاست غلیظہ عارض ہوتی ہی اوسکو نجس غلیظ کہتے ہین اور نجاست خفیفہ جو ایسی ہووے اور جسکو یہ عارض ہو اوسکو نجس خفیف کہتے ہین ص اگر درم برابر نجس غلیظ جیسے پیشاب اور خون اور شراب اور بیٹ مرغی کی اور پیشاب بلی اور گدھے اور چوہے کا اور لید اور گوبر معاف ہی اور اس سے زیادہ معاف نہین اور چوتھائی سے کم کپڑا اگر نجس خفیف سے جیسے پیشاب گھوڑے کا اور جسکا گوشت حلال ہی اور بیٹ طائرون حرام سے نجس ہو جاوے معاف ہی اور اس سے زیادہ معاف نہین اور چوتھائی کپڑے سے اوس کپڑے کا چوتھائی مراد ہی جتنے مین نماز درست ہو جاوے اور بعضون کے نزدیک چوتھائی اوس کپڑے کا جسمین نجاست لگی ہووے جیسے دامن اور آستین اور کلی مراد ہی اور امام ابو یوسف نے اوسکا اندازہ کیا ہی کہ طول مین بھی ایک بالشت ہو اور عرض مین بھی ایک بالشت ہو اور اگر نجس رقیق ہو پانی سا تو قدر درم سے مراد ہتھیلی کے گڑھے کا عرض ہی اور اگر کثیف ہی تو مراد قدر درم سے ایک مثقال ہی ف جب کپڑے مین لید یا گوبر زیادہ درہم سے لگ گیا تو نماز اوسمین نزدیک امام صاحب کے جائز نہوگی اسواسطے کہ وہ نجس غلیظ ہی کیونکہ روایت ہی حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے پاخانے کے حکم کیا مجکو کہ لاؤن تین پتھر سو پائے مینے دو پتھر اور تیسرا نپایا مینے سو لے آیا مین اونکے پاس ایک لید کو تو لے لیا آپنے دو پتھرون کو اور پھینکدیا آپنے گوبر کو اور کہا کہ وہ نجس ہی روایت کیا اسکو بخاری نے اور احمد اور دارقطنی نے اور ترمذی نے اور نسائی نے اور منع کیا آپنے اوس سے استنجا کرنے سے ص اور خون مچھلی کا نجس نہین اور خچر اور گدھے کا لعاب پاک چیز کو نجس نہین کرتا اور اگر پیشاب سوئی کی نوکون کی طرح پڑ جاوے دھونا اوسکا واجب نہین اور جو پانی کہ نجس پر پڑ جاوے وہ بھی نجس ہی یا نجس چیز پانی پر پڑ جاوے تب بھی پانی نجس ہی اور نجس کی راکھ نجس نہین اور گدھا اگر نمکدان مین گر پڑا اور نمک ہو گیا پاک ہی اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک راکھ نجس کی بھی نجس ہی اور جس کپڑے کا استر نجس ہی اور سیا ہوا نہووے نماز درست ہی اور اگر ایک جانب بچھونے کی نجس ہو اور دوسری جانب پاک ہو اوسپر نماز درست ہی اور بعضون کے نزدیک اگر بچھونا اتنا بڑا ہو کہ ایک طرف کے ہلانے سے دوسری طرف ہلے تو درست ہی اور اگر ہل جاوے تو درست نہین اور ہمارے نزدیک دونون صورت مین درست ہی اور اگر کپڑے نجس کو پاک کپڑے کے ساتھ لپیٹے اور اوسکی تری پاک کپڑے مین آجاوے تو اگر ایسی تری ہی کہ نچوڑنے سے نہین ٹپکتی

تو نماز اوسکی درست ہو اور اگر نہ نکلے تو نماز اوسکی درست نہیں اور جس میں شک ایسی چیز سے جیسے گوبر یا لید لگی ہو وغیرہ سو کپڑا کچھ یا نماز پڑھے درست ہے اور اگر لگی کنارے کپڑے کو جو پہنے تھا بھول گیا اور دھونے کے سوا کپڑا بغیر سوچے کے دھو لیا نماز اوسکی جائز ہو کیونکہ کپڑے کے دھونے میں جو شرط ہے اوسکے کیونکہ جو کپڑے پہنے ہیں اب آلودہ نہ ہونا اور نجاست کپڑوں میں لگ گئے یا اور میں نکال کے کسی کو دے دیا یا ایک ہو گیا قریب کے سبب

فصل استنجے کے بیان میں

استنجا کرنا سنت ہے جب دونوں راہوں سے نکلے پتھر وغیرہ سے یا پانی سے صاف ہو جائے بغیر گنتی کے سنت ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک گنتی بھی سنت ہے اور ہوا اور پسینے سے استنجا نہیں ف اگر کوئی کہے کہ سوا اوسکے نکل گیا جب کہ کہا دونوں راہوں سے پھر اسکے کہنے کیا فائدہ جواب اسکا یہ ہے کہ یہ گمان ہے ریح وغیرہ کے نکلنے کا اوسواسطے اوسکو بھی بیان کر دیا اور استنجے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مداومت فرمائی ہے اور تین پتھروں کا ہونا کچھ ضرور نہیں اگر دو پتھروں میں صفائی ہو جاوے کافی ہے اور ہمارے مذہب میں کوئی شمار پتھروں کا مسنون نہیں اور حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ پیشاب میں احتیاط کرنے اور اوسکے واسطے بڑی تاکید شارع سے ہے روایت کی دارقطنی اور حاکم وغیرہما نے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پرہیز کرو پیشاب سے اکثر عذاب قبر کا اوسی سے ہوتا ہے اور امام شافعی کے نزدیک تین پتھر ضرور چاہیے روایت ہے سلمان رضی اللہ عنہ سے کہ منع کیا ہمکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہم استنجا کریں تین پتھر سے کم میں روایت کیا اسکو مسلم نے اور ابی داؤد اور نسائی اور مالک نے اور دلیل ہمارے مذہب کی یہ ہے کہ روایت کیا ابو داؤد اور ابن ماجہ وغیرہما نے کہ جو استنجا کرے پس چاہیے کہ طاق لیوے جسنے کیا سو اچھا کیا اور جسنے نکیا سو کچھ حرج نہیں اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو پتھروں کو واسطے استنجے کے لیا اور صحیح یہی ہے کہ ڈھیلا پاکی برابر تین ڈھیلوں کے سنت ہونے میں شک نہیں کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَنْ فَعَلَ فَقَدْ اَحْسَنَ جسنے کیا سو اچھا کیا اور جسنے نکیا سو کچھ حرج نہیں اور سنت کا یہی حکم ہے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو ہی پتھروں سے استنجا کیا اور بالفرض تسلیم کرے اوسکو ہم سنت ہی تو کہتے ہیں نہ واجب اور سنت میں ترک تو معتبر ہے ف گرمی کے دنوں میں پہلے اور تیسرے پتھر کو پیچھے کی طرف لیجا کے پاک کرے اور جاڑے کے دنوں میں پہلے اور تیسرے پتھر کو آگے کی طرف لیجا کے پاک کرے اور پہلی صورت میں دوسرے پتھر سے آگے کی طرف پاک کرے اور دوسری صورت میں پیچھے کی طرف اور عورت جاڑے گرمی میں ہمیشہ پہلے پتھر کو پیچھے کی طرف لیجا کے پاک کرے اور بعد پتھر لینے کے پانی سے دھونا ادب ہے ف روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ نہیں دیکھا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی کہ نکلے پاخانے سے مگر یہ کہ چھوا پانی کو یعنی پانی سے دھویا اور روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور روایت ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی فِیْهِ رِجَالٌ یُّحِبُّوْنَ اَنْ یَّتَطَهَّرُوْا وَاللّٰهُ یُحِبُّ الْمُطَّهِّرِیْنَ ۝ یعنی مسجد قبا میں وہ لوگ ہیں کہ دوست رکھتے ہیں طہارت کو اور اللہ دوست رکھتا ہے طہارت کرنے والوں کو فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اے گروہ انصار کے بتحقیق اللہ تعالی نے ثنا کی اوپر تمہارے بیچ طہارت تمہاری کے پس کیا ہے طہارت تمہاری پس کہا انھوں نے کہ ہم وضو کرتے ہیں نماز کے لیے اور غسل کرتے ہیں جنابت سے اور استنجا پاک کرتے ہیں ہم پانی سے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سو وہ یہی ہے لازم پکڑو تم اوسکو روایت کیا اسکو ابن ماجہ اور رزین رحمۃ اللہ علیہما نے تو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ طہارت سے مراد قرآن شریف میں بھی استنجا کرنا پانی سے ہے سو اسواسطے کہ مسجد قبا والے خاص انصار ہیں اور مہاجرین سے زیادہ تھے ورنہ وضو اور غسل اور مہاجرین بھی کرتے تھے

اور روایت ہی سنن ابن ماجہ مین عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ دھوتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جاے پیخانے اپنی کو تین بار کہا
عبد اللہ بن عمر رضی نے سو کیا ہمنے اوسکو سو پایا ہمنے اوسکو دوا اور پاکی اور راوی اس حدیث کے ثقہ ہین اور روایت کی محی السنہ بغوی
اور ابن ماجہ نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نازل ہوئی بیچ اہل قبا کے کہ بیچ اوس مسجد کے ایسے لوگ ہین جو دوست رکھتے ہین
طہارت کو فرمایا کہ تھے استنجا کرتے پانی سے سو نازل ہوئی اونمین یہ آیت ص تو پہلے دو ہاتھ دھووے پھر مخرج کو ڈھیلا چھوڑ کر خوب
صاف کرے بلکہ دھووے اور ایک انگلی یا دو تین انگلیون کے باطن سے دھووے اور انگلیون کے سرے سے نہ دھووے پھر دونون ہاتھ دھووے
اور اگر نجاست مخرج سے درہم برابر بھی تجاوز کرے گی دھونا اوسکا شیخین کے نزدیک واجب ہی اور امام محمد کے نزدیک اگر مخرج سمیت درہم سے بڑھ
جاوے اوسکا بھی دھونا فرض ہی اور کھانے اور ہڈی اور گوبر اور داہنے ہاتھ سے استنجا درست نہین ف لیکن ہڈی اور گوبر سے سو اسلیے
کہ روایت کی ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے گوبر کے باب مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اِنَّہٗ رِجْسٌ یعنی وہ نجس ہی جیسا کہ اوپر گذرا
اور بھی روایت کی ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی نے ابن مسعود سے کہ جب آئے قاصد جن کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
کہا اونھون نے ای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منع کرو امت اپنی کو کہ استنجا کرین ہڈی اور گوبر سے یا کوئلے سے پس تحقیق کہ اللہ نے کیا اونمین ہمارا
رزق سو منع کیا ہمکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اور روایت ہی رویفع سے بھی ایسی ہی اخراج کیا اسکا ابو داؤد اور نسائی نے
اور اسی باب مین روایت ہی خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ اور سلمان سے اخراج کیا ان دونون کا ابن ماجہ وغیرہ نے اور لیکن استنجا کرنا داہنے
ہاتھ سے سو روایت ہی حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے کہ منع کیا ہمکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ استنجا کرین ہم داہنے ہاتھ سے روایت کیا
اسکو مسلم اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور ترمذی وغیرہم رحمہم اللہ نے اور روایت کی بخاری اور ترمذی اور ابو داؤد وغیرہم نے
ابی قتادہ سے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب پیشاب کرے کوئی تم مین سے پس نہ پکڑے ذکر اپنے کو داہنے ہاتھ سے اور نہ استنجا
کرے داہنے ہاتھ سے اور روایت کی ابو داؤد نے حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ تھا داہنا ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطے
طہارت کے اور کھانے کے اور بایان ہاتھ واسطے پیخانے وغیرہ کے اور روایت ہی ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا اونھون نے کہ سنا مینے
عثمان رضی اللہ عنہ سے فرماتے تھے کہ نہین چھوا مینے ذکر اپنے کو داہنے ہاتھ سے جب سے کہ مینے بیعت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
اور اسلام لایا مین تعجب خوش ہوئے اس سے کہ نہ استنجا کیا اونھون نے داہنے ہاتھ سے اخراج کیا اس حدیث کا رزین بن معاویہ عبدری نے
ص اور پیخانے مین قبلے کی طرف پیٹھ کرنا اور مونہہ کرنا مکروہ ہی تحریمی اور جنگل اور میدان مین بھی ہمارے نزدیک یہی حکم ہی ف کیونکہ
روایت ہی ابی ایوب سے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب جاؤ تم پیخانے کو سو نہ مونہہ کرو طرف قبلے کے اور نہ پیٹھ کرو طرف اوسکے اور
لیکن مشرق کی طرف مونہہ کرو اور مغرب کی طرف اور یہ خطاب واسطے مدینے کے لوگون کے ہی کیونکہ قبلہ اونکا مشرق اور مغرب نہین اور جنکا
قبلہ مشرق یا مغرب ہی اونکو جنوب شمال کی طرف مونہہ کرنا چاہیے روایت کیا اسکو چھہ عالمون نے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے موطا
مین اور روایت کی اسی باب مین ابن ماجہ نے ابن معقل اسدی سے اور اسناد مین اوسکی ابو زید ہی بعضون نے کہا ہی کہ نام اونکا ولید ہی مولی ابن
ثعلبہ کا مجہول ہی اور ابو سعید خدری سے اور اسناد مین اوسکی ابن لہیعہ ضعیف ہی اور دوسری روایت مین بھی ابن ماجہ کی ابی سعید
خدری سے ابن لہیعہ ہی اور وہ ضعیف ہی اور ہمارے نزدیک کراہت میدان اور گھر مین سب مین ہی کیونکہ کہا ابو ایوب انصاری نے کہ آئے ہم شام
مین تو پائین اونمین کھڈیان طرف قبلے کے سو پھرتے تھے ہم اوس سے اور استغفار کرتے تھے اس سے معلوم ہوا کہ مکان مین بھی

مونھہ طرف قبلے کے کرنا ممنوع ہے وقت پیشاب کے اور بعضون نے رخصت دی ہے قبلے کی طرف مونھہ کرنے کی جب کہ قبلہ اور اوسکے درمیان مین کوئی چیز حائل ہو جیسا کہ روایت ہے مروان اصفر سے کہا اونھون نے دیکھا مینے ابن عمر رضی اللہ عنہ کو کہ بٹھلایا اونھون نے اونٹنی اپنی کو طرف قبلے کے پھر بیٹھے اور پیشاب کرنے لگے طرف اونٹنی کے پس کہا مینے اونسے کیا نہین منع کیا گیا اس سے کہا اونھون نے کہ ہان منع ہے میدان مین لیکن جب ہو درمیان تیرے اور درمیان قبلے کے کوئی چیز کہ چھپاوے تجکو سو کچھ حرج نہین اخرجہ کیا اسکو ابوداؤد نے اور بعضون نے مطلق رخصت دی ہے لیکن مونھہ کرنے مین طرف قبلے کے سو دلیل لاتے ہین حدیث جابر رضی اللہ عنہ سے کہ منع کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ ہم مونھہ کرین طرف قبلے کے پیشاب مین سو دیکھا مینے اونکو ایک سال پیشتر قبل وفات کے کہ مونھہ کرتے تھے طرف قبلے کے روایت کیا اسکو ترمذی اور ابن ماجہ نے اور کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث حسن غریب ہے کہا شیخ ابن القیم نے کہا ترمذی نے کہ پوچھا مینے بخاری سے اس حدیث کو پس کہا اونھون نے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور ضعیف کیا اسکو ابن حزم نے کہ یہ حدیث مروی ہے ابان بن صالح سے اور وہ مجہول ہین اور نہین حجت ہے مجہول کی روایت سے اور جواب اوسکا یہ ہے کہ کہا ابن مندہ نے کہ ابان بن صالح ثقہ ہے مشہور ہے حدیث والا ہے اور وہ ابان بیٹا صالح بیٹا عمیر کا ابو محمد قرشی ہے روایت کی اوس سے ابن جریج اور ابن عجلان اور ابن اسحق اور عبید اللہ بن ابی جعفر نے اور شہادت لایا ساتھ روایت اوسکی کے بخاری اپنی صحیح مین مجاہد اور حسن بن مسلم اور عطا اور توثیق کی اوسکی یحیی بن معین اور ابو حاتم اور ابو زرعہ رازی نے اور نسائی نے اور وہ والد ہے محمد بن ابان کا روایت کی اوس سے ابو ولید اور ابوداؤد طیالسی اور حسین جعفی وغیرہم نے اور اس حدیث پر انفراد کیا محمد بن اسحق نے اور نہین حجت پکڑی جاویگی اوس سے احکام مین تو پھر کیا معارض کیونکر ہوگی احادیث صحاح کی اور کس طرح منسوخ ہونگی اوس سے حدیثین منع کی باوجود اس بات کے کہ اس حدیث کی تاویل ہوسکتی ہے کہ شاید یہ مکان مین ہو واسطے لوگون کے مذہب پر جو مکان مین رخصت دیتے ہین یا ایسی تنگی مکان سے تھا کہا شیخ ابن القیم نے بعد اسکے بیان کے فکیف تقدم علی النصوص الصحیحۃ الصریحۃ بالمنع یعنی پس کس طرح مقدم کی جاویگی یہ حدیث اور نصوص صحیحہ صریحہ بالمنع پھر اگر کوئی کہے کہ تسلیم کیا کہ یہ حدیث ضعیف ہے سو کیا کہتے ہو روایت عراک مین عائشہ رضی اللہ عنہا در باب رخصت کے تو جواب اوسکا یہ ہے کہ یہ حدیث صحیح نہین یہ موقوف ہے اوپر عائشہ رضی اللہ عنہا کے کہا یہ ترمذی نے کتاب العلل مین نقلا عن البخاری اور کہا بعض حافظون نے حدیث کے کہ یہ حدیث صحیح نہین اور اسکے سبب کو بڑے عالم لوگ حدیث کے پہچانتے ہین اور وہ یہ ہے کہ اسناد مین اسکی جو خالد بیٹا ابی الصلت کا ہے اونسے اس حدیث کے متن کو یاد نہین کیا اور اوسکی اسناد کو قائم رکھا مخالفت کی اوسکی اور جو حدیث مین ثقہ ثبت صاحب کتاب ہے نام اسکا جعفر بن ربیعہ فقیہ ہے سو روایت کیا اونسے اوسکو عراک سے اونسے عروہ سے اونسے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ وہ انکار کرتی تہین سو معلوم ہوا کہ روایت خالد کی عراک سے اونسے عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقطع ہے اور صحیح جعفر کی ہے باوجود کہ اوسکی مخالف جانب احادیث صحیحہ وارد ہوئی ہین اور کہا عبد الرحمن بن ابی حاتم نے کتاب المراسیل مین اثرم سے کہ کہا سنا مینے ابو عبد اللہ سے کہ ذکر کیا بعضون نے حدیث خالد کو عراک سے اونسے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اونسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سو کہا اونھون نے کہ یہ حدیث منقطع ہے اور زیادہ تحقیق اسکی شرح ابوداؤد مین ہے اس جگہہ بسبب خوف درازی کتاب کے اختصار کیا اور تفصیل کو راہ ندی اور پیٹھہ کرنے مین طرف قبلے کے سو دلیل لاتے ہین حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ اونھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پیخانہ پھرتے دیکھا کہ مونھہ تھا آپکا طرف شام کے اور پیٹھہ طرف قبلے کے اور روایت کیا اسکو بخاری و مسلم و ابوداؤد و نسائی نے اور حق یہ ہے کہ رخصت مین بھی حدیثین صحیح وارد ہوئی ہین فائدہ

ابان بن صالح

خالد بن ابی الصلت

کھڑے ہوکے پیشاب کرنا منع ہو روایت ہی حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ وہ فرماتی تھین جو شخص کہ حدیث بیان کرے تمکو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوکے پیشاب کرتے تھے سو نہ تصدیق کرنا اوسکی نہین پیشاب کرتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مگر بیٹھ کے روایت کیا اسکو ترمذی اور نسائی نے اور روایت ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا اونھون نے کہ دیکھا مجکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مین پیشاب کرتا ہون کھڑے ہوکے پس کہا آپنے کہ نہ پیشاب کر کھڑے ہوکے اے عمرؓ سو نہین پیشاب کیا مینے کھڑے ہوکے جب سے اور روایت ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہ نہین پیشاب کیا مینے کھڑے ہوکے جب سے اسلام لایا مین روایت کیا اسکو ترمذی نے اور کہا کہ صحیح ہی عمر رضی اللہ عنہ سے اور ضعیف کیا پہلی روایت کو اور روایت ہی ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ جفا ہی پیشاب کرنا کھڑے ہوکے اور بعضون نے کہا ہی کہ یہ واسطے ادب کے ہی نہ واسطے حرمت کے اور دلیل اسکی یہ ہی کہ روایت کی امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے موطا مین ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ پیشاب کرتے تھے وہ کھڑے ہوکے اور روایت ہی حذیفہ رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہوکے پیشاب کیا روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے کئی طریقون سے اور حق یہ ہی کہ کھڑے ہوکے پیشاب کرنا فقط خلاف ادب ہی اور باقی بموجب ان دونون حدیثون کے درست ہی واللہ اعلم

کتاب الصلوٰۃ

فصل نماز کے وقتون کے بیان مین

ص وقت فجر کا عریض صبح سے آفتاب نکلنے تک ہی اور جو طویل صبح ہی اوسکو صبح کاذب کہتے ہین اور اوس وقت نماز صبح کا وقت نہین ہوتا ف یعنی صبح اوسکو کہتے ہین جو افق کی طرف چوڑان مین سپیدی پیدا ہوتی ہی کہا بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہ صحیح وقتون نماز مین حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی ہی اور روایت ہی بریدہ رضی اللہ عنہ سے کہ کہا اونھون نے پوچھا ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز کے وقتون کو سو فرمایا آپنے اوس شخص سے کہ نماز پڑھ ہمارے ساتھ دو دن سو جسوقت زوال ہوا آفتاب کا حکم کیا بلال رضی اللہ عنہ کو سو اذان دی اونھون نے پھر حکم کیا اونکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سو اقامت کہی اونھون نے ظہر کی پھر حکم کیا اوسکو سو اقامت کی عصر کی اور آفتاب اوسوقت سپید اور صاف اور بلند تھا پھر حکم کیا اوسکو سو اقامت کی مغرب کی جسوقت کہ غروب ہوا آفتاب پھر حکم کیا اوسکو سو اقامت کی عشا کی جسوقت کہ غائب ہوئی شفق پھر حکم کیا اونکو سو اقامت کی فجر کی جسوقت کہ طلوع ہوئی فجر پھر جب ہوا دوسرا دن حکم کیا اوسکو تو ٹھنڈے وقت پڑھی ظہر اور خوب ٹھنڈا کیا اوسکو اور نماز پڑھی عصر کی اور آفتاب بلند تھا لیکن اول روز سے تاخیر کی اور نماز پڑھی مغرب کی قبل اسکے کہ غائب ہو شفق اور نماز پڑھی عشا کی جب تہائی رات گئی اور نماز پڑھی فجر کی سو روشن کیا اوسکو یعنی جب خوب روشنی ہو گئی تب فجر کی نماز پڑھی پھر کہا آپنے کہ کہان ہی نمازون کے وقت کا سوال کرنے والا سو کہا اوس شخص نے مین ہون یا رسول اللہ کہا آپنے کہ وقت نماز کا درمیان اوسکے ہی جو دیکھا تمنے روایت کیا اسکو مسلم نے اور بھی روایت کی مسلم نے ابی موسی رضی اللہ عنہ سے مانند اسکے ص اور ظہر کا وقت زوال سے جب تک کہ سایہ ہر چیز کا دونا ہو جاوے سوا سایۂ زوال کے ف یعنی جتنا سایہ زوال کا ہی اوتنے کو نکال کے ہر چیز کا سایہ دونا ہو جاوے ص اور ایک روایت مین امام صاحب سے ظہر کا وقت جب تک ہی کہ سایہ ہر چیز کا اوسکے برابر ہو جاوے سوا سایۂ زوال کے اور یہی قول ہی صاحبین اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہم کا اور طریقہ پہچاننے زوال کا دائرہ ہندیہ سے معلوم ہوتا ہی اور وہ شرح عربی مین مذکور ہی ہمنے بنظر فہم عوام اوسکو ترک کیا اور کیونکہ ہندوستان کے ملک مین زوال کے پہچاننے کے بہت طریقے ہین اور عصر کا وقت اوسوقت سے

آفتاب کے ڈوبنے تک اور مغرب کا اوس وقت سے شفق غائب ہونے تک اور شفق کہتے ہیں سرخی کو صاحبین کے نزدیک اور یہی ایک روایت ہی
امام صاحب سے نزدیک شفق سپیدی کو کہتے ہیں جو سرخی کے بعد ہوتی ہی اور عشا کا اوس وقت سے اور وتر کا عشا کے بعد سے صبح
تک دونوں کا وقت رہتا ہی **ف** ظہر کے آخر وقت میں بہت اختلاف ہی اور اسی طرح مغرب کے آخر وقت میں تو اکثر امام فقہا اس طرف
ہین کہ وقت ظہر کا ہر چیز کے سایے کے برابر ہونے تک ہی سوا سایۂ زوال کے اور مغرب کا شفق کے غروب تک لیکن امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ
علیہ کا مذہب یہی ہی کہ ظہر کا وقت دو مثل تک رہتا ہی اور امام مالک اور شافعی کا ایک قول یہ ہی کہ اخیر وقت مغرب کا بس آفتاب کا ڈوبنا ہی
کہ کہا انھون نے نہ تاخیر کی جاوے مغرب بقدر اختیار آفتاب کے ڈوبنے سے اور اصل اس باب میں حدیث جبرئیل کے امامت کی ہی
روایت ہی حضرت عبد اللہ بن عباس سے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ امامت کی جبرئیل علیہ السلام نے ساتھ میرے دو بار نزدیک خانۂ
کعبہ کے سو پڑھی نماز ظہر کی پہلی امامت میں جب ہوا سایہ مثل تسمہ جوتی کے پھر نماز پڑھی عصر کی جس وقت کہ ہوا سایہ ہر چیز کا مثل اوسکے
پھر نماز پڑھی مغرب کی جس وقت کہ غروب ہوا آفتاب اور افطار کیا روزہ دار نے پھر نماز پڑھی عشا کی جس وقت کہ غائب ہوئی شفق
پھر نماز پڑھی فجر کی جس وقت کہ طلوع ہوئی فجر اور حرام ہوا کھانا روزہ دار پر اور پڑھی نماز ظہر کی دوسری امامت میں جس وقت کہ ہوا سایہ
ہر چیز کا مثل اوسکے جس وقت کہ نماز عصر کی پہلے روز پڑھی تھی اور پڑھی نماز عصر کی جس وقت کہ ہوا سایہ ہر چیز کا دونا اور مغرب جس وقت
کہ کل پڑھی تھی اور عشا جس وقت کہ گئی تہائی رات پھر نماز پڑھی صبح کی جس وقت کہ روشن ہو گئی زمین پھر التفات کیا طرف میرے جبرئیل علیہ السلام
نے اور کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ وقت ہی انبیا علیہم السلام کا قبل آپ کے اور وقت درمیان ان دونون وقتون کے ہی روایت کیا اوسکو ابو داؤد
اور ترمذی نے اور کہا اونھون نے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے اور کہا اونھون نے کہ یہ صحیح الاسناد ہی لیکن اسناد
میں اسکی عبد الرحمن بیٹے حارث کے ضعیف کیا اوسکو احمد اور نسائی اور یحییٰ بن معین اور ابو حاتم رازی نے اور توثیق کی اوسکی ابن سعد
اور ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے اور متابعت کی گئی اوسکی روایت کی عبد الرزاق عمری سے اونھون نے عمر بن نافع رحمۃ اللہ علیہ سے اونھون نے اپنے
باپ سے اونھون نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مانند اسکے اور اسناد میں اسکی عمری ہی اور وہ ضعیف ہی لیکن کہا شیخ تقی الدین ابن دقیق العید نے
کہ یہی متابعت ہی اور صحیح کیا اوسکو ابن العربی اور ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہما نے اور مروی ہی حدیث امامت کی چند صحابہ رضی اللہ عنہم سے
اونمیں سے جابر رضی اللہ عنہ ہین اور روایت میں انکی یہ ہی کہ نماز پڑھی عشا کی دوسرے دن جب کہ گذری آدھی رات اور یا تہائی رات
اور یہ حدیث صحیح ہی جیسا کہ کہا بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اور روایت ہی عبد اللہ بن عمر سے اونھون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے
کہ فرمایا آپ نے وقت ظہر کا جب ہی کہ زوال ہو آفتاب کا اور ہو سایہ ہر چیز کا مانند طول اوسکے کے جب تک کہ نہ آئے وقت عصر کا
اور وقت عصر کا جب تک ہی کہ نہ زرد ہووے آفتاب اور وقت مغرب کا جب تک ہی کہ نہ غروب ہووے شفق اور وقت عشا کا آدھی رات تک اور
وقت فجر کا جب تک کہ نہ طلوع کرے آفتاب روایت کیا اوسکو مسلم نے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہی کہ اول وقت مغرب کا جب کہ غروب ہوا
آفتاب اور آخر وقت اوسکا جب کہ غائب ہوا افق یعنی روشنی اوسکی دور ہو جاوے اور اول وقت عشا کا جب کہ غائب ہوا افق اور آخر وقت
اوسکا آدھی رات تک اور اول وقت فجر کا جب کہ فجر طلوع ہووے اور آخر وقت اوسکا جب کہ طلوع ہوا آفتاب روایت کیا اوسکو ترمذی
نے اور یہ حدیثیں حجت ہین امام شافعی پر اور مالک رحمۃ اللہ علیہما پر اس بات میں کہ وقت مغرب کا جب تک ہی کہ غائب ہووے شفق
اور عصر کا وقت جو مغرب تک ہی سو دلیل اوسکی یہ ہی کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے إِذْ عُرِضَ عَلَيْهِ بِالْعَشِيِّ الصَّافِنَاتُ الْجِيَادُ

فَقَالَ اِنِّیْ اَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَیْرِ عَنْ ذِکْرِ رَبِّیْ حَتّٰی تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ ○ یعنی جسوقت کہ پیش کیے گئے حضرت سلیمان علیہ السلام پر گھوڑے آخر دن مین تیز نہایت عمدہ سو کہا اونھون نے کہ دوست رکھا مینے مال کو اپنے رب کے ذکر سے یہان تک کہ چھپ گیا آفتاب پردے مین اور دوسری دلیل اوسکی یہ ہی کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص نے پائی ایک رکعت صبح سے قبل اسکے کہ طلوع ہو آفتاب سو تحقیق کہ پائی اوسنے نماز صبح کی اور جس شخص نے کہ پائی ایک رکعت عصر سے قبل اسکے کہ ڈوبے آفتاب سو تحقیق کہ پائی اوسنے نماز عصر کی روایت کیا اوسکو بخاری و مسلم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور لیکن اس بات مین کہ عشا کا آخر وقت صبح تک ہی کوئی حدیث صحیح یا ضعیف نہین آئی لیکن مختلف ہوئین احادیث صحیحہ اوسمین روایت ہی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور ابوموسی اشعری اور ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما سے تحقیق کہ تاخیر کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عشا کی تہائی رات تک اور روایت ہی حضرت ابوہریرہ اور انس رضی اللہ عنہما سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تاخیر کی اوسکی آدھی رات تک اور روایت ہی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تاخیر کی اوسکی دو ثلث رات تک اور روایت ہی حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ تاخیر کی عشا کی یہان تک گئی اکثر رات اور یہ سب حدیثین صحیح ہین کہا امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ یہ سب حدیثین مفید ہین اس بات کو کہ ساری رات وقت عشا کا ہی لیکن تین مرتبے پر تہائی رات تک افضل ہی اور نصف تک اوس سے کم در بعد اوسکے اوس سے کم پھر روایت کی طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند سے نافع بن جبیر تک کہا اونھون نے کہ لکھا عمر رضی اللہ عنہ نے ابوموسی اشعری رض کو نماز پڑھ عشا کی جب چاہے رات مین اور نہ غافل ہو اوس سے اور ایک حدیث مین مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی ابی قتادہ رضی اللہ عنہ سے ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہین سونے مین تفریط بلکہ تفریط اوسمین ہی کہ نماز کی تاخیر کرے یہان تک کہ دوسری نماز کا وقت آجاوے اوس سے معلوم ہوتا ہی کہ وقت اوسکا صبح تک ہی اور اجماع کیا اماموں نے کہ جب اسلام لاوے کافر یا پاک ہووے حائضہ یا بالغ ہووے لڑکا اور کچھ رات باقی ہو نماز عشا کی اوسپر واجب ہی اور اجماع حجت قطعی ہی جیسا کہ اوپر ہمنے پہلی کتاب مین بیان کیا اور حدیث امامت جبرئیل علیہ السلام کی وقت مختار پر محمول ہی اور اسی واسطے کہا امام صاحب نے کہ تاخیر مغرب کی اول وقت سے مکروہ تنزیہی ہی نہ تحریمی کیونکہ صحیح ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ تاخیر کی آپنے مغرب کی شفق کے ڈوبنے تک اور تاخیر عشا کی اس سے زیادہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہی یا عصر کی آفتاب کی زردی تک مکروہ ہی تحریمی اور سب سے زیادہ کراہیت عصر کی تاخیر مین ہی آفتاب کے زرد ہونے تک کیونکہ فرمایا آپنے ایسی نماز کو تلک صلوٰۃ المنافق یعنی یہ نماز منافق کی ہی اور شیطان کی طرف آپنے اوسکو منسوب کیا اور حدیث امامت مین جو وارد ہی نماز عصر کی آپنے تاخیر کی سایے کے دو مثل ہونے تک سو یہ منسوخ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول سے کہ وقت عصر کا جب تک ہی کہ نہ زرد ہو آفتاب اور دوسرے یہ کہ دو مثل تک آفتاب پر زردی نہین آتی اور رہ جو امام صاحب نے فرمایا ہی کہ اخیر وقت ظہر کا دو مثل تک ہی سو کسی حدیث مین یہ تصریح مذکور نہین اور اسی واسطے مخالفت کی اونکی صاحبین نے اور موافق ہوئے اکثر اماموں کے اور حجت پکڑی امام صاحب نے حدیث بریدہ رضی اللہ عنہ سے کہ جب ہوا دوسرا دن تو خوب تبرید کی ظہر کی یعنی ٹھنڈک کے وقت نماز پڑھی اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب شدت ہو گرمی کی سو ٹھنڈا کرو نماز کو اوس واسطے کہ شدت گرمی کی جہنم کے سانس سے ہی روایت کیا اسکو جمیع عالموں نے کہا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہ شدت گرمی کی اونکے شہرون مین جب ہی کہ ہر چیز کا سایہ مثل اوسکے ہو جاوے سو یہ حدیث ناسخ ہو جاویگی اوس حدیث کی جو روایت کی ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اور صحیح مسلم مین مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تاخیر کی نماز ظہر کی یہان تک کہ پڑنے لگا سایہ ٹیلون کا

اور نووی نے اوسکی شرح مین لکھا ہے کہ سایہ میلون کا بہت اخیر وقت پڑتا ہے اور جب آفتاب بہت ڈھل جاتا ہے اور جب یہ ثابت ہو گیا کہ ظہر
کا وقت بعد سایہ مثل کے باقی رہتا ہے اور حدیث ابو ذر اس باب مین ناسخ حدیث امامت ہو گئی تو اول وقت عصر مین وہ حدیث امامت منسوخ
ہو گئی کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتَابًا مَّوْقُوْتًا یعنی تحقیق کہ نماز ہے مسلمانون پر فرض کیا
وقت مقرر کیا گیا تو اس سے ثابت ہوا کہ ہر نماز کے واسطے ایک وقت علیحدہ چاہیے اور اس بحث مین امام صاحب کی کلام ہے اور حق یہی ہے کہ
وقت ظہر کا ایک مثل تک رہتا ہے وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ لیکن اتنی بات ہے کہ جو شخص مشتاق احتیاط اور معتقد جملہ فقہا و علما سے
شریعت نبوی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہو اوسکو چاہیے کہ نماز ظہر کی ایک مثل سے پہلے پڑھے کہ سب امامون کے نزدیک درست ہو اور عصر
کی بعد دو مثل کے کہ سب کے نزدیک درست ہو اور گرمی مین تاخیر کرنا ظہر کا اسکا بیان آگے بھی کچھ آویگا اور شفق نزدیک اکثر علما کے اور ایک
روایت مین امام ابو حنیفہ کے سرخی کا نام ہے اور ایک روایت مین امام صاحب نے فرمایا کہ شفق نام سفیدی کا ہے اور بعض شروح مین ہے
کہ امام صاحب نے رجوع کیا اس سے جو لوگ کہتے ہین کہ سرخی نام شفق کا ہے اونکی حجت یہ ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ شفق سرخی
ہے سو جب غائب ہو جاوے واجب ہو گی نماز روایت کیا اسکو ابن عساکر نے بیچ غرائب مالک کے حدیث عتیق بن یعقوب سے انھون نے مالک سے انھون
نے نافع سے انھون نے ابن عمر سے مرفوعًا اور روایت کیا اسکو ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے اور طریق سے اور صحیح کیا بیہقی نے وقف اوسکا اور کہا
صاحب ہدایہ نے وَمَا رَوَاہُ مَوْقُوْفٌ عَلَی ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اور روایت کیا اسکو حاکم نے مدخل مین اور روایت کی
دارقطنی اور محمد بن خزیمہ نے صحیح مین ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اور رفع کیا اوسکو اور صحیح کیا اوسکو اور کہا ابن خزیمہ نے کہ اگر صحیح ہو جاوین
یہ روایتین تو پھر بے پروا ہو جاوے سب روایتون سے لیکن متفرد ہوا ساتھ اسکے محمد بن یزید کہا حافظ ابن حجر نے محمد بن یزید سچا ہے
اور کہا بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ مروی ہے یہ حدیث عمر اور علی اور ابن عباس اور عبادہ اور شداد اور ابی ہریرہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے
اور کوئی حدیث اسمین صحیح نہین لیکن حق یہ ہے کہ یہ حدیث حسن ہے اور حسن حجت ہے مثل صحیح کے اور صاحب ہدایہ نے دلیل امام صاحب
کی لکھی ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اخیر وقت مغرب کا جب کہ سیاہ ہو جاوے افق اور چوڑی صبح سے اور مراد یہ ہے کہ روشنی
آسمان کے کنارون مین ظاہر ہووے اور اوسکو صبح صادق کہتے ہین روایت ہے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے کہ فجر دو ہین ایک وہ فجر کہ حرام کرتی ہے کھانے کو اور حلال ہے اوسمین نماز اور ایک فجر وہ ہے کہ حرام ہے اوسمین نماز اور حلال
ہے اوسمین کھانا روایت کیا اسکو ابن خزیمہ اور حاکم نے اور صحیح کیا اسکو ان دونون نے اور ایک روایت مین حاکم کی ہے کہ حرام کرتی ہے
کھانے کو یعنی ایک لمبی دھاری افق کے کنارے آسمان مین جاتی ہے اور یہی صبح صادق ہے اور صبح کاذب کو بیان کیا آپ نے
کہ مانند دم سرحان کے ہے ص تاخیر فجر کی یہان تک کہ روشنی ہو جاوے مستحب ہے اتنی کہ چالیس آیتین پڑھ سکے اور پھر اگر فاسد
ہووے وضو تو پڑھ سکے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تاخیر کرو فجر کی کہ اسمین بہت اجر ہے ف روایت کیا
طحاوی نے ساتھ اسانید متعددہ کے اس حدیث کو رافع بن خدیج سے اور ایک روایت مین ہے کہ اَسْفِرُوْا بِالْفَجْرِ یعنی روشن کرو
فجر کو اور ایک روایت مین ہے اَصْبِحُوْا بِالصُّبْحِ فَاِنَّہٗ اَعْظَمُ لِاُجُوْرِکُمْ روایت کیا اسکو احمد اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی
اور ابن ماجہ نے اور صحیح کیا اسکو ترمذی اور ابن حبان نے اور روایت کیا طبرانی نے نَوِّرْ یَا بِلَالُ بِالْفَجْرِ قَدْرَ مَا
یُبْصِرُ الْقَوْمُ مَوَاقِعَ نَبْلِھِمْ یعنی روشن کرا ای بلال فجر کو اوسقدر کہ دیکھین لوگ مقام گرنے تیر اپنے کو اور

روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے مصنف مین اور کہا کہ روایت ہی اس باب مین مغیرہ بن شعبہ اور تمیم اور علی اور حسن بن علی اور ابی الدرداء اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم اجمعین سے اور بہت سے تابعین رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین اس طرف گئے ہین اور روایت ہی اعمش سے کہ تھے اصحاب عبد اللہ بن مسعود رضی کے روشن کرتے تھے فجر کو اور روایت ہی ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ سے کہ نہین جمع ہوئے اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی چیز پر جیسا کہ جمع ہوئے تنویر فجر پر روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے مصنف مین اور طحاوی نے تو اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کا جمع ہونا خلاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نہین ہو سکتا تو اس سے حدیث تغلیس یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز اندھیرے مین پڑھنا منسوخ ہوگا اور حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی صحیحین مین بھی مؤید ہمارے مذہب کی ہی اور امام شافعی کے نزدیک اندھیرے مین پڑھنا مستحب ہی کیونکہ روایت ہی عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے صبح کو سو پھرتی تھین عورتین اور نہین پہچانی جاتی تھین تاریکی سے اور صحیح یہی ہی کہ تاخیر کرنا فجر کی مستحب ہی اور یہی مذہب ہی اکثر صحابہ اور تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اور بعض علما نے جو اس حدیث کے معنی یون بیان کیے ہین کہ قراءت کرو یہان تک کہ روشن کرو فجر کو خلاف آثار صحابہ اور تابعین کے ہی اور خلاف ہی تبادر کے واللہ اعلم

ص گرمی مین تاخیر کرنا ظہر کی مستحب ہی اور جاڑے مین جلدی کرنا صحیح بخاری مین ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹھنڈے وقت پڑھو نماز ظہر کی کیونکہ شدت گرمی کی جوش جہنم ہی ف اور صحیح بخاری مین حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی ایسی ہی روایت ہی

ص اور عصر کی تاخیر جب تک کہ آفتاب نہ بدلے مستحب ہی ف کیونکہ روایت کی دارقطنی نے عبد الواحد بن نافع سے کہا انھون نے کہ مین کوفے کی مسجد مین داخل ہوا سو اذان دی مؤذن نے عصر کی اور ایک شیخ نے ملامت کی اوسکو اور کہا خبر دی میرے باپ نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا ساتھ تاخیر اس نماز کے اور مینے پوچھا نام اون شیخ کا سو بیان کیا اون لوگون نے کہ عبد اللہ بن رافع بن خدیج ہین اور ضعیف کیا اسکو عبد الواحد کے سبب سے اور روایت کیا اوسکو بخاری نے تاریخ کبیر مین اور کہا کہ نہین متابعت کیجاویگی عبد الواحد پر اور صحیح رافع کی حدیث سے ہی پھر روایت کی رافع سے کہ ہم پڑھتے تھے نماز عصر کی ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پھر قربانی کیجاتی تھی اور دس حصے کیے جاتے تھے اور پھر پکائے جاتے تھے اور کھاتے تھے ہم پکے گوشت کو قبل غروب آفتاب کے کہا شیخ ابن الہمام نے کہ یہ ممکن ہی غروب تک اور جسنے باہر چلنے والون کو دیکھا ہوگا تو کچھ اوسکے نزدیک بعید نہین ص اور تاخیر عشا کی تہائی رات تک مستحب ہی ف کیونکہ روایت کی ترمذی نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر نہ شاق ہوتا میری امت پر تو البتہ تاخیر کرتا مین عشا کی تہائی رات تک یا آدھی رات تک اور کہا یہ حدیث حسن صحیح ہی اور اس سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ عشا کے قبل سونا اور بعد عشا کے باتین کرنا منع ہی کیونکہ روایت کی چھہ عالمون نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکروہ رکھتے تھے سونا قبل عشا کے اور باتین کرنا بعد عشا کے اور بعضون نے جائز رکھا ہی باتون کو بعد عشا کے گرمیون مین اور دلیل انکی یہ ہی کہ روایت کی ترمذی نے صلوٰۃ مین اور نسائی نے مناقب مین حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باتین کرتے تھے نزدیک ابی بکر رضی اللہ عنہ کے بیچ رات کے کسی امر مین مسلمانون کے امور سے اور صحیحین مین بھی ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے جواز اوسکا معلوم ہوتا ہی اور روایت کی امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین جائز ہی باتین کرنا بعد نماز عشا کے مگر واسطے دو شخصون کے مصلی اور مسافر کے اور ایک روایت مین ہی کہ واسطے دولھن کے اور بعضون نے کہا ہی کہ گرمی مین جلدی پڑھی جاوے تاکہ جماعت کم نہو اور آدھی رات تک تاخیر اوسکی مباح ہی

اور آدھی رات کے بعد مکروہ ہی ص اور وتر کی آخر رات تک کہ جاگنے کا یقین ہو مستحب ہی اور اگر جاگنے کا یقین نہو تو عشا کے
ساتھ پڑھ لیوے اور مغرب کی جلدی مستحب ہی ف اور جلدی کے یہ معنی ہین کہ اذان اور اقامت مین دیر نکرے مگر ساتھ ایک جلسہ خفیفہ
کے کیونکہ روایت کی ابو داؤد نے مرثد بن عبداللہ سے ایک حدیث طویل اور آخر اوسکا یہ ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ رہیگی امت میری
نیکی پر جب تک کہ نہ تاخیر کرینگے مغرب کی ستارون کی روشنی تک اور اونکے خوب پھیلنے تک اور اوسکی اسناد مین ابن اسحق ہی اور
ضعیف کہا ہی اوسکا جو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہی ثابت نہین اور اگر بالفرض ثابت ہو تو کچھ قبول نہین کما شعبہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہ وہ
ہین مسلمانون کے حدیث مین اور روایت کی اونسے مانند ثوری اور ابن ادریس اور حماد بن زید اور یزید بن زریع اور ابن عیینہ اور عبدالوارث
اور ابن المبارک نے اور طول کیا بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اونکی توثیق مین اور ذکر کیا اوسکو ابن حبان نے ثقات مین اور امام مالک
رحمۃ اللہ علیہ نے رجوع کیا اونمین کلام کرنے سے فقط ص اور ابر کے دن عصر اور عشا کی جلدی مستحب ہی اور اور نمازون کی تاخیر
ف اسواسطے کہ تاخیر عشا مین قلت جماعت کی ہی بسبب بارش کے اور تاخیر عصر مین توہم ہی اس بات کا کہ وقت مکروہ ہو جائے
اور فجر مین اسواسطے توہم نہین کہ مدت بہت ہی دوسرے یہ کہ اسمین تا طلوع آفتاب کوئی وقت مکروہ نہین اور امام صاحب سے مروی ہی کہ
سب مین تاخیر مستحب ہی اسواسطے احتیاط کے کیونکہ نماز بعد وقت آنے کے جائز ہی اور قبل وقت کے جائز نہین ص آفتاب کے طلوع
کے وقت اور غروب کے وقت اور جسوقت عین دوپہر ہو نماز اور سجدۂ تلاوت کا اور نماز جنازے کی جائز نہین ف کیونکہ روایت کی
عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مسلم وغیرہ نے کہ تین ساعت ہین کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منع کرتے ہمکو کہ نماز پڑھین ہم اون
وقتون مین یا قبر مین رکھین ہم مردون کو جب کہ آفتاب طلوع کرے یہانتک کہ بلند ہو جاوے اور جسوقت عین دوپہر ہو یہانتک کہ زوال ہو آفتاب
کا اور جب کہ جھکتا ہو یہانتک کہ ڈوب جاوے اور مؤطا مین ہی کہ منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز سے ان ساعتون مین اور امام شافعی رحمہ
کے نزدیک فرائض کہ قضا ہوے ہین ان وقتون مین جائز ہین اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک نفل جمعے کے دن دوپہر کو جائز ہی اور یہ حدیث حجت ہی بسبب
اطلاق کے اون دونون پر اور دلیل اونکی یہ ہی کہ روایت ہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو شخص کہ بھول جاوے کسی نماز کو پھر یاد کرے اوسکو
تو پڑھ لیوے اوسکو جب یاد آوے اوسکو اور جبیر بن مطعم سے روایت ہی کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اے بنی عبد مناف کے
نہ منع کرو کسیکو طواف کرنے سے اس گھر کے یا نماز پڑھنے سے جسوقت چاہے کہ پڑھے دن مین یا رات مین اور ابو ذر رضی اللہ عنہ سے
روایت ہی ایسا ہی روایت کیا اسکو دارقطنی نے اور بیہقی نے اور وہ حدیث چار علت سے ضعیف ہی اول تو انقطاع ہی اوسمین مجاہد اور ابی ذر
سے اور ضعف ابن مؤمل سے اور ضعف حمید مولی عفرہ سے اور اضطراب اوسکی سند سے اور روایت کیا اسکو بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اور داخل کیا
قیس بن سعد کو درمیان حمید کے اور مجاہد کے اور روایت کیا اسکو سعید بن سالم نے اور ساقط کر دیا اوسکو درمیان سے اور ابو یوسف کی دلیل وہ ہی
جو مسند شافعی مین ہی ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا نماز سے دوپہر کو مگر دن جمعے کے اور سجدۂ تلاوت بھی
منع ہی نماز کے ہی ص اور آفتاب کے غروب کے وقت فقط اوس دن کی عصر البتہ جائز ہی ف اسواسطے کہ حدیث مین آیا ہی کہ جسنے پائی
ایک رکعت نماز سے سو تحقیق کہ پائی اوسنے ساری نماز روایت کیا اسکو بہت علما نے اسناد صحیح سے اور صبح کی نماز مین یہ حکم اسواسطے نہین
کہ وہ نماز کامل واجب ہوئی تو ناقص ادا نہوگی بخلاف عصر کے کہ وہ جب وقت مکروہ مین ناقص ہی جب ہوئی تو ناقص ادا ہو جاویگی
واللہ اعلم بالصواب ص جب امام نکلے جمعے کے خطبے کے واسطے اوس وقت نفل اور قضا اور نماز جنازہ پڑھنا اور سجدۂ

تلاوت کا کرنا مکروہ ہی ف اس سبب سے کہ اوسمین خطبہ سننے سے باز رہنا ہوگا ص اور بعد فجر کے سوائے سنت فجر کے اور
درمیان عصر اور مغرب کے نفل مکروہ ہی ف کیونکہ صحیحین مین مروی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا نماز سے بعد صبح کے
یہان تک کہ طلوع ہووے آفتاب اور بعد عصر کے یہان تک کہ غروب ہووے آفتاب اور روایت کی ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے مصنف مین
ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ نماز پڑھی مینے ساتھہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ابوبکر اور عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم اجمعین کے پس نہین نماز ہی بعد صبح کے
یہان تک کہ طلوع کرے آفتاب اور روایت ہی اونھین ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب طلوع کرے کنارہ آفتاب کا تو چھوڑ دو
نماز کو یہان تک کہ ظاہر ہوجاوے اور ایک روایت مین ہی ابن عمر سے مصنف مین اِذَا بَدَا حَاجِبُ الشَّمْسِ فَاَخِّرُوا الصَّلٰوۃَ
حَتّٰی تَبْرُزَ یعنی جب شروع ہووے اور ظاہر ہووے کنارہ آفتاب کا تو تاخیر کرو نماز کی یہان تک کہ ظاہر ہوجاوے اور کہا صاحب مصنف نے اوس
باب مین روایت ہی عبد اللہ اور ابی مسعود اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے اور کہا اونے وَحَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِیْمَ
عَنْ نَصْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ جَدِّهٖ مُعَاذِ الْقُرَشِیِّ اَنَّهٗ طَافَ بِالْبَیْتِ مَعَ مُعَاذِ بْنِ عَفْرَآءَ بَعْدَ الْعَصْرِ وَ
بَعْدَ الصُّبْحِ فَلَمْ یُصَلِّ فَسَاَلْتُهٗ فَقَالَ قَالَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا صَلٰوةَ بَعْدَ صَلَاتَیْنِ بَعْدَ الْغَدَاةِ حَتّٰی
تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰی تَغْرُبَ الشَّمْسُ یعنی تحقیق کہ معاذ قرشی رضی اللہ عنہ نے طواف کیا خانہ کعبہ کا ساتھہ معاذ
بن عفرا کے بعد عصر کے اور بعد صبح کے سو نہ نماز پڑھی سو پوچھا مینے اوس سے سو کہا کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین نماز ہی بعد دو نمازونکے
بعد صبح کے یہان تک کہ طلوع کرے آفتاب اور بعد عصر کے یہان تک کہ غروب کرے آفتاب اور وہ جو مروی ہی حدیث مین کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم روز نماز پڑھتے تھے دو رکعتین بعد عصر کے سو یہ خصوصیات سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی بدلیل اوسکے کہ دوسرون کو اوس سے منع کیا
اور مثال اسکی ایسی ہی جیسے روزہ وصال کا کہ خود ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
پڑھتے تھے بعد عصر کے دو رکعتین اور منع کرتے تھے اونسے اور وصال کے روزے رکھتے تھے اور منع کرتے تھے اوس سے ص اور قضا نماز اور جنازہ
اور سجدہ تلاوت ان دونون وقتون مین مکروہ نہین اور دو نمازونکو ایک وقت مین جمع کرنا جائز نہین مگر حج کے سفر مین عصر وقت ظہر کے پڑھے
اور مغرب وقت عشا کے جیسا کہ آگے آویگا ف جیسا کہ روایت ہی صحیحین اور مصنف ابن ابی شیبہ مین عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ
نہین دیکھا مینے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ نماز پڑھی ہو مگر وقت پر لیکن عشا اور مغرب کو جمع کیا تھا اونکو ایک دن مزدلفہ مین اور نماز پڑھی
تھی فجر کی اوس روز قبل وقت کے اور بہت حدیثین اس باب مین آئی ہین اسکا بیان آگے آویگا ص جو عورت عصر کے وقت یا عشا کے وقت
پاک ہوئی جسمین پاک ہوئی وہی نماز اوسپر لازم آویگی اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اگر عصر کے وقت پاک ہوئی ظہر کی بھی پڑھے
اور اگر عشا کے وقت پاک ہوئی مغرب بھی پڑھے اور اگر وقت موافق تکبیر تحریمہ کے باقی رہا تھا کہ لڑکا بالغ ہوا یا کافر مسلمان ہوا وہ
نماز اوسپر لازم ہوگی اور قضا اوسکی واجب ہوگی اور امام زفر کے نزدیک واجب نہوگی اور جو عورت کہ اخیر وقت نماز مین حائض ہوئی
اوسکو نماز لازم نہ آویگی اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک لازم آویگی ف صبح کی نماز کے وقت مین سوائے سنت فجر کے اور نفل پڑھنا
مکروہ ہی کیونکہ روایت کی مسلم نے حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب طلوع ہوتی تھی فجر نہین پڑھتے تھے مگر دو رکعتین
خفیف اور ابوداؤد اور ترمذی کی روایت مین ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین ہی نماز بعد فجر کے مگر دو سجدے واللّٰہ اعلم

ص باب اذان کے بیان مین

اذان سنت ہی پانچون فرض اور نماز جمعے کے واسطے اور سوا اوسکے نوافل وغیرہ مین اور قبل وقت کے سنت نہین ف قلب ایۃ
عید اور کسوف کی اذان نہ دی جاویگی روایت ہی صحیح مسلم مین جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے کہ نماز پڑھی مینے عید کی ساتھ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار یا دو بار بغیر اذان اور اقامت کے اوسی طرح مروی ہی کسوف مین اور جمعے کی اذان مین حدیث سائب بن یزید
کی صحیح ہی اور وتر مین اسواسطے اذان نہین کہ وقت اوسکا اور وقت عشا کا ایک ہی ہی تو حاجت علیحدہ اذان دینے کی نہین ص تو اگر
قبل وقت کے اذان کہے پھر لوٹاوے وقت مین اور امام شافعی اور ابی یوسف کے نزدیک فجر کے واسطے آدھی رات سے اذان درست ہی
ف اور ہمارے نزدیک اسواسطے جائز نہین کہ اذان واسطے آگاہی کے ہی اور قبل وقت کے تجہیل ہی اور اونکے نزدیک اسواسطے جائز ہی کہ اہل
حرمین کا یہی عمل ہی اور ان سب پر حجت ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے بلال رضی اللہ عنہ کے نہ اذان دو یہانتک کہ ظاہر ہو جاوے
فجر اور پھیلایا ہاتھ اپنے کو عرض مین روایت کیا اسکو ابوداؤد نے بلال رضی اللہ عنہ سے اور ضعیف کیا اوسکو اور بیہقی نے ضعیف کیا
اوسکو کہ شداد نے نہین پایا بلال رضی اللہ عنہ کو سو وہ منقطع ہی اور ابن القطان نے کہا کہ شداد مجہول ہی نہین پہچانا جاتا مگر روایت سے جعفر بن
برقان کے اور روایت کی بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ کہا بلال نے اذان دے یہانتک کہ طلوع کرے فجر کہا امام نے کہ اسناد
اسکی صحیح ہی اور روایت کی عبدالعزیز بن ابی داؤد نے انھون نے نافع سے انھون نے عبداللہ بن عمر سے کہ بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی قبل
فجر کے سو غصے ہوے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور روایت کی بیہقی نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا اذان کیون کیا تمنے
ایسا کہا کہ مین اوٹھا نیند سے سو جانا مینے کہ فجر طلوع ہوئی فرمایا آپنے کہ پکار دو اب کہ یہ بندہ سو گیا تھا اور روایت کی ابن عبید نے
ابراہیم سے کہا انھون نے جب اذان دیتا تھا مؤذن قبل وقت کے رات کو کہتے تھے اوس سے ڈر اللہ سے اور اعادہ کر اذان کا اور عمل اہل حرمین
کا کچھ شریعت مین حجت نہین ورنہ احادیث صحیحہ کے اسکے خلاف پر حجت نہین ص اور قضا کے واسطے بھی اذان کہنا بعد وقت کے
سنت ہی اور مؤذن کو چاہیے کہ وقتون کو خوب پہچانتا ہو تاکہ ثواب موعود کو پہونچے ف حدیث مین آیا ہی ولیؤذن لکم
خیارکم الخ یعنی اذان دین تم مین سے جو لوگ بہتر مین اور اقامت کرین جو تم مین قاری ہین روایت کیا اسکو ابوداؤد نے اور سند مین
اوسکی حسین بن عیسی منکر الحدیث ہی کہا ابو زرعہ اور ابو حاتم نے اور حدیث مین آیا ہی کہ مؤذن لمبی گردن والے ہونگے دن قیامت کے اور بہت
سی شین فضیلت مین اذان کی آئی ہین ص جب اذان دے تو قبلے کی طرف مونہہ کرے اور دونون انگلیون کو شہادت کی کانون مین دیوے
ف کیونکہ روایت کی ابوالشیخ نے کتاب الاذان مین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا بلال رضی اللہ عنہ کو کہ کرے دونون
انگلیون کو اپنے کانون مین اور کہا کہ یہ بلند کرتا ہی تیری آواز کو اور روایت کی ترمذی نے ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے کہ بلال رضی اللہ عنہ کو
اذان مین دیکھا کہ دونون انگلیان انکے کانون مین تھین اور کہا کہ یہ حسن صحیح ہی ص اور ٹھہر ٹھہر کے کہے ف کیونکہ روایت
کی ترمذی نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واسطے بلال رضی اللہ عنہ کے کہ جب اذان دے تو ٹھہر ٹھہر کے کہہ
بیچ اذان اپنی کے اور جب اقامت کہہ تو تو جلدی جلدی کہہ اور توقف کر درمیان اذان اور اقامت کے اوس قدر کہ فارغ ہو جاوے کھانے
والا کھانے اور پینے والا پینے سے اور پیشاب پھرنے والا اپنی حاجت سے اور نہ کھڑے ہو نماز کے واسطے جب تک کہ نہ دیکھو مجھکو اور
یہ حدیث ضعیف ہی اور روایت کی بیہقی نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ وہ ٹھہر ٹھہر کے کہتے تھے اذان کو اور جلدی کہتے تھے اقامت
کو اور ذکر کیا دارقطنی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مانند اسکے ص اور نہ گاوے اسطرح پر کہ کچھ حرکت یا حرف یا مد کو

بڑھاوے اور زیادہ اچھی آواز سے اذان کا یہ وہ تین بار کہ اچھا ہے اور ترجیع یعنی پہلے شہادتین کو آہستہ سے کہے پھر پکار کے کہے ایسا کرے
ف جیسا کہ عبداللہ بن زید سے روایت کی اور اوس مین ترجیع نہین اخراج کیا اسکا دارقطنی اور ابو داؤد نے کہا ابن خزیمہ نے
سنا مینے محمد بن یحیی ذہلی سے کہ وہ کہتے تھے نہین ہے بیچ حدیثون عبداللہ بن زید کے اذان کے باب مین صحیح تر اس سے یہان تک کہ کہا کہ حدیث
ابن اسحق کی ثابت صحیح ہی اور کہا ترمذی نے علل کبیر مین سنا مینے بخاری سے کہ یہ حدیث صحیح ہی اور حدیث بزار کی علی بن ابی طالب رضی اللہ
عنہ سے غریب ہے جو معارض ہی احادیث صحاح کے اور کہا صاحب ہدایہ نے کہ نہین ہی ترجیع مشہور حدیثون مین اور روایت کی ابو داؤد نے
ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ تھی اذان بیچ زمانہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو دو بار اور تکبیر ایک ایک بار آخر حدیث تک اور روایت
کیا اسکو ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اپنی صحیح مین کہا ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اسناد اوسکی صحیح ہی اور سعید سبیٹے مغیرہ کے ثقہ ہین توثیق
کی اونکی ابن حبان نے اور کہا شیخ تقی الدین بن دقیق العید نے امام مین کہا ابن حاتم نے کہ سنا مینے اپنے باپ سے کہ سعید بن مغیرہ
ثقہ ہین اور وہ جو کہا صاحب ہدایہ نے کہ ترجیع جو ابی محذورہ کی حدیث مین آئی ہی سو وہ تعلیم تھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور انھون نے
اوسکو ترجیع جانا غلط ہے کیونکہ ابو داؤد مین ہی باسناد صحیح ابی محذورہ سے کہا انھون نے کہا مینے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سکھاؤ
مجکو طریقہ اذان کا فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہے تو اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا
اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ پہلے تو آہستہ سے کہہ پھر پکار کے
کہہ تو اوس سے تاویل تعلیم کی جاتی رہی اور صحیح یہی ہی کہ یہ حدیث معارض ہی اوسکو جو روایت کی طبرانی نے اوسط مین یہی حدیث ابی محذورہ
کی اور نہین ذکر کیا اسمین ترجیع کو اور جب دونون معارض ہوئین دونون ساقط ہوئین اور باقی رہی حدیث عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ
کی سالم جمیع علل سے فَثَبَتَ مَذْهَبُنَا بِفَضْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی **ص** حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ جب کہے تو داہنی طرف مونہہ پھیرے
اور جب حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کہے تو بائین طرف مونہہ پھیرے اور اوسی جگہہ کھڑا رہے اور اگر جانے کہ اتنے مین آواز
نہ پہنچیگی داہنی طرف مین دریچے سے سر نکال کے کہے دو بار حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ اور بائین طرف کے دریچے سے نکال
کے دو بار کہے حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ اور فجر مین بعد حی علی الفلاح کے دو بار اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کہے **ف** کیونکہ روایت
کی ابن ماجہ نے سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے انھون نے بلال رضی اللہ عنہ سے کہ وہ آئے پاس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تا کہ آگاہ کرین اونکو
ساتھ نماز فجر کے تو کہا گیا آپ سوتے ہین سو کہا بلال رضی اللہ عنہ نے اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ دو بار تو مقرر کیا گیا یہ اذان مین اور
یہ حدیث منقطع ہی کیونکہ نہین سنا ابن مسیب نے بلال رضی اللہ عنہ سے اور وہ حجت ہی نزدیک ہمارے وقت ثقہ ہونے راویون کے
علاوہ اسکے مروی ہی حدیث ابی محذورہ مین کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ہو نماز صبح کی کہہ تو اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ
اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ روایت کیا اسکو ابو داؤد اور نسائی نے اور انس سے مروی ہی کہ کہا
انھون نے سنت سے ہی یہ بات کہ جب کہے مؤذن نماز فجر مین حی علی الفلاح کے کہے الصلوۃ خیر من النوم دو بار روایت کیا اسکو
دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے اور قول صحابی کا مِنَ السُّنَّةِ حکم رفع مین ہی اور وہ جو ہدایہ مین ہی کہ کہا بلال رضی اللہ عنہ نے اَلصَّلٰوةُ
خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ دو بار جب پایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ آپ سوتے تھے سو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا اچھا ہی یہ کلمہ
کر اسکو بیچ اذان اپنی کے روایت کیا اسکو طبرانی نے معجم کبیر مین باسناد صحیح **ص** اقامت یعنی تکبیر بھی مثل اذان کے کہے

مگر ان میں کلمے جلدی جلدی کہے اور بعد حی علی الفلاح کے دو بار قد قامت الصلوٰۃ کہے ف روایت کی ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے ابن ابی لیلیٰ سے انھوں نے معاذ رضی اللہ عنہ سے حدیث طویل اور آخر اوسکا یہ ہے کہ بعد اذان کے ٹھہرے پھر کہا اوس فرشتے نے سو کما مثل اذان کے مگر یہ کہ بعد حی علی الفلاح کے دو بار قد قامت الصلوٰۃ زیادہ کیا اور ابو لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے معاذ رضی اللہ عنہ کو نہیں پایا لیکن وہ ہمارے نزدیک حجت ہے اور ابن ابی شیبہ نے روایت کی عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے کہ دیکھا میں نے خواب میں ایک شخص کو آخر حدیث تک سو اذان دی انھوں نے دو دو بار اور اقامت بھی دو دو بار اور ایسا ہی مروی ہے سنن ترمذی وغیرہ میں اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اقامت ایک ایک بار ہے بدلیل اسکے جو روایت کی بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا بلال رضی اللہ عنہ کو کہ دو دو بار کہیں اذان کو اور ایک ایک بار اقامت کو اور کہا ابو الفرج ابن جوزی نے کہ تھی اذان دو دو بار اور اقامت بھی ایسی تو جب نکلے بنی امیہ تو کر دیا اقامت کو ایک ایک بار ص اور اذان اور اقامت میں آمین نہ کرے اور بعد اذان کے پھر پکارنا متاخرین کے نزدیک اچھا ہے اور اوسکو تثویب کہتے ہیں ف اور ہدایہ میں ہے کہ تثویب نماز فجر میں اچھی ہے اور باقی سب نمازوں میں مکروہ ہے اور لکھا ہے کہ تثویب نکال لیا اوسکو علما کوفہ نے بعد عہد صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے بسبب بدل جانے احوال آدمیوں کے اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ایک مسجد میں تشریف لے گئے اور سنا ایک موذن کو کہ تثویب کہی اوسنے تو کہا انھوں نے واسطے ساتھی اپنے کے نکل ساتھ ہمارے اس بدعتی کے پاس سے روایت کیا اسکو ابو داؤد نے اور ترمذی نے بغیر اسناد کے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اسکا انکار مروی ہے اور کہا امام ابی یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے نہیں دیکھتا ہوں میں حرج یہ کہ کہے موذن واسطے امیر کے بیچ اذان سب نمازوں کے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا الْأَمِيرُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَبَرَكَاتُهُ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ اَلصَّلٰوةُ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اوسکو مستبعد جانا کیونکہ آدمی سب برابر ہیں حکم جماعت میں اور امام ابی یوسف نے اسواسطے ان لوگوں کو خاص کیا کہ وہ زیادہ مشغول رہتے ہیں مسلمانوں کے امور میں بہ نسبت اور لوگوں کے اور یہی حکم ہے قاضی اور مفتی کا ص اذان اور اقامت میں ہے مگر مغرب میں اور جو نماز قضا ہو گئی ہو اوسکو فائتہ کہتے ہیں تو ایک فائتہ کے واسطے بھی اذان اور اقامت کہے اور جب بہت سی فائتہ ہوں پہلی فائتہ کے واسطے اذان اور اقامت کہے ف کیونکہ روایت ہے ابی قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیچ قصہ تعریس کے پھر اذان دی بلال رضی اللہ عنہ نے ساتھ نماز کے سو نماز پڑھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعتیں پھر نماز پڑھی صبح کی سو کیا جیسا کرتے تھے اور اخراج کیا اسکا مسلم نے اور روایت ہے ابی داؤد وغیرہ میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا بلال رضی اللہ عنہ کو ساتھ اذان کے اور اقامت کے جس وقت کہ سو گئے تھے نماز صبح سے اور پڑھا تھا اوسکو بعد نکلنے آفتاب کے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ و عمرو بن امیہ ضمیری اور عمران بن حصین اور ذی مخبر حبشی صحابی رضی اللہ عنہم سے اور روایت کیا اوسکو مالک نے موطا میں ابن مسیب سے مرسلاً اور ذکر کیا اوسمیں اذان کو اور مرسلات ابن مسیب کے بمنزلہ مرفوعات کے ہیں اور صحیح مسلم میں جو ہے کہ حکم کیا بلال رضی اللہ عنہ کو سو قائم کی اونسے نماز اور نماز پڑھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ اونکے صبح کی منافی اذان کے نہیں اور ابو یوسف نے روایت کی اسناد سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جس وقت کہ مشغول رکھا اونکو کفار نے قضا کی نمازوں کی ساتھ اذان اور اقامت کے یعنی چار نمازوں کے واسطے ص اور باقی کیواسطے اختیار ہے چاہے ہر ایک میں اذان اور اقامت کہے یا فقط اقامت پر کرے اور بے وضو کو اذان کہنا درست ہے ف اس وجہ سے کہ اذان ذکر ہے نماز نہیں تا کہ اوسکے واسطے طہارت شرط ہووے ص اور تکبیر مکروہ ہے اور اگر کہدے تو اعادہ نہوگا اور اذان جنب کی مکروہ ہے اور ایسے ہی اقامت اوسکی تو اگر جنب نے اذان کہی پھر اعادہ کیا جاوے گا اور اگر اقامت کہی

تو اقامت کا اعادہ نہوگا ف کیونکہ تکرار اذان کی مشروع ہی اور تکرار اقامت کی نا مشروع اور اگر اذان کا بھی اعادہ نکرے تو نماز جائز ہی کیونکہ اذان اور اقامت سنت ہین فقط ص اور اذان عورت اور مست اور مجنون کی مکروہ ہی اور اعادہ اوسکا مستحب ہی اور اگر مسافر یا کوئی شخص جو مسجد مین جماعت سے نماز پڑھتا ہی اذان اور اقامت کو ترک کرے تو مکروہ ہی لیکن اگر مسافر اقامت کو فقط کہے تو جائز ہی ف کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے مبٹون ابی ملیکہ کے جب آیا وقت نماز کا اذان دو تم دونون اور اقامت کہو اور امامت کرے بڑا تم مین ایسا ہی صحیحین اور ترمذی مین ص جو شخص کہ شہر مین گھر مین اپنے نماز پڑھتا ہی اگر اذان اور اقامت دونون کو ترک کرے اور محلے مین اذان و اقامت ہوتی ہو جائز ہی کیونکہ عبد اللہ بن مسعود رضی نے فرمایا کہ محلے کی اذان ہمکو کفایت کرتی ہی ق روایت کیا اسکو سبط ابن الجوزی نے ص اور دیہات مین اگر ایسی مسجد ہی کہ اذان و اقامت اوسمین ہوتی ہی تو اوسکا حکم شہر کا سا ہی اور اگر اوسمین ایسی مسجد نہین تو جو شخص اپنے گھر مین نماز پڑھتا ہی اگر اذان و اقامت دونون ترک کرے تو مکروہ ہی اور فقط اذان کا ترک کرنا جائز ہی اور جب تکبیر کہنے والا حی علی الصلوٰۃ کہے امام نماز کیواسطے کھڑا ہووے اور جب قد قامت الصلوٰۃ کہے نماز شروع کرے

باب نماز کی شرطون کے بیان مین

وہ شرطین ۱ پاکی بدن کی ہی نجاست حقیقی اور حکمی سے اور ۲ پاکی کپڑے کی اور ۳ جاے نماز کی ف کیونکہ فرمایا اللہ تعالی نے وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ یعنی کپڑون کو اپنے پاک کر اور فرمایا اللہ تعالی نے وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا یعنی اگر جنب ہو تم سو پاک کرو ص اور ۴ چھپانا عورت کا ف کیونکہ فرمایا اللہ تعالی نے خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ لو تم زینت اپنی کو نزدیک ہر نماز کے یعنی وہ کہ چھپاوے عورت اپنی کو اور فرمایا حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے کہ نہین ہی نماز حائض کی مگر ساتھ چادر کے روایت کی یہ ابوداؤد اور ترمذی نے اور حسن کہا اوسکو اور حاکم نے اور صحیح کیا اوسکو ابن خزیمہ نے اپنی صحیح مین ص ۵ پانچوین قبلے کی طرف موہنہ کرنا ۶ چھٹے نیت کرنا ف دلیل اول کی یہ ہی فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ یعنی پھیرو موہنہ اپنے کو طرف اوسکے یعنی قبلے کے اور دوسرے کی دلیل قول ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ یعنی ثواب عملون کا ساتھ نیت کے ہی اور صلوٰۃ خود موضوع ہی حصول ثواب کیواسطے بخلاف وضو کے کہ وہ شرط ہی ایک امر موجب ثواب کا ص عورت مرد کی ناف کے نیچے سے گھٹنون کے نیچے تک ہی ف روایت کی دارقطنی نے عطاء بن یسار سے انھون نے ایوب رضی اللہ عنہ سے کہا انھون نے سنا مینے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ عورت اوپر گھٹنون کے ہی اور اسناد مین اوسکی سوار بن داؤد ضعیف کیا اوسکو عقیلی نے لیکن توثیق کی اونکی ابن معین نے اور روایت ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعا کہ زانو عورت سے ہی اور اسناد مین اوسکی عقبہ یشکری ضعیف کیا اونکو ابو حاتم اور دارقطنی نے اور روایت ہی عمرو بن العاص رضی سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ناف کے نیچے سے گھٹنے تک ستر ہی روایت کیا اسکو دارقطنی نے اور ان حدیثون سے معلوم ہوا کہ ناف ستر مین داخل نہین بخلاف امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اور گھٹنا ستر مین ہی بخلاف شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اور ران ستر مین ہی مگر امام مالک کے نزدیک اور دلیل ہماری یہ ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اَلْفَخِذُ عَوْرَةٌ یعنی ران عورت ہی اور ستر ہی وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ ص اور لونڈی کی بھی یہی عورت ہی مگر پیٹ اور پیٹھ بھی اوسکی عورت ہی اور عورت آزاد کی عورت تمام بدن ہی مگر موہنہ اور دونون ہتیلیان اور دونون قدم عورت کے عورت مین داخل نہین ف کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا اَلْمَرْاَةُ عَوْرَةٌ مَسْتُوْرَةٌ یعنی عورت عورت چھپی ہوئی ہی

اور یہ حدیث ہدایہ میں مذکور ہے کہا شیخ ابن الہمام نے شاید کہ ترمذی نے کتاب الرضاع میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت عورت ہے تک حدیث تک اور لفظ اسکا یہ ہے اور یہی متن ہے کہا ترمذی نے ھذا حدیث
حسن غریب یہ حدیث حسن غریب ہے اور اسنا یہ ہے کہ ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے مرسلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ عورت بالغ نہیں
چاہیے کہ دیکھا جاوے اوس کا مگر منہ اوسکا اور ہاتھ اوسکے بند دست تک اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قدم عورت کا عورت ہے اور صحیح یہ ہے
کہ عورت نہیں ہے کذا فی الهداية ص جو عضو کہ عورت میں داخل ہے اوسکی چوتھائی اگر کھل جاوے نماز جائز نہیں ہوتی جیسے
چوتھائی پیٹ یا پنڈلی یا ران یا بیاد کریا دو تا بال عورت کے اور سر الگ عضو ہے اور بال الگ ایک عضو ہے یعنی بال اتر نے والے جو سر
جدا ہیں اور خوطہ الگ عضو ہیں اور جو شخص کہ پاک کپڑا نہیں رکھتا اور نجاست کا زائل کرنے والا اوسکے پاس موجود نہیں ناپاک کپڑے
سے نماز پڑھ لیوے اور پھر اوسکا اعادہ نکرے اور اگر اوسنے ننگے نماز پڑھی اور چوتھائی کپڑا اوسکا پاک ہے درست نہیں ہوئی اور اگر چوتھائی کم پاک ہے
تو افضل ہے کہ ننگے پڑھے اور جو شخص ننگا ہے پڑھے نماز اوسکی بیٹھ کے اشارے سے پڑھنا افضل ہے ف روایت ہے عبداللہ بن عباس
رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہا انھوں نے ننگا نماز پڑھے بیٹھ کے اشارے سے اور ایسا ہی مروی ہے عطا اور عکرمہ اور قتادہ رضی اللہ
عنہم سے اور روایت ہے انس رضی اللہ عنہ سے کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوار ہوئے کشتی میں سو ٹوٹ گئی کشتی سو نکلے دریا سے ننگے تو نماز
پڑھی انھوں نے بیٹھ کے کہا سیوطی ابن الجوزی نے روایت کیا اوسکو خلال نے اور نہیں پایا مترجم نے اس حدیث کو کسی کتاب حدیث کی
ص اور اگر کھڑے ہو کے پڑھیگا تو درست ہے اور اگر سبب قبلے کی طرف مونہ کرنے میں کچھ خوف ہے جس طرف مونہ کریگا نماز درست
ہو جاویگی اور اگر قبلا اوسے معلوم نہیں اور کوئی ایسا نہیں جس سے پوچھے سوچ کے پڑھ لیوے اگر بعد نماز کے معلوم ہوگا کہ اس طرف قبلہ
تھا نماز کو پھر نہ پڑھے اور اگر نماز کے اندر قبلہ اوسکو معلوم ہو گیا یا رائے اوسکی بدل گئی نماز ہی میں پھر جاوے اور نماز کو تمام کرے ف اسواسطے
کہ مسجد قبا کے لوگوں کو نماز میں خبر ہوئی قبلہ بدلنے کی پہنچی اور وہ عین نماز میں اوس طرف کو پھر گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکا اچھا جانا
ص اگر اندھیری رات میں ایک قوم نے نماز پڑھی اور ہر ایک نے اپنے سوچ کے موافق قبلے کی طرف مونہ کیا اور امام کا حال کوئی نہیں
جانتا کہ اوسکا مونہ کدھر ہے لیکن یہ جانتے ہیں کہ امام اونکے پیچھے نہیں اونکی نماز جائز ہوگی تو اگر کسی نے جانا کہ امام کا مونہ اس طرف ہے
اور پھر اپنا مونہ اور طرف کیا یا اوسنے جانا کہ امام اوسکے پیچھے ہے اور پھر نہیں کھڑا رہا تو نماز اوسکی جائز نہوگی ف روایت ہے عامر
بن ربیعہ سے کہتے تھے ہم سفر میں ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اندھیری رات میں سو ہم نے نجانا کہ کس طرف قبلہ ہے تو ہر شخص نے ہم میں سے
نماز پڑھی جدہر اوسکی عقل میں آیا تو جب صبح ہوئی ہم نے بیان کیا اوسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تب یہ آیت نازل
ہوئی فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللَّهِ یعنی جدہر تم مونہ کرو اوسی جانب کو مونہ اللہ کا ہے اور ضعیف کیا اوسکو ترمذی نے اور
لوگوں نے اور روایت ہے جابر رضی اللہ عنہ سے کہتے تھے ہم سفر میں سوار تھا نہایت تو سوجھا ہمنے قبلے کو تب نماز پڑھی ہر شخص نے ہم میں سے
علیحدہ اور ہر شخص ہم میں سے خط کر لیتا تھا اپنے آگے جب صبح ہوئی تو ہم نے نماز پڑھی تھی غیر قبلے کی طرف سو فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے تحقیق کہ جائز ہوئی نماز تمہاری ضعیف کیا اسکو دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے اور روایت ہے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ ایک لوگ
پڑھ رہے تھے نماز صبح کی کہ ایک شخص نے خبر دی کہ رات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن نازل ہوا اور حکم ہوا کہ مونہ کریں
طرف کعبے کے اور مونہ تھا اونکا شام کی طرف تو مونہ پھیر لیا اونھوں نے طرف کعبہ شریف کے روایت کیا اسکو بخاری

رحمۃ اللہ علیہ نے اور مسلم نے **ص** نماز فرض مین فرض کا معین کرنا نیت مین شرط ہی اور زبان سے کہنا اور دل مین نیت کرنا افضل ہی اور نوافل اور سنت تراویح مین مطلق نیت کافی ہی اور مقتدی کو نیت اپنی نماز کی اور امام کے اقتدا کی کرنا چاہیے

باب نماز کی صفت کے بیان مین

فرض نماز کے اندر سات ہین پہلے اللہ اکبر کہنا نماز کے شروع مین **ف** کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ اور رب اپنے کی تو تکبیر کر اور حدیث مین آیا ہی مِفْتَاحُ الصَّلٰوةِ الطُّهُوْرُ وَتَحْرِيْمُهَا التَّكْبِيْرُ وَتَحْلِيْلُهَا التَّسْلِيْمُ یعنی کلید نماز کی طہارت ہی اور تحریم اوسکی تکبیر ہی یعنی جب تکبیر کہے تو جو افعال منافی صلوٰۃ ہین وہ سب حرام ہو گئے اور اسی سبب اوسکو تحریمہ کہتے ہین اور تحلیل اوسکی تسلیم ہی یعنی جو چیزین حرام ہو گئین تھین وہ اب سب سلام سے حلال ہو جاوینگی روایت کیا اوسکو ترمذی نے اور ابی داؤد نے اور حسن کہا اوسکو نووی نے **ص** اور اوسکو تکبیر تحریمہ کہتے ہین اور ہاتھ اوٹھانا اوسمین سنت ہی دوسرے کھڑا ہونا یعنی قیام کرنا **ف** کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ ۝ یعنی کھڑے ہو واسطے اللہ کے ساکت اور چپ یا خشوع و خضوع سے **ص** تیسرے قراءت یعنی پڑھنا قرآن کا **ف** کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ یعنی پڑھو تم جو آسان ہو قرآن سے **ص** چوتھے رکوع پانچوین سجدہ ماتھے اور ناک سے اور فقط ناک سے بھی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جائز ہی لیکن صاحبین رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک درست نہین اور اسی پر فتویٰ ہی **ف** کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اِرْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا رکوع کرو اور سجدہ کرو **ص** چھٹے اخیر کا قعود یعنی بیٹھنا آخر نماز مین **ف** کیونکہ روایت مین ابو داؤد کی ہی ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے جب سکھایا تھا اونکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تشہد کہ جب کہا تو نے یہ اور ادا کیا تو نے یہ سو تو ادا کر چکا نماز کو اپنی اگر چاہے تو کھڑا ہو تو کھڑا ہو اور اگر چاہے بیٹھ تو بیٹھ اور روایت دارقطنی مین ہی اِذَا فَعَلْتَ هٰذَا فَقَدْ تَمَّتْ صَلَاتُكَ اور بعضون نے کہا ہی کہ یہ جملہ حدیث مین داخل نہین بلکہ کلام ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا ہی اور کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اِتَّفَقَ الْحُفَّاظُ عَلٰى اَنَّهَا مُدْرَجَةٌ یعنی اتفاق کیا حفاظ نے اس بات پر کہ یہ جملہ مدرج ہی یعنی حدیث مین داخل نہین اور کہا شیخ ابن الہمام نے اوسکے جواب مین وَالْحَقُّ اَنَّ غَايَةَ الْاِدْرَاجِ هٰهُنَا اَنْ تَصِيْرَ مَوْقُوْفَةً وَلِلْمَوْقُوْفِ فِيْ مِثْلِهٖ حُكْمُ الرَّفْعِ یعنی حق یہ ہی کہ نہایت ادراج یہ ہی کہ یہ حدیث موقوف ہو گئی اور موقوف اوسکے مثل حکم رفع مین ہی وَاللّٰهُ اَعْلَمُ پھر اختلاف ہی قعود کے اندازے مین لیکن صحیح یہ ہی کہ مقدار تشہد کے یعنی عبدہ ورسولہ تک اور اسی کو اختیار کیا ہی کافی مین اور فتح القدیر مین **ص** ساتوین اپنے کام سے نماز سے باہر آنا اور واجبات نماز کے گیارہ ہین پہلے فاتحہ کا پڑھنا دوسرے سورت ملانا تیسرے رعایت ترتیب کی اون کامون مین جو نماز مین مکرر آتے ہین تو تکبیر تحریمہ اور قعدۂ اخیرہ مین رعایت ترتیب کی فرض ہی چوتھے قعدۂ اولیٰ یعنی جب دو رکعت کے چار رکعتی نماز مین بیٹھتے ہین پانچوین تشہد دونون قعدون مین اور ذخیرے مین لکھا ہی کہ پہلا قعدہ سنت ہی اور اخیر کا قعدہ واجب ہی اور ہدایہ مین لکھا ہی کہ تشہد کا پڑھنا پہلے قعدے مین سنت ہی اور دوسرے قعدے مین واجب ہی لیکن صاحب وقایہ کا مذہب یہی ہی کہ دونون قعدون مین تشہد پڑھنا واجب ہی چھٹے لفظ سلام کا کہنا اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ فرض ہی **ف** اور دلیلین دونون مذہب کی اور کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل قول ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وَتَحْلِيْلُهَا التَّسْلِيْمُ

یعنی تحلیل نماز کی تسلیم ہے اور ہماری دلیل حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی ہے جو اوپر گذری فصل ساتویں تیرھویں ہے قنوت پڑھنا
آٹھویں دونوں عیدوں کی تکبیریں کہنا نویں قراءت کا تعین کرنا پہلی دو رکعتوں میں دسویں ٹھہرنا سب ارکان ادا کرنے کو
اور اسکو تعدیل ارکان کہتے ہیں اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ فرض ہے اور اسی طرح ٹھہرنا رکوع
اور سجدے میں اور دونوں سجدوں کے بیچ میں گیارھویں پکار کے پڑھنا یعنی جہر کرنا جسمیں پکار کے پڑھا جاتا ہے اور بارھویں آہستہ
سے پڑھنا جسمیں آہستہ پڑھا جاتا ہے اور سوا ان واجبات اور فرائض کے سب چیزیں نماز میں سنت ہیں یا مستحب اور جب نماز میں تحریمہ
کرے دونوں ہاتھ اوٹھائے دونوں کانوں کی لو تک اور انگوٹھے سے کان کی لو چھوئے اور پھر تکبیر کہے یعنی اللہ اکبر اور
یہ سنت ہے یعنی ہاتھ کا اوٹھانا کیونکہ مواظبت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر اور اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے ہاتھ اوٹھائے پھر بعد اسکے تکبیر کہے
ہے وھو الصحیح والمفتی بہ اور اسی کی مؤید ہے وہ جو روایت کی نسائی نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
اوٹھاتے تھے ہاتھ کانوں تک پھر تکبیر کہتے تھے اور لفظ ثم کا اس حدیث میں دلالت کرتا ہے اوپر تراخی کے بنا بر قواعد نحو کے اور امام
شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ہاتھوں کو کاندھوں تک اوٹھائے بدلیل اسکے جو روایت کی بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابو حمید ساعدی رضی اللہ
عنہ سے کہ میں خوب جانتا ہوں نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دیکھا میں نے انکو جب تکبیر کہتے تھے اوٹھاتے تھے ہاتھ کاندھوں تک اور
جب رکوع کرتے تھے رکھتے تھے دونوں ہاتھ اپنے گھٹنوں پر پھر پیٹھ کو جھکاتے تھے اور جب اوٹھاتے تھے سر اپنا خوب سیدھے ہو جاتے
تھے یہاں تک کہ ہر ہڈی اپنی جگہ پر آجاتی تھی پھر جب سجدہ کرتے تھے رکھتے تھے ہاتھوں کو نہ بچھا کر اور نہ کھینچ کے اور پیر کی انگلیوں کا
رخ قبلے کی طرف تھا اور جب بیٹھتے دو رکعتوں کے بعد بیٹھتے بائیں پیر پر اور کھڑا کیا سیدھے پیر کو اور جب بیٹھتے اخیر رکعت میں آگے
کیا بائیں پیر کو اور کھڑا کیا دوسرے کو اور بیٹھتے مقعد پر اور ضعیف کیا اوسکو طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرح پر کہ یہ حدیث مروی ہوئی محمد سے دوسرے طریق سے
اور اسمیں محمد اور ابو حمید میں واسطہ ایک شخص کا ہے نام اوسکا مذکور نہیں اور اس روایت میں بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی واسطہ مذکور نہیں ہے
یہ مجمل مجہول ہے اور یہی راجح ہے کیونکہ سن محمد کا نہیں احتمال رکھتا ہے اسقدر اور نہیں ثابت کرتا ہے کوئی سماع محمد کا مگر عبد الحمید اور
وہ ضعیف ہے اور ایک روایت میں ہے کہ محمد بن عمرو حاضر ہوا ابو حمید اور ابو قتادہ پاس حال آنکہ وفات کی ابو قتادہ نے قبل اسکے قتل کیے گئے
تھے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اور نماز پڑھی اوپر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اور یہ مشہور نہیں اور نہیں ہے متصل حدیث یہ کلام طحاوی
کا ہے اور عبد الحمید وہ جعفر بیٹا حکم انصاری کا ضعیف کیا اوسکو یحیی القطان اور ثوری نے اور توثیق کی اوسکی یحیی بن معین وغیرہ نے اور محمد کا سماع
ساتھ ابی حمید اور ابی قتادہ کے ثابت کیا اوسکو حافظ عبد الغنی نے اور اگر بالفرض صحت کو بھی یہ حدیث پہونچی تو معارض ہے اوسکی جو
مروی ہے صحیحین میں مالک بن الحویرث سے کہا کہ تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب تکبیر کہتے اوٹھاتے اپنے دونوں ہاتھوں کو یہاں
تک کہ برابر کرتے انکو دونوں کانوں کے اور ایسے ہی روایت ہے وائل سے صحیح مسلم میں تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوٹھاتے تھے دونوں
ہاتھوں کو کانوں تک اور روایت کی انس رضی اللہ عنہ سے مثل اسکے طحاوی نے اور اسناد میں اسکی مؤمل بن اسمعیل ہے اور یزید بن ابی زیاد اور وہ ضعیف
کیا گیا مؤمل کہ جاتی رہیں کتابیں اوسکی سو بیان کرنے لگے حدیثیں حفظ اپنے سے تب بہت ہوئیں خطائیں انکی اور یزید ضعیف کیا اوسکو علی
اور یحیی اور ابن المبارک اور ابو حاتم رازی نے اور بخاری اور نسائی نے اور کہا ابن حبان نے کہ تھا سچا مگر یہ کہ جب وہ بڈھا ہوا تو بگڑ گیا حفظ اوسکا
اور واقع ہوئیں منکر حدیثیں اوسکی تو جس نے اوس سے قبل تغیر کے سنا تو سننا اوسکا صحیح ہے اور روایت کی انس رضی اللہ عنہ سے

بیہقی نے مثل حدیث مالک بن الحویرث کے کہا ابو الفرج نے اسناد اوسکی صحیح ہی اور ایک طرح سے معارضہ باقی نہین رہا کہ جس حدیث مین ہی کہ حضرت ہاتھ اوٹھاتے تھے کاندھون تک مراد یہ ہی کہ ہاتھ کاندھون تک اور انگوٹھے لو تک کان کی ایسی ہی تاویل کی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے واللہ اعلم ص اور انگلیون کو نہ بہت ملاوے اور نہ بہت کشادہ رکھے بلکہ اپنے حال پر چھوڑ دے اور عورت دونون مونڈھون تک اوٹھاوے اور اللہ اکبر ساتھ مد الف اللہ کے اور اسمہ اکبار ساتھ ملانے الف کے درمیان بے اور رے کے نہ کہے اور اگر بجائے تکبیر کے اَللّٰہُ اَجَلُّ یا اَللّٰہُ اَعْظَمُ یا اَلرَّحْمٰنُ اَکْبَرُ یا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہے درست ہو جاویگا اور فارسی یا ہندی یا اور کسی زبان مین اگر تکبیر کہے مثلاً یہ کہے اللہ بزرگ ہست یا اللہ بزرگ ہی یا قراءت فارسی مین یا اور کسی زبان مین عذر سے پڑھے یا جانور ذبح کرنے کے وقت فارسی وغیرہ مین بسم اللہ کہے تو درست ہی اور اگر دعا کے الفاظ کہے جیسے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ ای خدا بخشدے مجکو تو درست نہین ف اور طعن اس باب مین بیجا ہی جواب اوسکا نور الانوار وغیرہ کتب اصول مین مذکور ہی ص اور داہنا ہاتھ بائین پر رکھے ناف کے نیچے اور قنوت اور نماز جنازے مین بھی ہاتھ باندھے اور بعد رکوع کے جب کھڑا ہو اور عیدین کی تکبیرون مین چھوڑ دے اور ہاتھ نہ باندھے ف اور امام مالک کے نزدیک سب نمازون مین چھوڑ دے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سینے پر باندھے جیسے ہمارے مذہب مین عورت سینے پر باندھتی ہی دلیل امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی وہ ہی جو امام الحدیث ابو بکر بن خزیمہ نے اپنے مسند مین روایت کی ساتھ سند صحیح کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھے دونون ہاتھ اوپر سینے کے اور روایت کی احمد نے قبیصہ بن ہلب سے اونھون نے اپنے باپ سے کہ دیکھا مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رکھتے تھے ہاتھون اپنے کو سینے پر اور فقط ہاتھ باندھنے مین حدیثین چند صحیح بخاری مین مروی ہین جنسے حجت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ پر قائم ہوتی ہی اور کہا شیخ ابن الہمام نے ذیل قول صاحب ہدایہ مین کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنت سے ہی یہ بات یعنی رکھنا داہنے ہاتھ کا اوپر بائین کے نیچے ناف کے کہ یہ حدیث مرفوعاً نہین معلوم ہوئی ہان حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہی کہ سنت سے ہی رکھنا ایک کف کا اوپر دوسرے کف کے نیچے ناف کے روایت کیا اسکو ابو داؤد نے اور احمد اور دار قطنی اور رزین اور بیہقی نے اور اسناد مین اوسکی عبد الرحمن بن اسحٰق کوفی ضعیف ہین ضعیف کیا اونکو احمد وغیرہ نے اور اس ضعف سے ضعف حدیث کا لازم نہین آتا کیونکہ ابو حنیفہ مقدم ہین اوسپر اور کہا بعض جہلا نے کہ نہین ہی کوئی حدیث مرفوع صحیح ابن باب مین واسطے حنفیہ کے اور یہ بات غلط ہی کیونکہ روایت کی ابن ابی شیبہ نے مصنف مین حَدَّثَنَا وَكِیْعٌ عَنْ مُوْسٰی ابْنِ عُمَیْرٍ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ عَنْ اَبِیْهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَضَعَ یَمِیْنَهٗ عَلٰی شِمَالِهٖ تَحْتَ السُّرَّةِ یعنی روایت ہی وائل بن حجر سے کہ دیکھا مینے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ رکھتے تھے ہاتھ داہنا اپنا اوپر بائین کے نیچے ناف کے کہا بعض علما نے وَهٰذَا حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ مِنْ حَیْثُ السَّنَدِ لِاَنَّ فِیْهِ رِجَالًا كُلُّهُمْ سِوَی الصَّحَابِیِّ ثِقَاتٌ یعنی یہ حدیث صحیح ہی اسواسطے کہ جتنے راوی ہین اوسمین صحابی کو چھوڑ کر سب ثقہ ہین اور صحابی کو چھوڑ کر اسواسطے کہا کہ صحابی سب ثقہ ہین کسی مین احتمال کذب کا نہین لیکن ثقہ ہونا وکیع کا تو کہا حافظ ابن حجر نے تہذیب التہذیب مین کہ وکیع بیٹا جراح بیٹا ملیح رواسی کا کنیت اونکی ابو سفیان ہی روایت کی اونھون نے اپنے باپ سے اور اسمٰعیل ابن ابی خالد اور ایمن بن نابل اور ابن عون وغیرہم سے اور روایت کی اونسے اونکے بیٹون نے سفیان اور ملیح اور عبید نے اور شیخ نے اونکے سفیان ثوری نے اور ابو بکر بن ابی شیبہ اور عثمان بن ابی شیبہ دونون بھائیون نے اور ابو خیثمہ اور حمیدی نے کہا احمد بن حنبل نے نہین دیکھا مینے حافظ علم کا زیادہ

وکیع سے اور کہا احمد نے ثبت تھے وکیع مطبوع الحفظ اور کہا انھوں نے کہ تھے امام مسلمانوں کے اپنے وقت میں اور کہا ابن معین نے نہیں دیکھا
میں نے افضل وکیع سے تو کہا گیا کہ کیا ابن المبارک کو فضل تھا کہا کہ ہاں اونکو بھی فضل تھا لیکن نہیں دیکھا میں نے افضل وکیع سے تھے قبل
قبلہ اور حفظ کرتے تھے حدیث کو اور قیام کرتے تھے رات کو اور روزہ رکھتے تھے دن کو اور فتوی دیتے تھے قول امام ابو حنیفہ پر اور دوسرے
راوی موسیٰ بن عمیر عنبری تمیمی کوفی کہا یحیی بن معین نے اور ابو حاتم نے اور محمد بن عبد اللہ بن نمیر اور خطیب اور عجلی اور دولابی نے کہ وہ ثقہ ہے موسیٰ بن عمیر
کہا ابو زرعہ نے لا باس بہ یعنی نہیں ہے جرح ساتھ اوسکے اور نسائی میں اوسکی ایک حدیث ہے صلوٰۃ میں اور لیکن علقمہ تو کہا ذہبی نے
میزان الاعتدال میں کہ علقمہ سے سنت ہے اور کہا حافظ ابن حجر نے تہذیب میں ذکر کیا اوسکو ابن حبان نے ثقات میں اور ذکر کیا اوسکو علقمہ
ابن سعد نے طبقہ ثالثہ میں اہل کوفہ سے اور کہا کہ تھا ثقۃ قلیل الحدیث یعنی تھا ثقہ تھوڑی حدیث والا اور کہا شیخ قاسم
قطلوبغا حنفی نے بیچ تخریج احادیث الاختیار کے بعد نقل کرنے اس حدیث کے مصنف ابن ابی شیبہ سے کہ یہ سند جید ہے کیونکہ وکیع ہو چکے امام
اور موسیٰ بن عمیر توثیق کی اوسکی ابو حاتم نے اور روایت کی اوس سے نسائی اور علقمہ سے اخراج کیا اونسے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے رفع الیدین
میں اور مسلم نے اپنی صحیح میں اور جابر ان عالموں نے اور ثقہ کہا اوسکو ابن حبان نے سو یہ شاہد ہے واسطے حدیث علی رضی اللہ عنہ کا پس صحیح ہو یہ
کلام کی اوس شخص کے جسنے کہا کہ نہیں دلیل ہے حنفیہ کی اس مسئلے میں واللہ اعلم ص بعد تحریمہ کے ہاتھ باندھکے ثنا پڑھے وہ یہ ہے
سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ اور توجیہ یعنی اِنِّیْ وَجَّهْتُ
وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ نہ پڑھے ف اور امام ابی یوسف کے نزدیک
پڑھے دلیل انکی حدیث علی رضی اللہ عنہ کی ہے طویل کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے یہ آیت اور روایت جابر رضی اللہ عنہ کی ہے کہ
تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب شروع کرتے نماز کو کہتے تھے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ
وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ روایت کیا اسکو بیہقی نے اسی طرح پر کہا صاحب ہدایہ نے
دلیل ہماری حدیث انس رضی اللہ عنہ کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب شروع کرتے تھے نماز تکبیر کہتے تھے اور فرماتے تھے سُبْحَانَكَ
اللّٰهُمَّ آخر تک اور نہیں زیادہ کرتے تھے اسپر کہا صاحب فتح القدیر نے روایت کی بیہقی نے انس اور عائشہ اور ابو سعید خدری
اور جابر اور عمر اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم سے اس مضمون کو مرفوعا مگر حدیث عمر و ابن مسعود رضی اللہ عنہما کی وقف کیا اوسکو اور عمر کے اور رفع کیا
اوسکو دارقطنی نے عمر رضی اللہ عنہ سے پھر کہا محفوظ ہے یہ کہ یہ قول عمر رضی اللہ عنہ کا ہے اور صحیح مسلم میں ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ جہر کرتے تھے
ساتھ ان کلمات کے انتہی اور روایت کیا اوسکو ابو داؤد اور ترمذی نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور ضعیف کیا ان دونوں نے اوسکو لیکن صحیح کیا
اوسکو محدث فیروزآبادی نے اور روایت کیا اوسکو دارقطنی نے عثمان رضی اللہ عنہ سے اونکے قول سے اور روایت کیا اوسکو سعید
ابن منصور نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے قول سے اور سنن ابی داؤد میں ہے ابو سعید سے کہ تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب اوٹھتے
رات کو تکبیر کہتے پھر فرماتے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ آخر تک پھر کہتے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تین بار پھر کہتے اَللّٰهُ اَكْبَرُ تین بار اَعُوْذُ بِاللّٰهِ
السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ مِنْ هَمْزِهٖ وَنَفْخِهٖ وَنَفْثِهٖ پھر قرات کرتے تھے اور اخراج کیا اسکا ترمذی
نسائی ابن ماجہ کہا ترمذی نے حدیث ابو سعید رضی اللہ عنہ کی مشہور حدیث ہے اس باب میں اور تحقیق کلام کیا گیا اسناد میں اوسکی تھے علی بن علی رفاعی
یحیی بن سعید کلام کرتے تھے علی بن علی رفاعی میں اور کہا احمد نے کہ نہیں صحیح ہے یہ حدیث اور توثیق کی علی بن علی کی وکیع اور ابن معین اور ابو زرعہ

ابتدا میں پڑھتے تھے اور یہ ثابت ہوا عمل صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قرارت اسکی تو معلوم ہوا
کہ یہی اکثر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتا اور یہی اخیر تھا اونکے فعل سے اور صحیحین میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک اور حدیث مروی
ہے اور اوسمین اور دعا ہی ذکر کیا اوسکو شیخ ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ نے اور کہا وَھُوَ اَصَحُّ مِنَ الْکُلِّ لِاَنَّہٗ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ وَمَعَ
ذٰلِکَ لَمْ یَقُلْ بِسُنِّیَّتِہٖ عَیْنًا اَحَدٌ مِّنَ الْاَئِمَّۃِ الْاَرْبَعَۃِ یعنی یہ صحیح ہے کل روایتوں سے اس واسطے کہ اتفاق کیا
اسپر بخاری ومسلم نے اور باوجود اسکے نہیں کہا کسینے ساتھ سنیت خاص سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ کے تو اگر وہ دعا اسکے بعد پڑھے
کچھ حرج نہیں اور بنا اسکی یہ تھی فقط اور جو روایت ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی محمول ہے اوپر نوافل کے ایسا ہی ذکر کیا صاحب ہدایہ
نے اور موید ہے اسکی جو مروی ہے صحیح ابی عوانہ اور سنن نسائی میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کھڑے ہوتے تھے نماز نفل کو کہتے
اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ آخر تک بخلاف سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ کے کہ وہ ثابت ہے فرائض میں ص اور بعد ثنا کے
تعوذ یعنی اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ کہے ف کیونکہ فرمایا اللہ جل جلالہ وعم نوالہ نے فَاِذَا قَرَاْتَ
الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰہِ یعنی جب پڑھے تو قرآن کو تو پناہ لیجا طرف اللہ کے مراد یہ ہے کہ شیطان سے پناہ مانگے کہ وہ حاج
ہو قرارت قرآن میں ص اور مقتدی تعوذ نہ پڑھے اور مسبوق پڑھے تو تعوذ تابع قرارت کا ہے نہ تابع ثنا کا سو جو شخص
قرارت کرے وہ تعوذ بھی پڑھے اور جو شخص قرارت نہ کرے تعوذ بھی نہ پڑھے اور تکبیرات عیدین کے بعد تعوذ پڑھے اور بعد اوسکے
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کہے اور فاتحہ اور سورت کے بیچ میں نہ پڑھے اور ثنا اور تعوذ اور تسمیہ آہستہ کہے اور امام شافعی کے
نزدیک تسمیہ کو بلند پڑھے اور بہت سی حدیثیں صحیح وارد ہوئی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین قرارت
کو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ سے شروع کرتے تھے ف تو اس سے معلوم ہوا کہ ثنا اور تعوذ اور تسمیہ آہستہ پڑھتے ہونگے
اور صاحب ہدایہ نے لکھا ہے سبب قول ابن مسعود کے چار ہیں کہ آہستہ کہے اونکو امام اور ذکر کیا اونمین تعوذ اور تسمیہ اور آمین کو روایت کیا
اوسکو ابن ابی شیبہ نے ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے اور روایت کی ابی وائل سے انہوں نے عبداللہ سے کہ وہ تھے آہستہ کہتے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کو
اور صحیح ابن خزیمہ اور ابن حبان اور نسائی میں ہے نعیم مجمر سے کہ نماز پڑھی میں نے پیچھے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے سو پڑھی انہوں نے
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پھر پڑھی فاتحہ یہانتک کہ پہونچے وَلَا الضَّآلِّیْنَ تک پھر کہی آمین پھر سلام پھیر کے کہا قسم ہے
اوس ذات کی جسکے قبضے میں میری جان ہے تحقیق کہ میری نماز مشابہ تر ہے ساتھ نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہا ابن خزیمہ
نے نہیں شک ہے اوسکی صحت میں اہل معرفت کے نزدیک اور یہ حدیث مستلزم جہر کو نہیں بلکہ جائز ہے سننا نعیم کا باوجود آہستہ
پڑھنے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے کیونکہ جب تک مبالغہ نہ کرے اخفا میں تب تک سنائی دیتا ہے خصوصًا پاس والے مقتدی
کو اور صحیح ہے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جہر کرتے بسم اللہ کا کہا حاکم نے صحیح ہے بغیر علت
کے اور صحیح کیا اوسکو دارقطنی نے اور کہا ترمذی نے نہیں ہے اسناد اوسکی قوی اور ضعیف کیا اوسکو اکثر محدثین نے
اور کہا بعض حفاظ نے نہیں ہے کوئی حدیث صحیح جہر میں مگر اوسکی اسناد میں گفتگو ہے اور اسی سبب سے صاحب مسانید اربعہ اور
امام احمد نے احادیث جہریہ کو اخراج نہیں کیا باوجود اشتمال اونکے کے احادیث ضعیفہ پر کہا امام العلامۃ المحققین شیخ تقی الدین
ابن تیمیہ نے اور روایت کی ہمنے دارقطنی سے کہ نہیں صحیح ہوئی حضرت ﷺ سے جہر میں کوئی حدیث اور مروی ہے دارقطنی سے

کہ تصنیف کی اونسے ایک کتاب مصر مین بیچ جہر بسم اللہ کے اور ارادہ کیا بعض مالکیہ نے کہ جدا کرین اوس سے صحیح ضعیف سے کہا
کہ نہین صحیح ہوئی جہر مین کوئی حدیث اور کہا حازمی نے کہ احادیث جہر کی اگرچہ بکثرت ماثور ہین لیکن کوئی حدیث خالی ضعف سے نہین اور
روایت کی امام طحاوی نے جہر کو قرات اعراب کی اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نہین جہر کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
بسم اللہ کا یہان تک کہ وفات کی اور یہ معارض ہے اوس حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ کے جو جہر مین گذری تو وہ محمول ہے اوس پر کہ واقع ہوے
اوسکے کبھی کبھی اور صریح موجب حمل ہے اور روایت مسلم کی انس رضی اللہ عنہ سے ہے کہ نماز پڑھی مینے پیچھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر و عمر
اور عثمان رضی اللہ عنہم اجمعین کے پس سنا مینے کسیکو ان مین سے کہ پڑھتا ہو بسم اللہ الرحمن الرحیم اور اس سے مراد نفی قرات نہین ہے بلکہ نفی جہر
بلکہ سری روایت کے کہ نہین جہر کرتے تھے ساتھ بسم اللہ الرحمن الرحیم کے روایت کیا اسکو احمد و ترمذی نے ساتھ اسناد صحیح کے
اور بھی روایت ہے اونھین سے کہ نماز پڑھی مینے پیچھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے پس سب لوگ اخفا کرتے تھے
بسم اللہ کا روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور ایک لفظ مین ہے کہ سر کرتے تھے ساتھ بسم اللہ کے اور روایت کیا طبرانی نے انس رضی اللہ عنہ سے
کہ تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سر کرتے تھے ساتھ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کے اور ابو بکر اور عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم اور جتنے
تابعین تھے اور یہی مذہب ہے سفیان ثوری اور ابن المبارک کا اور کہا ابن عبد البر اور ابن منذر نے کہ یہی ہے قول ابن مسعود اور
ابن الزبیر اور عمار بن یاسر اور عبد اللہ بن مغفل اور حاکم اور حسن بن ابی الحسن اور شعبی اور نخعی اور اوزاعی اور عبد اللہ بن المبارک اور
قتادہ اور عمر بن عبد العزیز اور اعمش اور زہری اور مجاہد اور حماد اور ابی عبید اور احمد بن اسحق کا اور روایت کی امام ابو حنیفہ نے طریف بن
شہاب ابی سفیان سعدی سے اونھون نے یزید بن عبد اللہ بن مغفل سے اونھون نے اپنے باپ سے تحقیق کہ اونھون نے نماز پڑھی پیچھے امام کے سو جہر کیا اوسنے
بسم اللہ کا سو کہا عبد اللہ بن مغفل نے کہ نماز پڑھی مینے پیچھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر اور عمر اور عثمان اور علی رضی اللہ عنہم کے سو کسیکو مینے
جہر کرتے نہین سنا اور کہا اونھون نے اپنے بیٹے سے اے بنی محدث یعنی جہر کرنا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کا محدث اور بدعت ہے اور بعض نسخے مین ہے
کہ فاتحہ و سورت پڑھے **ف** اور فاتحہ پڑھنا ہمارے مذہب مین رکن نماز یعنی فرض نہین اور اسیطرح سورت اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے
نزدیک فاتحہ فرض ہے سوا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دونون فرض ہین دلیل امام مالک کی یہ قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طویل آخر حدیث تک کہ
نہین ہے نماز مگر ساتھ الحمد کے اور ایک سورت کے کہا شیخ ابن الہمام نے روایت کیا اوسکو ترمذی نے ابو سعید رضی اللہ عنہ سے اور روایت کیا اوسکو
ابن ماجہ نے اور اختصار کیا اوسپر لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ آخر تک اور سکوت کیا اوس سے ترمذی نے اور وہ ضعیف ہے ساتھ ابو سفیان سعدی
طریف بن شہاب کے اور اسی سے روایت کی ابو حنیفہ نے مسند مین اور نقل کی گئی ابن معین اور نسائی سے تضعیف اوسکی اور تلیین کی اوسکی
ابن عدی نے اور کہا کہ روایت کی اوس سے ثقات نے لیکن وہ لاتا ہے متنون مین ایسی چیز کہ نہین لاتا کوئی اوسکو سوا اوسکے اور اسانید اوسکی
مستقیم ہین اور روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے اور روایت کیا اوسکو طبرانی نے ابی نضرہ سے کہ نہین ہے نماز مگر ساتھ ام القرآن یعنی فاتحہ کے
اور ساتھ اوسکے بغیر اور سورت کے اور اسناد مین اوسکی اسمٰعیل بن عیاش ضعیف ہے اور توثیق کیا اوسکی ابن معین نے اور ہماری مؤید ہے وہ جو
روایت ہے معجم اوسط مین طبرانی کی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ حکم کیا مجکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ منادی کرون مین مدینے مین کہ نہین ہے
نماز مگر ساتھ قرات کے اگرچہ فاتحہ ہو اور روایت کیا اوسکو ابو حنیفہ نے اور حارث نے مسند مین اور ابن عدی نے لیکن ابو حنیفہ کے
طریق مین ضعف ہے اور طبرانی کی اسناد مین حجاج بن ارطاة ضعیف ہے اور دلیل ہماری قول اللہ تعالی کا ہے کہ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ

طریف بن شہاب
اسمٰعیل بن عیاش
حجاج بن ارطاة

یعنی پڑھو جو آسان ہو قرآن مین سے اور یہ خبر واحد ہی اور خبر واحد سے زیادتی کلام اللہ پر نہین جائز ہی مگر وجوب العمل ہی تو کہا ہمنے ساتھ وجوب فاتحہ اور سورت کے اور دلیل امام شافعی کی یہ ہی جو روایت کی بخاری و مسلم نے لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ یعنی نہین ہی نماز مگر ساتھ فاتحۃ الکتاب کے اور تقدیر اوسکی یہ کی ہی کہ نہین ہی کمال نماز کا مگر فاتحۃ الکتاب سے جیسے دوسری حدیث مین فرمایا لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَّا اَمَانَۃَ لَہٗ وَلَا دِیْنَ لِمَنْ لَّا عَہْدَ لَہٗ یعنی نہین ہی ایمان اوس شخص کا جسکو امانت نہین اور نہین دین ہی اوسکا جسکا عہد سالم نہین تو مراد اس سے نفی ایمان و دین بالکلیہ نہین ہی بلکہ کمال ایمان اور دین مین یہ چیزین باعث خلل کی ہین وَاللّٰہُ اَعْلَمُ فقط

ص اور بعد وَلَا الضَّالِّیْنَ کے آہستہ آہستہ سے آمین کہے اور مقتدی بھی جہری نماز مین آہستہ سے آمین کہے ف اور دلیل اوسکی وہی ہی جو اوپر حدیث ابن مسعود کی ذکر کی اور روایت کی احمد اور ابو یعلی اور طبرانی اور دارقطنی اور حاکم نے مستدرک مین شعبہ سے انھون نے سلمہ بن کہیل سے انھون نے حجر عنبس سے انھون نے علقمہ بن وائل سے انھون نے اپنے باپ سے کہ نماز پڑھی انھون نے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو جب پہنچے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ۝ پر کہی آمین آہستہ سے اور روایت کیا اوسکو ابو داؤد اور ترمذی وغیرہما نے سفیان سے انھون نے سلمہ بن کہیل سے انھون نے حجر بن عنبس سے انھون نے وائل بن حجر سے اور اوسمین ہی کہ بلند کیا انھون نے آواز اپنی کو ساتھ آمین کے تو مخالفت کی اسمین سفیان نے شعبہ کی کئی طرح پر اول یہ کہ پہلی روایت مین حجر عنبس ہی اور اسمین حجر بن عنبس اور اسمین علقمہ مذکور نہین اور کہا ترمذی نے علل کبیر مین کہ پوچھا مینے بخاری سے کہ کیا علقمہ نے سنا ہی اپنے باپ سے تو کہا بخاری نے کہ پیدا ہوا علقمہ بعد مرنے اپنے باپ کے چھہ مہینے بعد اور انقطاع مسلم نہین کیونکہ روایت کی مسلم نے علقمہ کی روایت کہ اپنے باپ سے کہا شیخ ابن الہمام نے اور ترجیح دی دارقطنی نے روایت سفیان کو اور بیہقی وغیرہ نے بھی اس حدیث کو شعبہ سے بمضمون رفع روایت کیا ہی اور اسی سبب سے صاحب ہدایہ نے اس حدیث سے عدول کر کے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے قول کی طرف رجوع کیا اور مؤید رفع کی ہی جو ابن ماجہ مین ہی کہ تھے علیہ السلام جب آمین کہتے تھے گونج جاتی تھی مسجد اور یہ مین کہتا ہون کہ معارض ہی اس حدیث کی بعینہ وہ جو روایت کی ابن ابی شیبہ نے اس اسناد سے حدثنا وکیع ثنا سُفْیَانُ عَنْ سَلَمَۃَ بْنِ کُھَیْلٍ عَنْ حُجْرِ بْنِ عَنْبَسٍ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَرَأَ وَلَا الضَّآلِّیْنَ فَقَالَ اٰمِیْنَ وَخَفَضَ بِھَا صَوْتَہٗ یعنی کہی آمین اور آہستہ کی اور یہ بعینہ وہی اسناد ہی جسمین رفع صوت بآمین مذکور ہی تو دو حدیثین مخالف ہوئین اوس ایک حدیث کی تو صحیح یہی ہوگا کہ آہستہ سے آمین کہے

ص بعد اوسکے تکبیر کہے اور رکوع کرے جھککے اور دونون ہاتھ رکوع مین دونون زانو پر رکھے اور انگلیون کو کشادہ رکھے ف کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے انس کے بیچ حدیث طویل کے اور آخر اوسکا یہ ہی کہ اے بیٹے میرے جب تو رکوع کرے سو رکھہ کفون اپنے کو اوپر دونون زانو اپنے کے اور کشادہ رکھ انگلیون کو اور اوٹھائے رکھہ دونون ہاتھ کو دونون پہلو سے روایت کیا اسکو طبرانی نے معجم اوسط مین اور تطبیق یدین کی منسوخ ہی اور وہ یہ ہی کہ دونون ہاتھون کو ملا کے دونون ران مین رکھ لے بدلیل اسکے جو مروی ہی صحیحین مین مصعب بن سعد بن ابی وقاص سے کہ کہا نماز پڑھی مینے اپنے باپ کے ساتھ تو تطبیق کی مینے سو کہا میرے باپ نے کہ ہم اسکو پہلے ہم کرتے تھے ایسا پھر منع کیے گئے اور حکم ہوا کہ رکھین دونون ہاتھون کو اوپر زانوون کے

ص اور پیٹھہ کو برابر کرے اور سر کو بھی پیٹھہ کے برابر رکھے ف کیونکہ روایت کی ابن ماجہ نے وابصہ بن معبد سے کہا کہ دیکھا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ

نماز پڑھتے تھے سو جب رکوع کرتے تھے برابر رکھتے تھے پیٹھ کو یہاں تک کہ اگر ڈالا جاتا اوس پر پانی البتہ ٹھہر جاتا اور روایت
کی ابو العباس محمد بن اسحٰق سراج نے اپنے مسند میں براء سے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رکوع کرتے پھیلاتے پیٹھ اپنی کو اور جب
سجدہ کرتے تو سیدھا کرتے انگلیوں کو طرف قبلہ کے اور روایت کی طبرانی نے ابن عباس اور ابی برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے مثل حدیث
وابصہ کے اور سر کو بھی پیٹھ کے برابر کرنے کی دلیل آپکے جو روایت کی ترمذی نے حدیث ابی حمید کہ نہ جھکاتے سر اپنے کو اور نہ اوٹھاتے
اوسکو اور ایسا ہی روایت کیا اوسکو ابن حبان نے اور اخراج کیا مسلم نے حدیث طویل میں عائشہ سے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
جب رکوع کرتے تھے سر نہ اوٹھاتے تھے اور نہ جھکاتے تھے ص اور تین مرتبہ یا زیادہ سبحان ربی العظیم کہے اور اس سے کم نہ کرے ف
کیونکہ روایت کی ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ جب رکوع کرے کوئی تم میں سے تو کہے تین بار سبحان
ربی العظیم اور یہ ادنی درجہ اوسکا ہے اور جب سجدہ کرے تو کہے سبحان ربی الاعلیٰ تین بار اور یہ ادنی درجہ اوسکا ہے اور یہ حدیث
منقطع ہے کیونکہ عون نے نہیں پایا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو ص بعد اوسکے سمع اللہ لمن حمدہ کہتا ہوا سر کو اوٹھاوے اور امام
فقط یہی کلمہ کہے اور مقتدی فقط ربنا لک الحمد کہے اور جو اکیلا ہو وہ دونوں کو کہے ف اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک امام سمع اللہ لمن حمدہ
فقط کہے اور ربنا لک الحمد نہ کہے اور صاحبین کے نزدیک دونوں کہے اور ربنا لک الحمد آہستہ کہے کیونکہ روایت کی ابو ہریرہ نے کہ تھے آنحضرت
جب کھڑے ہوتے تھے طرف نماز کے تکبیر کہتے تھے یہاں تک کہ کھڑے ہوتے تھے پھر کہتے تھے سمع اللہ لمن حمدہ جس وقت اوٹھاتے تھے
سر رکوع سے پھر کہتے تھے اور وہ کھڑے ہی ہوتے تھے ربنا لک الحمد آخر حدیث تک اور امام ابو حنیفہ کی دلیل صاحب ہدایہ نے یوں بیان
کی ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کہے امام سمع اللہ لمن حمدہ کہو ربنا لک الحمد اور خطاب سے مقتدیوں کے
اور یہ رد ہوا اوس مذہب پر کہ مقتدی بھی دونوں کلمے کہے اور یہی قول ہے امام شافعی صاحب کا ص تو جب سیدھا کھڑا ہو تو تکبیر کہے
اور سجدے میں جاوے ف اور تکبیر تو اسواسطے کہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر کہتے تھے وقت جھکنے اور اوٹھنے کے اور لیکن
سیدھا کھڑا ہونا تو فرض نہیں ہے اور اسی طرح دونوں سجدے کے بیچ میں جلسہ کرنا اور ٹھہرنا رکوع و سجود میں اور یہ قول طرفین کا ہے اور
ابو یوسف کا مذہب یہ ہے کہ یہ چیزیں فرض ہیں اور وہی ہے قول امام شافعی کا اور دلیل اونکی یہ ہے کہ فرمایا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
واسطے اعرابی کے جب اوس نے جلدی کی تھی نماز میں کہ پڑھ نماز تحقیق کہ تو نے نہیں پڑھی نماز تو معلوم ہوا کہ تعدیل ارکان فرض ہے اور
طرفین کی دلیل یہ ہے کہ رکوع لغت میں مطلق جھکنے کا اور سجدہ پشت خم ہونے کا نام ہے تو فرضیت ساتھ ادنی درجے کے بھی ادا ہو جاویگی
اور اسی طرح ایک رکن سے دوسرے رکن کو جانے میں اگر جلدی ہوگی کیونکہ وہ مقصود نہیں اور دوسری یہ کہ اور روایت میں آنحضرت
نے اوس اعرابی سے ارشاد فرمایا کہ جو تو نے کم کیا اس سے جو بیان کیا میں نے تو تو نے کم کیا اپنی نماز سے روایت کیا اس زیادت کو ابو داؤد
ترمذی اور نسائی نے ابو داؤد نے تو ابو ہریرہ سے اور ترمذی نے رفاعہ بن رافع سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کر چکا تو یہ تو تمام ہو لی
نماز تیری اور اگر تو نے اوس میں سے کم کیا تو کم کیا تو نے اپنی نماز سے اور کہا یہ حدیث حسن ہے اور موید ہے اسکی وہ جو روایت کی اصحاب سنن
اربعہ و دارقطنی و بیہقی نے ابن مسعود سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جائز ہوتی ہے وہ نماز کہ نہ قائم ہو اوس میں پیٹھ مصلی کی رکوع اور سجود
میں اور ایسے نمازی کو آپ نے دوسری حدیث میں چور ارشاد فرمایا تو حتی المقدور لازم ہے کہ اس امر سے احتراز کرے کہ مورد وعید شدید ہو سو
اور با طمینان ٹھہر ٹھہر کے نماز خضوع و خشوع سے پڑھے ص پہلے دونوں زانوں زمین پر رکھے پھر دونوں ہاتھ پھر دونوں کانوں کے

بعد اوسکے منہ کو دو کف کے بیچ مین ف کیونکہ روایت ہی مسند ابو یعلی مین ابی اسحٰق سے کہا کہ وصف کیا واسطے ہمارے
براء بن عازب نے سجدے کو پس سجدہ کیا اور اعتماد کیا اوپر دونون کف کے اور اوٹھایا سرین کو اور کہا کہ اسی طرح کرتے تھے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم اور نووی نے یہ حدیث صاحب ہدایہ نے وائل سے نقل کی ہی پائی نہین گئی اور کہا شیخ ابن الہمام نے کہ ونہ من حدیث وائل
غریب یعنی ہونا اوسکا حدیث وائل سے غریب ہی اور صحیح مسلم مین ہی حدیث وائل سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سجدہ
کیا رکھا منہ اپنا دونون کف کے بیچ مین اور جب ایسا ہوا تو ہاتھ مقابل کان کے ہونگے تو اب معارض ہوگا اوسکے جو صحیح بخاری
مین ہی حدیث ابی حمید سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھے دونون کف برابر کاندھون کے اور اس مقام مین روایت مسلم کی مقدم ہی بخاری
پر اسوجہ سے کہ سند بخاری مین فلیح بن سلیمان اگرچہ راجح یہی ہی کہ وہ ثقہ ہی لیکن کلام کیا گیا ہی اوسمین ضعیف کیا اوسکو نسائی اور ابن
معین اور ابو حاتم اور ابو داؤد اور یحیی القطان اور ساجی نے اور روایت کی اسحٰق بن راہویہ نے مسند مین اخبرنا الثوری
عن عاصم بن کلیب عن ابیہ عن وائل بن حجر اس اسناد سے کہ دیکھا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ رکھے دونون ہاتھ
مقابل کانون کے اور یہ اسناد صحیح ہی اور روایت کی عبد الرزاق نے مصنف مین اخبرنا الثوری اوسی اسناد سے اور لفظ
اوسکا یہ ہی کانت یداہ حیال اذنیہ اور تھے ہاتھ آپکے مقابل کانون کے اور روایت کی طحاوی نے حفص بن غیاث سے انھون
نے حجاج سے انھون نے ابی اسحٰق سے کہا کہ پوچھا مین نے براء بن عازب سے کہ کسجا رکھتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیشانی اپنی سجدے مین جب نماز
پڑھتے تھے کہا کہ درمیان دونون کف کے واللہ اعلم اور سجدہ کرے ناک اور پیشانی دونون پر کیونکہ روایت کی ابو داؤد و نسائی نے
اور عبارت اونھین کی ہی اور ترمذی نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ کرتے تھے جماتے تھے ناک اور پیشانی اپنی کو اور الگ رکھتے تھے
دونون ہاتھون کو دونون پہلو سے اور رکھتے تھے کف کو برابر کاندھون کے اور روایت ابو یعلی مین ہی ابو حمید سے کہ پھر سجدہ کیا آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے سو جمایا ناک کو اور پیشانی کو زمین پر اور اگر ایک پر اقتصار کیا امام صاحب کے نزدیک جائز ہی اور صاحبین کے نزدیک نہین جائز ہی مگر عذر
سے اور یہی روایت ہی امام ابو حنیفہ سے کیونکہ روایت کی صحاح ستہ والون نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
حکم کیا گیا ہون کہ سجدہ کرون سات اعضا پر پیشانی اور دونون ہاتھ اور دونون زانو اور کنارے قدمون کے اور روایت کی مانند اسکے بزار نے اور روایت
کی گئی سعد اور ابن عباس اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم وغیرہم سے یہ حدیث اور رکھنا دونون ہاتھون اور زانون کا سنت ہی نزدیک ہمارے اور زفر کے لیکن
رکھنا قدمون کا سو کہا ہی قدوری مین کہ وہ فرض ہی سجدے مین کذا فی الہدایۃ ص اور اونگلیاں ملی ہوئی رکھے اور دونون بازو کو
پیٹ سے جدا رکھے اور پیٹ کو رانون سے اور اونگلیاں دونون پیر کی قبلے کی طرف کرے اور تین بار سبحان ربی الاعلی کہے یا زیادہ اور اگر
پگڑی کے پیچ پر یا فاضل کپڑے پر یا اوس چیز پر جسکا حجم ہی سجدہ کیا اگر پیشانی قرار پکڑتی ہو تو جائز ہی ورنہ درست نہین ف کیونکہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کرتے تھے اوپر پیچ عمامے کے روایت کی ابو نعیم نے حدیث ابن عباس سے حلیہ مین بیچ ذکر ترجمہ ابراہیم بن
ادہم رحمۃ اللہ علیہ کے حدثنا ابو یعلی الحسین بن محمد الزبیری حدثنا ابو الحسن عبد اللہ بن موسی الحافظ
الصوفی البغدادی ثنا لاحق بن حسین ثنا الحسن بن علی الدمشقی ثنا محمد بن فیروز المصری
ثنا بقیۃ بن الولید ثنا ابراہیم بن ادہم عن ابیہ ادہم بن منصور العجلی عن سعید بن جبیر
عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یسجد علی کور عمامتہ یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

سجدہ کرتے تھے اوپر کور عمامے کے یعنی پیچ عمامے کے اور ابراہیم بن ادہم بڑے زاہد عالم مشہور تھے ہیں قال النسائی ثقۃ
مامون احد الزہاد قال البخاری مات سنۃ اثنتین وستین ومائۃ کہا نسائی نے ثقہ مامون ہے ایک زاہدوں
میں سے کہا بخاری نے مرے سنہ ۱۶۲ ایک سو باسٹھ ہجری میں اور روایت کی طبرانی نے اوسط میں عبد اللہ بن ابی اوفی سے کہا کہ دیکھا میں نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ سجدہ کرتے تھے اوپر پیچ عمامے کے اور روایت کیا اوسکو ابن عدی نے کامل میں حدیث عمرو بن شمر سے
انھوں نے جابر جعفی سے اونھوں نے عبد الرحمن بن سابط سے انھوں نے جابر سے کہا کہ دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ سجدہ کرتے تھے
اوپر پیچ عمامے کے اور ضعیف ہے عمرو بن شمر اور جابر جعفی کذاب شاعر ہے کہا شیخ ابن حجر عسقلانی نے شیعی کذاب یعنی اونسی
غالی کذاب ہے اور کہا ترمذی نے ضعیف جداً یعنی ضعیف ہے نہایت اور کہا بعضوں نے متروک الحدیث یعنی ترک کر دی گئی ہے حدیث
اوسکی اور روایت کیا ہے اوسکو حافظ ابو القاسم تمام بن محمد رازی نے فوائد میں حدثنا ابراہیم بن عبد الرحمن ثنا ابو بکر
احمد بن عبد الرحمن بن ابی حصین الطرطوسی ثنا کثیر بن عبید ثنا سوید بن عبد العزیز
عن عمر عن نافع عن ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یسجد علی کور العمامۃ کہ تھے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کرتے اوپر پیچ عمامے کے اور اخراج کیا اوسکا بیہقی نے سنن میں ہشام سے انھوں نے حسن سے کہا کہ تھے
اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سجدہ کرتے تھے اور ہاتھ اونکے اونکے کپڑوں میں تھے اور کرتا تھا سجدہ ہر آدمی اوپر پیچ عمامے کے
اور ذکر کیا اوسکو بخاری نے صحیح میں تعلیقاً اور کہا کہ کہا حسن نے تھی قوم سجدہ کرتی اوپر عمامے اور ٹوپی کے اور دونوں ہاتھ اونکے آستینوں
میں ہوتے تھے اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے ثنا شریک عن حسین بن عبد اللہ عن عکرمۃ عن ابن عباس ان
النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلی فی ثوب واحد یتقی بفضوله حر الارض وبردها یعنی تحقیق نبی
صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے نماز بیچ ایک کپڑے کے بچاتے تھے اوسکے فضول سے گرمی کو زمین کی اور سردی کو اوسکی اور اسی حدیث
کو صاحب ہدایہ نے ذکر کیا ہے اور روایت کیا اوسکو احمد اور اسحٰق بن راہویہ اور ابو یعلیٰ اور طبرانی اور ابن عدی نے کامل میں اور
ضعیف کیا اوسکو حسین بن عبد اللہ کے سبب سے اور دوسرا یہ کہ شریک اوسکی اسناد میں قاضی کوفے کا ضعیف ہے کہا ترمذی نے
وشریک کثیر الغلط یعنی شریک بہت غلطی کرتا ہے اور توثیق کی اوسکی بہت لوگوں نے اور اوسکے معنی میں ہے وہ روایت کی
چھ عالموں نے انس سے کہ تھے ہم نماز پڑھتے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شدت گرمی میں اور جب نہ طاقت رکھتا تھا کوئی ہم میں
کہ رکھیں موند اپنا اوپر زمین کے بچھاتا تھا کپڑا اپنا زمین پر اور اوسی پر سجدہ کرتا تھا اور سجدہ میں چاہیے کہ اپنے دونوں بازوؤں کو ظاہر کرے
کیونکہ حدیث میں آیا ہے بروایت ابن حبان مرفوعاً وجاف عن ضبعیک اور کشادہ رکھ دونوں بازو اپنے اور روایت کی عبد الرزاق
نے ابن عمر سے کہا کہ خبر دی ہمکو سفیان نے انھوں نے آدم بن علی بکری سے کہا کہ دیکھا مجھکو ابن عمر نے اور میں نماز پڑھتا تھا اور ہاتھ کو اپنے زمین
پر لگاتا تھا سو کہا کہ اے میرے بیٹے بھائی کے نہ بیٹھ جانور کی طرح بچھا اور اعتماد کر اپنے دونوں کف پر اور ظاہر کر اپنے دونوں بغل کو کیونکہ جب
تو کریگا سجدہ کریگا ہر عضو تیرا اور چاہئے کہ پیٹ کو دونوں رانوں سے جدا رکھے کہ حدیث میں آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کشادہ رکھتے تھے
ہاتھ یہاں تک کہ اگر بکری کا بچہ چاہتا تو اونمیں سے نکل جاتا روایت کیا اوسکو مسلم اور حاکم اور طبرانی وغیرہم نے اور جب صف میں ہو تو چاہیے کہ اپنا
ہاتھ کو کشادہ نہ کرے کہ پاس والے کو اذیت ہوگی اور سر انگلیوں کا طرف قبلے کے کرے کیونکہ روایت کی بخاری نے حدیث ابی حمید کہ موں میں

واسطے نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جب سجدہ کرتے تھے نہ بہت اونگلیون کو پھیلاتے تھے اور نہ بہت تنگ کرتے تھے بلکہ اوسط درجے مین رکھتے تھے اور منہ کرتے تھے اونگلیون کا طرف قبلے کے اور ہدایہ مین ہے کہ فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب سجدہ کرتا ہے مومن سجدہ کرتا ہے ہر عضو اوس کا پس چاہیے کہ مونہ کرے اپنے عضا کا طرف قبلے کے حتی المقدور اور اس حدیث پر اطلاع مین مطلع نہین ہوا اور تسبیح جو رکوع و سجود مین کہی جاتی ہے اگر تین سے زیادہ کہے تو لازم ہے کہ طاق کہے مثلا پانچ یا سات یا نو اسی طرح کیونکہ حدیث مین آیا ہے کَانَ یَخْتِمُ بِالْوِتْرِ یعنی ختم کرتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تسبیح کو ساتھ وتر کے کہا صاحب فتح القدیر نے غریب ہے وَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ اَعْلَمُ یعنی یہ حدیث غریب ہے اور اللہ سبحانہ جانتا ہے ص اگر آدمیون کے ہجوم کے سبب ایک شخص نے دوسرے کی پیٹھ پر سجدہ کیا اگر وہ بھی وہی نماز پڑھتا ہے تو درست ہے اور اگر نماز نہین پڑھتا یا پڑھتا ہے مگر وہ نماز جو سجدہ کرنے والا پڑھتا ہے نہین پڑھتا تو سجدہ اوسکا درست نہووےگا اور عورت پیٹ کو رانون سے ملائے اور بعد سجدے کے پھر سر اوٹھاوے اور تکبیر کہے اور اطمینان سے بیٹھے اور پھر تکبیر کہے اور سجدہ کرے ٹھہر کے ف کیونکہ حضرت نے حدیث اعرابی مین ارشاد فرمایا پھر اوٹھا سر اپنا یہان تک کہ بیٹھے تو سیدھا اور اگر سیدھا نہ بیٹھا اور دوسرا سجدہ کر لیا امام ابو حنیفہ کے نزدیک جائز ہوگا اور محمد رحمہ کے نزدیک اندازہ رفع مین اختلاف کیا ہے اور صحیح یہ ہے کہ اگر سجدے کی طرف قریب ہووےگا نہین جائز ہوگا کیونکہ وہ شمار سجدے مین ہے اور اگر بیٹھنے کی طرف قریب ہے جائز ہوگا اسواسطے کہ وہ شمار کیا جاوےگا جلسہ ص اور پھر تکبیر کہے اور اوٹھاوے سر پھر ہاتھ پھر زانو اور سیدھا کھڑا ہووے بغیر تکیے کے اور دونون سجدے سے سر اوٹھا کے پھر زمین پر نہ بیٹھے بلکہ فورا کھڑا ہو جاوے اور امام شافعی کے نزدیک بیٹھے اور اوس کو جلسہ استراحت کہتے ہین ف اور دلیل امام شافعی کی وہ ہے جو روایت ہے مالک بن الحویرث سے کہ انھون نے دیکھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بیچ نماز کے کہ جب اوٹھتے تھے دونون سجدے سے نہین اوٹھتے تھے جب تک بیٹھ نہ جاتے تھے سیدھے اور جواب اسکا یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حال ضعیفی مین تھا اور الا نماز موضوع استراحت کے واسطے نہین اور دلیل اوس پر یہ ہے جو روایت کی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ جب اوٹھتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز مین اوٹھتے تھے اوپر کنارے قدمون کے اخراج کیا اسکا ترمذی نے خالد بن ایاس سے انھون نے صالح مولی توامہ سے انھون نے ابی ہریرہ سے اور کہا ترمذی نے اسی پر ہے عمل اکثر اہل علم کا اور خالد بن ایاس کا اور کہا جاتا ہے ابن ایاس ضعیف ہے نزدیک محدثین کے اور اس سبب سے ضعیف کیا اوسکو ابن عدی نے لیکن کہا کہ لکھی جاویگی حدیث اوسکی باوجود ضعف اوسکے کہا یحیی القطان نے اور جس سے تعلیل کی ہے خالد مین موجود ہے صالح مین اور وہ اختلاط ہے تو کچھ وجہ تخصیص خالد کی نہین اور قول ترمذی کا کہ اسپر عمل ہے اہل علم کا مقتضی ہے اوسکی قوت اصل کو اگرچہ خاص طریق ضعیف ہوا اور اخراج کیا ابن ابی شیبہ نے ابن مسعود سے کہ وہ اوٹھتے تھے نماز مین اوپر کنارے قدمون کے اور نہین بیٹھتے تھے اور مانند اسکے حضرت علی رض سے اور اسیطرح ابن عمر اور ابن الزبیر اور عمر رض سے اور روایت کی شعبی سے کہ تھے عمر اور علی اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوٹھتے تھے نماز مین اوپر کنارے قدمون کے اور روایت کی نعمان بن ابی عیاش سے کہ پایا مینے بہت لوگون کو اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تو جب کوئی سر اوٹھاتا تھا سجدہ ثانیہ مین پہلی رکعت یا دوسری رکعت مین تو اوٹھتا تھا جیسا وہ ہوتا تھا یعنی پھر بیٹھتا نہ تھا اور اخراج کیا اسکا بیہقی نے عبد الرحمن بن یزید سے کہ انھون نے دیکھا ابن مسعود کو مثل اسکے جو گذرا اور روایت کیا اس عمل کو عبد الرزاق نے ابن مسعود سے اور ابن عباس اور ابن عمر سے تو جب اتنے صحابہ کثیر سے یہ عمل مروی ہوا کہ سب اوٹھتے تھے اوپر کنارے قدمون کے اور نہین بیٹھتے تھے تو عمل اوسپر واجب ہوگا ص اور دوسری رکعت بھی اسیطرح ہے مگر تعوذ

اور ثنا اوسمیں پڑہے اور ہاتھ کبھی نہ اوٹھاوے ف یعنی ہاتھ نہ اوٹھاوے مگر تکبیر اولیٰ میں اور تکبیر اولیٰ تو پہلی ہی رکعت میں
ہوتی ہی بخلاف امام شافعی کے کہ اونکے نزدیک ہاتھ اوٹھانا وقت رکوع کے اور رکوع سے قیام کے وقت سنت ہی اور ہمارے
اماموں کے نزدیک رفع مسنون نہیں ہی اور اس مسئلہ میں بہت تفصیل ہی سب بیان نہیں کر سکتا والا کتاب لمبی ہو جاویگی کچھ بطور اختصار کے
موافق تحریر صاحب فتح القدیر کے بیان کیا جاتا ہی اول تو روایت کی طبرانی نے ابن ابی لیلیٰ سے انھوں نے حکم سے انھوں نے مقسم سے
انھوں نے ابن عباس سے انھوں نے حضرت علیہ السلام سے کہ نہیں اوٹھائے جاوین ہاتھ مگر سات جگہ میں جس وقت کہ شروع کرے نماز اور
جس وقت داخل ہو مسجد حرام میں سو نظر کرے طرف خانہ کعبہ کے اور جس وقت کھڑا ہو مروہ پر اور جس وقت کھڑا ہو ساتھ آدمیوں کے عرفات
کو اور مزدلفہ میں اور دو مقاموں میں جس وقت رمی کرے جمرہ کی اور ذکر کیا اوسکو بخاری نے معلقاً کتاب مفرد میں بیان رفع یدین میں اور کہا
نے ابن ابی لیلیٰ سے روایت کی حکم سے انھوں نے مقسم سے انھوں نے ابن عباس سے انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ نہ اوٹھائے جاوین
ہاتھ مگر سات جگہ میں وقت شروع کرنے نماز کے اور استقبال کعبہ کے اور صفا اور مروہ پر اور عرفات میں اور مزدلفہ میں اور دو مقام میں
اور نزدیک جمرتین کے اور کہا شعبہ نے نہیں سنا حکم نے مقسم سے مگر چار چیزیں اور یہ نہیں ہی اون میں سے تو یہ مرسل ہی اور غیر محفوظ اور کہا کہ رد کیا
صحابیوں ہمارے نے مخالفت کیا اس حدیث کو ساتھ رفع کے تکبیرات عیدین میں اور تکبیر قنوت میں اور کہا شیخ تقی الدین امام نے جواب
کیا گیا اس حدیث پر کئی طریقہ سے ایک تو یہ کہ ابن ابی لیلیٰ متفرد ہوا اور متروک ہی احتجاج اوس سے اور دوسرے یہ کہ وکیع سے روایت کیا
اوسکو اوپر ابن عباس اور ابن عمر کے کہا حکیم نے اور وکیع ثبت ہی سب میں جنھوں نے روایت کیا اوسکو ابن ابی لیلیٰ سے تیسرے یہ کہ حدیث
کی بہت تابعین نے اسانید صحیحہ سے ابن عمر اور ابن عباس سے یہ کہ وہ ہاتھ اوٹھاتے تھے وقت رکوع کے اور بعد قیام کے رکوع سے اور تحقیق کہ
اسناد کیا اون دونوں نے اسکو طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چوتھے یہ کہ سب روایتوں میں لا ترفع الایدی ہی یعنی ہاتھ نہ اوٹھائے جاوینگے
اور یہ بات پر دلالت نہیں کرتا کہ سوا ان سات جگہ کے اور کہیں نہ اوٹھایا جاویگا لا ترفع الایدی الا فیها جو دلالت کرتا ہی
حصر رفع یدین پر ان ہی مواطن سبعہ میں پانچویں یہ کہ محال ہی کہ لا ترفع الایدی ہو کیونکہ احادیث صحیحہ دال ہیں اس رفع پر اور بہت سی جگہ
سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ سوا انکے میں بھی حضرت نے ہاتھ اوٹھایا مانند استسقاء وغیرہ کے یہ کلام ہی شیخ تقی الدین ابن دقیق العید کا اور
وجہ حسن یہ ہی کہ حصر مراد نہیں تو جب سوا ان سات مقام کے اور کسی جگہ رفع ثابت ہوگا عمل اوسپر کیا جاویگا اور تحقیق کہ رفع یدین
اس جگہ میں ثابت ہوا اور وہ یہ ہی جسکا اخراج کیا علمائے ستہ نے زہری سے انھوں نے سالم سے انھوں نے اپنے باپ سے عبد اللہ بن عمر سے
کہا کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کھڑے ہوتے تھے طرف نماز کے اوٹھاتے تھے دونوں ہاتھ برابر کندھوں کے پھر تکبیر کہتے سو جب
ارادہ رکوع کا کرتے پھر ہاتھ اوٹھاتے اور جب سر اوٹھاتے رکوع سے ایسا ہی کرتے اور جب سر اپنا سجدے سے اوٹھاتے تھے تب نہیں ہاتھ اوٹھاتے
تھے اور کہا شیخ ابن الہمام نے کہ جواب اوسکا معارضہ ہی ساتھ اوسکے جو روایت کیا اوسکو ترمذی اور ابوداود نے وکیع سے انھوں نے سفیان
ثوری سے انھوں نے عاصم بن کلیب سے انھوں نے عبد الرحمن بن اسود سے انھوں نے علقمہ سے کہا کہ کہا عبد اللہ بن مسعود نے کیا نہ پڑھوں میں ساتھ تمھارے
نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سو نماز پڑھی اور نہ اوٹھائے ہاتھ مگر اول بار پھر نہ اعادہ کیا کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث حسن ہی اور اخراج
کیا اوسکا نسائی نے ابن المبارک سے انھوں نے سفیان سے اور جو منقول ہی ابن المبارک سے کہا کہ نہیں ثابت ہوئی نزدیک میرے حدیث
ابن مسعود کی سو کچھ نہیں ضرر کرتا جب کہ طریقہ ثابت ہو جاوے اور رد جو بعض علما نے کہا ہی کہ عاصم بن کلیب ضعیف ہی غیر مقبول ہی کیونکہ توثیق کی اوسکی ابن معین نے

اور اخراج کیا اوس سے مسلم نے ایک حدیث اور رد جو کہا بعض لوگون نے کہ نہین سنا عبد الرحمن نے علقمہ سے باطل ہی اور ذکر کیا اوسکو ابن
حبان نے کتاب الثقات مین اور کہا کہ انتقال کیا اوسنے سنہ ننانوے ۹۹ مین اور سن اوسکا سن ہی ابراہیم نخعی کا تو کیا چیز مانع ہی سماع
اوسکے سے اور حال آنکہ اتفاق ہی سماع ابراہیم نخعی پر علقمہ سے اور تصریح کی خطیب نے کتاب المتفق والمفترق مین بیچ بیان ترجمہ عبد الرحمن
کے کہ اوسنے سنا ہی علقمہ سے اور بعضون نے جو کہا ہی کہ یہ حدیث صحیح ہی لیکن زیادت ثُمَّ لَا یَعُوْدُ کی منکر ہی نقل کیا گیا ہی یہ دارقطنی اور محمد
بن نصر مروزی سے اور ابن القطان سے کہ یہ ایک گمان ہی کہ گمان کیا انھون نے اور اسیواسطے نسبت کی اسکی بہت لوگون نے طرف وہم سفیان
ثوری کے مانند بخاری کے کتاب رفع الیدین مین اور کہا ابن ابی حاتم نے اپنے باپ سے کہا کہ یہ خطا ہی کہا جاتا ہی کہ وہم کیا اوس مین
سفیان ثوری نے اور معلوم یہ ہوتا ہی کہ جب روایت کی انھون نے چند روایتین بغیر زیادت کے گمان کیا اسکو خطا اور حال آنکہ زیادتی ثقہ
ضابط کی مقبول ہی اور خصوصاً جب کہ اوس پر متابعت بھی کیجاوے متابعت کی اوسکی ابن المبارک نے جو پہلے بیان کیا جسنے اوسکو روایت
نسائی سے اور اخراج کیا دارقطنی اور ابن عدی نے محمد بن جابر سے انھون نے حماد بن ابی سلیمان سے انھون نے ابراہیم سے انھون نے علقمہ سے
انھون نے عبد اللہ سے کہا کہ نماز پڑھی مینے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ابو بکرؓ اور عمرؓ کے سو نہ اوٹھایا انھون نے ہاتھون اپنے کو
مگر وقت شروع کرنے نماز کے اور اعتراف کیا دارقطنی نے ساتھ اس بات کے کہ صواب ابراہیم کا مرسل کرنا ہی اس حدیث کو اوپر ابن مسعود کے
اور یہ رفع بسبب ضعف محمد بن جابر کے ہی لیکن توثیق کی اوسکی ابن عدی نے اور روایت کی اوس سے اکابر محدثین نے مثل ایوب و ابن عون
و ہشام بن حسان اور ثوری اور شعبہ اور ابن عیینہ وغیرہم کے اور موید ہی صحت اس روایت کی کہ جمع ہوئے ابو حنیفہ اور اوزاعی سو کہا اوزاعی
نے کیا حال ہی تمھارا کہ نہین ہاتھ اوٹھاتے ہو تم وقت رکوع کے اور وقت قیام کے رکوع سے کہا ابو حنیفہ رح نے حَدَّثَنَا حَمَّادٌ
عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْاَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ
لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِلَّا عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ ثُمَّ لَا يَعُوْدُ بِشَيْءٍ مِّنْ ذٰلِكَ یعنی نہین اوٹھاتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم ہاتھ مگر وقت شروع کرنے نماز کے پھر نہین اعادہ کرتے تھے اسکا تو کہا اوزاعی نے کہ مین حدیث بیان کرتا ہون تمسے زہری کی
انھون نے سالم سے انھون نے اپنے باپ سے رفع یدین مین اور تم کہتے ہو کہ حَدَّثَنِيْ حَمَّادٌ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ سو کہا ابو حنیفہ نے
کہ حماد افقہ ہی زہری سے اور ابراہیم افقہ ہی سالم سے اور علقمہ نہین ہی کم فقہ مین ابن عمر سے اور اگرچہ واسطے ابن عمر کے صحبت ہی تو ان کو تو
صحبت کا ہی اور اسود کیواسطے نہایت فضل ہی اور عبد اللہ بن مسعود برابر ہین عبد اللہ بن عمر کے تو ترجیح دی امام ابو حنیفہ نے ساتھ
فقہ رواۃ کے جیسا کہ ترجیح دی اوزاعی نے ساتھ علو اسناد کے اور وہی مذہب ہی منصور نزدیک ہمارے اور روایت کی طحاوی نے پھر بیہقی
نے حدیث حسن بن عیاش سے بسند صحیح اسود سے کہا کہ دیکھا مینے عمر بن الخطابؓ کو اوٹھائے دونون ہاتھ اپنے بیچ اول تکبیر کے پھر نہ اعادہ کیا
کہا اور دیکھا مینے ابراہیم اور شعبی کو کہ کرتے تھے ایسا ہی اور معارضہ کیا اوسکا حاکم نے ساتھ روایت طاؤس بن کیسان کے ابن عمر سے
انھون نے عمرؓ سے کہ تھے وہ ہاتھ اوٹھاتے بیچ رکوع کے اور وقت اوٹھنے کے رکوع سے اور روایت کی امام طحاوی نے ابی بکر نہشلی سے
انھون نے عاصم بن کلیب سے انھون نے اپنے باپ سے کہ حضرت علیؓ نے اوٹھائے ہاتھ بیچ اول تکبیر کے پھر نہ اعادہ کیا اور رد جو روایت کی
ترمذی نے حضرت علیؓ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھے جب قائم کرتے نماز کو اوٹھاتے تھے دونون ہاتھ برابر کندھون کے اور کرتے تھے مثل اوسکے
جب کہ ادا کر چکتے تھے قرأت کو اور رکوع کرتے تھے اور کرتے تھے ایسا ہی جب اوٹھتے تھے رکوع سے اور نہین اوٹھاتے تھے ہاتھ کسی وقت مین

جماعت جب بیٹھے ہوتے تھے اور جب کھڑے ہوتے تھے سب ہی تو ہاتھ اٹھاتے تھے اسی طرح بیان صحیح کیا اوسکو ترمذی نے تو حدیث
منسوخ ہے بسبب اتفاق کے سب رفع یدین پر وقت تحریمہ کے اور جاننا چاہیے کہ آثار صحابہ اس باب میں کثیر ہیں جیسا کہ کلام ائمہ میں ہے
حضرت علی و عمر سے اور ثابت کیا اوسکو شیخ ابن الہمام نے بوجہ حسن اور روایت کی ابو حنیفہ نے حماد سے انھوں نے ابراہیم سے کہا ذکر کیے
گئے نزدیک اونکے وائل بن حجر کہ دیکھا انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اٹھاتے تھے ہاتھ وقت رکوع اور سجود کے سو کہا
ابراہیم نے کہ اعرابی ہیں نہیں نماز پڑھی ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مثل اس صلوٰۃ کے اور کیا یاد و جانتے وائل ہی عبد اللہ سے
اور اصحاب عبد اللہ سے کیا یاد رکھا اوسنے اور نہ یاد رکھا انھوں نے اور ایک روایت میں ہے کہ حدیث بیان کی مجھ سے بہت لوگوں نے عبد اللہ سے
کہ اونہوں نے ہاتھ اٹھائے فقط وقت ابتدا صلوٰۃ کے اور بیان کیا اوسکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور عبد اللہ عالم ہیں ساتھ شرائع اسلام
کے اور حدود کے متفقد ہیں واسطے احوال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تو تمسک کرنا ساتھ قول اوسکے کے اولیٰ ہے وقت تعارض کے واللہ اعلم
اور حدیثیں اس باب میں امام شافعی کی جانب بھی بہت ہیں اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ نفس کثرت احادیث حجت نہیں ہے بلکہ نبوت ان
روایات کا حال یہ ہے کہ اس میں بہت سی حدیثیں موضوع ہیں اور ضعیف ہیں جیسا کہ بعض لوگ حدیث حاکم کو لاتے ہیں رفع میں حالانکہ وہ
بالاتفاق موضوع ہے اور طعن کیا ہے سبب اسکے اکثر محدثین نے حاکم پر اور بعضوں نے اس باب میں اس قدر افراط کیا ہے جسکا بیان نہیں ہو سکتا چنانچہ
اونہیں میں سے ایک صاحب سفر السعادت ہیں کہا کہ چار سو آثار اس باب میں مروی ہیں حالانکہ سو بھی کسی محدث نے بیان نہیں کیے بلکہ بخاری نے جو
کتاب رفع یدین میں بنائی ہے اوسمیں تو اسکے ربع بھی آثار مرقوم نہیں جیسا کہ دیکھنے سے ظاہر ہوگا اور بعض جہلا نے اس باب میں اعتقاد
اعتبار صاحب سفر السعادت کا کیا ہے کہ اگر کوئی اونکو لاکھ بار بھی سمجھاوے تو یقین ہے کہ اپنے وہم فہم ناقص سے باز آویں اور تعصب جانتے
دو منہ میں زیادہ تفصیل کی اس کتاب مختصر میں گنجایش نہیں عاقل کو ایک اشارہ کافی ہے ص اور جب دوسری رکعت کو تمام کرے
بائیں پیر کو بچھا کے اوس پر بیٹھے اور داہنے کو کھڑا کرے اور انگلیوں کو سیدھی قبلے کی طرف کرے ف صحیح مسلم میں حضرت عائشہ رض
سے مروی ہے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شروع کرتے تھے نماز کو ساتھ تکبیر کے آخر حدیث تک یہاں تک کہ کہا بچھاتے تھے بایاں پیر
اور کھڑا کرتے تھے داہنے پیر کو اور سنن نسائی میں مروی ہے ابن عمر سے انھوں نے اپنے باپ سے کہا کہ سنت ہے نماز کی یہ بات کہ کھڑا کرے داہنے قدم کو
اور کرے انگلیوں کو طرف قبلہ کے اور بیٹھے بائیں پیر پر ص اور دونوں ہاتھوں کو دونوں رانوں کے اوپر رکھے اور انگلیوں
کو قبلے کی طرف کشادہ رکھے اور امام شافعی کے نزدیک خنصر و بنصر کو باندھے اور بیچ کی انگلی اور انگوٹھے سے حلقہ کرے اور اشارہ کرے
ساتھ کلمہ الا کے اونگلی سے وقت شہادتین کے چنانچہ ہمارے علما اور ان سے بھی ایسا ہی منقول ہے ف ایسا ہی مروی ہے حدیث وائل میں کہا
شیخ ابن الہمام نے قریب ہے اور ترمذی میں ہے حدیث وائل سے کہا البتہ دیکھا میں نے طرف نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سو جب بیٹھے
واسطے تشہد کے بچھایا بائیں پیر کو اور رکھا بائیں ہاتھ کو اوپر بائیں ران کے اور کھڑا کیا داہنے پیر کو اور صحیح مسلم میں ہے کہ تھے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم جب بیٹھتے تھے نماز میں رکھتے تھے داہنی کف کو اوپر داہنی ران کے اور بند کر لیتے تھے سب انگلیوں کو اور اشارہ کرتے تھے ساتھ
اوس انگلی کے جو نزدیک ہے ابہام کے اور رکھتے تھے بائیں کف کو اوپر بائیں ران کے کہا شیخ ابن الہمام نے ولا شک ان وضع الکف
مع قبض الاصابع لا یتحقق حقیقۃ یعنی نہیں شک ہے کہ رکھنا کف کا باوجود بند کرنے انگلیوں کے نہیں ظاہر ہوتی ہے حقیقت
اوسکی یا مراد یہ ہے کہ رکھنا کف کا پھر بند کرنا انگلیوں کا وقت اشارے کے اور ایسا ہی مروی ہے امام محمد سے کیفیت اشارہ میں

اور اس مقام پر جو کبیدانی میں ہی کہ اونگلی اوٹھانا محرمات میں سے ہی محض غلط ہی اور خیر طرہ اوسپر یہ ہی کہ کا ھل الحدایت بھی لکھدیا ہی
سبحان اللہ جب ایسے لوگ محدثین کی اسنادبے ادبی کرینگے تو اونکے کلام پر کسی مسلمان کو اعتبار کرنا خلاف درایت ہوگا اور خود صاحب
فتح القدیر نے لکھا ہی وھو خلاف الدرایۃ والروایۃ اور یہ خلاف درایت اور روایت کے ہی **ص** اور تشہد پڑھے حضرت
عبداللہ بن مسعود کا اور وہ یہ ہی اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ
وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ
مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اور پہلے قعدے میں اس سے زیادہ نہ پڑھے **ف** مصنف ابن ابی شیبہ میں مروی ہی
حدثنا حُسَیْنُ بْنُ عَلِیٍّ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ الْحُرِّ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُخَیْمِرَۃَ قَالَ اَخَذَ عَلْقَمَۃُ بِیَدِیْ فَقَالَ
اَخَذَ عَبْدُ اللّٰہِ بِیَدِیْ فَقَالَ اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِیَدِیْ فَعَلَّمَنِی التَّشَھُّدَ اَلتَّحِیَّاتُ
لِلّٰہِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّیِّبَاتُ الخ وَفِی الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَاَبِیْ بَکْرٍ یعنی کہا قاسم نے کہ پکڑا علقمہ نے ہاتھ میرا سو
کہا کہ پکڑا عبداللہ نے ہاتھ میرا سو کہا کہ پکڑا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ میرا سو سکھایا مجکو تشہد اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ آخر تک
اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے شعبی سے کہا انھون نے جو زیادہ کرے اوپر تشہد کے بیچ دو پہلی رکعتون کے تو اوسپر دو سجدے سہو کے
ہین وَفِی الْبَابِ عَنْ عَائِشَۃَ اور اس باب میں مروی ہی عائشہ رضی سے اور روایت ہی ابن مسعود سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب بیٹھتے
تھے پہلی دو رکعتون میں تو گویا تو سے جلتے ہوئے پر ہین یہان تک کہ کھڑے ہون یعنی بہت جلدی کھڑے ہوتے تھے اور کم بیٹھتے تھے
اور ایسی ہی روایت کی مصنف میں ابوبکر رضی نے بسند صحیح اور روایت کی علماء ستہ نے ابن مسعود سے کہ سکھایا مجکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
تشہد اور کف میرا آپ کے کف میں تھے جیسا کہ سکھاتے ہین مجکو کوئی سورت قرآن کی سو کہا جب بیٹھے کوئی تم میں سے واسطے نماز کے
سو کہے اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوَاتُ آخر تک اور روایت نسائی میں ہی جب بیٹھو تم دو رکعتون کے بعد اور ایک وجہ صحت اس تشہد کی یہ ہی
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن مسعود کا ہاتھ پکڑ کے بتاکید تمام تعلیم کیا اگرچہ مطلق تعلیم حدیث ابن عباس رضی
میں بھی ہی اور ایک وجہ ترجیح کی یہ ہی کہ ائمہ ستہ نے اوسپر اتفاق کیا لفظاً و معنیً اور یہ نہایت غریب ہی اور تشہد ابن عباس رضی کا شمار کیا گیا ہی افراد
مسلم سے اگرچہ اخراج کیا اوسکا سوائے بخاری کے اور محدثین نے اور اعلیٰ درجات صحیح میں اونکے نزدیک وہ ہی جسپر اتفاق کیا ہو بخاری و مسلم نے نہ کہ
جسپر اتفاق کیا ہو ائمہ ستہ نے اور اسیواسطے اجماع کیا علماء نے کہ حدیث ابن مسعود کی صحیح تر ہی حدیثون کی اس باب میں اور کہا ترمذی نے کہ صحیح تر
حدیثون کی تشہد میں حدیث ابن مسعود ہی اور عمل ہی اوسپر اکثر صحابہ کا پھر اخراج کیا خصیف سے کہا کہ دیکھا مینے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو
خواب میں سو پوچھا مینے آپ سے کہ آدمیون نے اختلاف کیا تشہد میں سو فرمایا آپ نے کہ لازم پکڑ تو تشہد ابن مسعود کا اور موافق ہی
ابن مسعود کے معاویہ جیسا کہ روایت کی اونسے طبرانی نے کہ تھے وہ سکھاتے تشہد کو اوپر منبر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اَلتَّحِیَّاتُ
لِلّٰہِ وَالصَّلَوَاتُ آخر تک مثل تشہد ابن مسعود کے اور عائشہ رضی بھی بیہقی میں ہی کہا انھون نے یہ تشہد ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سو کہا
اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ آخر تک کہا نووی نے اِسْنَادُہٗ جَیِّدٌ یعنی اسناد اوسکی جید ہی اور یہی موافق ہوئے اونکے سلمان رضی روایت کی
طبرانی اور بزار نے ابی راشد سے کہا کہ پوچھا مینے سلمان رضی سے تشہد کو کہا سکھاتا ہون میں تمکو جیسا سکھایا مجکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے تب بیان کیا اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ اور کہا ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہ پکڑا ہاتھ میرا حماد بن سلیمان نے اور پکڑا ہاتھ اونکا ابراہیم نے اور پکڑا ہاتھ اونکا

اور الی آخرہ کی صفت صلوٰۃ

عالم نے یون کہا علقمہ نے کہ پکڑا ہاتھ میرا عبد اللہ بن مسعود نے اور سکھایا مجکو تشہد اور کہا عبد اللہ نے پکڑا ہاتھ میرا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اور سکھایا مجھے تشہد جیسا کہ سکھاتے تھے کوئی آیت قرآن سے اور متابع ہی اوسکے روایت ابن ابی شیبہ کی جو اوپر جسنے بیان کی اور دلیل امام شافعی کی حدیث ابن عباس ہی اول تعین تشہد ہی التَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ وَالصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ لِلّٰهِ سَلَامٌ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ سَلَامٌ عَلَيْنَا آخر تک اور روایت کی امام احمد نے ابن مسعود سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھایا اونکو تشہد پس تھے جب بیٹھتے تھے بیچ نماز میں یا آخر نماز میں پڑھتے تھے التحیات للہ عبدہ ورسولہ تک پھر اگر ہوتا یہ قعدہ بیچ نماز کا اوٹھتے تھے جب فراغت ہو جاتی تھی تشہد سے اور اگر آخر کا قعدہ ہوتا تھا پڑھتے تھے بعد تشہد کے جو چاہتے تھے اور دعا مانگتے تھے پھر سلام پھیرتے تھے اور شروع دعا کی بعد تشہد کے مشروع ہی صحیح وغیرہ میں ص اور پچھلی دو رکعتون میں فقط فاتحہ پڑھے اور یہی افضل ہی ف بسبب حدیث ابی قتادہ کے صحیحین میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے بیچ دو رکعتون پہلی کے ظہر اور عصر سے فاتحہ اور دو سورتین اور دو رکعتون میں اخیر کی رکعتون میں فقط فاتحہ اور طول کرتے تھے رکعت اولی میں جو نہیں طول کرتے تھے رکعت ثانیہ میں اور یہی ہی فتح القدیر ظہر و عصر مذکور ہیں اور روایت کی اسحق بن راہویہ نے مسند میں نافع بن رافع انصاری سے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے بیچ پہلی دو رکعتون کے فاتحۃ الکتاب و سورۃ اخیر کی دو رکعتون میں فاتحۃ الکتاب فقط اور مروی ہی اوسط طبرانی میں جابر بن عبد اللہ سے کہا سنت قرأت کی بیچ نماز کے یہ ہی کہ پڑھے پہلی دو رکعتون میں فاتحہ اور سورت اور اخیر دو رکعتون میں فاتحۃ الکتاب ص اور اگر تسبیح کہے یا چپ رہے تو درست ہی اور پھر بیٹھے جس طرح کہ پہلے بیٹھا تھا اور امام شافعی کے نزدیک دوسرے قعدہ میں سرین پر بیٹھے اور پیر دونون اپنی طرف نکال دیوے اور عورت دونون قعدے میں اس طرح بیٹھے ف جیسا کہ اوپر مروی ہوئی حدیث وائل اور عائشہ کی اور وہ جو مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھتے اس طرح پر جو امام شافعی کے نزدیک ہی ضعیف کیا اوسکو طحاوی نے اور کلام کیا اوس میں بیہقی نے اور بیان کیا ضعف اوسکا شیخ تقی الدین بن دقیق العید نے ص اور بعد تشہد کے درود پڑھے اور دعا مانگے جو قرآن کے مشابہ ہی یا ماثور کی سنا دیوین کہ لوگون سے تو ایسی چیزین مانگے جو آدمیون سے خاص مانگتے ہیں ف اور درود پڑھنا ہمارے نزدیک فرض نہیں ہی اور امام شافعی کے نزدیک درود اور تشہد دونون پڑھنا فرض ہیں اور دلیل ہماری یہ ہی کہ کہا ابن مسعود نے جب کہہ چکے تو یعنی تشہد یا کر چکے تو تو تمام ہو گئی نماز تیری اگر چاہے تو کہ اٹھے تو اوٹھے اور اگر چاہے بیٹھے تو بیٹھ اور صاحب ہدایہ نے اسکو کلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہا ہی اور درج کہنا کہ صحیح ہی لیکن بیان مدرج ماتن نوع کے ہی اور کہا قاضی عیاض نے اور جو کہا امام شافعی نے کہ جسنے درود نہ پڑھا تو نماز اوسکی فاسد ہی اور نہین حجت ہی اونکی اس قول میں اور نہ کوئی حدیث کہ ثابت کی ہو اوسکی اور تشنیع کی اونپر اس باب میں ایک جماعت نے اور جنمین سے ہیں طبری اور قشیری اور خلاف کیا اونکا اونکے اہل مذہب میں سے خطابی نے اور کہا کہ نہین جانتا ہون انکے لئے اس باب مین کوئی دلیل اور تشہد جو مروی ہی ابن مسعود اور ابن عباس اور ابی ہریرہ اور جابر اور ابو سعید اور ابو موسی اور ابن الزبیر سے نہین مذکور ہی اوس مین درود اور جو مروی ہی آنحضرت علیہ السلام سے نہین ہی نماز اوسکی جسنے نہ درود بھیجا اوپر میرے ضعیف کیا اوسکو سب اہل حدیث نے اور اگر بالفرض صحیح ہووے تو معنی اونکے نفی کمال کے ہین یا جسنے عمر بھر درود نہ بھیجا اور ایک تاویل اسکی اور ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جو سلام تشہد میں ہی اگر کسی نے کہا تو نماز اوسکی نہین کیونکہ وہ ہمارے نزدیک بھی واجب ہی اور اسکی شرح جو ابن مسعود سے مروی ہی کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

ت جسنے پڑھی نماز اور نہ بھیجا درود مجھپر اور میرے اہلبیت پر نہ قبول کیجاویگی نماز اوسکی اور ضعیف ہی جابر جعفی سے لو بیان کیا اور میرے ضعف اوسکا باوجود اس بات کے کہ اختلاف ہی اوسکے رفع اور وقف مین بیان کیا اوسکو دارقطنی سے نے آور لیکن حدیث اول سو روایت کیا اوسکو ابن ماجہ نے کہ لَا صَلٰوۃَ لِمَنْ لَا وُضُوْءَ لَہٗ وَلَا وُضُوْءَ لِمَنْ لَمْ یَذْکُرِ اسْمَ اللّٰہِ عَلَیْہِ وَلَا صَلٰوۃَ لِمَنْ لَمْ یُصَلِّ عَلَی النَّبِیِّ وَلَا صَلٰوۃَ لِمَنْ لَا یُحِبُّ الْاَنْصَارَ یعنی نہین جائز ہی نماز اوسکی جسکو وضو نہین اور وضو اوسکا جسپر اللہ کا نام مذکور نہین اور نماز اوسکی جسنے درود نہین پڑھا اور نہین نماز ہی اوس شخص کی جو نہین دوست رکھتا انصار کو اور اسناد مین اوسکی عبدالمہیمن ضعیف ہی اور کہا ابن حبان نے لا یحتج بہ نہین حجت پکڑی جاویگی اوس سے اور اخراج کیا اوس سے طبرانی نے ابی بن عباس سے اور بیہقی سے نے بھی مرفوعًا مانند اوسکے کہا لوگون نے حدیث عبدالمہیمن کی اشبہ بالصواب ہی باوجود اسکے کہ جماعت نے کلام کیا ہی ابی بن عباس مین اور روایت کی بیہقی سے نے یحییٰ بن السباق سے انھون نے ایک شخص سے بنی حارث مین سے انھون نے ابن مسعود سے انھون نے حضرت علیہ السلام سے کہ جب تشہد پڑھے کوئی تم مین سے نماز مین سو کہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّارْحَمْ مُحَمَّدًا وَّاٰلَ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ وَبَارَکْتَ وَتَرَحَّمْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اور متعارف یہ ہی کہ ارحم محمدا کا لفظ اور ترحمت علی ابراہیم کا ترک کرے اور باقی کو پڑھے لیکن اسناد مین اس حدیث کی وہ شخص مجہول ہی اور بعضون نے مکروہ رکھا ہی کہ غیر نبی کے اوپر درود بھیجین لیکن حدیث مین آیا ہی اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی اٰلِ اَبِیْ اَوْفٰی اور جب کہ صلوٰۃ بمعنی رحمت ہی جائز ہونے کی کوئی وجہ نہین اور درود بھیجنا باہر نماز کے کرخی کے نزدیک ساری عمر مین ایکبار فرض ہی یا جب کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک آوے جیسا کہ اختیار کیا اوسکو طحاوی نے لیکن فرضیت اوسکی وقت ذکر اسم مبارک صلی اللہ علیہ وسلم کے ثابت نہین ہوتی ہاں سنت ہونا بطریق موکدہ ثابت ہوتا ہی اور آپ نے جو آپکے نام پر درود نہ بھیجے اوسکو بخیل ارشاد فرمایا اور حقیقت مین یہ بات ہی کہ محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کچھ زبان کے کہنے سے نہین ہوتی بلکہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال کی متابعت مین کوشش کرے کہ سر مو فرق نہووے اور آپکے نام پر جب ذکر کیا جاوے درود بھیجنا لازم جانے تب وہ محب رسول اللہ کہا جاویگا والا یہ محبت نام کی ہی اسکا آخرت مین کچھہ اجر و ثواب نہین اور یہ قول ہی اکثر احادیث صحیحہ کا واللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ ص پھر سلام کرے داہنی طرف اور نیت کرے اونکی جو اودھر آدمی اور فرشتے ہین اور بائین طرف بھی ایسی ہی کرے اور مقتدی امام کی بھی نیت کرے امام کی جانب مین اگر امام اوسکے سامنے ہی تو دونون جانب مین نیت امام کی کرے اور امام دونون سلامون مین نیت کرے اور بعض کے نزدیک فقط پہلے سلام مین اور بعض کے نزدیک کسی مین نہ کرے اور جو اکیلا ہی وہ دونون سلامون مین نیت فرشتون کی کرے ف روایت ہی ابن مسعود سے کہ تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سلام پھیرتے داہنی طرف اور کہتے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ یہان تک کہ داہنا رخسارہ آپکا دکھلائی دیتا تھا اور بائین طرف اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ یہان تک کہ دکھلائی دیتی تھی سفیدی بائین رخسارے کی اخراج کیا اسکا نسائی اور ترمذی وغیرہم نے اور صحیح کیا اوسکو اور ہمارے نزدیک لفظ سلام کا کہنا واجب ہی خلاف واسطے شافعی کے کہ اونکے نزدیک فرض ہی اور دلیل انکی وہ حدیث ہی جو اوپر ہمنے بیان کی قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا او تحلیل نماز کی تسلیم ہی اور دلیل ہماری حدیث ابن مسعود کی ہی جو ذکر کی گئی اور اس حدیث سے فرضیت اوسکی ثابت نہین ہوتی اور بہت سی حدیثین اس باب مین آئی ہین کہ آدمی کے دہنے بائین فرشتے ہین ذکر کیا اونکو شیخ کمال الدین بن الہمام نے

ف ابن ماجہ

ف عبدالمہیمن

ف ابی بن عباس

[illegible]

فصل قرارت کے بیان مین

نماز جمعہ اور عیدین اور نماز فجر اور عشا اور مغرب کی اول دو رکعتوں مین امام پکار کے پڑھے اور اکیلے کو اوس مین اختیار ہی اور [illegible] آہستہ سے پڑھے اور ادنی درجہ جہر کا یہ ہی کہ دوسرا سنے اور سر کا ادنی یہ ہی کہ آپ سنے اور یہی صحیح ہی اور بعضون کے نزدیک ادنی درجہ جہر کا یہ ہی کہ آپ سنے اور ادنی سر کا یہ ہی کہ فقط تصحیح حروف کی ہو تو طلاق اور عتاق اور جو چیزین کہ بولنے سے متعلق ہین اگر اس طرح کہے جو اپنے تئین سنائی دے تو واقع ہونگے **ف** اور ظہر اور عصر مین سر کرے کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صَلٰوۃُ النَّہَارِ عَجْمَاءُ یعنی نماز دن کی گونگی ہی اور مراد یہ ہی کہ اوسمین قرارت ایسی کہ سنائی دیوے نہین یہ حدیث ہدایہ مین ہی کہا نووی نے لا اصل لہ یعنی نہین ہی اصل اس حدیث کی اور روایت کیا اوسکو عبد الرزاق نے مصنف مین قول مجاہد اور ابی عبیدہ سے یعنی انکا سے اور سر اور جہر مین حدیثین صحیح بہت آئی ہین اور اوسمین اتفاق صحابہ و من بعدہم کا ہی اسی سبب سے اسمین کوئی حدیث ذکر کرنے کی حاجت نہین اور جمعہ و عیدین کے جہر مین بہت حدیثین ہین روایت کی جماعت نے سوا بخاری کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے عیدین اور جمعہ مین سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی اور ہَلْ اَتٰكَ حَدِیْثُ الْغَاشِیَۃِ اور صحیح مسلم مین ہی ابی واقد لیثی سے کہ پوچھا مجھسے عمر نے کہ کیا پڑھتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید اضحی اور عید الفطر مین کہا کہ پڑھتے تھے قٓ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ و اِقْتَرَبَتِ السَّاعَۃُ **ص** اگر عشا کی دو رکعتوں اول مین سورت نہ پڑھے اخیر کی دو رکعتوں مین بعد فاتحہ کے پڑھ لیوے اور فاتحہ اور سورت دونون کا جہر کرے اگر امام ہی اور اگر فاتحہ پہلی دو رکعتوں مین چھوڑ دے تو پچھلی رکعتون مین نہ پڑھے کیونکہ وہ رکعتون مین بھی فاتحہ پڑھا جاتا ہی اور پہلی رکعتون کا بھی فاتحہ اوسمین پڑھیگا تو ایک رکعت مین دو فاتحہ لازم آوینگے اور تکرار فاتحہ کی غیر مشروع ہی اور قرارت فرض ایک آیت ہی اور اتنا پڑھنے والا گنہگار ہوگا بسبب ترک واجب کے اور جو سفر مین جلدی ہو تو فاتحہ اور جو سورت چاہے پڑھے اور اگر امن ہو تو مانند سورہ بروج و انشقت کے پڑھے اور اقامت مین فجر اور ظہر مین حجرات سے بروج تک کی سورت چاہے پڑھے اور عصر اور عشا مین بروج سے لم یکن تک اور مغرب مین لم یکن سے آخر تک سورت چاہے پڑھے **ف** اور اصل اسمین وہ روایت ہی کہ عبد الرزاق نے مصنف مین اَخْبَرَنَا سُفْیَانُ الثَّوْرِیُّ عَنْ عَلِیِّ بْنِ زَیْدِ بْنِ جُدْعَانَ عَنِ الْحَسَنِ وَغَیْرِہٖ قَالَ کَتَبَ عُمَرُ اِلٰی اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ اَنِ اقْرَأْ فِی الْمَغْرِبِ بِقِصَارِ الْمُفَصَّلِ وَفِی الْعِشَاءِ بِوَسَطِ الْمُفَصَّلِ وَفِی الصُّبْحِ بِطِوَالِ الْمُفَصَّلِ یعنی لکھا عمر رض نے طرف ابو موسی اشعری رض کے کہ پڑھ مغرب مین قصار مفصل یعنی لم یکن سے آخر تک اور عشا مین اوساط مفصل یعنی بروج سے لم یکن تک اور صبح مین طوال مفصل یعنی حجرات سے بروج تک **ص** اور جو ضرورت ہو تو جتنا ہو سکے اور ایک سورت کا معین نماز مین کرنا مکروہ ہی اور مقتدی چپکا کھڑا رہے اور سنے اور کچھ نہ پڑھے فرمایا اللہ تعالی نے جب قرآن پڑھا جاوے تو سنو اور چپ رہو اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسکے لیے امام ہو تو قرارت امام کی کافی ہی اوسکو اور فرمایا کیا ہی واسطے میرے جھگڑا کیا جاتا ہون قرآن مین یعنی جب لوگ میرے پیچھے قرآن پڑھتے ہین تو خیال انکی طرف جاکے قرارت قرآن مین خلل پڑتا ہی **ف** اور حدیث پہلی مروی ہی متعدد طریقون سے جابر بن عبد اللہ سے اور ضعیف کی گئی ہی اور اعتراف کیا ضعیف کرنے والون نے ساتھ رفع اوسکے کے مثل دارقطنی اور بیہقی کے اور ابن عدی کے کہ صحیح یہ ہی کہ مرسل ہی اسواسطے کہ حفاظ نے مثل دونون سفیان اور ابی الاحوص اور شعبہ اور اسرائیل اور شریک اور ابی خالد دالانی اور جریر اور عبد الحمید اور زائدہ اور زہیر نے روایت کیا اوسکو موسی بن ابی عائشہ سے

انھون نے عبد اللہ بن شداد سے انھون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ارسال کیا اوسکو ارسال کیا اوسکو ابو حنیفہ نے بھی ایکبار تو بر تقدیر ارسال کے بھی ہم یہ کہتے ہین کہ مرسل ہمارے نزدیک حجت ہی اور دوسرے یہ کہ روایت کی امام محمد بن الحسن نے موطا مین حدثنا ابو حنیفۃ ثنا ابو الحسن موسی بن ابی عائشۃ عن عبد اللہ بن شداد عن جابر رض عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من صلی خلف امام فان قراءۃ الامام لہ قراءۃ اور رد جو انھون نے کہا ہی کہ ان حفاظ نے اسکو رفع نہین کیا صحیح نہین ہی کہا احمد بن منیع نے سند مین ثنا اسحق الازرق ثنا سفیان الازرق ثنا سفیان وشریک عن موسی بن ابی عائشۃ عن عبد اللہ بن شداد عن جابر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کان لہ امام فقراءۃ الامام لہ قراءۃ قال وحدثنا جریر عن موسی بن ابی عائشۃ عن عبد اللہ بن شداد عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قد کرہ اور نہین ذکر کیا اوسنے جابر سے اور روایت کیا اوسکو عبد بن حمید نے حدیث بیان کی ہمسے ابو نعیم نے کہا حدیث بیان کی ہمسے حسن بن صالح نے انھون نے ابی الزبیر سے انھون نے جابر سے انھون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مثل اوسکے اور اسناد حدیث جابر اول کی صحیح ہی اوپر شرط شیخین کے اور دوسرے اوپر شرط مسلم کے تو دیکھو یہی لوگ سفیان اور شریک اور جریر اور ابو الزبیر نے رفع کیا اوسکو ساتھ طریقون صحیح کے سو باطل ہوا شمار کرنا اونکا اون لوگون کو عدم رافعین مین اور مقرر ہی یہ بات اگر متفرد ہو ثقہ تو واجب ہی قبول اوسکا سو در صورتیکہ بہت سے ثقہ رفع کرین اوسکو تو کس طرح واجب القبول نہوگی اور اخراج کیا اوسکا ابن عدی سے نے ابو حنیفہ رح سے بیان ترجمہ مین اونکے اور ذکر کیا اوسمین ایک قصہ اور روایت کیا اوسکو ابو عبد اللہ حاکم نے ثنا ابو محمد بن محمد بن حمدان الصیرفی ثنا عبد الصمد بن الفضل البلخی ثنا مکی بن ابراھیم عن ابی حنیفۃ عن موسی بن ابی عائشۃ عن عبد اللہ بن شداد بن الھاد عن جابر بن عبد اللہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلی ورجل خلفہ یقرأ فجعل رجل من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم ینھاہ عن القراءۃ فی الصلوۃ فلما انصرف اقبل علیہ الرجل فقال اتنھانی عن القراءۃ خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتنازعا حتی ذکر ذلک للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال علیہ السلام من صلی خلف امام فان قراءۃ الامام لہ قراءۃ یعنی کہ پڑھتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز اور پڑھتا تھا نماز مین ایک شخص پیچھے آپکے سو منع کیا اوسکو ایک صحابی نے قرات سے نماز مین تو جب فارغ ہوئے نماز سے آیا اوسکے پاس وہ شخص سو کہا کہ تم منع کرتے ہو مجھکو قرات سے پیچھے امام کے سو جھگڑا کیا اون دونون نے یہان تک کہ ذکر کیا گیا واسطے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سو کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو نماز پڑھے پیچھے امام کے تو گویا قرات امام کی اوسکی قرات ہی اور ابو حنیفہ کی روایت مین ہی کہ تھا یہ ظہر اور عصر مین اور اونکی روایت مین لفظ ظہر اور عصر کا مذکور ہی اور معارض ہی اوسکے جو روایت کی ابو داود اور ترمذی نے عبادہ بن صامت سے کہا کہ تھے ہم پیچھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز فجر مین سو پڑھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور بھاری ہوئی اونپر قرات تو جب فارغ ہوئے کہا کہ شاید قرات کرتے ہو تم پیچھے امام کے کہا ہمنے یا رسول اللہ ہان کہا کہ تم پڑھو مگر فاتحۃ الکتاب کیونکہ نہین نماز ہی اوسکی جسنے نہ پڑھا اوسکو اور کہا صاحب ہدایہ نے کہ ہی ہمارا مذہب بر اجماع صحابہ کا اور ہولا

مالک میں ہی نافع سے انھون نے ابن عمرؓ سے کہا کہ اگر پڑھے نماز کوئی تم میں سے امام کے پیچھے تو کافی ہے اوسکو قرأت امام کی
اور اگر نماز پڑھے اکیلے تو قرأت کرے کہا کہ تھے ابن عمرؓ نہیں پڑھتے تھے پیچھے امام کے اور روایت کیا اوسکو امام
دارقطنی نے مرفوعًا اور کہا کہ رفع کرنا اوسکا وہم ہی لیکن جب صحیح ہوا یہ قول ابن عمرؓ سے تو معلوم ہوا کہ سنا ہوگا انھون نے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے تو رفع اوسکا صحیح ہوگا اگرچہ یہ روایت ضعیف ہو وے اور روایت کی ابن عدی نے کامل میں اسمٰعیل بن عمرو بن
نجیح سے انھون نے حسن بن صالح سے انھون نے ابی ہارون عبدی سے انھون نے ابی سعید خدری سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے جسکے واسطے امام ہو تو قرأت امام کی اوسکے واسطے قرأت ہی اور کہا کہ نہیں متابعت کیا گیا اس روایت میں اسمٰعیل اور وہ ضعیف
ہی تقی نے کہا یہ قول ابن عدی کا صحیح نہیں کیونکہ متابعت کی اوسکی بکر بن عبداللہ نے روایت کی طبرانی نے اوسط میں ثنا محمد بن
ابراهيم بن عامر بن ابراهيم الاصبهاني حدثني ابي عن جدي عن البكر بن عبد الله ثنا الحسن ادنی سند
جو روایت کی ہی ابن عدی نے اور روایت کی حدیث ابن عباس سے رفع اوسکا اور اوسمین کلام ہی اور روایت کی طحاوی نے شرح آثار میں ثنا یونس
بن عبد الاعلى ثنا عبد الله بن وهب اخبرني حيوة بن شريح عن بكر بن عمرو عن عبيد الله بن مقسم
انه سأل عبد الله بن عمر و زيد بن ثابت و جابر بن عبد الله رضي الله عنهم فقالوا لا تقرأ خلف
الامام في شيء من الصلوة یعنی پوچھا عبید اللہ بن مقسم نے عبد اللہ اور زید اور جابر رضی اللہ عنہم سے تو کہا انھون نے نہ پڑھ پیچھے امام کے نماز
مین اور روایت کی امام محمد نے موطا میں سفیان بن عیینہ سے انھون نے منصور سے انھون نے ابی وائل سے کہا کہ پوچھے گئے عبد اللہ
بن مسعود قرأت سے پیچھے امام کے کہا کہ چپ رہ اسواسطے کہ نماز میں شغل ہی اور کافی ہی تجکو امام اور روایت کی سعد بن ابی وقاص نے کہا انھون نے
چاہتا ہون میں اوس شخص کو جو پڑھتا ہی پیچھے امام کے اوسکے منہ میں انگارہ ہو اور روایت کیا اوسکو عبد الرزاق نے لیکن کہا
انھون نے بدلے انگارے کے پتھر اور روایت کی محمد نے موطا میں داود بن قیس سے انھون نے عجلان سے کہ عمر بن خطاب نے کہا کاش کہ ہو اوسکے
منہ میں جو قرأت کرتا ہی پیچھے امام کے پتھر اور اخراج کیا اوسکا عبد الرزاق نے بھی اور روایت کی طحاوی نے حماد بن سلمہ سے
انھون نے ابی جمرہ سے کہا کہ کہا میں نے واسطے ابن عباس کے پڑھون میں اور امام سامنے میرے ہو کہا کہ نہیں اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے
مصنف میں جابر سے کہا کہ نہ پڑھے پیچھے امام کے چاہے جہر کرے اور چاہے اخفا کرے یعنی کسی نماز میں نہ پڑھے اور روایت کی ہی
اور عبد الرزاق نے حضرت علیؓ کے قول سے کہا کہ جو پڑھے پیچھے امام کے تو اوسنے خطا کی فطرت سے اور روایت کیا اوسکو دارقطنی نے ایک
طریق سے اور کہا کہ نہیں صحیح ہی اسناد اوسکا اور کہا ابن حبان نے کتاب الضعفا میں یہ روایت کرتا ہی اوسکو عبد اللہ بن ابی لیلی انصاری حضرت
علی رضی اللہ عنہ سے اور وہ باطل ہی اور کافی ہی بطلان میں اوسکے اجماع مسلمانون کا اوسکے خلاف پر اور اہل کوفہ نے اختیار کیا ترک قرأت کو پیچھے
امام کے نہ کہ جائز نہ رکھا اسکو اور ابن ابی لیلی یہ شخص مجہول ہی ختم ہوا قول ابن حبان کا اور مروی ہی سنن نسائی میں سند سے قول
ابو الدردا سے اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب پڑھے امام تو چپ رہو روایت کیا اسکو مسلم نے زیادت ہی حدیث اذا كبر
الامام فكبروا پر اور ضعیف کیا اوسکو ابو داؤد وغیرہ نے اور نہیں التفات کیا گیا اس طرف بعد صحت طریق اور اسناد کے اور اللہ تعالی
نے فرمایا ہی واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا معنی جب پڑھا جاوے قرآن تو سنو اور چپ رہو اور روایت کی ہی بیہقی
نے امام احمد سے کہا کہ اجماع کیا آدمیون نے اوپر اس بات کے کہ یہ آیت نماز میں ہی اور روایت کی مجاہد سے کہ سنتے تھے رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم سنتے قرأت ایک جوان کی انصار سے سو نازل ہوئی آیت وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا اور روایت کی ابن مردویہ نے تفسیر مین کہ کہا کسی صحابی نے یہ آیت نازل ہوئی نماز مین پیچھے امام کے

ص باب جماعت کے بیان مین

جماعت سنت موکدہ ہی قریب واجب کے ف کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جماعت سنن ہدی سے ہی نہین تخلف کرتا ہی اوس سے مگر منافق اور یہ حدیث ہے اونہین کی روایت ہی امام ابو یوسف سے کہ پوچھا مینے امام ابو حنیفہ سے جماعت کو بیچ کیچڑ وغیرہ کے تو کہا کہ آپ نے لا اُحِبُّ تَرْكَهَا یعنی نہین دوست رکھتا ہون مین ترک اوسکا اور کہا امام محمد نے موطا مین کہ حدیث مین رخصت ہی فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تر ہو جاوین نعلین تو نماز اپنی جگہہ مین ہی یعنی اوسوقت تکلیف جماعت نہین اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن ام مکتوم کو باوجود کثرت تکالیف کے اذن ترک جماعت کا نہ دیا اخراج کیا اسکا ابو داؤد اور حاکم نے اور روایت کی ابن ماجہ نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو سنے ندا کو اور نہ آوے جماعت مین تو نماز نہین اوسکی بے عذر سے اور روایت کیا اوسکو حاکم نے اور کہا کہ یہ شرط بخاری و مسلم پر ہی ص اور بہتر امامت کے لیے جو احکام نماز کو خوب جانتا ہو پھر جو قاری زیادہ ہو پھر جو پرہیزگار زیادہ ہو پھر جو سن مین زیادہ ہو ف روایت کی جماعت نے سوا بخاری کے کہ فرمایا حضرت نے امامت کرے قوم کی جو زیادہ پڑھنے والا ہو کتاب اللہ کو تو اگر قرأت مین برابر ہون تو جو زیادہ جانتا ہو سنت کو اور اگر سنت کے جاننے مین برابر ہون تو جو اقدم ہو ہجرت مین تو اگر ہجرت مین برابر ہون تو جو پہلے سلام لایا ہو اور روایت کیا اوسکو ابن حبان اور حاکم نے لیکن کہا حاکم نے بدل فاعلمهم بالسنة کے فَاَفْقَهُهُمْ فِقْهًا یعنی جو فقہ کو زیادہ جانتا ہو اور اگر فقہ مین برابر ہووین تو جو سن مین بڑا ہو کہا شیخ کمال الدین نے کہ یہ لفظ غریب ہی لیکن اسناد اسکی صحیح ہی اور مین کہتا ہون کہ روایت کی ابن ابی شیبہ نے بسند صحیح ابو مسعود انصاری سے مانند اسکے اور اوسکے الفاظ یہ ہین يَؤُمُّ الْقَوْمَ اَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللّٰهِ فَاِنْ كَانُوْا فِي الْقِرَاءَةِ سَوَاءً فَاَعْلَمُهُمْ بِالسُّنَّةِ فَاِنْ كَانُوْا بِالْعِلْمِ فِي السُّنَّةِ سَوَاءً فَاَقْدَمُهُمْ هِجْرَةً فَاِنْ كَانُوْا فِي الْهِجْرَةِ سَوَاءً فَاَقْدَمُهُمْ سِنًّا یعنی اگر ہجرت مین برابر ہون تو پھر جو سن مین بڑا ہووے اور فرمایا کہ نہ امامت کرے ایک شخص دوسرے شخص کی امامت کی جا مین اور نہ بیٹھے اوسکے گھر مین اوس جگہہ پر جو اوسکی عزت کی جگہہ بیٹھنے کی ہی مثلاً ایک مکان مین فرش ہی اور ایک جا پر صاحب مکان کا مقام معین ہی کہ اوسمین مسند وغیرہ زیادہ اہتمام ہی تو بغیر اذن اوسکے کے یہ نہین چاہیے کہ اوسکی جا پر بیٹھ جاوے اور روایت کی عطار سے کہ کہا اونھون نے امامت کرے قوم کی جو اونمین افقہ ہو یعنی فقہ والا ہووے اور اس حدیث مین اور ہمارے مذہب مین مخالفت نہین کیونکہ مراد اقرأ سے اعلم بالقرأت ہی اور قرأت بھی ایک سنت ہی سنتون مین سے اور تفصیل اسمین یہ ہی کہ بعد اوسکے پھر اعلم بالسنة جو ارشاد فرمایا تو اوس سے کیا مراد ہوگا اور صاحب ہدایہ نے لکھا ہی کہ اوس زمانے مین جو اقرأ ہوتے تھے وہی اعلم بھی ہوتے تھے بخلاف اس زمانے کے کہ اکثر لوگ اقرأ ہوتے ہین اور اعلم نہین ہوتی اسی واسطے ہمنے مقدم کیا اعلم کو اقرأ پر اور روایت کی حاکم نے کہ امامت کرین تم مین سے وہ لوگ جو بہتر ہین تم مین اور یہ حدیث ضعیف ہی لیکن کہا شیخ ابن الہمام نے فتح القدیر مین وَاِلَّا فَالضَّعِيْفُ غَيْرُ الْمَوْضُوْعِ يُعْمَلُ بِهٖ فِيْ فَضَائِلِ الْاَعْمَالِ یعنی حدیث ضعیف عمل کیا جاویگا اوسپر فضائل اعمال مین ص اور نماز غلام اور گنوار اور فاسق اور اندھے اور بدعتی کے اور ولد الزنا کے پیچھے مکروہ ہی ف لیکن

غلام کے پیچھے تو اسواسطے کہ اوسکو خدمت سے فرصت نہین کہ احکام نماز سیکھے اور گنوار اکثر جاہل ہوتے ہین اور فاسق کو غم اپنے دین کا نہین اور اندھا نجاست سے پرہیز نہین کر سکتا اور ولد الزنا کا باپ معلوم نہین کہ اوسکو تعلیم کرے اور لوگ اوسکی امامت کو مکروہ جانینگے اور بدعتی کے پیچھے بھی اسواسطے مکروہ ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر اوسکی مسجد سے نکل گئے جیسا کہ ذکر اوسکا اوپر گذرا اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے ضحاک سے بسند صحیح کہا انھون نے نہ امامت کرے غلام اور اوس قوم مین اور لوگ ہون اور روایت کی سعید بن جبیر سے کہ کہا انھون نے اندھا امامت نکرے اور روایت کی زیاد بن نعیم سے کہا کہ پوچھا مین نے انس رضی اللہ عنہ سے کہ اندھا امامت کرے کہا کہ کیا احتیاج ہے اوسکی تمکو اور کہا ابن ابی شیبہ نے حدثنا معتمر عن کہمس عن العباس الجریری ان ابا مجلز کرہ امامۃ الاعرابی یعنی ابی مجلز نے مکروہ رکھا امامت اعرابی کو اور غلام جب فقیہ ہووے تو امامت اوسکی مکروہ نہین روایت کیا اوسی نے حدثنا ھشیم نا مغیرۃ عن ابراھیم انہ سئل عن امامۃ العبد والاعرابی فقال العبد اذا فقہ احب الی یعنی غلام جب فقیہ ہووے تو دوست تر ہے نزدیک میرے واسطے امامت اور ولد الزنا کی امامت اسواسطے مکروہ ہے کہ روایت کی ابن ابی شیبہ نے حدثنا عبد الوھاب الثقفی عن یحیی بن سعید قال بلغنی ان عمر بن عبد العزیز قال لرجل کان یؤم قوما بالعقیق لا یعرف من والدہ فنہاہ ان یؤمھم یعنی تھا ایک شخص امامت کرتا قوم کی عقیق مین اور نہین معلوم تھا کہ کسکا لڑکا ہے سو منع کیا اوسکو عمر بن عبد العزیز نے امامت سے اور کہا حدثنا ابن فضیل عن لیث عن مجاھد انہ کرہ ان یؤم ولد الزنا وصاحب التمیمۃ یعنی مکروہ رکھی مجاہد نے امامت ولد الزنا کی اور خیلخوری کی اور کہا عبد اللہ نے کہ نہین دوست رکھتا ہون مین کہ قاری تمہارے اندھے ہون اخراج کیا اسکا ابن ابی شیبہ نے اور روایت کیے بہت آثار اس باب مین اور اگر یہ لوگ امامت کرلین تو نماز جائز ہوگی کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پڑھو نماز پیچھے ہر نیک و بد کے روایت کیا اسکو ابو داؤد نے اور دارقطنی نے اور یہ حدیث منقطع ہے لیکن ہمارے نزدیک حجت ہے اور اس معنی کو روایت کیا ابو نعیم اور عقیلی نے اور وہ طریقہ ضعیف ہے **ص** اور جماعت عورتون کی جو امام مرد نہووے مکروہ ہے اور اگر جماعت کی تو جو عورت امام ہے وہ مقتدیون کے برابر کھڑی ہووے **ف** اور کیا ہے ایسا ہی حضرت عایشہ نے کہا صاحب ہدایہ نے کہ یہ حکم ابتداے اسلام مین تھا اور کلام کیا اوسمین شیخ ابن الہمام نے اور ذکر کین فتح القدیر مین اس باب مین چند حدیثین اور روایت کیا عبد الرزاق نے ابراہیم بن محمد سے انھون نے داؤد بن الحصین سے انھون نے عکرمہ سے انھون نے ابن عباس سے کہ کہا انھون نے امامت کرے عورت عورتون کی اور کھڑی ہو اونکے بیچ مین اور اس سے معلوم نہین ہوتا کہ حدیث امامت نسا کی منسوخ ہووے جائز ہے کہ ابن عباس رض کو ناسخ نہ پہنچا ہووے اور حدیث مین آیا ہے کہ نماز عورت کی بہتر ہے حجرے سے گھر مین اور گھر سے تہخانے مین روایت کیا اسکو ابن خزیمہ نے صحیح مین اور روایت کی ابن خزیمہ نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عورت کی افضل ہے اپنے تاریک گھر مین اور ان حدیثون سے معلوم ہوتا ہے کہ جو چیزین جماعت کی گنجایش نہین رکھتین اور حق یہ ہے کہ یہ حدیثین دال ہین اوپر کراہیت مطلق جماعت کے اور مقصود جماعت خاص کی نہین اور کلام ہمارا جماعت خاص مین ہے اور یہ روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا تھا ایک عورت کو کہ امامت کرے اپنے گھر والون کی اور موذن مقرر کیا تھا اوسکے واسطے لیکن اسناد اوسکی ضعیف ہے اور توثیق کی اوسکی ابن حبان نے کتاب الثقات مین اور تفصیل فتح القدیر مین ہے اور مرد کو عورتون کی امامت کرنا مکروہ نہین اور بیان کیے ہین اس باب مین ابن ابی شیبہ نے آثار صحیحہ

حضرت عمر اور علی اور حسن وغیرہم سے ص جوان عورتون کا ہر نماز جماعت مین اور بڑھیون کا ظہر اور عصر مین حاضر ہونا مکروہ ہی
اور فجر مغرب عشا مین بڑھیون کا آنا مکروہ نہین ف اور جاننا چاہیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح ہوا کہ نہ منع کرو لونڈیون
کو اللہ کی مسجدون سے اللہ کی اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب اذن مانگے عورت تمھاری کسیکی مسجد مین جانے کی تو منع
نکرے اوسکو اور دلیل منع کی یہ ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا عورتون کو عشا مین حاضر ہونے سے اور صحیح مسلم مین ہی نہ منع
کرو عورتون کو مسجد مین جانے سے مگر رات کو یعنی رات کو جانے سے منع کرو اور فرمایا حضرت عایشہ رض نے کہ اگر دیکھتے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اوسکو جو نکالا عورتون نے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے البتہ منع کرتے اونکو جیسا کہ منع کی گئی عورتین بنی اسرائیل کی اور روایت کیا
ابن عبد البر نے تمہید مین عایشہ رض سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اے آدمیون منع کرو عورتون کو زینت کے پہننے سے اور اترا کر
دکھلانے کی راہ سے مسجد مین جانے سے کیونکہ نہین لعنت کیے گئے بنی اسرائیل یہان تک کہ نکلین عورتین اونکی دکھانے کی راہ سے مسجدون مین اور
صحیح یہی ہی کہ اس زمانے مین خصوصاً ملک ہند مین احتیاط اور تقوی اور مقتضا دینداری یہ ہی کہ گھر مین اپنے عورت نماز پڑھے اور باہر نکلنے اور
منع کیجاوے نکلنے سے اور اسی پر فتوی ہی ص متوضی کو متیمم کے پیچھے اور دھونے والے کو مسح کرنے والے کے پیچھے اور سیدھے کھڑے ہونے والے کو
بیٹھے اور کبڑے کے پیچھے اور اشارہ کرنے والے کو پیچھے اشارے سے پڑھنے والے کے اور نفل پڑھنے والے کو فرض پڑھنے والے کے پیچھے
اقتدا درست ہی ف پہلے مسئلے مین خلاف ہی محمد رحمہ اللہ کا اونکے نزدیک جائز نہین اور تیسرے مین بھی امام محمد کا یہی مذہب ہی اور
وہی قیاس ہی لیکن ترک کیا ہمنے اسے قیاس کو ساتھ نص کے اور وہ یہ ہی کہ پڑھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اخیر نماز بیٹھ کے اور
لوگ اونکے پیچھے کھڑے تھے اور پڑھی حضرت ابو بکر رض نے نماز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے مرض موت مین اور صحیح ہوئین اسمین
بہت روایتین اور اخراج کیا اسکا بخاری و مسلم نے ص اقتدا مرد کی ساتھ عورت اور لڑکے اور خنثے کے اور پاک کی ساتھ معذور کے
اور قاری کی ساتھ ان پڑھ کے اور پہننے والے کی ساتھ ننگے کے اور اشارہ نکرنے والے کی ساتھ اشارے سے پڑھنے والے کے
فرض پڑھنے والے کی ساتھ نفل پڑھنے والے کے درست نہین اور اسی طرح جو مقتدی اور فرض پڑھتا ہی اور امام دوسری نماز
فرض پڑھتا ہی تو بھی درست نہین مقتدی کی نماز ف اقتدا ساتھ عورت اور لڑکے کے اسواسطے جائز نہین کہ لڑکے کے اوپر تو
نماز نفل ہی اور فرض نماز پڑھنے والے کی اقتدا ساتھ نفل پڑھنے والے کے درست نہین اور کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیچھے کرو
عورتون کو کیونکہ پیچھے کیا اونکو اللہ نے اور مروی ہی مصنف ابن ابی شیبہ مین کہ کہا عطاء اور عمر بن عبد العزیز نے کہ نہ امامت کرے
لڑکا قبل احتلام کے فرض مین اور نہ غیر فرض مین اور ایسا ہی مروی ہی عامر اور مجاہد اور شعبی سے سب کہتے ہین کہ نہ امامت کرے لڑکا
جب تک اوسکو احتلام نہووے اور کہا ابراہیم نخعی نے نہین حرج ہی کہ امامت کرے لڑکا قبل احتلام کے ماہ رمضان مین یعنی تراویح مین
ص امام قرات کا طول نکرے اور اسی طرح سے پہلی رکعت مین دوسری سے زیادہ طول نکرے مگر نماز فجر مین ف کیونکہ مروی ہی
صحیحین مین کہ جب امامت کرے تم مین سے کوئی تو چاہیے کہ تخفیف کرے نماز مین کیونکہ جماعت مین ضعیف اور بیمار اور بوڑھے
سب طرح کے لوگ ہین اور جب اکیلا پڑھے تو جتنا چاہے طول کرے اور مسلم مین یہ ہی کہ اوسمین صغیر و کبیر و ضعیف و مریض و صاحب
حاجت ہین اور صحیحین مین ہی انس سے کہا انھون نے نہین پڑھی مینے نماز خفیف کسی امام کے پیچھے خفیف زیادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی نماز سے اور مراد اس سے یہ ہی کہ قرات مسنونہ سے زیادہ کم نکرے جیسا کہ اوپر بیان ہوا اور حضرت معاذ رض نے ایکبار شروع کی سورہ بقرہ نماز مین سلام پھیرا ایک شخص نے

ایک بار پڑھنے سے ملا گیا اور منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اور آپ نے عشا میں پڑھنے کو سبح اسم ربک الاعلیٰ اور
سبا بات سورہ واللیل والشمس وضحٰہا وغیرہ ارشاد فرمایا اور بعض حدیثوں میں ہے کہ یہ مغرب میں ہے غرض یہ صورت رعایت حال پر ہے اور
تراویح میں بھی امامت طول کرنا مکروہ ہے بلکہ اکثر راتوں میں جو لوگ ختم کرتے ہیں جماعت سے مکروہ ہے ان کے حق میں نہیں چاہیے ص
مقتدی ایک ہو امام اوسکو داہنی طرف کھڑا کرے اور اگر زیادہ ہوں تو امام آگے بڑھ جاوے اور اونکو حکم تاخیر کا نہ کرے کیونکہ آگے
آگے بڑھنا بہت آسان ہے پیچھے ہٹنے سے ف پہلے مسئلے کی دلیل یہ ہے کہ روایت ہے حضرت ابن عباس سے کہ رہا میں ایک رات
نزدیک میمونہ بنت حارث خالہ اپنی کے سو کھڑے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھنے کو رات میں تو کھڑا ہوا میں حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے بائیں طرف تو پکڑا میرا سر اور کر لیا مجھکو داہنی طرف روایت کی یہ ابن ابی شیبہ اور بخاری اور مسلم وغیرہم نے اور اگر کوئی
پیچھے یا بائیں طرف ہوکے نماز پڑھے تو جائز ہے لیکن گنہگار ہوگا بوجہ مخالفت سنت کے اور اگر دو آدمی ہوں تو امام ہمارے نزدیک
اونسے آگے بڑھ کے نماز پڑھاوے اور امام ابی یوسف کے نزدیک بیچ میں اون دونوں آدمیوں کے کھڑا ہووے اور حضرت عبداللہ بن
مسعود نے کھڑا کیا اسود اور علقمہ کو داہنے بائیں اور آپ بیچ میں کھڑے ہوئے اور جب نماز پڑھ چکے تو کہا ایسا ہی کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
روایت کی یہ مسلم نے اور کہا ابن عبدالبر نے نہیں صحیح ہے رفع اسکا اور صحیح اونکے نزدیک وقف ہے ابن مسعود پر اور کہا نووی نے خلاصے میں ایسا
ہی اور احتجاج کیا اوسکا مسلم نے دو طریقوں سے اور ایک طریقے سے جس میں منقطع ہے اور دونوں میں رفع نہیں آیا اور دلیل ہماری بہت حدیثیں ہیں روایت
کی جابر رضی اللہ عنہ نے موافق مذہب ہمارے کے انس نے کہ اونکی نانی ملیکہ نے بلایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو واسطے کھانے کے سو کھایا
آپ نے پھر کہا کھڑے ہو تا نماز پڑھوں میں آخر بیان تک کہ کھڑے ہوئے ہم اور یتیم پیچھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور دادی میری ہمارے
پیچھے اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے لیث سے انھوں نے نافع سے انھوں نے ابن عمر سے کہ وہ جب پڑھتے نماز اور تین آدمی ہوتے تھے امام
سمیت پیچھے کرتے تھے دو آدمیوں کو اور آگے ہوتے تھے آپ اور روایت کی براء بن لیرہ سے انھوں نے حضرت علی سے کہ فرمایا انھوں نے
جب ہوں تین آدمی تو آگے ہو ایک آدمی اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے انس سے مانند اسکے جو اوپر گذرا اور یہی مذہب ہے اکثر صحابہ
اور تابعین کا ص اور اگر امام کی نماز میں فساد معلوم ہو تو مقتدی بھی پھر پڑھیں ف کیونکہ ہدایہ میں ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
جو شخص امامت کرے قوم کی پھر ظاہر ہو کہ وہ بے وضو تھا یا جنب تھا اعادہ کرے نماز اپنی کا اور وہ لوگ بھی اعادہ کریں اور یہ
حدیث غریب ہے نہیں پایا اوسکو میں نے اور روایت کی محمد بن الحسن نے کتاب الآثار میں حدیث بیان کی ہمسے ابراہیم بن یزید مکی نے انھوں
نے عمرو بن دینار سے انھوں نے حضرت علی سے کہ کہا انھوں نے اوس شخص میں جو پڑھے نماز قوم میں جنب کہا کہ وہ اعادہ کرے نماز کا اور وہ
لوگ بھی اعادہ کریں اور روایت کیا اوسکو عبدالرزاق نے کہ حضرت علی نے پڑھائی نماز بھولے سے اور وہ جنب تھے پس لوٹائی تو
انھوں نے تو اعادہ کیا انھوں نے نماز کا اور حکم کیا اون لوگوں کو اعادے کا اور روایت کی امام احمد نے بسند صحیح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
کہ فرمایا امام ضامن ہے اور روایت ہے ابی امامہ سے کہا کہ نماز پڑھی عمر نے ساتھ آدمیوں کے جماعت سے جنب سو اعادہ کیا اون لوگوں نے تو فرمایا
حضرت علی نے کہ چاہیے جسنے تمہارے ساتھ نماز پڑھی کہ اعادہ کرے سو رجوع کیا انھوں نے طرف قول حضرت علی کے روایت کیا اسکو
عبدالرزاق نے اور دو جہد روایت کی دارقطنی نے جویبر سے انھوں نے ضحاک بن مزاحم سے انھوں نے براء سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
جو امام بھول جاوے اور نماز پڑھا دے قوم کی اور وہ جنب ہو تو تحقیق کہ جائز ہوگی نماز اونکی اور غسل کرے امام پھر اعادہ کرے اپنی نماز کا

اور اگر نماز پڑھے بغیر وضو تو اوسکا بھی یہی حکم ہی ضعیف ہی جو بیر متروک ہی اور ضحاک نے نہین ملاقات کی براء کی اور یہ حکم اتفاقا ہی **ص** اور پہلے مرد صف باندھین پھر لڑکے پھر خنثے پھر عورتین **ف** اسی طرح حدیث مین آیا ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قریب ہوون مجسے عقل والے لوگ یعنی بالغ پھر جو اونسے نزدیک ہین پھر جو اونسے نزدیک ہین آخر حدیث تک روایت کیا اسکو مسلم اور ترمذی اور ابوداؤد اور نسائی نے اور صف مین چاہیے کہ خوب ملکے کھڑے ہوون اور جگہہ باقی نرہے اور جو شخص صف کی جگہہ خالی کو بند کرے یعنی اوسمین کھڑا ہوجاوے یا کسی اور کو اوسمین کھڑا کرے تو حدیث مین ہی کہ مغفرت ہوگی اوسکی روایت کیا اسکو بزار نے باسناد حسن کے اور بہت سی حدیثین اس باب مین آئی ہین فتح القدیر مین سب کو رہین اور خنثی اوسکو کہتے ہین کہ اوسمین عورت اور مرد دونون کی علامتین موجود ہون اور اوسکو عورت پر مقدم کیا کیونکہ ایک شائبہ مرد کا اوسمین موجود ہی اور لڑکون سے موخر کیا کیونکہ ایک شائبہ عورت کا اوسمین موجود ہی **ص** تو اگر عورت مرد کے پہلو مین برابر ہوگئی اور بیچ مین کچھ حائل نہین اور وہ عورت لائق شہوت ہی اور امام نے اوسکی امامت کی نیت کی ہی اور نماز مین دونون شریک ہین مرد کی نماز فاسد ہوجاویگی اور اگر امام نے نیت عورت کی نہین کی ہی نماز عورت کی باطل ہوجاویگی اور نماز کی شرکت کے معنی یہ ہین کہ دونون اپنے تحریمے کو امام کے تحریمے پر بنا کرنے والے ہون اور اون دونون کے واسطے امام ہو اوس نماز مین جو وہ دونون پڑھتے ہین یا حقیقۃً مثلاً دونون مقتدی ہون یا حکماً مثلاً کسی مرد اور عورت کو نماز مین حدث ہوا اور اونسے اور عورت نے بنا کی اور امام فارغ ہوا اور عورت مرد کے برابر ہوگئی تو نماز فاسد ہوجاویگی اور مسبوق کی اگر ما سبق کے ادا کرنے مین برابر ہوگئی تو مرد کی نماز فاسد نہوگی یہ جب ہی کہ امام عورتون کی نیت کرے اور اگر نیت نہ کی تو عورت کی نماز باطل ہوجاویگی اور اس سے معلوم ہوا کہ عورت اگر اقتدا کرے ساتھ امام کے برابر ایک رکن کے تو اقتدا اوسکی صحیح نہوگی مگر یہ کہ امام اوسکی امامت کی نیت کرے اور اگر عورت نے برابر کے سوا اقتدا کیا تو انہین کی ایک روایت مین نیت امام کی شرط ہی اور ایک روایت مین شرط نہین اور تفصیل اسکی شرح وقایہ عربی مین خوب ہی جسکا جی چاہے دیکھہ لے اور اگر امامت کی ان پڑھے نے قاری اور ان پڑھے کی تو سبکی نماز فاسد ہوئی یا امی کو خلیفہ کیا اگرچہ پچھلی دو رکعتون مین ہو سبکی نماز فاسد ہوجاویگی لیکن نماز قاری کی سو اسواسطے کہ اوسنے قرات باوجود قدرت کے ترک کی اور نماز ان پڑھون کی سو اسواسطے کہ جب انھون نے رغبت کی جماعت کی تو چاہیے کہ قاری کے ساتھ اقتدا کرین تاکہ قرات اوسکی ان لوگون کی قرات ہوجاوے تو گویا اون لوگون نے بھی قرات ترک کی اور دوسرے مسئلے مین خلاف امام زفر کا ہی

باب حدث مین بیچ نماز کے

مصلی کو اگر نماز مین حدث ہووے وضو کرکے تمام کرلیوے اور بعد تشہد کے ہو تو بھی تمام کرے اور صاحبین کے نزدیک تمام ہوجاویگی اور شروع سے پڑھنا افضل ہی **ف** اور امام شافعی کے نزدیک شروع سے پڑھے اور باقی نماز کو بنا نہ کرے کیونکہ حدث منافی نماز کا ہی اور چلنا فاسد کرتا ہی نماز کو اور یہی موافق قیاس ہی لیکن ترک کیا ہمنے بدلیل اوسکے جو فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص قی کرے یا نکسیر اوسکی پھوٹے یا مذی نکلے اوسکی نماز مین تو چاہیے کہ پھرے اور وضو کرے اور بنا کرے اپنی نماز پر اور یہ حدیث اوپر گذری نواقض وضو کے بیان مین اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے مانند اسکے موقوفاً اوپر عمر اور علی اور ابوبکر صدیق رض کے اور ابن عمر اور سلیمان فارسی رضی اللہ عنہم اجمعین سے اور تابعین سے مثل علقمہ اور طاؤس اور سالم اور سعید ابن جبیر اور شعبی اور ابراہیم نخعی اور عطاء اور مکحول اور سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہم اجمعین اور روایت کی ابن ماجہ نے حدیث

حضرت عائشہؓ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب نماز پڑھے کوئی تم میں سے اور حدث ہو جاوے اوسکو تو چاہیے کہ پکڑے
ناک اپنی پھر پھرے اور اس جگہ حدث سے مراد ناک سے خون نکلنا ہی اسی واسطے آگے فرمایا کہ پکڑے ناک اپنی ف اور اگر امام کو حدث
ہووے تو مقتدیون میں سے کسیکو خلیفہ کر دے پھر وضو کرے اور نماز جہان وضو کیا ہے اوس جگہ یا پہلی جگہ پر تمام کرے اور جو شخص اکیلا ہووے
وہ بھی وضو کی جگہ یا پہلی جگہ پر تمام کرے اگر خلیفہ فارغ ہو جاوے اور اگر فارغ نہیں ہوا امام خلیفہ کے پیچھے نماز کو تمام کرے اور
مقتدی بھی ایسا ہی کرے **ف** کیونکہ مروی ہے حدیث میں کہ جب نماز پڑھے کوئی تم میں سے سہو کرے یا نکسیر اوسکی بہے تو چاہیے
کہ رکھے ہاتھ اپنا اوپر مونہہ کے اور آگے کرے اپنی جگہ پر اوسکو جسکو کوئی حدث نہ پہونچا ہووے ایسا ہی ہے ہدایہ میں اور کہا شیخ ابن الہمام
نے غریب ہی اور اسپر اجماع صحابہ کا ہی اور بیان کیا اسکو احمد اور ابن المنذر نے عمرؓ اور علیؓ سے اور روایت کی اثرم نے حضرت ابن عباسؓ سے
کہ نکل جاوے اور پھر حضرت عمرؓ واسطے نماز ظہر کے تو جب داخل ہوئے نماز میں تو پکڑا انھون نے ہاتھ ایک شخص کا جو انکے داہنی طرف تھا پھر
چیرتے تھے صفون کو تو جب نماز پڑھی ہم نے پایا ایک دیکھا کہ حضرت عمرؓ نماز پڑھتے ہیں پیچھے ایک ستون کے تو جب ادا کی انھون نے
نماز کہا کہ جب داخل ہوا میں نماز میں تو دیکھی میں نے ایک چیز اور چھوا میں نے اوسکو ہاتھ سے تو پائی میں نے اوسکو تری مذی کی اور روایت کی بخاری
نے عمرو بن میمون سے استخلاف کو یعنی خلیفہ کرنے کو اور روایت کی سعید نے کہا کہ نماز پڑھی ساتھ ہمارے حضرت علیؓ نے ایک روز تو نکسیر
پھوٹی اونکی سو پکڑا ہاتھ ایک شخص کا اور آگے کیا اوسکو اور پھر وہان اور صاحبین کی دلیل یہ ہے جو روایت کی ترمذی نے عبد اللہ بن
عمرو بن العاصؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حدث کرے کوئی شخص اور وہ بیٹھا تھا اخیر جلسہ واسطے آخر نماز کے قبل سلام کے
تو تحقیق کہ جائز ہوئی نماز اوسکی اور کہا ترمذی نے نہیں ہے اسناد اوسکی قوی اور اضطراب کیا ہے اوسکی اسناد میں **ص**
اور اگر کوئی شخص نماز میں مجنون یا بیہوش ہو گیا یا سو گیا اس طرح کہ وضو نہیں جاتا اور اوسکو احتلام ہوا یا قہقہہ کیا یا قصداً
حدث کیا یا دیر سے زیادہ پیشاب یا اونٹ سے سر پر اوسکے پتھر گری یا اوسکے زخم لگ کے خون جاری ہوا یا اوسنے جانا کہ میں نے حدث
کیا اور مسجد سے اگر مسجد میں ہوا صفون سے اگر باہر مسجد کے ہو نکل گیا پھر اوسکو معلوم ہوا کہ حدث نہیں ہوا تھا ان سب صورتون میں نماز باطل
ہو گئی پھر سرے سے پڑھے اور اگر مسجد کے باہر نہیں نکلا اور صفون سے بھی متجاوز نہیں ہوا تو بنا کرنا درست ہے اور اگر بعد تشہد کے جان کے
حدث یا کوئی اور عمل منافی صلوٰۃ کے کیا نماز اوسکی تمام ہو جاویگی اور بعد تشہد کے اگر تیمم کرنے والے نے پانی پر قدرت پائی یا موزہ کو
تھوڑے عمل سے جو منافی نماز نہیں اوتار لیا یا مدت مسح کی تمام ہو گئی یا ان پڑھ نے کو سورت یاد آگئی یا ننگے نے کپڑا پایا یا اشارہ
کرنے والا رکوع اور سجدہ پر قادر ہو گیا یا ترتیب والے کو نماز قضا یاد آگئی اور اسکا بیان آگے آویگا یا امام نے ان پڑھے کو خلیفہ کیا
یا نماز فجر میں آفتاب نکل آیا یا نماز جمعہ میں عصر کا وقت آگیا یا عذر والے کا عذر زائل ہو گیا یا پٹی زخم سے تندرستی کے سبب گر پڑی
ان سب بارہ صورتون میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نماز فاسد ہو گئی اور صاحبین کے نزدیک تمام ہو گئی اور اگر بعد تشہد کے
امام نے قہقہہ کیا یا قصداً حدث کیا مسبوق کی نماز باطل ہو جاویگی اور اگر باتین کین یا مسجد سے نکل گیا تو جائز ہو گی اور اگر امام قرأت
میں رک گیا تو دوسرے کو خلیفہ کرنا درست ہے اگر کم ایک آیت سے پڑھا ہووے تو اگر اتنا پڑھ چکا کہ نماز جائز ہو جاویگی اور پھر خلیفہ کیا نماز فاسد
ہو گی اگر امام نے مسبوق کو خلیفہ کیا تو درست ہے اور مسبوق پہلے انکو تمام کرے پھر کسی مدرک کو خلیفہ کرے تاکہ وہ سلام پھیرے
اور مسبوق باقی نماز اپنی پڑھ لیوے **ف** مسبوق اوسکو کہتے ہیں جو بعد ایک رکعت یا دو رکعت یا زیادہ کے شریک ہووے

ساری نماز اوسنے امام کے ساتھ نپائی ہو تو اور مدرک اوسکو کہتے ہین جسنے ساری نماز امام کے ساتھ پڑھی ہو وسے تو مطلب
اسکا یہ ہو کہ مسبوق تو سلام پھیر نہین سکتا کیونکہ اوسکی نماز تو ابھی باقی ہو اور مقتدیون کی نماز ختم ہو چکی اسواسطے وہ کسی مدرک کو
خلیفہ کر دیگا کہ وہ اون مقتدیون کے ساتھ سلام پھیرے ص اور جب مسبوق نماز کو امام کی تمام کرے تو پھر اگر کوئی عمل
منافی صلوٰۃ اوسنے کیا مانند قہقہہ اور کلام کے اور مسجد سے نکلنے کے فاسد ہو جاویگی نماز اوسکی اور پہلے امام کی جسنے مسبوق
کو خلیفہ کیا تھا مگر جب پہلا امام فارغ ہو جاوے جیسے اوسنے وضو کیا اور پایا خلیفہ کو اس طرح پر کہ کچھ نماز اوسکی نہ گئی اور تمام کر لی اوسنے
نماز پیچھے خلیفہ کے اور مقتدیون کی نماز کسی صورت مین فاسد نہوگی کیونکہ وہ اپنی نماز تمام کر چکے اور اگر رکوع یا سجدے مین حدث ہوا
اور وضو کر کے بنا کیا رکوع اور سجدے کو پھر دوبارہ کرے اور اگر رکوع یا سجدے مین یاد کیا کہ ایک رکعت کا رکوع اور سجدہ نہین کیا تھا اور
اوسی وقت اوسکو قضا کیا تو جس رکوع اور سجدے مین یاد کیا تھا اوسکا بھی لوٹانا مستحب ہو اور اگر نہ لوٹایا تو کچھ حرج نہین اور اگر امام کے
ساتھ ایک ہی مقتدی تھا اور امام کو حدث ہوا تو وہ شخص اوسکا خلیفہ ہو جاوے اگرچہ امام خلیفہ نکرے تو اگر وہ مقتدی عورت
یا لڑکا ہو امام کی نماز فاسد ہو جاویگی اور بعضون نے کہا ہو کہ فاسد نہوگی کیونکہ اوسنے خلیفہ نہین کیا ہو اور یہ عورت اور لڑکا تو امامت
کی صلاحیت نہین رکھتے تو مقتدی بغیر امام کے رہ جاویگا سو نماز ان کی فاسد ہو جاویگی اور امام کی فاسد نہوگی

باب نماز کے مفسدات اور مکروہات کے بیان مین

مفسدات یعنی جو نماز کو فاسد کرتے ہین بہت سے ہین پہلے کلام کرنا اگرچہ بھولے سے یا خواب مین ہو ف اور امام شافعیؒ کے
نزدیک اگر بھولے سے کلام کرے تو نماز فاسد نہوگی اور دلیل اونکی یہ ہو کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے رُفِعَ عَنْ اُمَّتِی
الْخَطَاءُ وَالنِّسْیَانُ یعنی اوٹھا لیا گیا میری امت سے خطا اور نسیان اور اس لفظ سے یہ حدیث پائی نہین گئی بلکہ اس لفظ
سے وُضِعَ عَنْ اُمَّتِی الْخَطَاءُ وَالنِّسْیَانُ یعنی وضع کر لیا گیا امت میری سے خطا اور نسیان اور جسپر وہ لوگ زبردستی کیے گئے
روایت کیا اسکو ابن ماجہ اور ابن حبانؒ اور حاکم نے اور کہا کہ صحیح ہو اوپر شرط بخاری و مسلم کے اور ہماری دلیل قول ہو آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطے معاویہ بن حکم سلمی کے کہ یہ نماز نہین لائق ہو اوسمین کلام آدمیون کا اور یہ تو تسبیح اور تکبیر اور قرات قران
ہو روایت کیا اوسکو مسلم نے اور وہ جو امام شافعی نے روایت کی ہو محمول ہو اوپر معافی گناہ کے اور نماز کے فاسد ہونے پر دلالت نہین کرتا ک
دوسرے قصداً سلام کرنا اور اگر بھولے سے کریگا نماز فاسد نہوگی ف کیونکہ سلام ایک ذکر ہو اوسکا رستے اور حالت نسیان مین
محمول ہوگا اوپر ذکر کے بخلاف اوسکے کہ جب قصداً کوئی سلام کرے تو وہ کلام ہو جاویگا ص تیسرے جواب سلام کا دینا قصداً ہو
یا بھولے سے چوتھے آہ یا اوہ یا اُف کہنا پانچوین آواز سے رونا کسی مصیبت یا درد سے چھٹے بغیر عذر کے کھانسنا ساتوین جواب چھینک کا دینا
آٹھوین بری خبر کا جواب اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ سے دینا اور خبر خوش کا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ سے اور خبر عجیب کا سُبْحَانَ اللّٰہِ
یا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ سے نوین سوا امام کے اور کو قرأت کا بتانا اور اپنے امام کو بعض مشایخ نے کہا ہو کہ اگر بمقدار فرض کے
پڑھ چکا ہو یا ایک آیت اوسنے اوسکے دوسری آیت پڑھی اور اوسنے لقمہ دیا بتانے والے کی نماز جاتی رہیگی اور اگر امام نے لقمہ لے لیا تو اوسکی
بھی نماز فاسد ہو جاویگی اور بعضون نے کہا ہو کہ اگر امام کو بتا دیگا تو کسی صورت مین نماز نہ جاویگی اور اسی پر فتویٰ ہو دسوین مصحف سے
دیکھ کے پڑھنا گیارھوین نجس جگہ پر سجدہ کرنا بارھوین جو کہ آدمیون سے مانگتے ہین وہ مانگنا جیسے کہے یا اللہ تعالیٰ فلانی عورت سے میرا

سجدہ کرے یا کچھ پڑھ دیا ہے تیرے عورتوں کہا یا بیٹا چودھویں ثانی کثیر کرتا اور عمل کثیر بعضوں کے نزدیک ہو تب میں دونوں باتوں کی
نجاست کی رعایت ہو اور بعضوں کے نزدیک تین کلمہ عمل کثیر ہے جسکو مصلی کثیر جانے اور یہی مذہب امام ابو حنیفہ کے قریب ہے اور اگر ایک
رکعت نماز پڑھی اور پھر نیت ابتدا کی اور تکبیر تحریمہ کہی لیکن ہاتھ نہ اوٹھائے تو اگر دوسری نماز پڑھنا چاہتا ہے تو پہلی نیت اسکی
محسوب ہوگی اور اگر وہی نماز پڑھتا ہے تو پہلی رکعت اوسمیں محسوب ہوگی اور اگر کوئی جنت یا دوزخ کے ذکر سے نماز میں رووے
یا تامل کرے تو مثل کثیر کے ہو نماز نہ ٹوٹے گی اور اگر کوئی اوسکے سامنے سے گذر جاوے تو نماز نہیں جاتی اور گذرنے والا
گنہگار ہوتا ہے اگر مقام سجدے میں زمین پر بغیر کسی چیز حائل کے گذرے اور پوشیدہ نرہے کہ بعضوں کے نزدیک چھوٹی مسجد میں نماز پڑھتا ہو
تو ہر جگہ گذرنیگا گنہگار ہوگا اور اگر بڑی مسجد یا جنگل میں نماز پڑھتا ہو تو بعضوں کے نزدیک اگر مقام سجدہ میں گذریگا تو گنہگار ہوگا ورنہ نہیں
ہے اور بعضوں کے نزدیک جہاں تک اوسکی نظر مقام سجدے پر نظر کرنے میں پہونچتی ہو وہ مقام سجدہ میں داخل ہے اور اگر کوئی شخص دکان پر نماز پڑھتا ہو
نیچے دکان کے کوئی گذرا تو اول صورت کے موافق گنہگار نہوگا اور دوسری صورت کے موافق اگر گذرنے والے کا اوپر کا حصہ مصلی کے
کچھ حصہ مقابل ہو تو گنہگار ہوگا ورنہ گنہگار نہوگا **ف** جاننا چاہیے کہ گذرنا نمازی کے سامنے سے نماز میں نہایت بڑا ہے اور برائی
میں اسکی احادیث صحیحہ وارد ہوئی ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر جانے گذرنے والا سامنے مصلی کے کہ کیا عذاب ہے
اوسپر البتہ بہتر ہو اوسکے واسطے کھڑا رہے چالیس اس سے کہ گذرجاوے اوسکے سامنے سے کہا ابو النضر راوی نے کہ نہیں جانتا میں کیا
ارشاد فرمایا آپنے چالیس دن یا چالیس مہینہ یا چالیس سال روایت کیا اسکو بزار نے اور اوسمیں اربعین خریفا ہے یعنی چالیس خریف اور
بعضوں کے نزدیک اگر سامنے سے عورت یا کتا یا گدھا نکل جاوے تو نماز جاتی رہتی ہے اور ہمارے نزدیک کسیکے گذرنے سے نماز نہیں جاتی
دلیل ہماری قول ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ نہیں توڑتی ہے نماز کو کوئی چیز اور دفع کرو اوسکو جہاں تک کہ طاقت رکھو کیونکہ وہ
شیطان ہے روایت کیا اسکو تمام ائمہ ستہ سوا ترمذی کے اور سند میں اوسکی مجالد ہے اور اوسمیں کلام ہے اور بخاری میں ہے کہ اوس شخص سے
لڑائی کرے کیونکہ وہ شیطان ہے اور روایت کی دارقطنی نے سالم بن عبد اللہ سے انہوں نے اپنے باپ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
اور ابو بکر اور عمر نے کہا کہ نہیں قطع کرتا نماز کو کچھ پس دفع کرو جہاں تک کہ طاقت ہے اور ضعیف کیا مرفوع اسکا اور موقوف کیا اسکا
منذا میں اور کہا نووی نے شرح صحیح مسلم میں حدیث لا یقطع الصلوٰۃ مرور شی ضعیف ہے اور کہا شیخ ابن الہمام نے کہ نہیں ہے
یہ کم درجہ حسن سے اس واسطے کہ مروی ہے چند طریقوں سے ابو سعید اور ابن عمر اور ابو امامہ اور انس اور جابر سے اور سند انکی ابو داؤد اور
دارقطنی اور معجم اوسط طبرانی میں ہیں اور بہر حال نہیں برابر ہوسکتے جو صحیح مسلم میں ہے حضرت ابوذر سے کہ قطع کرتا ہے صلوٰۃ کو جب نہ ہو سامنے
مصلی کے مانند لکڑی پالان اونٹ کے کتا سیاہ اور عورت اور گدھا کہا میں نے کیا سبب ہے کتے سیاہ کو فرمایا اور سرخ کتے کو کہا
کہا اے بیٹے بھائی میرے کے پوچھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جیسا کہ پوچھا تو نے مجھ سے سو کہا کہ کتا سیاہ شیطان ہے کہا
امام نے نہیں شک ہے کہ کتا نماز کو توڑ دیتا ہے لیکن میرے دل میں گدھے اور عورت سے شک ہے کہا ابن الجوزی نے اور کہا امام احمد نے قول
اس واسطے کہ صحیح ہوئی حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی کہ میں لیٹی تھی رات کو حضرت کے سامنے اور حضرت نماز پڑھتے تھے پھر جب سجدہ کرتے دباتے
تھے ہاتھ سے پیر میرا اور گھروں میں اون دنوں چراغ نہ تھے روایت کیا اوسکو بخاری اور مسلم وغیرہ نے اور یہ حدیث نہایت صحیح ہے
اور صحیح ہوا ابن عباس سے کہ میں آیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس اور آپ نماز پڑھتے تھے سوار گدھے پر اور چھوڑا میں نے اسکو آگے

صفت کے سو کچھ پروا نگی اوسکی آپنے اور بنایا ہنسنے کُتے میں کچھ اور روایت کیا اس حدیث کو ابو داؤد اور ابن ابی شیبہ نے ساتھ اسناد
صحیح کے کہتا ہوں میں کہ کتے کے باب میں بھی ایک حدیث آئی ہے روایت ہے فضل بن عباس رضی سے کہ زیارت کی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
بیچ جنگل کے اور ہماری ایک کتیا چھوٹی اور گدھی تھی تو نماز پڑھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی اور وہ دونوں اونکے
سامنے تھیں تو نہ زجر کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روایت کیا اسکو ابو داؤد اور نسائی نے اور کتیا اور کتے کا ایک حکم ہی ہاں
اگر قید یہ ہو ند کری اور پھر سیاہ کی بھی ہووے تو البتہ کوئی حدیث اس تصریح سے نہیں ملی واللہ اعلم وعلمہ اتم ص جو شخص
جنگل میں نماز پڑھتا ہی نزدیک اپنے دونوں ابرو میں سے ایک ابرو کے برابر سترہ کھڑا کرے کہ طول اوسکا ایک گز کا ہووے اور
ایک اونگل کا موٹا اور سترے کو رکھ دینا زمین پر یا بجائے سترے کے زمین پر خط کھینچ لینا درست نہیں ف اور سترے کی طرف قریب ہونا چاہیے
کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب نماز پڑھے کوئی تم میں سے تو قریب ہو سترے سے روایت کیا اوسکو حاکم نے اور روایت
کیا اوسکو ابو داؤد نے اور اوسمیں ہی کہ نہ قطع کرے شیطان نماز اوسکی اور روایت کی مسلم نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر نہ کرے
سامنے اپنے مثل لکڑی پالان اونٹ کے تو نہ ضرر کریگا تجکو جو سامنے تیرے ہوگا اور اخراج کیا مسلم نے عائشہ رضی سے کہ پوچھے گئے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک میں سترہ مصلی سے سو کہا کہ مثل لکڑی پالان کے اور ہدایہ میں ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا عاجز
ہی کوئی تم میں کا اس سے کہ جب نماز پڑھے صحرا میں یہ کہ ہو آگے اوسکے مثل پالان اونٹ کے اور یہ حدیث اس لفظ سے نہیں ملی اور گز سے
مراد ایک ہاتھ ہے اور یہی گز ہی شرع میں اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب نماز پڑھے کوئی تم میں سے جنگل میں تو کرے سامنے اپنے
ایک سترہ ایسا ہی ذکر کیا ہدایہ میں اور کہا شیخ کمال الدین ابن الہمام نے کہ یہ حدیث غریب ہی نہیں ملی لیکن روایت کی ابن حبان اور حاکم
نے ابن عمر رضی سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب نماز پڑھے کوئی تم میں سے تو نماز پڑھے طرف سترے کے اور نہ چھوڑ دے اوسکو جو گذرے
اوسکے سامنے ہو کر اور روایت کیا اوسکو احمد اور بزار نے اور زیادہ کیا ابن حبان نے کہ اگر وہ انکار کرے تو لڑے اوس سے اور کرے
سترے کو ایک دونوں ابروؤں کے سامنے اسواسطے کہ روایت کیا ابو داؤد نے ضباعہ بنت المقداد بن الاسود سے اونہوں نے اپنے باپ سے کہا کہ نہیں دیکھا
میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ نماز پڑھتے ہوں طرف ستون یا لکڑی یا درخت کے مگر کرتے اوسکو مقابل داہنے ابرو یا بائیں ابرو کے
اور نہیں قصد کرتے تھے اوسکا قصد کرتے لیعنی نماز میں اوسکی طرف نگاہ نہ رکھتے تھے تاکہ تشبیہ نہووے ساتھ بت پرستوں کے اور ولید
بن کامل اوسکی اسناد میں ضعیف ہی اور ضباعہ مجہول ہی اور جواب اسکا یہ ہی کہ جہل قرن ثانی میں مقبول ہی اور دوسرے یہ کہ سکوت کیا اس حدیث
سے ابو داؤد نے اور روایت کی نسائی نے کہ جب نماز پڑھے کوئی تم میں سے طرف ستون کے تو نہ کرے اوسکو درمیان
آنکھوں کے بلکہ کرے اوسکو بائیں ابرو کے مقابل اور روایت کی ابو علی بن السکن نے اپنی سنن میں ضباعہ سے مثل اسکے اور ضعیف
کیا اس حدیث کو احمد اور ابن حجر نے اور کہا فتح القدیر میں کہ یہ دلیل ہی اور اضطراب کے ص اور اگر سترہ نہووے اور کوئی شخص گذرنا چاہے
یا سترہ اور آدمی کے بیچ میں گذرے تو اوسکو تسبیح یا اشارے سے منع کرے اور دونوں سے منع نہ کرے ف کیونکہ
اوپر گذرا کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دفع کرو جہاں تک کہ قدرت ہو اور اشارے سے دفع کرے کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے اشارے سے دفع کیا ام سلمہ کے دونوں لڑکوں کو روایت کیا اوسکو ابن ماجہ نے اور ضعیف کیا اوسکو ابن القطان نے کہ محمد بن قیس
مجہول ہی اور نہیں پہچانی جاتی ماں اوسکی لیکن مصنف ابن ابی شیبہ اور ابن ماجہ میں اوسکے باپ سے روایت ہی اور اوسکا مجہول ہونا

ف ولید بن کامل
ف ضباعہ
ف محمد بن قیس

ثابت نہیں ہوتا اور کہا الہ تہذیب میں ہے کہ اخراج کیا اوسکے واسطے مسلم نے اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب
حادث ہو کوئی حادثہ تو تسبیح کہے روایت کیا اوسکو علمائے ستہ نے ص اور امام کا سترہ مقتدیون کیطرف سے کفایت کرتا ہے اور وجہ
جائز کہ اوس میں کوئی گناہ دیگا اور جگہ محفوظ ہو تو سترے کا نہ گاڑنا درست ہے ف کیونکہ نماز پڑھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
بطحا مکہ میں اور اونکے سامنے ایک نیزہ ہوتا تھا اور عورتیں اور گدھے گذرتے تھے اوسکے ادھر اور تھا واسطے قوم کے سترہ
اور روایت کیا ہمکو بخاری و مسلم نے اور اخراج کیا ابوداؤد نے اسی باب میں باسناد صحیح سے عبداللہ بن عمرو بن العاص سے

فصل مکروہات نماز میں

بیچ سدل کپڑے کا اور وہ یہ ہے کہ چادر کو سر یا کندھے پر ڈالے اور اوسکے کناروں کو چھوڑ دے اس طرح پر لٹکے رہیں اور
قبا میں ہو کہ کندھوں پر ڈالے اور دونوں آستینیں کو ہاتھوں میں نہ ڈالے اور دونوں طرفوں کو نہ ملاوے ف اسواسطے کہ منع کیا حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے سدل سے نماز میں اور اس سے کہ آدمی ڈھانپ لیوے منہ اپنا روایت کیا اوسکو ابوداؤد اور حاکم نے
اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے کہ منع کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کہ ڈھانپے منہ اپنا نماز میں لیکن اسناد میں اسکی صحابی
کا نام مذکور نہیں بہر صورت ہمارے نزدیک حجت ہے اور حضرت عبداللہ بن عباس نے منع کیا ناک کو چھپانے سے روایت کی عکرمہ
نے اور اسی طرح سعید بن المسیب اور ابراہیم نخعی اور عطا مکروہ رکھتے تھے اوسکو اخراج کیا ان آثار کا ابن ابی شیبہ نے مصنف
میں ص اور سمیٹنے کپڑے کو سمیٹنا خاک اور غبار سے کہ تیرے کپڑے یا بدن کو لگیگا ف کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
کہ اللہ تعالی نے مکروہ رکھیں تمہارے واسطے تین چیزیں عبث یعنی بیفائدہ کام کرنا نماز میں اور رفث روزے میں اور ہنسی قبروں میں
روایت کیا اوسکو قضاعی نے طریق ابن المبارک سے انھوں نے اسمعیل بن عیاش سے انھوں نے عبداللہ بن دینار سے انھوں نے
یحیی بن ابی کثیر سے مرسل ص جمع کرنا سب بالوں کا جمع کرنا بالوں کو لپیٹ کے جوڑہ میں داخل کرنا ف کیونکہ روایت کی عبدالرزاق
نے مصنف میں ثوری سے انھوں نے مخول بن راشد سے انھوں نے ایک شخص سے انھوں نے ابو رافع سے کہا کہ منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
نماز سے اوس شخص کو کہ باندھے ہو بالوں کو سر پر اور اوسکو عربی میں عقص کہتے ہیں اور روایت کیا اوسکو طبرانی نے اور اوس
شخص کے بجائے نام سعید مقبری کا لیا اور کہا کہ انھوں نے ابو رافع سے انھوں نے ام سلمہ سے اور یہی حدیث روایت کی اور روایت کیا اوسکو
اسحق بن راہویہ نے سفیان ثوری سے اسناد میں ہے اور یہی مضمون مروی ہے صحاح میں ص کھینچنا انگلیوں کو کھینچنا ف کیونکہ روایت کی ابن ماجہ
نے حارث سے انھوں نے حضرت علی سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ کھینچا تو انگلیوں کو اور تو نماز میں ہووے اور
ضعیف ہے حارث میں بلکہ کہا شعبی نے کہ وہ کذاب ہے اور التفات ہے ص پھیرنا گردن پھیر کے دیکھنا اور آنکھ کے گوشے سے بغیر
گردن پھیرے دیکھنے کے مکروہ نہیں ف کہا صاحب ہدایہ نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر جانے مصلی کہ کسکو پکارتا ہے اور
کس سے سرگوشی کرتا ہے البتہ نہ التفات کرے اور یہ حدیث اس لفظ سے نہیں ملی لیکن روایت کی بیہقی نے شعب الایمان میں کہ بیشک
کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں ہے کوئی مومن کہ نماز پڑھے کھڑے ہو کے مگر موکل کر دیتا ہے اللہ اوسپر ایک فرشتہ کہ پکارتا ہے کہ
اے آدم کے لڑکے اگر جانتا تو کہ کیا ہے نماز میں تیری اور کس سے سرگوشی کرتا ہے تو تو نہ التفات کرتا اور التفات کے معنی یہ ہیں کہ ادھر ادھر دیکھنا اور
روایت کی حاکم نے اور صحیح کیا اوسکو ابوداؤد نے ابوذر سے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ رہتا ہے اللہ متوجہ طرف

بندے سے کہ اور وہ نماز مین ہوتا ہی پھر جب التفات کرتا ہی بندہ پھیر لیتا ہی اللہ منہ اپنا اوس سے اور روایت ہی انس سے کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے بچ تو التفات سے نماز مین اسواسطے کہ التفات ہلاک کرنے والا ہی تو اگر ضرور ہو تو نفل مین نہ فرض مین روایت
کیا اوسکو ترمذی نے اور صحیح کیا اوسکو اور بے گردن پھیرے مکروہ نہین کیونکہ روایت کی ترمذی اور نسائی اور ابن حبان اور حاکم نے اور صحیح
کیا اوسکو عبداللہ بن عباس سے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم التفات کرتے نماز مین داہنے بائین اور نہ پھیرتے تھے گردن اپنی کہا
ترمذی نے کہ یہ غریب ہی اور کہا ابن القطان نے کہ صحیح ہی اگرچہ ترمذی کے طریقے سے غریب ہی اور ظاہر ہوا اوسکا ایک طریقہ
دوسرا مسند بزار مین ص ساتوین کنکریون کا ہٹانا مگر ایک بار سجدے کے لیے ف اسواسطے کہ یہ بھی ایک قسم عبث
سے ہی مگر یہ کہ جب سجدہ کرنے کی جا نہووے تو اوسوقت ایکبار ہاتھ سے ہٹا دینا جائز ہی کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
واسطے ابوذر کے کہ ایکبار اے ابوذر ورنہ چھوڑ دو اوسکو اور یہ حدیث اس لفظ سے نہین ملی اور روایت کیا اوسکو عبدالرزاق نے
ابوذر رضی اللہ عنہ سے کہ پوچھا مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر شی کو یہان تک کہ پوچھا مینے آپ سے کنکریون کے ہٹانے کو کہا کہ ایکبار
رخصت دیتا ہون مین اور اسی طرح روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے اور روایت کیا گیا موقوف کہا دارقطنی نے اور وہی صحیح ہی
اور روایت ہی کتب ستہ مین کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ مسح کر کنکریون کو اور تو نماز پڑھتا ہو اور اگر ضرورت پڑے تو
ایکبار اور راوی اسکے معیقیب ہین ص آٹھوین کمر پر ہاتھ رکھنا ف کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا اس سے
روایت کی جماعت نے سوا ابن ماجہ کے ابوہریرہ سے کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کہ نماز پڑھے آدمی کمر پر ہاتھ
رکھکے اور دوسری وجہ کراہت کی یہ ہی کہ مخالف ہی سنت مشہورہ کے اور وہ ہاتھون کا باندھنا ہی ناف کے نیچے ص نوین کھینچنا دونون
ہاتھون کا کھینچنا اور سینے کو آگے کرنا واسطے سستی کے دسوین کتے کی طرح بیٹھنا اسطرح کہ دونون سرین پر بیٹھے اور دونون
زانو کو کھڑا کرے گیارھوین سجدے مین دونون بازو کو بچھا دینا ف کیونکہ ہدایہ مین ہی کہ فرمایا حضرت ابوذر نے کہ منع کیا مجکو
میرے دوست نے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین چیزون سے ایک یہ کہ چونچ مارون مثل چونچ مارنے مرغ کے یعنی جلدی جلدی
سجدے مین جاؤن اور پھر جلدی اوٹھ کھڑا ہون اور یہ کہ بیٹھون مثل بیٹھک کتے کے اور یہ کہ بچھاؤن مین بچھانا لومڑی کا اور یہ حدیث
غریب ہی نہین ملی مجکو اور مسند احمد مین ہی ابوہریرہ سے کہ منع کیا مجکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین چیزون سے اور ذکر کین وہی دو چیزین
اول کی لیکن اخیر مین بیان کیا کہ التفات سے مانند التفات لومڑی کے اور صحیح حدیث حضرت عائشہ رض کی ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم منع کرتے تھے گھائی شیطان سے اور گھائی شیطان کی کتے کی طرح بیٹھنا ہی اور اس سے کہ بچھاوے آدمی دونون بازو اپنے
مانند بچھانے درندون کے واللہ اعلم ص بارھوین چار زانو بیٹھنا ف اسواسطے کہ خلاف سنت ہی ص تیرھوین
اکیلے امام کا کھڑا ہونا مسجد کی محراب مین یا دکان پر امام کا کھڑا ہونا اور قوم کا نیچے یا قوم کا دکان پر اور امام کا نیچے ف
اسواسطے کہ وہ مشابہ ہی اہل کتاب کے کہ وہ امام کے واسطے ایک مکان اونچا بناتے ہین اور اوسمین امام کھڑا ہوتا ہی اور دکان کی
بلندی بعضون نے کہا ہی کہ بقدر قامت آدمی کے اور بعضون نے کہا ہی ایک ہاتھ اور اس سے کم مین کراہت نہین اور
بعضون نے کہا ہی کہ مسجد جب تنگ ہووے تو کچھ مضایقہ نہین کہ امام محراب مین کھڑا ہووے ص چودھوین کھڑا ہونا مصلی کا

حرمت نہ رہے کہ یعنی صف میں جو جگہ باقی ہو تو اوسکو بند کرے اور بعض روایات میں ہے کہ نماز کا اعادہ لازم ہوگا اگر پیچھے تنہا
پیچھے صف کے پڑھیگا ص پچیسویں تصویر کا ہونا مکروہ ہے اوپر یا اوسکے آگے یا برابر داہنے بائیں اور اگر پیچھے یا نیچے قدم کے ہو تو مکروہ نہیں
ف کیونکہ حضرت جبرئیل نے کہا کہ ہم نہیں داخل ہوتے اوس گھر میں جسمیں کتا ہو یا تصویر روایت کیا اوسکو مسلم نے عائشہ سے
ایک حدیث طویل میں اور اوسکے معنی میں بہت حدیثیں صحیحین میں ہیں فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں داخل ہوتے
ملائکہ اوس گھر میں جسمیں کتا ہو یا تصویریں ہوں ص چھبیسویں ننگے سر نماز پڑھنا سستی اور کاہلی کے سبب سے اور اگر واسطے
عاجزی کے پڑھے تو مکروہ نہیں ستائیسویں برے کپڑوں میں جو گھر میں پہنے رہتا ہے اور لوگوں کے پاس اون کپڑوں سے
نہیں جاتا اون کپڑوں سے نماز پڑھنا ف کیونکہ لوگوں کی تو عزت کرتا ہے اور شرم کرتا ہے اونکے پاس برے کپڑے پہن کے
جانے سے اور نماز کی کچھ عزت و آبرو نہیں جانتا حالانکہ اگر کسی امیر کے دربار میں جاتا ہے تو جو اوسکے عمدہ کپڑے ہوتے ہیں وہ پہن کے
جاتا ہے کہ بے ادبی نہ ہوگا احکم الحاکمین ہے زیادہ واجب ہے کہ اچھے کپڑے ہوں بعزت تمام اوسکی نماز پڑھے اور یہ جب ہے کہ اوسکے پاس اور
کپڑے ہوں ورنہ اگر کسی پاس اچھے کپڑے نہیں تو اونہی کپڑوں سے جو پہنے ہے نماز پڑھے ص اٹھائیسویں ناک کے دور کرنے کیواسطے
نماز میں پیشانی کا زمین پر ملنا انتیسویں آسمان پر نظر کرنا تیسویں سجدہ پیچ عمامہ پر کرنا ف کیونکہ روایت کی ابن ابی شیبہ
نے عیاض بن عبداللہ قرشی سے کہ دیکھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو کہ سجدہ کرتا ہے اوپر پیچ عمامے کے سو اشارہ کیا ہاتھ سے کہ
اوٹھالے عمامے اپنے کو یعنی پیشانی پر سے اونچا کرے کہ پیشانی کھل جاوے اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے عبادہ بن صامت سے
کہ وہ جب ارادہ کرتے تھے نماز کا اوتار لیتے تھے عمامہ سر پر سے اور اس باب میں مروی ہے حضرت علی اور ابن عمر اور جعفر بن ہبیرہ سے
ص اکتیسویں آیتوں کا گننا ف اسواسطے کہ شغل ہے نماز میں ص بتیسویں کپڑا جسمیں تصویر ہو اوسکا پہننا ف
کیونکہ وہ مشابہ ہے بت کے اوٹھانے والے کے ساتھ اور نماز جائز ہے ص اور مسجد کے اوپر وطی اور پیشاب اور پیخانہ مکروہ
ہے ف بسبب عزت اور حرمت مسجد کے ص اور دروازہ مسجد کا بند کرنا بھی مکروہ ہے ف کیونکہ اسمین قلت جماعت
ہوگی ص اور مسجد کا نقش کرنا مباح ہے اور ساج یا سونے کے پانی سے مگر وہ نہیں اور کھڑا ہونا امام کا مسجد میں
اور سجدہ کرنا محراب میں مکروہ نہیں اور جو شخص کہ بیٹھا باتیں کر رہا ہو اوسکے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ نہیں ف کیونکہ روایت کی
ابن ابی شیبہ نے نافع سے کہ تھے ابن عمر جب پاتے تھے راہ طرف ستون وغیرہ کے کہتے تھے کہ میرے واسطے تیری پیٹھ ہو اور خلاف
ہے اوسکے جو روایت کی بزار نے حضرت علی سے کہ دیکھا اونھوں نے ایک شخص کو کہ نماز پڑھتا تھا پیچھے ایک شخص کے سو حکم کیا اوسکو
کہ اعادہ کرے نماز کا اور اسی طرح سوتے کے پیچھے بھی درست ہے کیونکہ صحیح ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور وہ یہ کہ نماز پڑھتے
تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیچھے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اور وہ سوتی تھیں درمیان اونکے اور درمیان قبلہ کے
اور مخالف ہے اوسکے جو مروی ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپ نے نہ نماز پڑھو پیچھے سوتے اور باتیں کرنے والے کے
لیکن وہ ضعیف ہے اور یہ بھی مروی ہے مسند بزار میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منع کیا گیا میں کہ نماز پڑھوں
میں طرف اون لوگوں کے جو کھڑے ہیں اور باتیں کرتے ہیں اور کہا بزار نے کہ نہیں جانتا ہوں میں اوسکو مگر ابن عباس سے اور جواب
اوسکا یہ ہے کہ جب آوازوں کی شدت سے ہو اور اوس سے خوف شغل کا ہو نماز میں واللہ اعلم ص اور جس فرش پر

کہ تصویرین نہی ہین اگر اوسپر سجدہ نہین کرتا تو نماز پڑھنا وہان مکروہ نہین اور جو صورت اتنی چھوٹی ہو کہ دکھلائی نہین دیتی یا سوا
حیوان کے اور کسی چیز کی تصویر یا حیوان کی مگر اوسکا سر کٹا ہو تو مکروہ نہین اور مار ڈالنا بچھو اور سانپ کا بھی نماز مین مکروہ نہین ف
کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُقْتُلُوا الْاَسْوَدَیْنِ وَلَوْ کُنْتُمْ فِی الصَّلٰوۃِ یعنی قتل کرو بچھو اور سانپ کو اگرچہ تم
نماز مین ہو کہا ترمذی نے حدیث صحیح ہی اور امین اگر عمل کثیر بھی ہووے تو بھی نماز مین کچھ حرج نہین اور یہی صحیح ہی ص اور جس
گھر مین کہ مسجد ہو اوس گھر کی چھت پر پیشاب کرنا مکروہ نہین اسواسطے کہ وہ حکم مسجد کا نہین رکھتا کہ پیشاب و میر مکروہ ہووے

باب وتر اور نوافل کے بیان مین

وتر امام اعظم کے نزدیک واجب ہی اور نزدیک صاحبین اور امام شافعی رہ کے سنت ہی ف اور دلیل اسکے وجوب کی یہ ہی کہ
فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ نے زیادہ کیا تمھاری نمازون مین ایک نماز کو آگاہ ہو کہ وہ وتر ہی تو پڑھو اوسکو درمیان
عشا کے طلوع فجر تک ایسا ہی ہدایہ مین ہی اور یہ حدیث مروی ہی عمرو بن العاص و عقبہ بن عامر اور ابن عباس اور ابن عمر اور ابو سعید
خدری رضی اللہ عنہم سے اور حدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ مین بھی مروی ہی اور خارجہ بن حذافہ اور ابو بصرہ غفاری سے
حدیث عمرو و عقبہ کی روایت کیا اوسکو اسحٰق بن راہویہ نے مسند مین ثنا سُوَیْدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِیْزِ ثنا قُرَّۃُ بْنُ
عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ یَزِیْدَ بْنِ حَبِیْبٍ عَنْ اَبِی الْخَیْرِ مَرْثَدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ الْیَزَنِیِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ وَعُقْبَۃَ
ابْنِ عَامِرٍ عَنْہُ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَنَّ اللّٰہَ زَادَکُمْ صَلٰوۃً ھِیَ لَکُمْ خَیْرٌ مِّنْ حُمُرِ النَّعَمِ اَلْوِتْرُ وَھِیَ لَکُمْ فِیْمَا بَیْنَ
الْعِشَاۗءِ اِلٰی طُلُوْعِ الْفَجْرِ یعنی بتحقیق کہ زیادہ کی تمکو اللہ نے ایک نماز کہ وہ بہتر ہی واسطے تمھارے سرخ چارپایون سے اور
وہ وتر ہی درمیان عشا کے طلوع فجر تک اور ضعیف کیا یحیی بن معین نے قرہ کو اور لیکن حدیث ابن عباس کی سو روایت کیا اوسکو
دارقطنی اور طبرانی نے نضر ابو عمرو سے اوسنے عکرمہ سے اوسنے ابن عباس سے اور ضعیف کیا اوسکو دارقطنی نے بسبب نضر کے
اور لیکن حدیث ابن عمر کی سو اخراج کیا اوسکا دارقطنی نے غرائب مالک مین اور ضعیف کیا اوسکو ساتھ حمید بن ابی الجون کے
اور الفاظ اوسکے یہ ہین اِنَّ اللّٰہَ زَادَکُمْ صَلٰوۃً وَھِیَ الْوِتْرُ اور لیکن حدیث ابو سعید خدری کی روایت کیا اوسکو طبرانی نے
اور الفاظ اوسکے وہی ہین جو حدیث ابن عباس کے ہین جسکو روایت کیا طبرانی نے اور لیکن حدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ
کی اخراج کیا اوسکا دارقطنی نے اور اوسمین یہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا ہمکو سو جمع ہوئے ہم سو بیان کی حضرت نے تعریف اللہ کی اور ثنا
اوسکی پھر کہا کہ تحقیق اللہ نے زیادہ کیا تمھارے واسطے ایک نماز کو اور حکم کیا ہمکو وتر کا اور ضعیف کیا اوسکو ساتھ محمد بن عبید اللہ عزرمی
کے اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے مصنف مین حل ثنا اَبُوْ خَالِدِ الْاَحْمَرُ عَنْ حَجَّاجٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ
اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ زَادَکُمْ صَلٰوۃً اِلٰی صَلٰوتِکُمْ ھِیَ الْوِتْرُ
یعنی اللہ نے زیادہ کیا واسطے تمھارے ایک نماز کو اور وہ وتر ہی اور اسناد اسکی صحیح ہی لیکن حجاج مین کچھ کلام ہی بہر حال درجہ
حسن سے کم نہین اور حدیث ابو بصرہ کی روایت کیا اوسکو حاکم نے ابن لہیعہ سے انھون نے عمرو بن العاص سے کہا کہ سنا مینے
ابو بصرہ غفاری سے کہ کہتے تھے سنا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے تحقیق کہ زیادہ کی اللہ نے تمکو ایک نماز اور وہ
وتر ہی تو پڑھو اوسکو درمیان عشا کے نماز صبح تک اور سکوت کیا اوس سے حاکم نے لیکن ابن لہیعہ ضعیف ہی کہا شیخ ابن الہمام نے

واعل بابن لہیعۃ یعنی ضعیف کی گئی یہ حدیث ساتھ ابن لہیعہ کے اور لیکن حدیث خارجہ کی سو روایت کیا اوسکو احمد اور ابو داؤد
اور ترمذی نے اور ابن ماجہ نے کہ نکلے ہمارے اوپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو کہا تحقیق کہ اللہ نے مدد کی تمہاری ساتھ ایک نماز کی وہ بہتر
ہے واسطے تمہارے سرخ چارپایوں سے اور وہ وتر ہے تو کیا اوسکو درمیان عشا کے طلوع فجر تک کہا حاکم نے صحیح ہے اور تینوں نے اخراج کیا اوسکا
شیخین نے بسبب تفرد ہونے تابعی کے صحابی سے اور وہ جو کہا ترمذی نے کہ یہ غریب ہے اوسکی صحت کے منافی نہیں کیونکہ ترمذی اکثر جگہ کہتا ہے
حسن صحیح غریب اور وہ جو ابن الجوزی نے ضعیف کیا اس حدیث کو بسبب ضعف ابن اسحق اور عبد اللہ بن راشد کے اور نقل کی تضعیف
عبد اللہ کی دارقطنی سے صحیح نہیں کیونکہ ابن اسحق ثقہ ہے نہیں شبہ ہے اوسکے ثقہ ہونے میں اور نہ نزدیک محققین کے محدثین سے اور اگر تسلیم
بھی کیا جاوے تو متابع ہے اوسکے لیث بن سعد یزید بن حبیب سے اور لیکن جو نقل کی تضعیف عبد اللہ بن راشد کی دارقطنی سے تو غلطی
کی اوس نے کیونکہ دارقطنی نے عبد اللہ بن راشد بصری مولی عثمان بن عفان راوی کو ابو سعید خدری سے ضعیف کیا ہے اور لیکن عبد اللہ زوفی
اس حدیث کا یعنی حدیث خارجہ کا اور وہ عبد اللہ زوفی ہے ابو الضحاک مصری ذکر کیا اوسکو ابن حبان نے ثقات میں اور متابعت لیث کی
ہو تصحیح اس بات کی کہ یہ عبد اللہ زوفی ہے دونوں باتیں اسناد نسائی میں بیچ حدیث مذکور کے کتاب الکنی میں موجود ہیں تو ثابت
ہو گئی صحت اس حدیث کی اور اگر یہ بھی مان لیں تو بھی حدیث ضعیف جب اتنے طریقوں سے مروی ہو تو وہ خواہ مخواہ حسن ہو جاوے گی بلکہ بعض
طریقے خود حسن ہیں مثل طریقہ اسحق بن راہویہ کے اور قول راوی کو اگرچہ ضعیف کیا احمد نے اور کہا کہ منکر الحدیث ہے لیکن کہا ابن عدی نے
نہیں دیکھی میں نے اوسکی کوئی حدیث منکر اور میں جانتا ہوں کہ کچھ جرح نہیں ساتھ اوسکے اور ذکر کیا اوسکو ابن حبان نے ثقات میں اور یہ قول
حضرت کا زادکم دلالت کرتا ہے کہ ان پانچ نمازوں سے ملحق ہے وتر بھی اور ثابت ہوتا ہے اس سے وجوب اسکا جیسا کہ نہیں پوشیدہ ہے عاقل پر
اگر کوئی کہے کہ اس سے فرضیت ثابت ہوتی ہے جیسے کہ فرضیت ہے پانچوں نمازوں کی تو جواب دیا گیا ہے کہ یہ دلیل ظنی ہے اور فرضیت دلیل
قطعی سے ثابت ہوتی ہے لیکن ایک اشکال اس مقام پر ہے وہ یہ کہ روایت کی حاکم اور بیہقی نے بسند صحیح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
کہ زیادہ کیا اللہ نے ایک نماز کو طرف نمازوں تمہاری کے اور وہ بہتر ہے واسطے تمہارے سرخ چارپایوں سے آگاہ ہو کہ وہ دو رکعتیں ہیں قبل
نماز فجر کے یعنی سنتیں فجر کی تو اگر یہ لفظ زادکم موجب وجوب کو ہے تو بر تقدیر اسکے لازم آتا ہے کہ سنتیں فجر کی بھی واجب ہو جاویں
اور حال آنکہ وہ بالاتفاق سنت ہیں تو اس صورت میں اولیٰ یہ ہے کہ استدلال کریں ساتھ اوس حدیث کے جو سنن ابو داؤد میں ہے ابو منیب
سے اور نام اوسکا عبید اللہ بن عبد اللہ عتکی ہے انہوں نے عبد اللہ بن بریدہ سے انہوں نے اپنے باپ سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے وتر حق ہے جو وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں وتر حق ہے اور جو وتر نہ پڑھے تو وہ ہم میں سے نہیں وتر حق ہے اور جو وتر نہ پڑھے
تو وہ ہم میں سے نہیں اور روایت کیا اوسکو حاکم نے اور صحیح کیا اوسکو اور کہا ابو المنیب ثقہ ہے اور توثیق کی اوسکی ابن معین نے اور کہا
ابن ابی حاتم نے سنا میں نے اپنے باپ سے کہتے تھے کہ وہ صالح الحدیث ہے اور انکار کیا گیا ہے بخاری پر اس سبب سے کہ اونہوں نے داخل کیا اوسکو
ضعفا میں اور کلام کیا اوس میں نسائی اور ابن حبان نے اور کہا ابن عدی نے کچھ جرح نہیں ساتھ اوسکے تو حدیث حسن ہو گئی اور روایت
کی ہے اسود نے انہوں نے عبد اللہ سے کہ فرمایا حضرت نے الوتر واجب علی کل مسلم یعنی وتر واجب ہے ہر مسلمان پر اور کہا کہ نہیں جانتا میں کہ
روایت کی جاتی ہے یہ حدیث ابن مسعود سے مگر اسی وجہ سے اور اس جگہ ایک اشکال ہے اور وہ یہ کہ روایت کی بخاری و مسلم نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم وتر پڑھتے تھے اونٹ پر اور اس سے نفلیت اسکی معلوم ہوتی ہے اور حضرت معاذ کو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کی طرف

نعمت کیا تو کہا کہ تداوت سے تحقیق کہ اللہ نے فرض کین اونپر پانچ نمازین رات دن مین اور یہ وفات سے تھوڑے دن پہلے نے
کہا تھا اور روایت کی ابن حبان نے تحقیق کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اونکے ساتھ رمضان مین تو پڑھین آٹھ رکعتین اور
وتر پڑھا پھر انتظار کیا صحابہ نے آپکا دوسری رات اور آپ نہ نکلے نماز کیواسطے تو پوچھا اونسے صحابہ نے پھر فرمایا آپ نے خوف کیا مین نے
کہ فرض ہو جاوے تمپر وتر اور اس حدیث سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تراویح آٹھ رکعتین پڑھین یہ
اور بھی مروی ہے سنن مین سوا ترمذی کے کہ فرمایا حضرت نے وتر واجب ہے حق ہے اور یہ ہر مسلمان کے سو جو شخص چاہے وتر پڑھے ساتھ
پانچ رکعتوں کے اور جو چاہے ساتھ تین رکعتوں کے اور چاہے ساتھ ایک رکعت کے اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وتر واجب نہین اور روایت کیا اوسکو
ابن حبان نے اور حاکم نے اور کہا کہ صحیح ہے اوپر شرط بخاری و مسلم کے اور جواب اول سے یہ ہے کہ یہ ایک واقعہ ہے کہ اوس سے عموم نہین ثابت
ہوتا تو جائز ہے کہ یہ بسبب عذر کے ہووے اور اس بات پر اتفاق ہے کہ فرض چار پائے پر بسبب عذر کیچڑ وغیرہ کے پڑھنا جائز ہے یا
یہ کہ یہ واقعہ قبل وجوب وتر کے ہوگا کیونکہ وجوب وتر کا ساتھ وجوب پانچون نمازون کے نہین ہے بلکہ متاخر ہے اور دوسرے یہ کہ مروی ہوا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ وہ اوترتے تھے سواری پر سے واسطے وتر کے اور روایت کی طحاوی نے نافع سے انھون نے ابن عمر سے تحقیق کہ وہ نماز پڑھتے
سواری پر اور وتر پڑھتے تھے زمین پر اور جانتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے مغیرہ سے
اونھون نے حمید سے انھون نے بکر سے کہ ابن عمر جب ارادہ رکھتے تھے وتر پڑھنے کا اوترتے تھے اور وتر پڑھتے تھے زمین پر اور کہا ابن عون نے
کہ پوچھا مین نے قاسم سے کہ جو شخص وتر پڑھے سواری پر کیا حکم ہے اوسکا سو کہا کہ جانا ان سب لوگون نے کہ حضرت عمر وتر پڑھتے تھے زمین پر
اور کہا ابراہیم نخعی نے کہ صحابہ نماز پڑھتے تھے اپنی سواریون اور جانورون پر جس طرف ہوتا تھا موہنہ اونکا مگر فرض اور وتر کو کہ وہ
پڑھتے تھے اون دونون کو زمین پر اخراج کیا ان دو روایتون کو ابن ابی شیبہ نے مصنف مین تو معلوم ہوا کہ سواری پر وتر پڑھنا
آپ کا یا تو قبل وجوب کے ہے یا بعذر تھا اور معاذ کی روایت سے جواب یہ ہے کہ جائز ہے کہ وجوب وتر کا بعد سفر کے ہووے اور دوسرے
یہ کہ مراد حضرت کی اون نمازون سے وہ نمازین ہین جنکا ایک ایک وقت خاص علیحدہ مقرر ہے مثل پانچون نمازون کے بخلاف وتر کے کہ وہ
تابع ہے عشا کے اور وقت اوسکا وقت عشا کا ہے جیسا کہ عاقل پر پوشیدہ نہ رہیگا اور تیسری روایت سے جواب یہ ہے کہ یہ حکم قبل وجوب
وتر کے ہوگا اور دوسرے یہ کہ مراد وتر سے اوس جگہ ساری رکعتین تراویح کی مع وتر مراد ہین کیونکہ آٹھ رکعتین تراویح کی اور تین وتر کی ملا کے
گیارہ وتر ہین یعنی طاق ہین جفت نہین اور دلیل اوسپر یہ ہے کہ تصریح ہے روایت پچھلی مین ہم حدیث کے کہ فرمایا آپ نے
خَشِیْتُ اَنْ یُّکْتَبَ عَلَیْکُمْ صَلٰوۃُ اللَّیْلِ یعنی خوف ہے مجھکو کہ فرض ہو جاوے تمپر نماز رات کی تو اب معلوم ہوا کہ واجب کی
لفظ سے حدیث مین وجوب لغوی یعنی ضرورت کے مراد نہین بلکہ وجوب شرعی ہے اور اسی واسطے آپ نے یہ کلمہ ارشاد فرمایا بطور تاکید کے
فَمَنْ لَّمْ یُوْتِرْ فَلَیْسَ مِنَّا یعنی جو وتر نہ پڑھے وہ ہم مین سے نہین اور وتر پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام صحابہ اور تابعین اور
تبع تابعین نے مواظبت کی ہے وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ **ص** اور وتر کی تین رکعتین ہین ایک سلام سے اور امام شافعی کے نزدیک دو
سلام کرے **ف** دلیل ہماری یہ ہے کہ روایت کی حضرت عائشہ نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وتر پڑھتے تھے تین رکعتین نہین سلام پھیرتے
تھے مگر آخر مین روایت کیا اسکو حاکم نے اور کہا صحیح ہے اوپر شرط بخاری و مسلم کے اور اسی طرح روایت کی نسائی نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نہین سلام پھیرتے تھے بیچ دونون رکعتون وتر کے اور روایت کی حاکم نے حسن سے کہ ابن عمر تھے سلام پھیرتے دو رکعتون کے بعد وتر مین

سو کہا حسن نے کچھ زیادہ نقیت تھے اونسے اور نہ کم ہوجاتے تھے دوسری رکعت سے ساتھ تکبیر کے اور سکوت کیا اوس سے ابن دقیق
کی طحاوی نے ابن عباس سے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر پڑھتے ساتھ تین رکعتوں کے پڑھتے تھے اول رکعت میں سبح اسم
ربک الاعلیٰ آخر حدیث تک موافق اوس حدیث کے جو روایت کی حضرت عائشہؓ سے اصحاب سنن اربعہ نے اور ابن حبان اور حاکم نے
مستدرک میں اور روایت کیا حدیث ابن عباس کو باسناد صحیح طبرانی نے معجم صغیر میں مثل حدیث طحاوی کے اور کہا کہ نہیں روایت کیا اوسکو
سفیان نے الا قتادة یعنی نہیں روایت کیا اوسکو سفیان نے مگر قتادہ سے اور روایت کی طبرانی نے اوسی معجم صغیر میں
حدثنا محمد بن یزید بن عبد الصمد الدمشقی ثنا هشام بن عمار حدثنا محمد بن شعیب
بن شابور قال کان معظم بن المقدام یحدث عن سعید بن ابی عروبة عن قتادة عن زرارة بن
اوفی عن سعد بن هشام عن عائشة قالت کان النبی صلی الله علیه وسلم لا یسلم فی رکعتی الوتر یعنی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں سلام پھیرتے بعد دو رکعتوں کے وتر سے اور کہا کہ لم یروه عن المعظم الا محمد بن شعیب تفرد به
هشام یعنی نہیں روایت کیا اوسکو معظم سے مگر محمد بن شعیب نے متفرد ہوا اوسکے ساتھ ہشام اور روایت کیا اسی حدیث کو ابن ابی شیبہ نے
اسی اسناد سے اور روایت کی اونسے ابو سلمہ نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وتر پڑھتے تھے تین رکعتیں آخر رات میں اور روایت کی ابن عبد البر نے محمد بن
بن سعید بن عبد الرحمن حدثنا عبد العزیز الدراوردی عن عمرو بن یحیی عن ابیه عن ابی سعید الخدری
ان رسول الله صلی الله علیه وسلم نهی عن البتیراء ان یصلی الرجل واحدة یوتر بها یعنی منع کیا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رکعت وتر پڑھنے سے اور اوسکو ناقص فرمایا اور رد کیا اس حدیث کو ابن عبد الحق محدث نے احکام میں
ایسا ہی برہان میں اور اکثر صحابہ و تابعین اسی پر ہیں کہ وتر کی تین رکعتیں ہیں روایت کی طحاوی نے ثنا ابو بکرة ثنا
ابو داؤد ثنا ابو خالد قال سالت ابا العالیة عن الوتر فقال علمنا اصحاب رسول الله صلی الله علیه
وسلم ان الوتر مثل صلوة المغرب هذا وتر اللیل وهذا وتر النهار یعنی کہا ابو خالد نے کہ پوچھا
میں نے ابو العالیہ سے وتر سے کہا سکھایا ہمکو اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وتر مثل نماز مغرب کے ہے یہ وتر دن کا ہے اور یہ وتر
رات کا ہے اور روایت کیا اسے طحاوی نے ثابت سے کہ نماز پڑھی ساتھ ہمارے انسؓ نے وتر کی سو میں اونکی داہنی طرف تھا اور ام ولد
اونکی پیچھے ہمارے پڑھیں تین رکعتیں نہ سلام پھیرا مگر اونکے آخر میں اوسی طرح صحیح ہوا ابن مسعودؓ سے وتر اللیل ثلث کوتر
النهار یعنی وتر رات کے تین ہیں مانند وتر دن کے اور بعضوں نے اس حدیث کو مرفوع کیا ہے اور ضعیف ہے رفع اوسکا کیونکہ
نہ رفع کیا ہے اوسکو اعمش سے اونسے عبد اللہ سے انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مگر یحیی بن ابی الموجب نے اور وہ ضعیف ہے اور روایت
کی ابو حنیفہؒ نے مسند میں حضرت عائشہؓ سے کہ تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وتر پڑھتے ساتھ تین رکعتوں کے پڑھتے تھے
اول رکعت میں سبح اسم ربک الاعلی اور دوسری میں قل یا ایها الکافرون اور تیسری میں قل هو الله احد
اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے ابن عباس سے مانند اسکے اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے عبد الرحمن بن ابزی سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وتر
پڑھتے تھے ساتھ سبح اسم ربک الاعلی اور قل یا ایها الکافرون اور قل هو الله احد کے اور کہتے تھے
بیچ آخر نماز کے جب بیٹھتے تھے سبحان الملک القدوس تین بار اور آخر بار میں کھینچ کے کہتے تھے اور حسن بصری نے کہا

اجماع کیا مسلمانون نے کہ وتر تین رکعت ہین کہا ابن ابی شیبہ نے حدثنا حفص ثنا عمرو عن الحسن
قال اجتمع المسلمون علی ان الوتر ثلث لا یسلم الا فی اخرھن یعنی اجماع کیا مسلمانون نے کہ وتر
تین رکعتین ہین نہ سلام پھیرے مگر اونکے آخر مین اور روایت کی طحاوی نے عبد الرحمن بن ابی زناد سے انھون نے اپنے باپ سے انھون نے
سات فقیہون سے کہ سب تابعی ہین سعید بن المسیب اور عروہ اور قاسم بن محمد اور ابوبکر بن عبد الرحمن اور خارجہ بن زید اور عبید اللہ
بن عبد اللہ اور سلیمان بن یسار کہا سب نے کہ وتر تین رکعتین ہین نہ سلام پھیرے مگر اخیر رکعت کے بعد اور امام شافعی کے نزدیک
چاہے ایک رکعت پڑھے چاہے تین چاہے پانچ اور دلیل اونکی وہ حدیث ہی جو اوپر گذری اور فرمایا حضرت نے الوتر رکعۃ واحدۃ
من اخر اللیل یعنی وتر ایک رکعت ہی آخر رات مین اور یہ حدیث صحیح بخاری مین ہی غرض حاصل سب باتون کا یہ ہی کہ حدیثین
دونون طرف موجود ہین لیکن مذہب اصح یہی ہی کہ تین سے کم بھی نہ پڑھے اور نہ زیادہ کرے کیونکہ تین رکعت کا ثبوت بہ نماز مغرب
بھی ہو سکتا ہی اور پانچ اور سات وغیرہ کا نظیر موجود نہین اور اسی طرح ایک رکعت پڑھنے سے نہی وارد ہوئی تو مقتضاے
احتیاط یہی ہی کہ تین رکعت پڑھے کہ سب کے نزدیک درست ہووے واللہ اعلم بالصواب **ص** ہمیشہ تیسری رکعت
وتر مین قبل رکوع کے دونون ہاتھ اوٹھا کے تکبیر کہکے دعا قنوت پڑھا کرے اور امام شافعی کے نزدیک سولھوین رمضان
سے آخر مہینے تک قنوت پڑھے اور پھر کبھی وتر مین نہ پڑھے **ف** جاننا چاہیے کہ اس جگہہ تین خلاف ہین اول تو یہ کہ جب
قنوت پڑھے وتر مین تو قنوت پڑھے قبل رکوع کے یا بعد رکوع کے دوسرے یہ کہ قنوت وتر مین تمام سال پڑھا کرے یا فقط
نصف آخر رمضان مین اور تیسرے یہ کہ سوا وتر مین اور جگہہ بھی قنوت پڑھے یا نہ پڑھے تو ہمارا مذہب یہ ہی کہ **ص** سوا وتر کے
اور کسی نماز مین دعاے قنوت پڑھنا درست نہین اور امام شافعی کے نزدیک فجر کی اخیر رکعت مین بعد رکوع کے بھی قنوت پڑھا کرے
ف تو اول مسئلے مین امام شافعی کی دلیل یہ ہی جو روایت کی دارقطنی نے سوید بن غفلہ سے کہا کہ سنا مین نے ابوبکر اور عمر اور
عثمان اور علی رضی اللہ عنہم سے کہ کہتے تھے پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قنوت آخر وتر مین اور آخر وتر کا بعد رکوع کے ہے
لیکن جواب اسکا یہ ہی کہ آخر فعل کا جب ہوتا ہی کہ نصف سے بڑھ جاوے اور اس صورت مین قبل رکوع بھی قنوت پڑھنا آخر نماز
مین ہی اور ایک حدیث صریح اونکی دلیل ہی وہ یہ ہی کہ روایت کی حاکم نے حسن بن علی سے اور صحیح کیا اوسکو کہا کہ سکھائے مجھکو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھہ کلمات کہ کہتا ہون مین اونکو وتر مین جب اوٹھاتا ہون سر اپنا اللھم اھدنی فیمن ھدیت
آخر تک اور بیان اسکا قنوت مین آویگا اور دلیل ہماری یہ ہی جو روایت کی نسائی اور ابن ماجہ اور ابوداؤد وغیرہم نے
ابی بن کعب سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر مین پڑھتے تھے قنوت قبل رکوع کے اور ایک لفظ مین نسائی کے یہ ہی کہ تھے وتر پڑھتے
ساتھہ تین رکعت کے اول مین سبح اسم ربک الاعلی اور دوسری مین قل یا ایھا الکفرون اور تیسری مین قل ھو اللہ
احد پڑھتے تھے اور ضعیف کیا اس حدیث کو ابوداؤد نے بسبب اضطراب کے اور صحیح یہ ہی کہ زیادت ثقہ کی اگرچہ متفرد ہو مقبول ہی اور اگر تسلیم کرین تو روایت
کی خطیب نے کتاب القنوت مین باسناد صحیح عبد اللہ بن مسعود سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قنوت پڑھی وتر مین قبل رکوع کے اور ذکر کیا اوسکو ابن
الجوزی نے تحقیق مین اور سکوت کیا اوس سے اور بھی روایت کی ابن ابی شیبہ نے حدثنا وکیع ثنا سفیان عن ابان بن ابی عیاش
عن ابراھیم عن علقمۃ عن عبد اللہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قنت قبل الرکوع

فِي الْوِتْرِ یعنی قنوت پڑھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبل رکوع کے وتر میں لیکن اسناد اسکی ضعیف ہے بسبب ابان بن ابی عیاش کے اور روایت کی ابو نعیم نے حلیہ میں عطاء بن مسلم سے انھوں نے علاء بن مسیب سے انھوں نے حبیب بن ابی ثابت سے انھوں نے ابن عباس سے کہا کہ وتر پڑھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ تین رکعتوں کے سو قنوت پڑھی اوس میں قبل رکوع کے اور اخراج کیا طبرانی نے اوسط میں محمود بن محمد مروزی سے ثنا سهيل بن عمار الترمذي ثنا سعيد بن سالم القداح عن نافع عن عبد الله بن عمر أن النبي صلى الله عليه وسلم كان يوتر بثلاث ركعات ويجعل القنوت قبل الركوع کہا ابن عمر نے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم وتر پڑھتے تھے ساتھ تین رکعتوں کے اور کرتے تھے قنوت کو قبل رکوع کے اور قول ابو نعیم کا غریب ہے حدیث حبیب سے اور علاء سے تفرد کیا اوس سے عطاء بن مسلم نے اور قول طبرانی کا کہ نہیں روایت کیا اوسکو عبید اللہ سے مگر سعید بن سالم نے کچھ موجب بُعد کو نہیں کیونکہ او پر بیان کیا ہے کہ زیادتی ثقہ کی مقبول ہے باوجود اس بات کے کہ تفرد سفیان ثوری کا زبید سے روایت نسائی میں او تفرد عطاء کا علاء سے او تفرد سعید کا عبید اللہ سے ساتھ ہونے حدیث ابن مسعود کے روایت ابن ابی شیبہ و خطیب کے حجت قاطع ہے کیونکہ اب انفراد نہ ہوا بلکہ کثرت ہو گئی او خصوصاً جب کہ ہر طریق حسن یا صحیح ہو اور وہ جو حدیث آئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قنوت پڑھی بعد رکوع کے تو مراد اوس سے یہی ہے کہ ایک مہینا پڑھی تھی او پھر ترک کی دلیل اوسکی وہ روایت کی عاصم احول سے کہ پوچھا میں نے انس رضی سے قنوت کو نماز میں تو کہا کہ ہاں پھر کہا میں نے کہ قبل رکوع کے یا بعد رکوع کے کہا قبل رکوع کے کہا میں نے کہ فلانے شخص نے خبر دی مجکو تم سے کہ بعد رکوع کے کہا وہ جھوٹھا ہے نہیں قنوت پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد رکوع کے مگر ایک مہینے کہا شیخ ابن الہمام نے وَعَاصِمٌ كَانَ ثِقَةً جِدًّا یعنی اور عاصم تھا ثقہ نہایت درجے کا او عمل صحابہ کا اسی پر ہے روایت کی ابن ابی شیبہ نے کہ ابن مسعود او اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قنوت پڑھتے تھے قبل رکوع کے اور دوسرے مسئلے میں امام شافعی کی دلیل یہ ہے وہ جو روایت کی ابو داؤد نے کہ عمر رضی نے جمع کیا آدمیوں کو اوپر ابی بن کعب کے تو وہ نماز پڑھتے تھے ساتھ اونکے بیس راتیں مہینے سے یعنی رمضان سے اور نہیں قنوت پڑھتے تھے ساتھ اونکے مگر نصف آخر میں رمضان کے تو جب عشرہ اخیرہ آتا جماعت نہیں کرتے تھے اور پڑھتے تھے اپنے گھر میں اور اس متن کے لیے ایک طریقہ دوسرا ہے ضعیف کیا اوسکو نووی نے خلاصے میں اور وہ جو روایت کی ابن عدی نے انس رضی سے کہ تھے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قنوت پڑھتے نصف رمضان میں ضعیف ہے ساتھ ابو عاتکہ کے ضعیف کیا اوسکو بیہقی نے اور دلیل ہماری وہ حدیث باب میں ہے کہ فرمایا حضرت نے حسن سے جب سکھائی اونکو دعا قنوت کہ کرو اسکو اپنے وتر میں او یہ روایت غریب ہے نہیں ملی او شاید وہ ہے جو مروی ہے سنن اربعہ میں بریدہ بن ابی مریم سے انھوں نے ابی الحوراء سے انھوں نے حسن بن علی سے کہا سکھائے مجکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کلمات وتر میں یا قنوت وتر میں اللَّهُمَّ اهْدِنِي فِيمَنْ هَدَيْتَ وَعَافِنِي فِيمَنْ عَافَيْتَ وَتَوَلَّنِي فِيمَنْ تَوَلَّيْتَ وَبَارِكْ لِي فِيمَا أَعْطَيْتَ وَقِنِي شَرَّ مَا قَضَيْتَ إِنَّكَ تَقْضِي وَلَا يُقْضَى عَلَيْكَ إِنَّهُ لَا يَذِلُّ مَنْ وَالَيْتَ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ کہا ترمذی نے اسناد اوسکی صحیح ہے یا حسن ہے او روایت کیا اوسکو حاکم نے او کہا اس میں کہ سبب اونکا اس میں سر اٹھایا اور نہ باقی رہا تھا مگر سجدہ او اخراج کیا اربعہ نے او تحسین کیا اوسکو ترمذی نے حضرت علی سے کہا کہ وہ کہتے تھے آخر وتر میں اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَبِمُعَافَاتِكَ

مِنْ عُقُوْبَتِكَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ لَا اُحْصِيْ ثَنَاءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ لیکن وجوب قنوت
ثابت نہیں ہوتا جب تک وہ حدیث ثابت ہو جاوے کہ اجْعَلْ هٰذَا فِيْ وِتْرِكَ یعنی کر اسکو وتر میں کیونکہ صیغہ امر کا واسطے وجوب
کے ہی اور ایک طریقہ اسکے وجوب کا اور طرح ثابت ہو سکتا ہی وہ یہ کہ روایت کی ابن ابی شیبہ نے ابراہیم نخعی سے کہ کہا انھوں نے
لَا وِتْرَ اِلَّا بِقُنُوْتٍ یعنی نہیں وتر ہی مگر ساتھ قنوت کے اور وتر واجب ہی تو قنوت بھی واجب ہی اور مشہور قنوت میں یہ دعا ہی جو
روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے بسند صحیح عبدالرحمن سے کہ سکھایا ہمکو ابن مسعودؓ نے پڑھنا قنوت کا اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ
وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُؤْمِنُ بِكَ وَنُثْنِيْ عَلَيْكَ الْخَيْرَ وَنَشْكُرُكَ وَلَا نَكْفُرُكَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ
يَّفْجُرُكَ اَللّٰهُمَّ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّيْ وَنَسْجُدُ وَاِلَيْكَ نَسْعٰى وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْا رَحْمَتَكَ
وَنَخْشٰى عَذَابَكَ اِنَّ عَذَابَكَ الْجِدَّ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ اور رفع یدین بھی وقت قنوت کے حدیث ابن عباسؓ سے
جو اوپر گذری ثابت ہوتا ہی اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے بسند صحیح عبداللہؓ سے کہ وہ اوٹھاتے تھے ہاتھ اپنے وقت قنوت کے وتر میں
اور اس دعا قنوت کو روایت کیا ابو داؤد نے مراسیل میں خالد بن ابی عمرانؓ سے اور الفاظ اوسکے یہ ہیں اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ
وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُؤْمِنُ بِكَ وَنَخْضَعُ لَكَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَّفْجُرُكَ يَا مَنْ يَّكْفُرُكَ کہا اَللّٰهُمَّ اِيَّاكَ
نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّيْ وَنَسْجُدُ وَاِلَيْكَ نَسْعٰى وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْا رَحْمَتَكَ وَنَخْشٰى عَذَابَكَ اِنَّ عَذَابَكَ
الْجِدَّ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ اور کہا احمد بن عمران فقیہ نے حَدَّثَنِيْ فَرَجٌ مَوْلٰى اَبِيْ يُوْسُفَ قَالَ رَاَيْتُ مَوْلَايَ
اَبَا يُوْسُفَ اِذَا دَخَلَ فِي الْقُنُوْتِ لِلْوِتْرِ رَفَعَ يَدَيْهِ فِي الدُّعَاءِ یعنی جب جاتے امام ابی یوسف قنوت
وتر میں اوٹھاتے ہاتھ اپنے دعا میں کہا ابن ابی عمران نے کان فرج ثقۃ فرج تھا ثقہ اور جسکو قنوت یاد نہ ہووے وہ بجائے قنوت کے
رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ کہے اور تیسرے مسئلے میں دلیل امام شافعی
کی حدیث ابو جعفر رازی کی ہی انسؓ سے کہ ہمیشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے قنوت صبح میں یہان تک کہ مفارقت کی دنیا کی
روایت کیا اوسکو دارقطنی وغیرہ نے اور بخاری میں ہی ابو ہریرہؓ سے کہ کہا انھوں نے میں قریب تر ہوں ساتھ نماز رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے سو تھے ابو ہریرہ قنوت پڑھتے اخیر رکعت میں نماز صبح کے بعد کہنے سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کے تو دعا کرتے
تھے واسطے مومنوں کے اور لعنت کرتے تھے کافر کو اور حدیث ابن ابی فدیک کی عبداللہ بن سعید مقبری سے انھوں نے اپنے باپ سے انھوں نے
ابو ہریرہؓ سے انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ تھے جب سر اوٹھاتے آپ نماز صبح میں رکوع سے ہاتھ اوٹھاتے اور دعا کرتے تھے
اس دعا سے اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ فِيْ آخر تک اور عبداللہ بن سعید مقبری ضعیف ہی نہایت درجے کا کہا ترمذی نے وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ
الْمَقْبُرِيُّ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيْثِ یعنی عبداللہ بیٹا سعید مقبری کا ضعیف کیا جاتا ہی حدیث میں کہا شیخ ابن الہمام نے
فتح القدیر میں وَالْجَوَابُ اَوَّلًا اَنَّ حَدِيْثَ ابْنِ اَبِيْ فُدَيْكٍ اَلَّذِيْ هُوَ النَّصُّ فِيْ مَطْلُوْبِهِمْ ضَعِيْفٌ یعنی
پہلے جواب یہ ہی کہ حدیث ابن ابی فدیک کی کہ وہ نص ہی اونکے مطلب میں ضعیف ہی فَاِنَّهٗ لَا يُحْتَجُّ بِعَبْدِ اللّٰهِ هٰذَا کیونکہ
نہیں حجت پکڑی جاویگی ساتھ اس عبداللہ کے اور ماقبل کی حدیثیں منسوخ ہیں ساتھ اوسکے جو روایت کی بزار اور ابن ابی شیبہ و طبرانی
اور طحاوی نے حدیث شریک قاضی سے انھوں نے ابو حمزہ قصاب سے انھوں نے ابراہیم سے انھوں نے علقمہ سے انھوں نے

ر یعنی ادا روی کو
یکفرک منی ... کہا
یا من یکفرک کہا
دونوں درست ہیں
... ۱۲

ف عبداللہ بن سعید مقبری

عبد اللہ سے کہا کہ نہیں قنوت پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح میں مگر ایک مہینے پھر ترک کیا اوسکو نہ پڑھا اوسکو قبل اوسکے
اور نہ بعد اوسکے اور ضعیف کیا اوسکو ساتھ قصاب کے ترک کیا اوسکو احمد بن حنبل نے اور ابن معین نے اور ضعیف کیا اوسکو عمرو بن
علی فلاس اور ابو حاتم نے اور حال اونکی تضعیف کا یہ ہے کہ وہ کثیر الوہم تھا تو اب یہ حدیث رفع اور حدیث قوی کی جو ابو ہریرہ سے مروی تھی کی
اور جواب اسکا یہ ہے کہ اسی طرح ابو جعفر میں کلام ہے کہا ابن المدینی نے او میں خلط کرتا تھا حدیث میں اور کہا ابن معین نے خطا کرتا تھا
اور کہا احمد نے قوی نہیں اور کہا ابو زرعہ نے کہ ای بہت وہم کرتا تھا بہت اور کہا ابن حبان نے کہ وہ منفرد ہوتا تھا ساتھ
ذکر حدیثوں کے علما مشہور سے ہے اور متقوی ہے قصاب کی حدیث کو وہ جو روایت کی قیس بن ربیع نے عاصم بن سلیمان سے کہا کہا
ہم نے واسطے انس کے کہ کچھ لوگ گمان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ پڑھتے تھے قنوت فجر میں کہا انس نے کہ جھوٹ بولے
وہ نہیں پڑھی قنوت حضرت نے مگر ایک مہینے کہ بد دعا کرتے تھے ایک قبیلے پر قبیلوں مشرکین سے تو یہ حدیث خود مخالف ہے حدیث انس کے
اور قیس راوی اس حدیث میں اگرچہ ضعیف ہے ضعیف کیا اوسکو یحییٰ بن معین نے لیکن توثیق کی اوسکی اور لوگوں نے اور یہ حال ابو جعفر سے
کم نہیں بلکہ اوسکے برابر ہے یا اوس سے زیادہ ہے اعتبار میں کیونکہ ضعیف کرنے والے قیس کے کم ہیں ضعیف کرنے والوں ابو جعفر سے
اور ضعیف کیا یحییٰ بن معین نے بسبب اوسکے جو کہا احمد بن سعید بن ابی مریم نے پوچھا میں نے یحییٰ سے قیس بن ربیع کو سو کہا کہ ضعیف ہے نہیں لکھی
جاویگی حدیث اوسکی کیونکہ وہ حدیث بیان کرتا ہے عبیدہ سے اور وہ منصور سے ہوتی ہے اور یہ ضعف سوجب ہے حدیث کو نہیں اسواسطے کہ نہایت اوسکی
غلطی ہے اوسکی ذکر عبیدہ میں بدل منصور کے لیکن ضعیف کیا اوسکو لوگوں نے سوا یحییٰ کے بھی کہا نسائی نے متروک ہے اور کہا دار قطنی نے
ضعیف ہے اور مروی ہے احمد سے کہ وہ کثیر الخطا تھا اور روایت کی اوس نے حدیثیں منکر اور تھے وکیع اور ابن المدینی ضعیف کرتے تھے اوسکو
اور کلام کیا اوس میں امام المحدثین یحییٰ بن سعید القطان نے لیکن تھے شعبہ ثنا کرتے تھے قیس پر اور تشنیع کیا انھوں نے یحییٰ بن سعید پر
بسبب تضعیف اونکی کے قیس کو کہا ابو قتیبہ نے کہا واسطے میرے شعبہ نے لازم پکڑ قیس بن ربیع کو اور کہا ابن حبان نے کہ تحقیق میں نے
حدیثیں قیس کی روایات قدما اور متاخرین سے اور تلاش کی میں نے اونکی تو دیکھا میں نے اوسکو سچا امانتدار جوان تھا اور جب زیادہ
ہوا سن اوسکا تو بگڑ گیا حفظ اوسکا اور اکثر روایتیں اوسکی مستقیم ہیں اور کہا ابو حاتم نے محل اوسکا صدق ہے اور قوی نہیں اور کہا
شمس الدین ذہبی نے قول معتبر قول شعبہ کا ہے اور نہیں ترجیح ہے ساتھ اوسکے تو کم نہوگا ابو جعفر رازی سے اور مؤید ہے اوسکی وہ جو روایت کیا اوسکو
خطیب بغدادی نے کتاب القنوت میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہیں قنوت پڑھتے تھے مگر جب کہ بد دعا کرتے کسی قوم کو اور سند
اسکی صحیح ہے اور ضعیف کیا ابن الجوزی نے اوس حدیث انس کو کہ پڑھتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قنوت نماز صبح میں یہاں تک کہ انتقال
کیا اور تشنیع کی اوسپر اور کہا کہ یہ دن حدیثوں میں سے ہے جو ہماری کتابوں کی محافظت چاہیے بسبب اس بات کے کہ وہ جانتا تھا کہ یہ حدیث
باطل ہے اور بعض روایات اوسکی مشہور بالوضع ہوئی ہیں اور فرمایا حضرت نے جو حدیث بیان کرے مجھ سے ایسی حدیث جو جانتا ہے کہ وہ جھوٹ
ہے تو وہ بھی کاذبین میں سے ہے اور ایک حدیث صحیح روایت کی امام ابو حنیفہ صاحب نے حماد بن ابی سلیمان سے انھوں نے ابراہیم سے انھوں نے
علقمہ سے انھوں نے عبد اللہ بن مسعود سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں قنوت پڑھی فجر میں کبھی مگر ایک مہینا اور نہ دیکھا قبل اوسکے
اور نہ بعد اوسکے اور اس مہینے میں قنوت پڑھی واسطے بد دعا کے ایک قوم پر مشرکین سے اور اس اسناد میں کسی طرح کا غبار نہیں اور
اسی واسطے خود انس نے صبح میں قنوت نہیں پڑھی جیسے کہ روایت کی طبرانی نے حدثنا عبد اللہ بن محمد

ثنا شیبان بن فروخ ثنا غالب بن فرقد قال کنت عند انس بن مالک رضی اللہ عنہ شہرین
فلم یقنت فی صلوٰۃ الغداۃ یعنی کہا غالب بن فرقد نے تھا مین ساتھ انس کے دو مہینے سو نہ قنوت پڑھی انھون نے نماز
فجر مین اور کبھی قنوت بمعنی طول قیام کے بھی آتا ہی اور جائز ہی کہ یہ غلطی ابوجعفر سے واقع ہوئی ہو کہ انس نے کہا ہو اس قنوت کو
اور وہ سمجھا ہو دعا کے قنوت کو ایسا ہی کہا بعض محدثین نے جیسا کہ حدیث مین آیا ہی افضل الصلوٰۃ طول القنوت یعنی
افضل صلوٰۃ وہ ہی جسمین طول ہو قیام کا تو ثابت ہو گیا نسخ قنوت کا اور روایت کی ابن حبان نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ تھے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نہین قنوت کرتے نماز صبح مین مگر یہ کہ دعا کرین واسطے کسی قوم کے یا بددعا کرین کسی قوم کو اور اس قنوت سے
مراد طول قیام ہی کیونکہ قنوت بمعنی دعا کے کس طرح ثابت ہو گی اور روایت صحیح ہوئی ابو مالک سعد بن طارق اشجعی سے انھون نے اپنے
باپ سے کہا کہ نماز پڑھی مینے پیچھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سو نہ قنوت پڑھی اور پیچھے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سو نہ قنوت پڑھی اور پیچھے عمر
رضی اللہ عنہ کے سو نہ قنوت پڑھی اور پیچھے عثمان رضی اللہ عنہ کے سو نہ قنوت پڑھی اور پیچھے علی رضی اللہ عنہ کے سو نہ قنوت پڑھی
پھر کہا کہ ای بیٹے میرے یہ بدعت ہی روایت کیا اوسکو نسائی اور ابن ماجہ نے اور ترمذی نے اور کہا یہ حدیث حسن صحیح ہی اور ابن ماجہ مین ہی
کہ مینے اپنے باپ سے کہا کہ ای باپ میرے نماز پڑھی تھی تو نے پیچھے حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ابوبکر او عمر اور عثمان کے اور پیچھے حضرت علی رض
کے کوفے مین پانچ برس تک کیا قنوت پڑھتے تھے فجر مین کہا کہ ای بیٹے میرے محدث یعنی بدعت ہی اور اخراج کیا مانند اسکے
ابن ابی شیبہ نے اور اس سے باطل ہو گیا قول حازمی کا کہ قنوت فجر مین منقول ہی خلفاء اربعہ سے اور اسی پر جمہور ہین اور بھی
روایت کی ابن ابی شیبہ نے ابوبکر اور عمر اور عثمان رض سے کہ وہ نہین قنوت پڑھتے تھے فجر مین اور روایت کی حضرت علی سے کہ جب
قنوت پڑھی انھون نے نماز صبح مین انکار کیا لوگون نے اون پر سو کہا انھون نے مدد مانگی ہمنے اپنے دشمن پر اور انکار کرنے والے لوگ صحابہ اور تابعین
تھے اور بھی روایت کی ابن عباس اور ابن مسعود اور ابن عمر اور ابن الزبیر رض سے کہ وہ نہین پڑھتے تھے قنوت فجر مین اور روایت کی
ابن عمر سے کہا انھون نے قنوت فجر مین نہین دیکھا مینے او نہین جانا مینے اور کتاب غایت مین ہی کہ پوچھے گئے ابن عمر قنوت فجر سے
کہا کہ نہین قسم اسکی نہین پہنچا ہین ہم اوسکو اور سعید بن جبیر نے کہا گواہی دیتا ہون مین کہ سنا مینے ابن عباس سے کہتے تھے قنوت
نماز فجر مین بدعت ہی ذکر کیا اوسکو ابن منذر نے اور وہ جو نقل کی حازمی نے کہ ابن عمر بھول گئے اور قنوت پڑھی انھون نے ساتھ اپنے
باپ کے نماز فجر مین سو یہ غلط ہی کیونکہ اوپر گذرا کہ حضرت عمر نے نہین قنوت پڑھی فجر مین اور اسناد اوسکی نہایت صحیح ہی اور دوسرے یہ کہا
محمد بن الحسن نے ثنا ابوحنیفۃ عن حماد بن ابی سلیمان عن ابراہیم النخعی عن الاسود بن یزید انہ
صحب عمر بن الخطاب سنین فی السفر والحضر فلم یرہ قانتا فی الفجر یعنی اسود صحبت مین رہے عمر بن الخطاب
کی برسون سفر اور حضر مین اور قنوت نہ پڑھتے دیکھا اونھون نے حضرت عمر کو نماز فجر مین اور اس سند پر کسی طرح کا غبار نہین
اور نسبت ابن عمر کی طرف نسیان کے اس امر مین نہایت بعید ہی کیونکہ نسیان اوس امر مین ہوتا ہی جو کبھی کبھی وقوع مین آتا ہی اور
یہ ہر نماز صبح مین تھا تو کیونکر نسیان اونکا قبول کیا جاویگا باوجود اسکے کہ خود اونکا قول ہی ما شہدت وما علمت یعنی
نہین دیکھا مینے اور نہین جانا مینے واللہ اعلم ص اور پڑھے وتر کی ہر رکعت مین فاتحہ اور سورت یعنی تیسری
رکعت مین بھی سورت پڑھے ف اور دلیل اسکی یہ ہی کہ حضرت نے پہلی رکعت مین سبح اسم ربک الاعلی پڑھا اور دوسری مین قل یا ایہا الکافرون

اور تیسری میں قل ھو اللہ احد اور روایت کیا اسکو امام ابو حنیفہؒ نے اور ابوداؤد اور ابن ابی شیبہ نے اور بہت محدثین نے اور بیان اسکی تفصیل ہے کہ اصل مگر شافعی مذہب کے پیچھے نماز پڑھتا ہو اور وتر میں بعد رکوع کے دعاء قنوت پڑھے تو حنفی بھی بعد رکوع کے پڑھے یا نہیں اور مسئلہ ابھی کا ٹکڑا بلکہ چاہیے کہ پھر ف اور جاننا چاہیے کہ ترجیح حنفی کا پیچھے شافعی کے بعض لوگوں کے نزدیک درست ہے اور بعضوں کے نزدیک درست نہیں کیونکہ وتر شافعی کے نزدیک سنت ہے اور ہمارے نزدیک واجب اور اقتدا واجب پڑھنے والے کی پیچھے نفل پڑھنے والے کے درست نہیں واللہ اعلم

فصل نوافل کے بیان میں

قبل فجر اور بعد ظہر اور عشا و مغرب کے دو رکعتیں پڑھنا سنت ہیں اور قبل ظہر اور جمعہ کے اور بعد جمعہ کے چار رکعتیں اور ایسے ہی چار قبل عصر و عشا اور بعد عشا کے مستحب ہیں ف اور اصل اس باب میں قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے جو شخص مداومت کرے اوپر بارہ رکعتوں کے سنت سے بنا دے اللہ ایک گھر اسکے لیے جنت میں چار رکعتیں قبل ظہر کے اور دو رکعت بعد اسکے اور دو رکعتیں بعد مغرب کے اور دو رکعتیں بعد عشا کے اور دو قبل فجر کے روایت کیا اسکو ترمذی اور ابن ماجہ نے مغیرہ بن زیاد سے انہوں نے عطا سے انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث غریب ہے اس وجہ سے اور مغیرہ بن زیاد کلام کیا ہے بیچ بعض اہل علم نے اسکے حفظ کے سبب سے انتہی لیکن اس حدیث کا ایک شاہد ہے روایت کیا اسکو جماعت نے سوا بخاری کے ام حبیبہ بنت ابی سفیان سے کہ انہوں نے سنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے نہیں ہے کوئی بندہ مسلمان کہ پڑھے واسطے اللہ کے ہر روز بارہ رکعتیں نفل مگر بنا دیگا اللہ واسطے اسکے گھر جنت میں زیادہ کیا ترمذی اور نسائی نے کہ چار رکعتیں قبل ظہر کے اور دو بعد اسکے اور دو بعد مغرب کے اور دو بعد عشا کے اور دو قبل نماز صبح کے اور ایک روایت میں نسائی کی ہے کہ دو رکعتیں قبل عصر کے بدل دو رکعت کے بعد عشا کے باقی میں چار قبل عصر کے اور چار قبل جمعہ اور چار بعد جمعہ اور چار قبل عشا اور چار بعد عشا تو اب جاننا چاہیے کہ چار قبل عصر کے مستحب ہیں روایت کی ابوداؤد اور احمد اور ابن خزیمہ اور ابن حبان نے دونوں نے اپنی صحیح میں اور ترمذی نے ابن عمرؓ سے کہ فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رحم کرے اللہ اس مرد پر جسنے پڑھیں چار رکعتیں قبل عصر کے کہا ترمذی نے حسن غریب ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ دو قبل عصر کے پڑھنا اور دلیل انکی اوپر اسکے ہے وہ روایت کی ابوداؤد نے عاصم بن ضمرہ سے انہوں نے حضرت علیؓ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے قبل عصر کے دو رکعتیں اور روایت کیا اسکو ترمذی اور احمد نے اور کہا چار بدلے دو کے اور لیکن چار رکعتیں قبل جمعہ کے تو ثابت ہیں چار رکعتوں قبل ظہر سے اور چار رکعتیں بعد جمعہ کے تو واسطے کہ روایت کی ابوہریرہؓ نے کہ فرمایا حضرت نے جب نماز پڑھے کوئی تم میں سے جمعے کی تو پڑھے بعد اسکے چار رکعتیں روایت کیا اسکو مسلم اور ابوداؤد اور ترمذی نے اور اکثر روایتوں میں آیا ہے کہ دو رکعتیں بعد جمعے کے روایت کیا اسکو ابوداؤد نے سنن میں اور لیکن چار بعد عشا کے اور چار قبل عشا کے سو روایت کی ابوداؤد نے شریح بن ہانی سے کہا پوچھا میں نے حضرت عائشہؓ سے نماز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سو کہا نہیں پڑھی آپ نے عشا اور آئے گھر میں مگر پڑھیں چار رکعتیں یا چھ رکعتیں آخر حدیث تک اور روایت کی سعید بن منصور نے براء بن عازب سے کہ فرمایا حضرت نے جو شخص پڑھے قبل عشا کے چار رکعتیں گویا اسنے تہجد پڑھا حالت میں اور جسنے پڑھا چار رکعتوں کو بعد عشا کے گویا کہ پڑھیں اسنے چار شب قدر میں اور بعضوں کا مذہب یہ ہے کہ دو بعد عشا کے پڑھے اور دلیل انکی اوپر اسکے ہے اور کہا حضرت عائشہؓ نے کہ نہیں چھوڑتے تھے آپ چار قبل ظہر کے اور دو قبل صبح کے اور فجر کی سنتوں کی بڑی تاکید ہے فرمایا حضرت نے دو رکعتیں قبل فجر کے

بہتر ہین ساری دنیا سے روایت کیا اسکو نسائی نے اور چار رکعتین قبل ظہر کے اونمین ایک ہی سلام ہے یعنی دو رکعتون کے بعد سلام
نہ پھیرے بلکہ جب چارون پڑھ لے اور امام شافعی کے نزدیک دو دو کر کے پڑھے اور تمسک کیا ہمنے اوس سے جو روایت کی ابو داؤد نے
اور ترمذی نے شمائل مین ابو ایوب انصاری سے کہ فرمایا حضرت صلعم نے کہ چار قبل ظہر کے نہین ہے اونمین سلام کھولے جاتے ہین انکے
واسطے دروازے آسمان کے اور ضعیف ہے یہ حدیث بسبب ابو عبیدہ بن معتب ضبی کے اور ایک لفظ مین ترمذی کی شمائل مین یہ ہے
کہا مینے ای رسول اللہ کیا اونمین سلام فاصل ہے کہا کہ نہین اور اسکا ایک دوسرا طریقہ ہے جو روایت کیا اوسکو امام محمد بن الحسن نے
موطا مین حدثنا بکیر بن عامر البجلی عن ابراھیم والشعبی عن ابی ایوب الانصاری انہ علیہ السلام
کان یصلی اربعا اذا زالت الشمس فسالہ ابو ایوب عن ذلک فقال ان ابواب السماء تفتح فی ھذہ
الساعۃ فاحب ان یصعد لی فی تلک الساعۃ خیر فقلت افی کلھن قراءۃ قال نعم قلت ایفصل بینھن
بسلام قال لا یعنی تھے حضرت پڑھتے چار رکعتین قبل ظہر وقت زوال آفتاب کے تو سوال کیا اونسے ابو ایوب نے اس سے پھر فرمایا
حضرت صلعم نے کہ کھولے جاتے ہین اس ساعت مین دروازے آسمان کے سو چاہتا ہون مین کہ چڑھے اس ساعت مین میری کوئی نیکی کہا مینے
کیا سب رکعتون مین قرارت ہے فرمایا کہ ہان کہا مینے کیا فصل کیا جاوے اون چارون مین ساتھ سلام کے فرمایا کہ نہین یعنی چار رکعت
کے بیچ مین سلام نہ پھیرے ص اور دن مین چار رکعت سے نفل زیادہ پڑھنا ایک سلام سے مکروہ ہین اور رات کو آٹھ رکعت سے زیادہ چار
رکعتین رات مین ایک سلام سے پڑھنا افضل ہین ف اور صاحبین کے نزدیک رات مین ہر دو رکعت مین ایک سلام چاہیے اور دلیل
اسکی یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین زیادہ کیا اسپر اور اگر کراہیت نہوتی تو زیادہ کرتے واسطے تعلیم جواز کے اور فضل رات
مین نزدیک صاحبین کے دو دو ہین اور دن مین چار چار اور امام شافعی کے نزدیک رات دن مین دو دو پڑھنا افضل ہے اور امام ابو حنیفہ
کے نزدیک چار چار پڑھنا رات دن مین افضل ہے امام شافعی کی دلیل قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے صلوۃ اللیل والنھار مثنی مثنی
یعنی نمازین دن رات کی دو دو ہین روایت کیا اسکو اصحاب سنن اربعہ نے ابن عمر رض سے اور صاحبین کے نزدیک اعتبار تراویح پر ہے اور
یہ حدیث اسکی اسناد مین شعبہ ہے کہا ترمذی نے اختلاف کیا اصحاب شعبہ نے اوسمین تو بعضون نے اوسکو رفع کیا اور بعضون نے وقف کیا
اور روایت کیا اسکو ثقات نے عبد اللہ بن عمر رض سے اور ذکر کیا اوسمین رات کی نماز کو اور نہین بیان کیا دن کی نماز کو اور ایسا ہی ہے
صحیحین مین اور کہا نسائی نے یہ حدیث نزدیک میرے خطا ہے اور رد جو نسائی نے کہا سنن کبری مین کہ اسناد اوسکی جید ہے نہین
معارض ہے اوس کلام کی اسواسطے کہ وجود سند کا نہین مانع ہے خطا دوسری جہت سے کہ عارض ہوئی ہو ثقات کو اور اسیواسطے روایت کیا اوسکو
حاکم نے اپنی کتاب علوم الحدیث مین پھر کہا کہ رجال اسکے ثقہ ہین مگر یہ کہ اسمین علت ہے کہ اوسکے ذکر سے کلام طویل ہوگا انتہی اور بر تقدیر
تسلیم کے تو اسکا جواب ہم دینگے اور خود صاحبین کی دلیل ہے کہ فرمایا حضرت صلعم نے صلوۃ اللیل مثنی مثنی یعنی نماز رات کی دو دو ہین
اور نہین ذکر کیا اوسمین دن کی نماز کو اور دلیل امام صاحب کی یہ ہے جو کہا حضرت عایشہ رض نے نہین نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے عشا کی کبھی اور آئے میرے پاس مگر پڑھین چار رکعتین اور اس سے معلوم ہوا کہ رات مین چار رکعتین ایک سلام سے آپنے پڑھین
اور روایت کی ابو داؤد نے حضرت عایشہ رض سے کہا تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے نماز عشا کی جماعت سے پھر جاتے تھے گھر مین اور پڑھتے تھے
چار رکعتین پھر جاتے تھے اپنے فرش پر سونے کو آخر حدیث تک اور صحیح مسلم مین ہے حدیث معاذ سے کہ پوچھا اونسے حضرت عایشہ نے

کہ کتنی رکعتیں پڑھتے تھے نماز ضحی کی کہا کہ چار رکعتیں اور زیادہ کرتے تھے جتنا چاہتے تھے اور روایت کی ابو یعلی موصلی نے بیچ مسند میں حدثنا شیبان بن فروخ ثنا طیب بن سلیمان قال قالت عمرة سمعت ام المؤمنين عائشة تقول كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلي الضحى اربع ركعات لا يفصل بينهن بسلام یعنی تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے چاشت کی چار رکعتیں نہیں کرتے تھے بیچ میں انکے سلام اور لیکن اس حدیث سے ثابت نہیں ہوتا کہ ایک ہی سلام سے چاروں پڑھتے تھے اور ایک دلیل ہے جو مروی ہے صحیحین میں ابو سلمہ بن عبد الرحمن سے کہ انھوں نے پوچھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کس طرح تھی نماز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رات میں رمضان کی کہا کہ نہیں زیادہ کرتے تھے رمضان میں اور نہ غیر رمضان میں گیارہ رکعت پر پڑھتے تھے چار رکعتیں تو نہ پوچھ ان رکعتوں کے حسن اور طول سے پھر چار سو نہ پوچھ انکے حسن اور طول سے یعنی بہت اچھی طرح طول سے پڑھتے تھے اور یہ جو جدا جدا چار چار کو بیان کیا اس سے مطلوب ثابت ہوتا ہے اور الا آیتیں ہمکو رکعت سو نہ پوچھ انکے حسن اور طول سے اوپر بیان کر چکے ہم سنت ظہر میں کہ آپنے چار رکعتیں ایک ہی سلام سے پڑھیں تحقیق اور کہ جس حدیث سے مراد یہ ہے کہ دو دو رکعت کا ایک ایک شفع علیحدہ ہے یا یہ کہ ہر دو رکعت کے بعد تشہد کے واسطے بیٹھے نہ یہ کہ ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیرے اور دلیل اسپر یہ ہے جو اخراج کیا اوسکو ترمذی اور نسائی نے ابن المبارک سے انھوں نے لیث بن سعد سے انھوں نے عبد ربہ بن سعید سے انھوں نے عمران بن ابی انس سے انھوں نے عبد اللہ بن نافع سے انھوں نے ربیعہ بن الحارث سے انھوں نے فضل بن عباس سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نماز دو دو رکعتیں ہیں تشہد پڑھا جاتا ہے ہر دو رکعت میں واللہ اعلم

ص فرض کی دو رکعتوں میں اور وتر اور نوافل کی سب رکعتوں میں قرات فرض ہے ف کیونکہ مروی ہے صحیحین میں ابو قتادہ سے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے ظہر میں دو رکعتوں میں فاتحہ اور سورت اور پچھلی دو رکعتوں میں فقط فاتحہ آخر حدیث تک اور اوپر گذر چکا کہ اگر تسبیح پچھلی دو رکعتوں میں کہے یا چپکا رہے تو بھی درست ہے روایت کی ابن ابی شیبہ نے شریک سے انھوں نے ابی اسحق سبیعی سے انھوں نے علی اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے کہ کہا انھوں نے قرات کر اول کی دو رکعتوں میں اور تسبیح کہہ پچھلی دو رکعتوں میں اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت غریب ہے اور روایت کی امام محمد نے مؤطا میں ثنا محمد بن ابان القرشي عن حماد عن ابراهيم عن علقمة بن قيس ان عبد الله ابن مسعود كان لا يقرأ خلف الامام فيما يجهر فيه وفيما يخافت فيه من الاوليين ولا في الاخريين واذا صلى وحده قرأ في الاوليين بفاتحة الكتاب وسورة ولم يقرأ في الاخريين شيئا یعنی حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نہیں پڑھتے تھے پیچھے امام کے نہ فاتحہ اور نہ سورت نہ نماز جہری نہ نماز سری میں اور نہ پچھلی دو رکعتوں میں اور جب نماز پڑھتے تھے اکیلے تو پڑھتے تھے اول دو رکعتوں میں فاتحہ اور سورت اور نہ پڑھتے تھے کچھ پچھلی دو رکعتوں میں

ص اور جس نفل کو قصداً شروع کر لیا ہو وہ تمام کرنا اوسکا لازم ہے اگرچہ طلوع یا غروب آفتاب کے وقت شروع کیا ہو تو اگر بھولے سے شروع کیا ہو وسے مثلاً اوسکو معلوم ہو کہ ظہر میں نے نہیں پڑھی اور اوسنے شروع کی اور بعد اوسکے معلوم ہوا نماز میں کہ پڑھ چکا ہوں اور اوسنے وہ نماز توڑ دی تو قضا کرنا اوسکا واجب نہیں اور اگر چار رکعت نفل شروع کی پہلے دوگانے میں توڑ دیا ایک دوگانے کی قضا لازم آویگی اور امام ابی یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک چاروں رکعت کی اور اگر دو رکعتوں کے بعد بیٹھنے کے تیسری رکعت کے واسطے کھڑا ہوا اور اوسکو توڑ دیا تو دوسرے دوگانے کی قضا کرے کیونکہ اول دوگانہ تمام ہو چکا اصل یہ ہے کہ ہر دوگانہ ایک نماز علیحدہ ہے ف

کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صَلوٰۃُ اللَّیْلِ وَالنَّہَارِ مَثْنٰی مَثْنٰی یعنی نماز رات دن کی دو دو رکعتین ہین یعنی ہر دو رکعت ایک نماز علیٰحدہ ہی ص اگر چار رکعت نفل کی نیت کی اور دونون دوگانہ یا پہلے دوگانے یا دوسرے مین یا دوسرے دوگانے کی ایک رکعت مین یا اول دوگانے کی ایک رکعت مین یا اول دوگانے مین اور دوسرے کی ایک رکعت مین قراءت ترک کی دو رکعتون کی قضا لازم آویگی اور اگر ہر دوگانے کی ایک رکعت مین یا دوسرے دوگانے مین اور ایک رکعت مین اول کی ترک کی تو چارون رکعتون کی قضا لازم آویگی پہلی اور چھٹی صورت مین امام ابی یوسف کے نزدیک چار رکعتون کی قضا لازم آویگی اور ساتوین اور آٹھوین صورت مین امام محمد کے نزدیک دو رکعتون کی قضا واجب ہوگی اور دوسری اور تیسری اور چوتھی اور پانچوین صورت مین سب کے نزدیک قضا دو رکعتون کی لازم آویگی تو امام صاحب کے نزدیک چھ صورتون مین دو رکعتون کی قضا لازم آویگی اور دو صورتون مین چار رکعت کی اور امام ابی یوسف کے نزدیک چار صورت مین دو رکعتون کی اور چار صورت مین چار رکعتون کی اور امام محمد کے نزدیک سب صورتون مین دو رکعت لازم آوینگی اور سب آٹھ صورتین ہین اور اگر چار رکعت نفل شروع کیے اور اول دوگانے کے تشہد مین توڑ ڈالا دوسرے دوگانے کی قضا لازم نہ آویگی اور اگر چار رکعتین نفل پڑھین اور بیچ مین اونکے نہ بیٹھا اول دوگانے کی قضا لازم نہ آویگی اور بیٹھ کے نفل پڑھنا شروع سے اگرچہ کھڑا ہو سکتا ہو درست ہی ف کیونکہ روایت کی جماعت نے سوا مسلم کے عمران بن حصین سے کہا کہ پوچھا مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اوس شخص کی نماز سے جو بیٹھا ہو تو فرمایا جو پڑھے کھڑے ہوکے تو وہ افضل ہی اور جو شخص بیٹھ کے پڑھے اوسکو اجر برابر نصف قائم کا ہی اور جو شخص پڑھے لیٹ کے تو اوسکا اجر برابر نصف قاعد کے ہی اور قائم کے معنی کھڑے ہوکے نماز پڑھنے والا اور قاعد کے معنی بیٹھ کے پڑھنے والا کہا امام نووی نے کہ کہا علما نے کہ یہ نفل مین ہی اور فرض مین بیٹھ کے پڑھنا بے عذر جائز نہین تو اگر عاجز ہی قیام سے اور بیٹھ کے پڑھے تو اوسکا اجر قائم سے کم نہین انتہی کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بیمار ہو وے مرد یا مسافر تو ثواب اوسکا مثل صحیح تندرست اور مقیم کے لکھا جاویگا اخراج کیا اوسکا بخاری نے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسمین مخصوص ہین کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی نفل کی بیٹھ کے اور پوچھا صحابہ نے ارشاد فرمایا آپنے کہ ثواب قاعد کا نصف ہی قائم کے فرمایا کہ مین نہین ہون مثل تمھارے روایت کیا اوسکو مسلم نے ابن عمر سے ص اور کھڑے ہو کے شروع کرنا اور پھر بیچ مین بے عذر بیٹھ جانا مکروہ ہی اور نفل باہر شہر کے سواری پر اگرچہ قبلے کی طرف موہنہ نہو اشارے سے درست ہی ف اور باہر شہر کے اسمین قید ہی شہر کے اندر درست نہین کیونکہ فرمایا حضرت عبد اللہ بن عمر نے دیکھا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ نماز پڑھتے تھے حمار پر اور وہ متوجہ تھے طرف خیبر کے یعنی موہنہ آپ کا خیبر کی جانب تھا اشارے سے اور جب کہ یہ فعل مخالف قیاس ہی تو اپنے مورد مین منحصر ہوگا اور یہ حدیث خود شرح وقایے مین مذکور ہی روایت کیا اوسکو مسلم اور ابو داؤد اور نسائی نے اور اوسمین اشارے کا ذکر نہین اور غلطی بیان کی دارقطنی اور نسائی نے عمرو بن یحیی کی کہ اوسنے عَلیٰ حِمَارٍ کا لفظ کہا اور صحیح عَلیٰ رَاحِلَتِہٖ ہی یعنی اپنی اونٹنی پر تھے اور روایت کی دارقطنی نے غرائب مالک مین انس رض سے کہ دیکھا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور وہ متوجہ تھے طرف خیبر کے حمار پر نماز پڑھتے تھے اشارے سے اور سکوت کیا اسپر اور امام مین شیخ تقی الدین نے نسبت کی اشارے کی طرف صحیحین کے اور زیلعی نے نہین دیکھا اوسکو صحیحین مین اور کہا عبد الحق نے جمع الصحیحین مین کہ متفرد ہوے بخاری ساتھ ذکر اشارے کے کہا شیخ ابن الہمام نے وَقَدْ رَاَیْنَاہُ فِیْ بَابِ الْوِتْرِ فِی السَّفَرِ فِیْ صَحِیْحِ الْبُخَارِیِّ مِنْ حَدِیْثِ ابْنِ عُمَرَ یعنی دیکھا مینے

فائدہ

اس حدیث کو صحیح کہا ابو داود نے اپنی سنن میں حدیث ابن عمرؓ سے اور روایت کیا اوسکو ابن حبان نے نوع اول میں قسم رابع کی صحیح میں جابر رضی اللہ عنہ سے کہ دیکھا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑھتے تھے نوافل اپنی سواری پر ہر طرف اشارہ سے اور اعلم اونٹ کو کہتے ہیں حسن تو اگر سواری پر نفل شروع کیا پھر اوترا اور تمام کیا جائز ہے اور اگر نیچے شروع کیا اور سواری پر تمام کیا نماز فاسد ہوا

فصل تراویح کے بیان میں

تراویح رمضان میں قبل وتر کے بعد عشا کے بیس رکعتیں سنت ہیں اور ہر چار رکعت کے بعد بیٹھتے ہیں کہ اوسکو ترویحہ کہتے ہیں اور پانچ ترویحے ہوتے ہیں اور ترویحہ ہر چار رکعت کو کہتے ہیں اور ہر ترویحے میں دو سلام ہیں اور ایک ختم رمضان میں سنت ہے اور قوم کی سستی سے ترک نہیں کرنا چاہیے اور سوا رمضان کے وتر جماعت سے نہ پڑھیں اور رمضان میں وتر جماعت سے پڑھیں جاننا چاہیے کہ تراویح کے سنت ہونے میں اختلاف ہے بعضوں کے نزدیک سنت موکدہ ہے اور بعضوں کے نزدیک مستحب ہے اور روایت کے متن میں لفظ مستحب کا وارد ہوا اور اسی طرح جامع صغیر میں امام محمد کی مذکور ہے لیکن کہا صاحب ہدایہ نے والاصح انہا سنۃ کذا روی الحسن عن ابی حنیفۃ لانہ واظب علیہا الخلفاء الراشدون والنبی صلی اللہ علیہ وسلم بین العذر فی ترک المواظبۃ وھو خشیۃ ان تکتب علینا یعنی صحیح یہ ہے کہ تراویح سنت ہے اور ایسی ہی روایت کی حسن نے ابو حنیفہ سے کیونکہ مواظبت کی اوسپر خلفاء راشدین نے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا عذر کو ترک مواظبت میں اور وہ خوف اس بات کا کہ فرض ہو جاوے اور کہا امام المحققین شیخ الفقہاء والاصولیین مولانا کمال الملۃ والدین نے فتح القدیر میں کہ ظاہر منقول یہ ہے کہ شروع تراویح کا زمانہ حضرت عمرؓ سے ہے اور وہ یہ ہے کہ مروی ہے عبد الرحمن بن القاری سے کہا کہ نکلا میں ساتھ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے ایک رات طرف مسجد کے تو ناگاہ لوگ متفرق منتشر ہیں یعنی جدا جدا نماز پڑھ رہے ہیں کوئی شخص اکیلے پڑھتا ہے اور کوئی شخص دس آدمی کے ساتھ اسطرح سو فرمایا حضرت عمرؓ نے کہ میں جانتا ہوں کہ اگر جمع کروں میں ان سب کو ایک قاری پر البتہ اچھا ہوگا تو جمع کیا اونکو ابی بن کعب پر پھر میں دوسری رات اونکے ساتھ نکلا اور لوگ اپنے قاری کے ساتھ پڑھتے تھے تو فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نعمت البدعۃ ھذہ یعنی اچھی ہے یہ بدعت روایت کیا اسکو اصحاب سنن نے اور صحیح کیا اوسکو ترمذی نے اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لازم پکڑو تم اپنے اوپر سنت میری اور سنت خلفاء راشدین کی بعد میرے اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ فرض کیے اللہ نے تمپر روزے رمضان کے اور سنت کیا قیام اوسکا اور بیان کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عذر اوسکے ترک میں اور وہ عذر یہ تھا کہ آپ کو خوف فرض ہو جانیکا تھا جیسا کہ بیان کیا اوسکو ہمنے اباحت میں حدیث ابن عباسؓ سے اور اوپر یہ حدیث گذر چکی اور صحیحین میں ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی نماز مسجد میں تو پڑھی اونکے ساتھ نماز لوگوں نے پھر دوسری رات پڑھی تو بہت سے آدمی پھر سب جمع ہوئے تیسری رات اور آپ نہ نکلے تو کہا آپنے جب صبح ہوئی کہ دیکھا جو تمنے کیا لیکن میں اسواسطے نہ نکلا کہ پھر فرض ہو جاوے اور یہ رمضان میں تھا زیادہ کیا بخاری نے کتاب الصوم میں سو انتقال کیا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور حکم ایسا ہی رہا اور اوپر ہم باب النوافل میں حدیث ابو سلمہ بن عبد الرحمن کی بیان کر چکے کہ انھوں نے پوچھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کو رمضان میں کہا حضرت عائشہؓ نے نہیں زیادہ کرتے تھے رمضان اور نہ غیر رمضان میں گیارہ رکعت پر آخر حدیث تک اور جو روایت کی ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور طبرانی نے اور بیہقی نے اوس سے اور بغوی نے ابن عباس سے

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے رمضان میں بیس ۲۰ رکعتیں سوا وتر کے سو ضعیف ہی بسبب ابو شیبہ ابراہیم بن عثمان جد امام ابو بکر بن ابی شیبہ کے اتفاق کیا گیا ہی اوسکے ضعف پر باوجود اسکے کہ مخالف ہی روایت صحیح کے مترجم کہتا ہی کہ ابراہیم بن عثمان واسطی کو ذکر کیا شمس الدین ذہبی نے میزان الاعتدال میں کہ روایت کی عثمان دارمی نے ابن معین سے کہ وہ ثقہ نہیں ہی اور کہا احمد نے ضعیف ہی اور کہا بخاری نے سکوت کیا اوس سے اور کہا نسائی نے متروک ہی حدیث اوسکی اور منا کیر ابو شیبہ سے ایک وہ ہی جو روایت کی بغوی نے حدیث بیان کی ہمسے منصور بن ابی مزاحم نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابو شیبہ نے اوسنے حکم سے اوسنے مقسم سے انھوں نے ابن عباس سے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پڑھتے رمضان میں سوا جماعت کے بیس رکعت اور وتر اور پھر کہا شیخ ابن الہمام نے ہاں بیس رکعتیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ثابت ہوئیں موطا میں ہی یزید بن رومان سے کہا کہ تھے لوگ کھڑے ہوتے زمانہ عمر بن الخطاب رضی میں ساتھ تیئیس ۲۳ رکعتوں کے یعنی بیس تراویح کی رکعتیں اور تین وتر کی اور روایت کی بیہقی نے معرفت میں سائب بن یزید سے کہا کہ کھڑے ہوتے تھے ہم زمانہ عمر میں ساتھ بیس رکعتوں اور وتر کے کہا نووی نے خلاصے میں اسناد اوسکی صحیح ہی مترجم کہتا ہی کہ روایت کی ابن ابی شیبہ نے عمر بن الخطاب سے کہ انھوں نے حکم کیا ایک شخص کو کہ پڑھا دے اونکے ساتھ بیس رکعتیں اور روایت کی ابو الحسناء سے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حکم کیا ایک شخص کو کہ پڑھے اونکے ساتھ بیس ۲۰ رکعتیں اور عبد العزیز بن رفیع سے کہا کہ تھے ابی بن کعب نماز پڑھتے ساتھ آدمیوں کے مدینے میں بیچ رمضان کے بیس رکعتیں اور وتر پڑھتے تھے تین رکعتیں اور ربیع سے انھوں نے ابی البختری سے کہ وہ پڑھتے تھے پانچ ترویحے رمضان میں اور وتر پڑھتے تھے تین رکعتیں اور ابی اسحق سے انھوں نے حارث سے کہ وہ امامت کرتے لوگوں کی رمضان میں رات کو ساتھ بیس رکعتوں کے اور وتر پڑھتے تھے ساتھ تین رکعتوں کے اور قنوت پڑھتے تھے قبل رکوع کے اور عطا سے کہ کہا انھوں نے پایا میں نے لوگوں کو اور وہ پڑھتے تھے تیئیس ۲۳ رکعتیں مع وتر کے اور پھر کہا شیخ ابن الہمام نے کہ حاصل ان سب روایتوں سے یہ کہ قیام رمضان کا سنت اوسمیں گیارہ رکعتیں ہیں مع وتر کے جماعت سے کیا اوسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر ترک کیا بسبب خوف فرضیت کے اور نہیں شک ہی کہ ان دونوں امروں میں سے کوئی امر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے متحقق ہی اب تراویح سنت ہوگی اور بیس رکعتیں سنت خلفا راشدین کی ہیں اور قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تم پر لازم ہی سنت میری اور سنت خلفا راشدین کی بلانا ہی طرف سنت اونکی کے اور یہ مستلزم اس بات کو نہیں کہ تراویح کی بیسوں رکعتیں سنت ہو جاویں اسواسطے کہ سنت اوس امر کو کہتے ہیں جسپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مواظبت کی ہو مگر عذر سے اور برتقدیر نہونے عذر کے مواظبت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گیارہ رکعت پر جیسے تین رکعتیں وتر کی ہوئیں تو اس صورت میں بیس رکعتیں مستحب ہونگی اور آٹھ اونمیں سے سنت جیسے کہ چار رکعت بعد عشا کے مستحب ہیں اور دو سنت اور ظاہر کلام مشایخ کا یہی ہی کہ سنت بیس ۲۰ رکعت ہیں اور مقتضی دلیل کا وہ ہی جو ہم نے بیان کیا تو اس صورت میں اولی وہ ہی جو قدوری میں ہی بلفظ یستحب کا نہ جو ذکر کیا صاحب ہدایہ نے انتہی ما قال الشیخ ابن الہمام

فصل نماز خسوف اور کسوف اور استسقا کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ خسوف چاند کے تاریک ہونے کو کہتے ہیں اور کسوف آفتاب کے تاریک ہونے کو اور بعض ایک دوسرے پر اطلاق کرتے ہیں اور ہندی میں اوسکو گہن کہتے ہیں وقت کسوف کے امام جمعے کا آدمیوں کے ساتھ دو رکعت پڑھے بغیر اذان اور اقامت کے مانند نفل کے اور ہر رکعت میں ایک رکوع کرے اور امام شافعی کے نزدیک دو رکوع کرے اور قراءت کا اخفا کرے اور طول قراءت کا کرے

دونوں کسوفوں میں اور بعد اوسکے دعا مانگتے یہانتک کہ آفتاب روشن ہو جاوے اور خطبہ پڑھے امام جمعے کا اگر ہوں اکیلے اکیلے پڑھیں
اور نماز خسوف بھی ایسی ہی ہے مگر اوس میں جماعت نہیں عفی اللہ عنہ کہ اس باب میں حدیثیں مختلف ہوئیں بعض روایات میں آیا ہے
میں دو رکوع ہیں اور بعضی میں تین اور بعضی میں چار اور علی کی روایت میں پانچ رکوع ہیں اور ایک روایت میں ابو داؤد کی ایک رکعت میں
پانچ رکوع ہیں اور کسی روایت میں ایک رکوع مثل اور نمازوں کے اسواسطے کہ علما کا ہاں ہے کہ جب مختلف ہوئیں روایتیں تمسک
کیا ساتھ حال اور نمازوں کے اور یہی روایت کی ابو داؤد اور ترمذی نے شمائل میں اور نسائی نے عبد اللہ بن عمرو
بن العاص سے کہ کسوف ہوا آفتاب کا عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سو کھڑے ہوئے آپ اور طول کیا قیام کو پھر رکوع کیا سو نہ
نزدیک اوٹھاتے تھے سر اپنا پھر اوٹھایا سو کسی طرح سجدہ نہیں کرتے تھے پھر سجدہ کیا سو کسی طرح سر نہ اوٹھاتے تھے پھر اوٹھایا تو
کسی طرح سجدہ نہیں کرتے تھے پھر سجدہ کیا تو کسی طرح سر نہیں اوٹھاتے تھے پھر اوٹھایا اور کیا ایسا ہی دوسری رکعت میں آخر حدیث
تک اور یہی مذہب ہے حکم عبد الرحمن بن سمرہ سے بھی غرض مختلف ہوئیں اس باب میں روایتیں اور روایت کی حدیث عبد اللہ بن عمرو بن العاص
کو حاکم نے اور کہا صحیح ہے اور شیخین نے اخراج کیا اوسکا بخاری و مسلم نے بوجہ عطاء بن السائب کے اور یہ توثیق ہے اونسے عطا کی اور تحقیق کہ
اخراج کیا اور حدیث بخاری نے ساتھ ابو بشر کے اور کہا یحییٰ بن معین نے لا یحتج بحدیثہ نہیں حجت ہوگی اوسکی حدیث اور فرق کیا
امام احمد نے اوس شخص میں جسنے پہلے اونسے سنا اور جسنے پیچھے اونسے سنا یعنی اول میں کی روایت صحیح ہے اور پیچھے عطا کا حافظہ
خراب ہوگیا تھا اور سکوت کیا اوس سے ابو داؤد نے اور روایت کی ابو داؤد اور نسائی نے سمرہ بن جندب سے ایک رکوع اور طول کیا آخر حدیث تک
ابن الہمام نے اور کتاب میں بوجہ خوف طول ترک کیا اور دعا بھی بعد نماز کے آفتاب کے صاف ہونے تک لازم ہے کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے حدیث مغیرہ میں کہ جب دیکھو تم اوسکو تو ذکر کرو اللہ کا اور دعا کرو اور نماز پڑھو یہانتک کہ روشن ہو جاوے آفتاب بعض مشائخ
نے کہا ہے کہ آندھی اور تاریکی میں بھی یہ نماز مستحب ہے ابن عباس نے پڑھی نماز واسطے زلزلے کے بصرہ میں اور خسوف کسوف کی نماز میں
جہر چاہیے صاحبین کے نزدیک اور دلیل اونکی حدیث حضرت عائشہ کی صحیحین میں کہ جہر کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز خسوف میں
اور بخاری میں ہے کہ جہر کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کسوف میں اور روایت کیا اوسکو ترمذی اور ابو داؤد وغیرہ نے اور ہمارے
امام صاحب کے نزدیک سر چاہیے کیونکہ مروی ہے حدیث ابن عباس سے مسند احمد اور ابو یعلیٰ میں کہ نماز پڑھی میں نے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
نماز کسوف کی اور نہ سنا میں نے اونسے ایک حرف قرأت سے اور اسناد میں ابن لہیعہ ضعیف ہے اور روایت کیا اوسکو بیہقی نے حضرت
میں دو طریق سے اور طریق حاکم بن ابان ہے جیسا کہ روایت کیا اوسکو طبرانی نے پھر کہا اگرچہ ان لوگوں میں حجت نہیں لیکن روایتیں انکی
شاہد ہیں روایت ابن عباس کو اور حدیث سمرہ میں ہے فلا نسمع له صوتا یعنی ہم نہیں سنتے تھے آواز قرأت کی ص
پانی برسنا بند ہو جاوے تو تضرع کریں دعا کریں اور استغفار بے جماعت اور بے خطبہ اور اگر اکیلے اکیلے نماز پڑھ لیں تو درست ہے ف کیونکہ
فرمایا اللہ تعالیٰ نے استغفروا ربکم انه كان غفارا یعنی استغفار مانگو اللہ سے کہ وہ بڑا بخشش کرنے والا ہے اور کہا امام
محمد نے نہیں نماز ہے استسقا میں سوا اسکے نہیں کہ اوس میں دعا ہے اور پہنچا ہمکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نکلے اور دعا کی اور
پہونچا ہمکو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہ وہ چڑھے منبر کو اور دعا مانگی اور طلب پانی کی اور نہیں پہونچا ہمکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم
سے کسی حدیث میں کہ نماز پڑھی ہو آپنے مگر ایک حدیث شاذ میں کہ نہیں تمسک کیا جاویگا ساتھ اوسکے اور حق یہ ہے کہ

اکثر احادیث مین نماز کا ذکر نہین لیکن ذکر نماز کا بعض احادیث مین وارد ہی بیان کیا اوسکو شیخ ابن الہمام نے اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے
مصنف مین وکیع سے انھون نے عیسی بن حفص بن عاصم سے انھون نے عطا بن ابی مروان اسلمی سے انھون نے اپنے
باپ سے کہا کہ نکلے ہم ساتھ عمر بن الخطاب کے واسطے استسقا کے سو نہ کیا کچھ مگر استغفار ص اور مونھہ قبلے کی طرف کرین اور
چادر کو نہ الٹین ف بعض احادیث مین چادر کو الٹنا اسطرح پر ثابت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے داہنا کنارہ چادر کا
بائین طرف کیا اور بایان کنارہ دہنی طرف کیا اور ظاہر چادر کا باطن ہوگیا اور باطن چادر کا ظاہر ہوگیا روایت کیا اسکو
ابو داؤد نے اور اکثر احادیث مین اسکا ذکر نہین اسواسطے ہمارے نزدیک نکرین کہ شاید معجزے مین داخل ہو ص اور ذمی حاضر نہووے ف ذمی اوس
کافر کو کہتے ہین جو اسلام مین اوسکو امن دیا گیا ہو اور اوسپر جزیہ بندھا ہو وے تو ذمی اسواسطے حاضر نہو کہ دعا وغیرہ واسطے طلب نزول رحمت کے ہی اور اوسپر لعنت برستی ہی

باب فرض پانے کے بیان مین

جسنے کہ نماز فجر یا مغرب تنہا شروع کی اور پھر تکبیر کہی گئی واسطے جماعت کے نماز توڑے اور جماعت سے پڑھے اگرچہ ایک رکعت پڑھ چکا
ہووے اور اگر ایک رکعت سے زیادہ پڑھ چکا ہووے مثلاً دو رکعت تو فجر مین اوسکی نماز تمام ہوچکی اور مغرب مین اکثر نماز ہوگئی اور اکثر کو حکم کل کا ہی
اور جسنے عشا یا عصر یا ظہر مین شروع کیا اور پھر تکبیر ہوئی پھر واسطے جماعت کے توڑ دے اور مل جاوے مگر اگر پہلی رکعت کا سجدہ کر لیا ہو تو
دوسری رکعت بھی اوسکے ساتھ ملا لیوے تاکہ ایک دوگانہ نفل پورا ہو جاوے اور ایک رکعت ضائع نہو جاوے فرمایا اللہ تعالی نے وَلَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ
یعنی نہ باطل کرو اپنے عملون کو بعد اوسکے سلام پھیر جماعت مین مل جاوے اور بغیر دوسری رکعت ملائے نہ توڑے اور اگر ایک رکعت سے کم پڑھا
ہی تو توڑ دیوے اور جماعت مین شریک ہووے اور اگر چار رکعتی نماز مین تین پڑھ چکا ہی اور تکبیر ہوئی نماز کو تمام کرے بعد اوسکے نفل جماعت
سے پڑھے مگر عصر مین پھر امام کے ساتھ نہ پڑھے کیونکہ نفل بعد عصر کے مکروہ ہین اور اگر مسجد مین اذان ہوگئی تو مسجد سے نکلنا قبل نماز کے مکروہ ہی
مگر اوسکو جو دوسری جماعت کا منتظم ہی ف کیونکہ روایت کی ابن ماجہ نے مولی عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے جس شخص نے کہ پائی اذان مسجد مین پھر نکلا بغیر کسی حاجت کے اور وہ پھر آنیکا ارادہ نہین رکھتا سو وہ منافق ہی اور روایت کی ابو داؤد نے مراسیل
مین سعید بن المسیب سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین نکلتا ہی کوئی شخص مسجد سے بعد اذان کے مگر منافق لیکن جس شخص کو کسی حاجت
نے نکالا ہووے اور وہ پھر آنے کا ارادہ رکھتا ہی اور مراسیل سعید کے مقبول ہین بالاتفاق کیونکہ پایا اون لوگون نے اونکے مراسیل کو مسانید
اور روایت کی جماعت نے سوا بخاری کے ابو الشعثا سے کہا کہ تھے ہم ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد مین نکلا ایک شخص
جب اذان دی موذن نے تب کہا ابو ہریرہ رضی نے کہ اس شخص نے نافرمانی کی ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی اور ابو القاسم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی کنیت ہی اور روایت کیا اوسکو ابن راہویہ نے مسند مین اور زیادہ کیا اوسمین کہ حکم کیا ہمکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہ نکلو مسجد سے
بعد اذان کے ص اور اگر ظہر یا عشا کے وقت مسجد مین اقامت ہوئی مکروہ ہی کہ قبل نماز کے وہان سے نکلے اگرچہ آپ نماز پڑھ چکا ہو مگر یہ[۱]
دوسری جماعت کا منتظم ہووے اور فجر عصر مغرب مین اگر نکل جاوے تو جائز ہی بغیر کراہت کے اگرچہ تکبیر ہوچکی ہو کیونکہ اگر جماعت مین شریک
ہو جاوے گا تو وہ نماز نفل ہوگی اور نفل بعد فجر اور عصر کے مکروہ ہی اور مغرب مین تین رکعتین ہین اور تین رکعت نفل مشروع نہین
اور جو شخص ڈرتا ہی اگر سنت فجر کی پڑھیگا تو نماز فرض جماعت سے نملیگی سنت کو ترک کرے اور جو ایک رکعت ملنے کی امید ہو تو ترک
نکرے اور اگر سنت فجر کی بدون فرض کے فوت ہوئی تو قضا نکرے جب تک کہ آفتاب نہ نکلے ف کیونکہ فرض تو پڑھ چکا اور فقط نفل باقی رہا

[۱] یعنی کسی اور مسجد کا امام ہو کہ اوسکے نکلنے سے وہان جماعت فوت ہوگی ۱۲ منہ مد ظلہ

اور نفل بعد فجر کے مکروہ ہیں یہانتک کہ آفتاب نکلے اور دلیل اسکی گذری ص اور بعد آفتاب نکلنے کے بھی شیخین کے
نزدیک قضا نکرے اور امام محمد کے نزدیک زوال تک قضا کرے اور بعد زوال کے نکرے اور اگر ساتھ فرض کے فوت ہوئی
ہو تو اگر قبل زوال کے قضا کرے تو دونوں کی قضا کرے اکثر مشایخ کے نزدیک بعد زوال کے بھی اور بعض کے نزدیک بعد زوال کے فقط فرض
کی قضا کرے ف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جب رات تعریس میں فجر فوت ہوئی تھی تو آپنے قضا کیا تھا اوسکو ساتھ سنت کے
قبل زوال کے ساتھ اذان اور اقامت کے جماعت سے اور یہ حدیث شرح وقایہ میں موجود ہے اور روایت ہے ابو قتادہ سے
کہا کہ سیر کی ہمنے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک رات یعنی جب تھوڑی رات باقی تھی سو کہا ہم میں سے بعض لوگوں نے کاش کہ
سوتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو فرمایا آپنے خوف کرتا ہوں میں کہ سو جاؤ تم نماز سے یعنی نماز فجر سے تب کہا بلال نے
جگا دونگا میں آپ کو ای رسول اللہ سو لیٹ رہے سب لوگ اور بلال نے اپنی اونٹنی پر تکیہ لگایا اور وہ بھی سو گئے پھر جب جاگے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو کیا دیکھا کہ نکل آیا کنارہ آفتاب کا پھر کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بلال کیا وہ جو تمنے کہا تھا اور
جواب دیا بلال نے کہ کبھی ایسی نیند آج تک مجکو نہیں آئی اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ نے قبض کیں
ارواح تمہاری اور پھیر دیتا ہے جسوقت چاہتا ہے ای بلال کھڑا ہو اور اذان دے نماز کی اور وضو کیا اور جب بلند ہو گیا آفتاب
اور سپید ہوا کھڑے ہوئے آپ اور نماز پڑھی جماعت سے روایت کیا اسکو بخاری مسلم ابو داؤد نسائی ترمذی وغیرہم نے اور
ابو داؤد کی روایت میں ہے کہ جب جگا یا اونکو آفتاب کی گرمی نے سو کھڑے ہوئے اور چلے تھوڑا سے اور وضو کیا اور اذان دی
بلال نے پھر پڑھی انھوں نے سنت فجر کی بعد اسکے پڑھی نماز فجر کی اور سوار ہوئے آخر حدیث تک اور روایت کیا اسکو مالک
نے زید بن اسلم سے مرسل اور روایت کی نسائی نے ابن عباس سے اور اس سے ثابت ہوا کہ اور نماز ان کی قضا کرے تو بھی اذان
اور اقامت کہے اور جماعت سے پڑھے اور یہ حکم فقط سنت فجر میں ہے کیونکہ اوسمیں تاکید زیادہ ہے سب سنتوں سے اور باقی
سنتوں میں یہ حکم نہیں ص سنت ظہر کی پہلے بخوف جماعت جاتی رہیگا یا نہ ترک کیجاتی ہے گی اور بعد فرض کے قبل دوگانہ
سنت کے پڑھ لیوے اور سوا انکے کوئی سنت قضا نہیں کیجاویگی ف کیونکہ سنتیں عصر اور عشا کی مستحب ہیں اور
مغرب کے اول میں سنت ہی نہیں اور مغرب اور عشا کے بعد کی سنتیں اگرچہ سنت ہیں لیکن انکی تاکید نہیں جو سنت فجر کی ہے
کہ ارشاد فرمایا لَا تَدَعُوهُمَا وَاِنْ طَرَدَتْكُمُ الْخَيْلُ یعنی چھوڑو ان دو رکعتوں کو اگرچہ روندڈالیں تمکو گھوڑے اونچے
اونکو روایت کیا اوسکو ابو داؤد نے ابو ہریرہ سے اور اسناد اوسکی ضعیف ہے لیکن قابل قبول کے ہے اور صحیحین میں ہے حضرت عائشہ رضی
سے کہ نہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ نگاہ رکھنے والے کسی نفل کو سنت فجر سے اور سنن نسائی میں ہے کہ دو رکعتیں
قبل فجر کے بہتر ہیں دنیا سے اور جو اوسمیں ہے اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنت ظہر میں کہ جو شخص چھوڑیگا چار رکعت کو
قبل ظہر کے نہ پہنچیگی اوسکو شفاعت میری اور یہ حدیث ہاتے ہیں ہم کہا شیخ ابن الہمام نے وَاَمَّا مَا ذُكِرَ مِنْ حَدِيْثِ
سُنَّةِ الظُّهْرِ فَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِهٖ یعنی جو ذکر کیا اوسکو مصنف نے سنت ظہر میں سو اللہ اوسکو جانتا ہے اور حدیث اوسکو نہیں ملی
لیکن صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں چھوڑتے تھے چار رکعت کو قبل ظہر کے اور دو رکعتوں کو
قبل فجر کے اور ایک روایت میں ہے کہ نہیں چھوڑتے تھے اوسکو کبھی اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لَا تَتْرُكُوْا رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ

قَالَ لَایَدَعْهَا اِلَّا غَائِبٌ یعنی نہ ترک کرو دو رکعتون کو قبل فجر کے کیونکہ اونمین بہت عطائین ہین اللہ تعالی سے اخراج کیا اسکا
ابو یعلی نے ابن عمرؓ سے اور کہا حضرت عایشہؓ نے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے سنتون کو اور کبھی ترک کرتے تھے
لیکن نہین دیکھا مینے آپ کو کہ ترک کی ہون دو رکعتین قبل فجر کی سفر اور نہ حضر مین روایت کیا اسکو طبرانی نے اوسط مین جابر
بن ابی طلیبان سے انھون نے اپنے باپ سے انھون نے حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے [illegible] اور جس شخص نے ایک رکعت ظہر کی جماعت سے
پائی جماعت اوسنے نہین پڑھی بلکہ فضیلت جماعت کی پائی تو اگر کسینے قسم کھائی کہ ظہر کی نماز مین جماعت سے پڑھونگا اور اوسنے
ایک رکعت پائی قسم اوسکی جھوٹھی ہوئی کیونکہ اوسنے جماعت کو نہین پایا بلکہ فضیلت جماعت کو پایا اور جو شخص کہ مسجد مین آیا اور
جماعت اومین ہو چکی تھی تو اوسنے چاہا کہ فرض کو تنہا ادا کرے تو کرخی وغیرہ کے نزدیک سنتین نہ پڑھے اور حسن بن زیاد کے
بھی نزدیک فرض سے شروع کرے لیکن صحیح یہ ہے کہ سنتین پڑھے لیکن جب وقت تنگ ہو تو ترک کرے اور جسنے کہ اقتدا کی
اور امام رکوع مین ہے اور ٹھہر رہا یہان تک کہ امام نے سر اوٹھا لیا تو وہ رکعت اوسکو نہین ملی اور امام زفر کے نزدیک مل گئی
اگر کسی شخص نے قبل امام کے رکوع کیا اور پھر امام رکوع مین گیا درست ہو گیا اور امام زفر کے نزدیک درست نہین ہے

باب قضا نمازون کے پڑھنے کے بیان مین

اگر کسی شخص کی ایک دن رات کی نماز یعنی پانچ نمازین اور وتر فوت ہوئے ترتیب سے پڑھنا فرض ہے اور جب بعض وقتی ہون اور
بعض قضا اونمین بھی ترتیب فرض ہے کیونکہ روایت کی دارقطنی نے پھر بیہقی نے اسمٰعیل بن ابراہیم ترجمانی سے انھون نے
سعید بن عبد الرحمن جمحی سے انھون نے عبید اللہ سے انھون نے نافع سے انھون نے ابن عمر سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص بھول
جاوے نماز اور نہ یاد کیا اوسکو مگر اوس وقت مین کہ وہ ساتھ امام کے نماز پڑھتا ہے سو تمام کر لے نماز اپنی اور بعد اوسکے اوس قضا نماز کو
پڑھے اور جب فارغ ہو اوس نماز سے تو اعادہ کرے اوس نماز کو جو ساتھ امام کے پڑھی تھی اور روایت کیا اوسکو مالک نے
نافع سے انھون نے ابن عمرؓ سے موقوفًا اور صحیح کیا دارقطنی اور ابو زرعہ نے وقف اوسکا اور اختلاف کیا اونھون نے اوس شخص مین
جسنے رفع مین خطا کی سوا اوسکے نہین ہے وہ لوگ ہین جنھون نے نسبت کی خطا کی طرف سعید بن عبد الرحمن کے اور بعضون نے طرف ترجمانی
کے اور لیکن شک نہین اس بات مین کہ رفع زیادت ہے اور زیادت ثقہ سے مقبول ہے اور یہ دونون شخص ثقہ ہین کہا یحیی بن معین نے
ترجمانی مین نہین جرح ہے ساتھ اونکے اور ایسا ہی کہا ابو داؤد اور احمد نے اور اسی طرح توثیق کی ابن معین نے سعید کی اور ذکر کی ذہبی نے
توثیق اوسکی بہت لوگون سے میزان الاعتدال مین تو اگر کوئی کہے کہ یہ دونون برابر مالک کے نہین اور مالک نے وقف کیا اوسکا جواب
اوسکا یہ ہے کہ کچھ معارضہ نہین ہے جس مین برابری توثیق مین دونون راویون کی شرط ہے بلکہ زیادت ہے اور زیادت مین برابر ہونا
راویون کا قوت مین شرط نہین اور حجت نہ پکڑی جاویگی ساتھ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جو شخص کہ سو جاوے کسی نماز سے
یا بھول جاوے اوسکو تو پڑھ لے اوسکو جب یاد کرے اوسکو کیونکہ اس سے یہ معلوم نہین ہوتا کہ اول جو اوسنے نماز پڑھی ہے وہ باطل ہے اور اوسکو
پھر اعادہ کرے اور وہ نماز فاسد ہو گئی اور دلیل اول مسئلے کی یہ ہے کہ روایت کی ترمذی اور نسائی نے عبد اللہ بن مسعود سے کہا کہ
تحقیق مشرکین نے روک رکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چار نمازون سے دن خندق کے یہان تک کہ کچھ رات گذر گئی تھی سو حکم کیا حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال کو اور انھون نے اذان دی پھر اقامت کہی اور نماز پڑھی اول ظہر کی پھر اقامت کہی اور نماز پڑھی عصر کی پھر اقامت کہی

اور نماز پڑھی مغرب کی پھر اقامت کہی اور نماز پڑھی عشا کی کہا ترمذی نے نہیں ہے ساتھ اسناد اوسکی کے کچھ حرج لیکن ابوعبیدہ نے اپنے باپ ابن مسعود سے نہیں سنا یعنی وہ منقطع ہے اور جواب اوسکا یہ ہے کہ منقطع دو صورت ثقہ معتمد لوگوں کے مرسل میں داخل ہے اور مرسل ہمارے نزدیک حجت ہے اور کہا شیخ محی الدین نووی نے خلاصے میں کہ ابوعبیدہ نے نہیں پایا اپنے باپ کو اور یہ قول صحیح نہیں کہا ابو داؤد سلیمان بن اشعث نے کہ تُوُفِّيَ وَلِوَلَدِهِ أَبِي عُبَيْدَةَ سَبْعُ سِنِيْنَ یعنی وفات کی عبداللہ بن مسعود نے اور ابوعبیدہ سات برس کے تھے نقل کیا شیخ ابن الہمام نے علاوہ اسکے اخراج کیا اسکا نسائی نے خدری سے اور ابن حبان نے صحیح میں روایت کی بزار نے جابر بن عبداللہ سے اَنَّهٗ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ شُغِلَ مِنَ الْخَنْدَقِ عَنْ صَلٰوةِ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ حَتّٰى ذَهَبَتْ سَاعَةٌ مِّنَ اللَّيْلِ فَاَمَرَ بِلَالًا فَاَذَّنَ فَاَقَامَ فَصَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ اَمَرَهٗ فَاَذَّنَ فَاَقَامَ فَصَلَّى الْعَصْرَ ثُمَّ اَمَرَهٗ فَاَذَّنَ فَاَقَامَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ ثُمَّ اَمَرَهٗ فَاَذَّنَ فَاَقَامَ فَصَلَّى الْعِشَاءَ ثُمَّ قَالَ مَا عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ قَوْمٌ يَّذْكُرُوْنَ اللّٰهَ فِيْ هٰذِهِ السَّاعَةِ غَيْرَكُمْ اور معنی اوسکے وہی ہیں جو اوپر گذرے لیکن اس میں ہر نماز میں اذان ہے اور اسناد میں اوسکی عبدالکریم بن ابی المخارق ضعیف ہے ضعیف کیا اوسکو ائمہ حدیث نے مثل ترمذی وغیرہ کے اور روایت کیا اس مضمون کو صحیحین میں اور ابن حبان نے اور سوا اونکے بہت لوگوں نے اصل قصہ کو یاد ہے کہ اوسنے رات کو وتر نہیں پڑھی فجر کی نماز اوسکی جائز نہ ہوگی امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک جائز ہوگی اور اگر اوسکو معلوم ہوا کہ فرض عشا کے بے وضو اوسنے پڑھے تھے اور سنت اور وتر کو با وضو امام صاحب کے نزدیک فرض اور سنت کا اعادہ کرے اور وتر کا اعادہ نہ کرے اور صاحبین کے نزدیک وتر کا بھی اعادہ کرے اور ترتیب کو ساقط کر دیتی ہے وقت کی تنگی تو مثلاً عشا اور وتر فوت ہوگئے اور فجر کا وقت اتنا باقی ہے کہ پانچ رکعتیں پڑھ سکتا ہے صبح کی نماز اور وتر پڑھ لیوے امام ابوحنیفہ کے نزدیک اور اگر ظہر اور عصر فوت ہوئیں اور وقت مغرب کا اتنا باقی ہے کہ سات رکعتیں پڑھ سکتا ہے ظہر اور مغرب پڑھ لیوے اور بھول جانا بھی ترتیب کو ساقط کر دیتا ہے مثلاً ادا پڑھنے کے وقت قضا یاد نہ رہی اور پانچ نمازوں سے زیادہ اگر فوت ہو جاویں تو بھی ترتیب ساقط ہوتی ہے اگرچہ اگلی ہوں یعنی چھ یا زیادہ ہوں یا حادث ہوں یعنی چھ سے کم ہوں یا چھ ہوں اور اگر کسی کی ایک مہینے کی نمازیں قضا ہوئیں اور اوسنے نادم ہو کے وقتی نمازیں پڑھنا شروع کیں پھر ایک مہینے کے بعد ایک نماز چھوڑ دی اور اوسکو یاد ہے تو اوسکو وقتی پڑھنا بغیر ادا کیے اوسکے درست ہے اور اسی طرح اگر سارے مہینے کی قضا نمازوں کو پڑھ لیا مگر ایک یا دو فرض باقی رہے تو اوسکو ترتیب فرض نہیں کیونکہ ترتیب جب ہے جب پانچ یا کم قضا ہوئیں ہوں تو جب سب ادا کر لیگا ترتیب آ جاویگی اور بعض مشایخ کے نزدیک اگر چھ یا زیادہ اس سے نمازیں پڑھ لیں اور پانچ یا کم باقی رہیں تو پھر ترتیب فرض ہو جاتی ہے اور پہلا مذہب مختار امام سرخسی کا ہے اور صاحب محیط نے کہا ہے کہ اسی پر فتوی ہے اور اگر کسی کی ایک نماز قضا ہوگئی تھی اور اوسکو یاد تھی اور بغیر اوسکے ادا کیے پانچ نمازیں پڑھیں سب فاسد ہونگی تو اگر ایک نماز وہ پڑھ لی سب صحیح ہو جاوینگی اور اگر قضا بعد پانچ نمازوں کے پڑھ لی وہ فرض نمازیں سب نفل ہو جاوینگی نزدیک امام ابوحنیفہ اور ابو یوسف کے اور اونکو پھر پڑھنا پڑیگا اور امام محمد کے نزدیک نفل بھی نہ ہونگی بلکہ سب باطل ہو جاوینگی

باب سجدۂ سہو کے بیان میں

اگر ایک رکن کو دوسرے رکن پر مقدم کیا یا ایک کو دو بار کیا یا کسی واجب کو بدل دیا یا بھول سے چھوڑ دیا جیسے کوع قبل قراءت کے

کر لیا یا بیچ کے تشہد مین بعد تشہد کے پھر بیٹھا رہا اور امام صاحب سے مروی ہی کہ اگر ایک حرف تشہد پر سے زیادہ کیا تو سجدۂ سہو واجب ہوگا اور بعضون نے کہا ہی کہ اگر اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ اتنا زیادہ کیا تو واجب ہوگا مگر جب ایک رکن کے موافق زیادہ ہو مثل جیسے قیام یا قعود یا دوبار رکوع کرے یا جہری نماز مین آہستہ سے پڑھے اور آہستہ والی مین پکار کے پڑھے یا پہلا قعدہ ترک کر دے غرض ترک واجب کا کرے تو ان سب صورتون مین بعد ایک سلام کے دو سجدے کرے اور پھر تشہد وغیرہ پڑھ کے سلام پھیرے اور امام شافعی کے نزدیک قبل سلام کے اور پھر اسمین اختلاف ہی کہ بعد دونون سلام کے سجدۂ سہو کرے یا بعد ایک سلام کے اور اول کو اختیار کیا صاحب ہدایہ نے اور دوسرے کو صاحب کافی نے اور مین کہتا ہون کہ صحیح یہی ہی کہ بعد دونون سلام کے کرے اور یہی مروی ہی احادیث مین اور ایک سلام کی روایت مینے نہین پائی دلیل امام شافعی کی یہ ہی کہ روایت کی بخاری مسلم ابو داؤد نسائی ترمذی وغیرہم نے عبد اللہ بن بحینہ سے انھون نے کہا کہ پڑھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ظہر کی سو کھڑے ہو گئے بعد دو رکعتون کے اور نہ بیٹھے تو کھڑے ہوئے لوگ بھی ساتھ آپکے یہان تک کہ جب تمام کر لی نماز آپنے اور انتظار کیا لوگون نے سلام کا تکبیر کہی اور بیٹھے تھے تو سجدے کیے دو سجدے قبل اسکے کہ سلام پھیرین اور سجدہ بعد سلام کے بھی مروی ہی صحاح ستہ مین حدیث ذوالیدین سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھین پھر دو رکعتین پچھلی اور سلام پھیرا پھر تکبیر کہی اور سجدہ کیا اور ایک روایت مین مسلم اور ابو داؤد اور نسائی کی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی عصر اور سلام پھیر دیا آپنے بعد تین رکعتون کے یہان تک کہ کہا راوی نے کہ پڑھی باقی رکعت پھر سلام پھیرا پھر دو سجدے کیے اور سلام پھیرا اور لیکن قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لِكُلِّ سَهْوٍ سَجْدَتَانِ بَعْدَ السَّلَامِ یعنی ہر سہو کے واسطے دو سجدے ہین بعد سلام کے سو روایت کیا اوسکو ابو داؤد اور ابن ماجہ نے اسمٰعیل بن عیاش سے حدیث ثوبان سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لِكُلِّ سَهْوٍ سَجْدَتَانِ بَعْدَ السَّلَامِ کہا بیہقی نے متفرد ہوا ساتھ اوسکے اسمٰعیل بن عیاش اور وہ قوی نہین اور ہمارے نزدیک یہ ممنوع ہی کیونکہ اسمٰعیل بن عیاش ثقہ ہی توثیق کی اوسکی امام الجرح والتعدیل رکن الدین شیخ یحییٰ بن معین نے اور تضعیف اوسکی ابو اسحٰق فزاری سے مقبول نہین اور کہا ہے کہ ابو زرعہ جو امام ہین اس فن مین کہا انھون نے نہین تھا شام مین بعد اوزاعی اور سعید بن عبد العزیز کے حافظ زیادہ اسمٰعیل بن عیاش سے اور عبید اللہ بن عبید کلاعی اوسکی اسناد مین ثقہ ہی اور کہا ابن معین نے نہین حرج ہی ساتھ اوسکے اور زہیر بن اسحٰق عنسی کہ کیا اوسکو ابن حبان نے ثقات مین اور عبد الرحمن بن جبیر بن نفیر کہا ابو زرعہ اور نسائی نے ثقہ ہی اور کہا ابو حاتم نے صالح الحدیث اور ذکر کیا اوسکو ابن حبان نے ثقات مین اور جنھون نے منکر گنا اس حدیث کو نہین التفات کیا گیا طرف کلام اونکے کے علاوہ اسکے کہ سکوت کیا اوس سے ابو داؤد نے اور بالفرض تسلیم ایک حدیث قولی اور موجود ہی روایت کی ابو داؤد نے عبد اللہ بن جعفر سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ شک کرے نماز اپنی مین تو چاہیے کہ سجدے کرے دو سجدے بعد سلام کے اور مثل حدیثین تو بہت ہین کہ بیان اونکے طول ہوگا بلکہ صحیح بخاری مین ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد سجدۂ سہو کرنے کے جب شک کرے کوئی تم مین سے نماز اپنی مین تو چاہیے کہ سوچے صواب کو تو اوسی پر عمل کرے اور نماز کو تمام کرے اور سلام پھیر کے پھر سجدے کرے دو سجدے اور روایت کی امالی محاملی مین حسین بن اسمٰعیل نے ایک حدیث ابن مسعود سے بسند صحیح کہا اوسنے حَدَّثَنَا السَّرِيُّ ثَنَا مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنُ جَعْفَرٍ ثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ صَلَّى الظُّهْرَ خَمْسًا فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ مَا سَلَّمَ قَالَ شُعْبَةُ وَسَمِعْتُ حَمَّادًا أَوْ سُلَيْمَانَ يَجِدَانِ

فائدہ اسمٰعیل بن عیاش

فائدہ عبید اللہ بن عبید الکلاعی

فائدہ عبد الرحمن بن جبیر بن نفیر

ان ابراہیم کان لا یدری ثلثا صلی او خمسا حاصل اس حدیث کا یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد سلام کے
دو سجدے کیے اور اسی طرح بہت حدیثیں اس باب میں آئی ہیں عاقل کو ایک اشارہ کافی ہے اور روایت کیا بخاری نے بھی اس حدیث کو
اور یہ حدیث اول میں بھی آئی محلی کے ص مقتدی کے سہو سے کسی پر سجدہ لازم نہ آویگا بلکہ امام کے سہو سے اگر سجدہ کرے تو مقتدی
بھی امام کے ساتھ سجدہ کرے اور بعد اسکے باقی نماز پڑھ لیوے اور جو قعدۂ اولی کو بھولے اور اٹھنے کی طرف نزدیک ہو تو بیٹھ جاوے اور
سجدۂ سہو نکرے اور اگر قیام سے نزدیک ہو کھڑا ہو جاوے اور اخیر نماز میں سجدہ کرے اور جو قعدۂ اخیرہ سے اگر بھول کے کھڑا ہو گیا
جب تک اوس رکعت کا سجدہ نہیں کیا اگر یاد ہووے تو بیٹھ جاوے اور سجدۂ سہو کرے اور اگر سجدہ کرلیا تو فرض اوسکے نفل ہو جاوینگے تو اوسکے
ساتھ چھٹی رکعت بھی اگر چاہے ملالیوے ف اور ایک نئی شیت پر اسواسطے موقوف کیا کہ نفل شروع سے اگر ہوا ہو تو واجب نہیں ہوتا
تمام کرنا اوسکا جیسا اگذرا اور ملانا ایک رکعت کا اچھا ہے کیونکہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رکعت پڑھنے سے
اکیلا اخراج کیا اوسکا ابن عبد البر نے ابو سعید خدری سے ص اور اگر قعدۂ اخیرہ کر کے بھول سے کھڑا ہو جاوے تو جب تک پانچویں
رکعت کا سجدہ نہیں کیا ہے بیٹھ جاوے اور بعد سجدے کے چاہے ایک رکعت اور ملالیوے اور سلام پھیر اور سجدۂ سہو کرے تو چار رکعتیں
اوسکی فرض ادا ہو جاوینگی اور دو نفل ہو جاوینگی تو اگر اونکو توڑ ڈالیگا قضا لازم نہ آویگی اور یہ دو رکعتیں سنت ظہر کے قائم مقام نہونگی اور
جو شخص ان دو رکعتوں میں امام کی اقتدا کریگا اوسکو بھی قضا لازم آوینگی اور توڑ ڈالیگا تو قضا لازم آویگی اور امام محمد کے نزدیک چھ
رکعتیں اوسکو پڑھنا چاہیے اگر توڑ دے تو قضا لازم نہ آوے گی جیسے امام قضا نہیں کرتا اور اگر دو رکعت نفل میں سہو ہوا سجدہ کرے
اور بعد سجدے کے بغیر سلام کے دوسرا نفل اوسکے ساتھ نہ ملاوے اور اگر ملالیا تو درست ہو جاویگا اور اگر کسیکو نماز میں سہو ہوا اور
اخیر نماز میں سجدہ سہو کی نیت سے سلام پھیر لیا تو اگر اوسنے بعد سلام کے سجدہ کیا تو گویا نماز سے وہ فارغ ہو چکا اور اگر سجدہ کیا تو وہ نماز میں ہے تو اگر اوسنے
سلام کیا اور کسی نے اوسکے ساتھ اقتدا کی پھر اوسنے سجدۂ سہو کیا اقتدا اوسکی صحیح ہو جاویگی اور اگر نکیا تو اقتدا اوسکی باطل ہو جاویگی
اور اگر سلام کیا اور قہقہہ کیا اور پھر سجدۂ سہو کیا وضو اوسکا باطل ہو جاویگا اور اگر سجدہ نکیا تو باقی رہیگا اور اگر سلام پھیرا اور وہ
مسافر تھا اوسنے نیت اقامت کی پھر سجدۂ سہو کیا تو اب چار رکعتیں اوسپر فرض ہو جاوینگی اور اگر سجدہ نکیا تو فرض نہونگی
اور اگر نماز میں سہو ہوا اور اوسنے تمام کرنے کی نیت سے سلام پھیرا نیت اوسکی باطل ہو گی اور سجدۂ سہو کرنا اوسکو لازم ہوگا اور اگر
نماز میں شک ہوا کہ کتنی رکعتیں پڑھی ہیں اگر پہلی مرتبہ شک ہوا ہے اور کبھی نہیں ہوا تھا تو نماز پھر شروع سے پڑھے ف
کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب شک کرے کوئی تم میں سے اور نہ جانے کہ کتنی رکعتیں پڑھیں تو چاہیے کہ دہراوے
نماز کو اور یہ حدیث ہاتھ آئی نہیں ہے اور مجھکو نہیں ملی کہا شیخ ابن الہمام نے و لکن غریب ص اور اگر کئی بار شک ہو چکا ہو تو جیسے
جدھر ظن پر غالب ہو اوسپر عمل کرے ف کیونکہ روایت کی ترمذی اور ابو داؤد نے اور بخاری و مسلم نے اور نسائی نے بھی ابن
مسعود سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب شک کرے کوئی تم میں سے اپنی نماز میں سو چاہیے کہ تلاش کرے صواب کو
اور بنا کرے اوسپر پھر سجدہ کرے دو سجدے اور روایت کی سوا بخاری کے ابو داؤد و ترمذی مالک وغیرہم نے ابو سعید خدری
رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب شک کرے کوئی تم میں سے اپنی نماز میں اور نہ جانے کہ تین پڑھیں یا چار پڑھیں تو
چاہیے کہ دفع کرے شک کو اور بنا کرے یقین پر پھر سجدہ کرے دو سجدے قبل سلام کے تو اگر پڑھ لیگا پانچ رکعتیں شفاعت کریگی اوسکی نماز

اوراگر پوری چار پڑھین تو ذلت ہوئی اسواسطے شیطان مردود کے اور روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے بھی ص اور اگر سہو ہے نماز مین کچھ نہ معلوم ہووے کم اختیار کرے اور جسکو اخیر نماز کا جانے اوس جگہ بیٹھ جاوے تو اگر اوسنے شک کیا کہ تین رکعتین یا چار پڑھی ہین اور کچھ اوسکے ذہن کو معلوم ہووے تین رکعت کو لیوے لیکن بیٹھ کے پھر چوتھی رکعت پڑھے ف تاکہ قعدۂ اخیر ترک ہو جاوے اور مروی ہے عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سہو کرے کوئی تم مین سے نماز مین سو نہ جانے کہ ایک پڑھی یا دو پڑھین تو بنا کرے ایک پر اور اگر نہ جانے کہ دو پڑھین یا تین پڑھین تو بنا کرے دو پر اور اگر نہ جانے کہ تین پڑھین یا چار پڑھین تو بنا کرے تین پر اور سجدہ کرے دو سجدہ قبل سلام کے اخراج کیا اوسکا ترمذی نے اور روایت کیا اوسکو ابن ماجہ نے بھی

باب بیمار کی نماز کے بیان مین

اگر کوئی شخص بیماری کے سبب سے یا کوئی مرض نماز کے اندر حادث ہونے سے یا قبل نماز کے کھڑا نہ ہوسکے تو بیٹھ کے نماز پڑھے اور سجدہ اور رکوع کرے اور اگر سجدہ اور رکوع پر بھی قادر نہ ہو بیٹھ کے سر سے اشارہ کرے اور سجدے مین رکوع سے زیادہ جھکے اور کوئی اونچی چیز سجدے کے واسطے نہ رکھے اور اگر بیٹھنے پر بھی قادر نہو چت لیٹے اور پیر قبلے کی طرف کرے اور اشارے سے سر کے نماز پڑھے یا کروٹ پر لیٹے مگر مونہہ قبلے کی طرف کرے اور چت لیٹنا بہتر ہی اور اگر اشارہ بھی متعذر ہو تو نماز کی تاخیر کرے اور آنکھ اور پلک اور دل سے اشارہ نکرے ف روایت کی جماعت نے سوا مسلم کے عمران بن حصین سے کہا کہ تھی مجکو بواسیر اور پوچھا مینے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی نماز کو کہا کہ پڑھ کھڑے ہوکے اور اگر نہ قدرت ہو تو بیٹھ کے اور اگر نہ قدرت ہو تو پہلو پر زیادہ کیا نسائی نے اور اگر قدرت نہ رکھے تو چت لیٹ کے نہین تکلیف دیتا ہی اللہ کسیکو مگر موافق طاقت اوسکی کے اور نہین ذکر کیا اشارے کا لیکن جب لیٹ کے پڑھیگا تو بالضرور اشارے ہی سے پڑھیگا اور کوئی اونچی چیز واسطے سجدے کے نہ رکھے کیونکہ ہدایہ مین حدیث ہی اگر قدرت رکھے تو کہ سجدہ کرے زمین پر تو سجدہ کر اور نہین تو اشارہ کر اپنے سر سے اور یہ حدیث اس لفظ سے نہین ملی لیکن روایت کی بزار نے مسند مین اور بیہقی نے معرفت مین جابر رضی اللہ عنہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عیادت کی ایک مریض کی سو دیکھا اوسکو کہ سجدہ کرتا ہی تکیے پر سو پھینک دیا آپنے تب لی اوس مریض نے ایک لکڑی کہ سجدہ کرے اوس پر اور حضرت نے اوسکو بھی پھینک دیا اور کہا کہ اگر قدرت رکھتا ہی تو زمین پر پڑھ اور نہین تو اشارے سے پڑھ اور کر سجدے کو زیادہ جھکا کے رکوع سے کہا بزار نے نہین جانتے ہین ہم کسینے روایت کیا ہو اوسکو ثوری سے مگر ابوبکر حنفی نے اور متابعت کی اسکی عبد الوہاب اور عطا نے ثوری سے انتہی لیکن ابوبکر ثقہ ہی کہا یہ شیخ ابن الہمام نے اور مین کہتا ہون کہ اس باب مین بہت آثار صحیحہ مروی ہوئین ہین روایت کی ابن ابی شیبہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ عیادت کی انھون نے صفوان کی اور پایا اونکو کہ سجدہ کرتے ہین تکیے پر سو منع کیا اونکو اور کہا کہ اشارے سے پڑھ اور روایت کیا مسروق سے کہا کہ داخل ہوئے عبد اللہ اپنے بھائی پر تو دیکھا اونکو کہ نماز پڑھتے ہین لکڑی پر سو چھین لیا اونسے اور دور کیا اوسکو اور کہا کہ اشارہ کر جہانتک کہ تیرا سر ہو سکے اور روایت کیا جبلہ بن سحیم سے کہا کہ پوچھا مینے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے نماز مریض سے اوپر لکڑی کے کہا کہ نہین حکم کرتا ہون مین تمکو ساتھ عبادت ہونے کے بلکہ اگر استطاعت رکھو تو پڑھو کھڑے ہوکے ورنہ بیٹھ کے ورنہ کروٹ لیکے اور روایت کیا عروہ سے کہا انھون نے کہ مریض اشارہ کرے اور نہ اوٹھاوے اپنے مونہہ کی طرف کسی چیز کو اور کہا ابن ابی شیبہ نے کہ اس باب مین روایت ہی ابو سعید سے اور گئے ہین طرف اوسکے تابعین ابراہیم اور سعید بن المسیب اور حسن اور شریح اور ابن سیرین اور عامر اور عطا اور طاؤس اور مسروق سے اور روایت کی

آپ نے تفضیل دی گئی سورت حج کی بسبب دو سجدون کے کہا ابو داؤد نے یہ حدیث مسند کی گئی ہی اور صحیح نہیں ہی اور اخراج کیا حاکم نے
اوس حدیث ترمذی کو اور کہا کہ عبد اللہ بن لہیعہ اماموں میں سے ہی لیکن اخیر عمر میں اوسکو اختلاط ہو گیا تھا اور میں کہتا ہون کہ اگر یہ قول
مسلم بھی ہووے تو بھی صحت حدیث کی جب ہو گی کہ اس حدیث کے راوی نے قبل حالت اختلاط کے عبد اللہ سے سنا ہو ورنہ حدیث ضعیف
بہر صورت ہی اور اس باب میں ایک اور حدیث ہی کہ روایت کیا اوسکو ابو داؤد اور ابن ماجہ نے ابن منین سے انھون نے عمرو بن العاص سے
کہا کہ پڑھائے مجکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پندرہ سجدے قرآن میں اونمین سے تین مفصل میں ہین اور سورۂ حج میں دو سجدے
ہین اور یہ بھی حدیث ضعیف ہی کہا عبد الحق نے ابن منین نہیں حجت ہی ساتھ اوسکے اور کہا ابن القطان نے وہ مجہول ہی اور نہیں پہچانا
جاتا حال اوسکا ص ساتوین فرقان کی آٹھوین نمل میں نوین سورۂ سجدہ میں دسوین ص میں ف اور امام شافعی کے نزدیک
ص میں سجدہ نہیں اور دلیل اونکی یہ ہی جو روایت کی ابو داؤد نے کہ خطبہ پڑھا ہمپر ایک روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تو پڑھی سورہ
ص اور جب آیا سجدہ اوترے اور سجدہ کیا اور کیا ہمنے بھی ساتھ آپ کے اور پھر ایک اور بار آپ نے پڑھا ص کو تو جب مستعد ہوئے ہم واسطے
سجدے کے اور دیکھا آپ نے ہمکو فرمایا کہ یہ تو بہ ایک نبی کی ہی اور لیکن میں نے تمکو مستعد سجدے کے لیے جانا اور پھر اوترے آپ اور سجدہ کیا اوس سے
معلوم ہوا کہ سجدہ ص کا واجب نہیں اور دوسری یہ کہ روایت کی ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی وغیرہم نے ابن عباس سے کہ کہا
اونھون نے نہیں سجدہ ص کا واجبات سجود میں سے اور دیکھا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ سجدہ کرتے تھے ص میں اور فرماتے تھے
سجدہ کیا اوسکا داؤد علیہ السلام نے توبہ کی نیت سے اور ہم سجدہ کرتے ہیں واسطے شکر کے اور جواب اسکا یہ ہی کہ اس حدیث سے عدم وجوب ثابت
نہیں ہوتا اور ہونا سجدے کا شکر کے لیے منافی وجوب کے نہیں غایۃ الامر یہ ہی کہ آپ نے سبب سجدہ کرنے کا حق داؤد علیہ السلام میں اور ہمارے
حق میں ارشاد فرمایا جیسا کہ عاقل پر پوشیدہ نہیں رہیگا اور کہا امام حافظ ابو محمد عبد اللہ بن یعقوب بن الحرب تخریج کرنے والے مسند
ابی حنیفہ نے اپنی سند سے عَنْ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ عَنْ سِمَاکِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ عِیَاضٍ الْاَشْعَرِیِّ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی اَنَّ
النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَجَدَ فِیْ ص یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ کیا ص میں اور یہ دلیل ہماری
ہی اور روایت کی امام احمد نے بکر بن عبد اللہ مزنی سے انھون نے ابو سعید سے ایک حدیث اور آخر اوسکا یہ ہی کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ سجدہ کرتے تھے ص میں نقل کیا اوسکو شیخ ابن الہمام نے ص گیارھوین حم السجدۃ میں
بارھوین وَالنَّجْمِ میں تیرھوین اِنْشَقَّتْ میں چودھوین اِقْرَأْ میں اور امام شافعی کے نزدیک بھی چودہ سجدے ہیں مگر ص میں اونکے نزدیک
سجدہ نہیں اور حج میں دو سجدے ہین اونکے نزدیک اور حم السجدۃ میں شافعی کے نزدیک جب اِنْ کُنْتُمْ اِیَّاہُ تَعْبُدُوْنَ پڑھے
تب سجدہ کرے اور ہمارے نزدیک جب وَھُمْ لَا یَسْاَمُوْنَ پڑھے تب سجدہ کرے ف اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ تقدیم سجدے کی جائز نہیں
اور تاخیر جائز ہی تو احتیاط اسمین ہی کہ وَھُمْ لَا یَسْاَمُوْنَ پر سجدہ کرے کہا ہدایہ نے مین کہ دلیل ہماری قول حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا
ہی اور وہ قول ہمکو نہیں ملا اور کہا شیخ ابن الہمام نے وَاَمَّا ذٰلِکَ عَنْ قَوْلِ عُمَرَ فَغَرِیْبٌ یعنی یہ قول حضرت عمر کا غریب ہی لیکن اخراج
کیا ابن ابی شیبہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ وہ سجدہ کرتے تھے حم السجدۃ میں نزدیک قول اللہ تعالیٰ لَا یَسْاَمُوْنَ کے
اور زیادہ کیا ایک روایت میں کہ انھون نے دیکھا ایک شخص کو کہ سجدہ کرتا ہی نزدیک اِنْ کُنْتُمْ اِیَّاہُ تَعْبُدُوْنَ کے سو کہا آپ نے
جلدی کی تونے ص اور اگر کوئی شخص آیت سجدے کی سنے تو سجدہ کرے اگرچہ اوسکا قصد سننے کا نہو ف کیونکہ حدیث میں ہی کہ فرمایا

واقطنی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ نماز پڑھے بیمار کھڑا ہوکر تو اگر قدرت نہ رکھے بیٹھ کر پڑھے چت اور دونو پیر کرے طرف قبلہ کے اور یہ حدیث ضعیف ہے سا تھ حسن بن حسن عرنی کے **ص** اگر رکوع اور سجدہ نکر سکے لیکن بیٹھا اور کھڑا ہو سکتا ہے تو بیٹھ کے اشارہ سے پڑھے اور یہ کھڑے ہوکے اشارہ کرنے سے بہتر ہے اور جو شخص نماز اشارہ سے پڑھتا ہو اور وہ شخص نماز کے اندر اچھا ہوگیا نماز پھر سرے سے پڑھے اور جو شخص کہ رکوع اور سجدہ کرتا تھا نماز میں کھڑے ہونے پر قادر ہوگیا باقی نماز کو کھڑے ہوکے پڑھے اور کشتی نہ اوٹھا وے اور جو کشتی جاری ہے اوس میں بیٹھ کے نماز پڑھنا درست ہے اور جو بندھی ہے تو درست نہیں اور اگر کوئی ایک دن رات تمام دیوانہ یا بیہوش رہا واجب ہے کہ نمازوں کو اوس دن کی قضا کرے اور اگر گھڑی بھر بھی اوس سے زیادہ دیوانہ رہا یا جنون رہا تو قضا نکرے اور امام محمد کے نزدیک اگر پانچ وقتوں تک حالت رہی تو قضا لازم آویگی اور جو چھٹے وقت نماز تک یا زیادہ تک رہی تو قضا ساقط ہوگی **ف** اور کہا صاحب ہدایہ نے کہ قیاس یہ ہے کہ جب کسی نماز کا وقت گذر جاوے بیہوشی میں تو نماز اوس کی ساقط ہوتی ہے اور پانچ نمازوں تک قضا کرنا استحسان ہے اور یہی مذہب ہے مالک اور شافعی کا اور دلیل ہے جو روایت کی دارقطنی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے تحقیق کہ پوچھا انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اوس شخص کو جو بیہوش ہوجاوے اور ترک کرے نماز کو کہا نہیں ہے اوس نماز کی قضا مگر اوس نماز کی جسکا وقت باقی ہو اور وہ اوس میں ہوشیار ہوا ہووے اور یہ حدیث نہایت ضعیف ہے اسناد میں اوسکی حکم بن عبد اللہ بن سعد ایلی ہے کہا احمد نے کہ احادیث اوسکی موضوع ہیں اور کہا ابن معین نے نہیں ہے ثقہ اور نہیں ہے مامون اور کاذب کہا اوسکو ابو حاتم وغیرہ نے اور کہا بخاری نے ترک کردی گئی ہے حدیث اوسکی اور دلیل ہماری یہ ہے کہ روایت کیا محمد بن حسن نے عَنْ اَبِيْ حَنِيْفَةَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ اَبِيْ سُلَيْمَانَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ النَّخْعِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عُمَرَ اَنَّهُ سُئِلَ فِي الَّذِيْ يُغْمٰى عَلَيْهِ يَوْمًا وَّلَيْلَةً قَالَ يَقْضِيْ یعنی کہا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہ جو شخص بیہوش ہوجاوے ایک دن رات قضا کرے اور روایت کی عبد الرزاق نے نافع سے کہ بیہوش رہے ابن عمر ایک مہینے سو نہ قضا کی اوسکی جو فوت ہوا اور روایت کی ابراہیم بن حربی نے آخر کتاب الحدیث میں حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ ثَنَا زَائِدَةُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ قَالَ اُغْمِيَ عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ يَوْمًا وَّلَيْلَةً فَاَفَاقَ وَلَمْ يَقْضِ مَا فَاتَهُ یعنی بیہوش رہے ابن عمر ایک دن اور ایک رات اور نہ قضا کی اوسکی جو فوت ہوا واللہ اعلم

باب سجدۂ تلاوت کے بیان میں

سجدۂ تلاوت کا ایک سجدہ ہے سب نماز کی شرطوں سے دو تکبیروں کے بیچ میں بغیر ہاتھ اوٹھانے کے اور تشہد اور سلام کے اور سجدے تلاوت میں جو نماز کے سجدے میں پڑھتا ہے وہ پڑھے اور چودہ آیتوں میں سے جہاں کہیں ایک آیت پڑھے سجدہ واجب ہے پہلی آیت سورۂ اعراف کے اخیر کی دوسری سورۂ رعد کی تیسری سورۂ نحل کی چوتھی بنی اسرائیل کی پانچویں مریم کی چھٹی پہلی آیت سجدے کی سورۂ حج سے اور امام شافعی کے نزدیک دوسری آیت سجدہ یعنی وَارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا میں بھی سجدہ کرے **ف** اور ہمارے نزدیک سوا اسکے سجدہ اوس جگہ نہیں ہے کہ وہ سجدہ نماز کا ہے ذکر کیا ہے اسکو تفصیل سے شیخ ابن الہمام نے اور امام شافعی جو دلیل لاتے ہیں حدیث عقبہ بن عامر کی کہ کہا میں نے اے رسول اللہ کیا فضیلت دی گئی سورۂ حج کو اس سبب سے کہ اوس میں دو سجدے ہیں فرمایا کہ ہاں اور جو اون دونوں سجدوں کو نکرے تو اوس سورت کو بھی نہ پڑھے کہا ترمذی نے نہیں ہے اسناد اوسکی قوی اور یہ سبب ہے کہ اسناد میں اوسکی ابن لہیعہ ضعیف ہے اور روایت کی ابو داؤد نے مراسیل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا

اول

ف عبداللہ بن لہیعہ

ف ابن منین

آپ نے تفضیل دی گئی سورت حج کی بسبب دو سجدون کے کہا ابوداود نے یہ حدیث مسند کی گئی ہی اور صحیح نہین ہی اور اخراج کیا حاکم نے اور حدیث ترمذی کو اور کہا کہ عبداللہ بن لہیعہ اماموں مین سے ہی لیکن اخیر عمر مین اوسکو اختلاط ہو گیا تھا اور مین کہتا ہون کہ اگر یہ قول مسلم بھی ہووے تو بھی صحت حدیث کی جب ہو گی کہ اس حدیث کے راوی نے قبل حالت اختلاط کے عبداللہ سے سنا ہو ورنہ حدیث ضعیف بہر صورت ہی اور اس باب مین ایک اور حدیث ہی کہ روایت کیا اوسکو ابوداود اور ابن ماجہ نے ابن منین سے انھون نے عمرو بن العاص سے کہا کہ پڑھلائے مجکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پندرہ سجدے قرآن مین اونمین سے تین مفصل مین ہین اور سورۂ حج مین دو سجدے ہین اور یہ بھی حدیث ضعیف ہی کہا عبدالحق نے ابن منین نہین حجت ہی ساتھ اوسکے اور کہا ابن القطان نے وہ مجہول ہی اور نہین پہچانا جاتا حال اوسکا ص ساتوین فرقان کی آٹھوین نمل مین نوین سورۂ سجدہ مین دسوین ص مین ف اور امام شافعی کے نزدیک ص مین سجدہ نہین اور دلیل اونکی یہ ہی جو روایت کی ابوداود نے کہ خطبہ پڑھا ہمپر ایک روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تو پڑھی سورۂ ص اور جب آیا سجدہ اوترے اور سجدہ کیا اور کیا ہم نے بھی ساتھ آپ کے اور پھر ایک بار آپ نے پڑھا ص کو تو جب مستعد ہوئے ہم واسطے سجدے کے اور دیکھا آپ نے ہمکو فرمایا کہ یہ توبہ ایک نبی کی ہی اور لیکن مین نے تمکو مستعد سجدے کے لیے جانا اور پھر اوترے آپ اور سجدہ کیا تو اس سے معلوم ہوا کہ سجدہ ص کا واجب نہین اور دوسرے یہ کہ روایت کی ابوداود اور ترمذی اور نسائی وغیرہم نے ابن عباس سے کہ کہا انھون نے نہین سجدہ ص کا واجبات سجدہ مین سے اور دیکھا مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ سجدہ کرتے تھے ص مین اور فرماتے تھے سجدہ کیا اوسکا داود علیہ السلام نے توبہ کی نیت سے اور ہم سجدہ کرتے ہین واسطے شکر کے اور جواب اسکا یہ ہی کہ اس حدیث سے عدم وجوب ثابت نہین ہوتا اور ہونا سجدے کا شکر کے لیے منافی وجوب کے نہین غایۃ الامر یہ ہو کہ آپ نے سبب سجدہ کرنے کا حق داود علیہ السلام مین اور ہمارے حق مین اشارہ فرمایا جیسا کہ عاقل پر پوشیدہ نہین رہیگا اور کہا امام حافظ ابو محمد عبداللہ بن یعقوب بن الحرب تخریج کرنے والے مسند ابی حنیفہ نے اپنی سند سے عَنْ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ عَنْ سِمَاکِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ عِیَاضٍ الْاَشْعَرِیِّ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَجَدَ فِیْ صٓ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ کیا ص مین اور یہ دلیل ہماری ہی اور روایت کی امام احمد نے بکر بن عبداللہ مزنی سے انھون نے ابو سعید سے ایک حدیث اور آخر اوسکا یہ ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ سجدہ کرتے تھے ص مین نقل کیا اوسکو شیخ ابن الہمام نے ص گیارھوین حم السجدہ مین بارھوین وَالنَّجْمِ مین تیرھوین اِنْشَقَّتْ مین چودھوین اِقْرَاْ مین اور امام شافعی کے نزدیک بھی چودہ سجدے ہین مگر ص مین اونکے نزدیک سجدہ نہین اور حج مین دو سجدے ہین اونکے نزدیک اور حم السجدہ مین شافعی کے نزدیک جب اِنْ کُنْتُمْ اِیَّاہُ تَعْبُدُوْنَ پڑھے تب سجدہ کرے اور ہمارے نزدیک جب وَھُمْ لَا یَسْاَمُوْنَ پڑھے تب سجدہ کرے ف اور بھی جاننا چاہیے کہ تقدیم سجدے کی جائز نہین اور تاخیر جائز ہی تو احتیاط اسمین ہی کہ وَھُمْ لَا یَسْاَمُوْنَ پر سجدہ کرے کہا ہدایہ مین کہ دلیل ہماری قول حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہی اور وہ قول ہمکو نہین ملا اور کہا شیخ ابن الہمام نے وَاِنَّ ذٰلِکَ قَالَ عُمَرُ فَغَرِیْبٌ یعنی یہ قول حضرت عمر کا غریب ہی لیکن اخراج کیا ابن ابی شیبہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ وہ سجدہ کرتے تھے حم السجدہ مین نزدیک قول اللہ تعالی لَا یَسْاَمُوْنَ کے اور زیادہ کیا ایک روایت مین کہ انھون نے دیکھا ایک شخص کو کہ سجدہ کرتا ہی نزدیک اِنْ کُنْتُمْ اِیَّاہُ تَعْبُدُوْنَ کے سو کہا آپ نے جلدی کی تو نے ص اور اگر کوئی شخص آیت سجدے کی سنے تو سجدہ کرے اگرچہ اوسکا قصد سننے کا نہو ف کیونکہ ہدایہ مین ہی کہ فرمایا

حدیث حال ہے کہ مالکیہ علما نے سجدہ اوس پر جو سنے آیت سجدے کی اور جو پڑھے اوسکو اور کہا شیخ ابن الہمام نے وحدیث السجدۃ
علی من سمعہا وعلی من قرأہا یعنی یہ حدیث جو بیان ہوئی اپنے بیان کی مرفوع ہوا اسکا غریب ہے اور اخراج کیا ابن ابی شیبہ نے
مصنف میں ابن عمر سے کہ سجدہ اوس پر ہے جسنے سنا اوسکو اور بخاری میں ہے تعلیقاً کہا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہ سجدہ اوس پر ہے جو سنے اوسکو
اور [illegible] کو اخراج کیا عبد الرزاق نے أخبرنا معمر عن الزهري عن ابن المسيب أن عثمان مر بقاص فقرأ
سجدة ليسجد معه عثمان فقال عثمان إنما السجود على من استمع ثم مضى ولم يسجد یعنی گذرے
حضرت عثمان ایک قصہ خوان پر سو پڑھی اوسنے آیت سجدے کی تاکہ سجدہ کرین حضرت عثمان ساتھ اوسکے سو فرمایا حضرت
عثمان نے کہ سجدہ اوس پر ہے جو قصد سنے پھر چلے گئے اور سجدہ نکیا واللہ اعلم ص والامام اگر آیت سجدے کی پڑھے مقتدی بھی
اوسکے ساتھ سجدہ کرے اگرچہ اوسنے نہ سنا ہووے اور اگر مقتدی نے پڑھی امام اور مقتدی کی نہ اندر نماز کے اور نہ باہر نماز کے کبھی کرنا اور
جو کوئی نماز میں تھا اوسنے اگر سنا تو وہ سجدہ کرے اور اگر مصلی نے آیت سجدے کی اوس سے سنی جو اوسکے ساتھ نماز میں شریک نہیں سجدہ کرے بعد نماز کے
اور جو سجدہ نماز کے اندر کرے تو بعد نماز کے پھر کرے اور نماز کو نہ لوٹاوے اور اگر کسی نے باہر نماز کے امام سے آیت سجدے کی سنی اور اوسنے اقتدا کیا اوس رکعت
میں امام کے ساتھ مطلقا بعد نماز کے سجدہ کرے اور نماز کے اندر نکرے اور اگر اوسی رکعت میں قبل سجدہ کرنے امام کے شامل ہوا تو امام کے ساتھ سجدہ کرے اور اگر بعد سجدہ
کرنے امام کے شامل ہوا تو سجدہ نکرے اور جو سجدہ کہ نماز میں واجب ہوا اور محل اوسکا نماز ہو باہر نماز کے اوسکو قضا نکرینگے اور اگر کسی نے آیت باہر نماز کے پڑھی اور قبل سجدہ کرنے کے نماز
پڑھنے میں مشغول ہوا اور نماز میں پھر اوسی آیت کو پڑھا ایک ہی سجدہ اوسکو کافی ہے اور اگر آیت پڑھی اور سجدہ کر لیا اور پھر نماز میں اوسی آیت کو پڑھا
تو پھر سجدہ کرے اگر ایک مجلس میں آیت سجدہ کو کئی بار پڑھا ایک سجدہ کافی ہے خواہ سب بار پڑھ کے اخیر میں سجدہ کیا یا ایک آیت پڑھ کے سجدہ کیا
اور پھر پڑھا کیا اور اگر ایک رکعت میں کئی بار پڑھا ایک ہی سجدہ لازم ہے خواہ سب کے بعد ایک ہی سجدہ کرے یا ایک بار پڑھ کے سجدہ کر لے
پھر کئی بار پڑھے اور اگر ایک رکعت میں آیت سجدے کو پڑھا اور پھر دوسری رکعت میں بھی پڑھا امام ابی یوسف کے نزدیک ایک سجدہ لازم ہوگا
اور امام محمد کے نزدیک دو سجدے اور اگر آیت سجدہ کو بدلا یا مجلس کو تو ایک سجدہ کافی نہوگا مثلاً ایک مجلس میں دو یا تین سجدے کی پڑھیں یا دو مجلس
میں ایک آیت اور چلا ہوا تھا یا تسا تو آنے جانے میں مجلس اوسکی بدل جاتی ہے اور درخت پر ایک شاخ سے دوسری شاخ پر چلا جاوے تو بھی مجلس بدل
جاویگی اور اگر ایک شخص نے ایک مجلس میں کئی بار آیت سجدہ کو پڑھا اور سننے والے کی مجلسین بدل گئین تو اوسپر کئی سجدے واجب ہونگے اور اگر
پڑھنے والے کی مجلسین بدلین لیکن سننے والے کی ایک ہی مجلس ہے تو اوسپر ایک سجدہ لازم آویگا اور ایک کام سے دوسرے کام کے شروع کرنے میں مجلس بدل
جاویگی اور اسیطرح ایک مکان سے دوسرے مکان میں اور کونے گھر دوسرے کے حکم میں ایک مکان کے ہیں اور ایک مسجد کی شامین کئی مکان ہیں بہرحال آیت
اور نوادر کی روایت میں ایک مکان اور اگر بیٹھے سے اوٹھ کھڑا ہو مجلس بدلیگی اور اگر کسی عورت کو طلاق کا اختیار دیا اور وہ بیٹھے سے کھڑی ہوگئی تو
جلوہ مجلس بدل جاویگی اور اگر کسی نے سات آیتیں سجدے کی پڑھی تو مکروہ ہے اور اگر آیت سجدہ کو چھوڑے اور باقی سورت پڑھے تو مکروہ نہین و
آیتیں یا ایک آیت اوسکے ساتھ ملانا مستحب ہے اور آہستہ بھی پڑھنا مستحب ہے تاکہ کوئی نہ سنے اور اوسکو سجدہ بھی لازم آوے اور شاید اوس وقت وے وضو ہو

باب مسافر کی نماز کے بیان میں

جو شخص کہ تین دن یا تین رات کی راہ کا اوسط چال سے ارادہ کرے اور شہر کے گھروں سے نکل جاوے تو وہ مسافر ہے اور اوسط چال خشکی میں
اونٹ کی چال یا پیادے کی ہے اور دریا میں جب ہوا معتدل ہو اور پہاڑ میں جو کچھ کہ پہاڑ کے لائق ہووے ف اور تین دن تین رات ہمارے

نزدیک مدت قصر کی ہے کیونکہ یہ بھی ایک سفر کی رخصتوں میں سے ہے جیسے مسح موزے کا تین دن تین رات مسافر کے واسطے فرمایا حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے مسح کرے مقیم ایک دن اور ایک رات اور مسافر تین دن اور تین رات اور یہی حدیث ہماری حجت ہے اور امام شافعی کے نزدیک
مدت قصر کی ایک دن ایک رات ہے اور اخراج کیا ابن ابی شیبہ نے عطاء بن ابی رباح سے کہا میں نے ابن عباس سے کیا قصر کروں میں عرفات
تک کہا نہیں اور قصر نہ کر مزدلفہ تک کہا کہ قصر کروں میں طائف تک اور عسفان تک کہا کہ ہاں اور یہ اڑتالیس میل تھا اور اشارہ کیا
انھوں نے ہاتھ سے اور دوسری روایت میں ہے عمرو سے کہ خبر دی مجکو عطا نے ابن عباس سے کہا کہ نہ قصر کر عرفہ سے بطن نخلہ
تک اور قصر کر طرف عسفان اور طائف اور جدے کے آخر حدیث تک اور دلیل امام شافعی کی کوئی مجکو نہیں ملی اور روایت ہے انس سے کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم جب نکلتے تھے تین میل قصر کرتے تھے اور تفصیل اسکی فتح القدیر میں ہے ص مسافر کے واسطے اگرچہ سفر سے اوسکو گناہ کا
قصد ہو جب تک کہ اپنے شہر میں داخل ہووے یا آدھے مہینے کے رہنے کی نیت نہ کرے کسی شہر میں یا گانون میں تب تک اوسکے واسطے
رخصت ہے یعنی اجازت ہے کہ چار رکعتی نماز کو قصر کرے پھر اگر نیت کی مسافر نے آدھے مہینے سے کم رہنے کی یا نیت کی اقامت
کی مدت کی یعنی آدھے مہینے کے رہنے کی دو جگہہ میں یا کسی شہر میں داخل ہوا اگر اوس ارادے پر کہ وہان سے کل یا پرسون چلا جاونگا اور اسمین
اوسکو دیر ہوگئی تو ان صورتون میں قصر کرے ف اگرچہ ایک سال یا زیادہ اسی طرح سے گذر جاوے کہ آج جاونگا یا کل جاونگا اور نیت پندرہ
دن رہنے کی نہ کرے اور پندرہ دن مدت اقامت کے ہیں اور قیاس کیا اوسکو فقہا نے طہر پر کہ اوسکی بھی اقل مدت پندرہ دن ہین اور یہی
ماثور ہے ابن عباس اور ابن عمر سے روایت کیا ان دونوں سے طحاوی نے کہا انھون نے اِذَا قَدِمْتَ بَلْدَۃً وَاَنْتَ مُسَافِرٌ وَفِیْ
فِیْ نَفْسِکَ اَنْ تُقِیْمَ خَمْسَۃَ عَشَرَ یَوْمًا وَلَیْلَۃً فَاَکْمِلِ الصَّلٰوۃَ بِہَا وَاِنْ کُنْتَ لَا تَدْرِیْ مَتٰی
تَظْعَنُ فَاقْصُرْہَا یعنی جب آئے تو کسی شہر میں اور تو مسافر ہو اور نیت کرے پندرہ دن رہنے کی تو پورا کر نماز کو اور اگر
نہین جانتا ہے تو کب جاویگا وہان سے تو قصر کر نماز کو اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے مجاہد سے کہ ابن عمر تھے جب اجماع کرتے اوپر اقامت
پندرہ دن کے تمام کرتے تھے نماز کو اور کہا امام محمد نے کتاب الآثار میں ثنا ابو حنیفۃ ثنا موسی بن مسلم عن مجاہد عن
عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ قَالَ اِذَا کُنْتَ مُسَافِرًا فَوَطَّنْتَ نَفْسَکَ عَلٰی اِقَامَۃِ خَمْسَۃَ عَشَرَ یَوْمًا فَاَتِمَّ
الصَّلٰوۃَ وَاِنْ کُنْتَ لَا تَدْرِیْ مَتٰی تَظْعَنُ فَاقْصُرْ اور معنی اسکے وہی ہین جو اوپر گذرے تمام ہوا مضمون فتح القدیر کا
مترجم کہتا ہے کہ اخراج کیا ابن ابی شیبہ نے سعید بن المسیب سے کہا کہ جب جمع کرے خاطر کوئی شخص پندرہ دن کی اقامت پر تو تمام کرے
نماز کو اور سعید بن جبیر سے کہا کہ جب اقامت کرے تو پندرہ دن پر تمام کر نماز کو اور کہا سفیان نے جب ارادہ کرے کوئی شخص
کسی مقام پر پندرہ دن رہنے کا تو نماز کو تمام کرے جیسے کہ ارادہ کرے اور جب نہ جانے کہ کب نکلیگا پڑھے دو رکعتیں اگرچہ گذر جاوے
ایک سال اور یہی قول ہے اور یہ کل عبارت مصنف ابن ابی شیبہ کی ہے ص اگر لشکر اسلام دار الحرب میں داخل ہووے یا دار الحرب کے
قلعہ کو گھیر لیوے یا باغیون کے تئین دار الاسلام میں شہر کے باہر گھیر لیا تو ان سب صورتون میں اگرچہ وہ سب اقامت کی
نیت کرینگے مگر مقیم نہونگے نماز کو قصر کرینگے اسواسطے کہ وہ مقیم نہین ہوتے ہین اقامت کی نیت کرنے سے مگر بنجارے لوگ اپنے
خیمون مین اگر آدھے مہینے کی اقامت کی نیت کرینگے تو وہ مقیم ہو جاوینگے اسواسطے کہ نیت اقامت اونکی باہر شہر کے درست ہے
اور جو تجار وغیرہ نہین اونکی نیت اقامت کی جنگل میں صحیح نہین اور اگر مسافر نے چار رکعتین پوری پڑھین اور پہلے قعدے میں بیٹھا

تو فرض اسکا تمام ہو گیا لیکن گنہگار ہوگا سلام کی تاخیر کرنے کے سبب اور اللہ تعالیٰ کا صدقہ نہ قبول کرنے کے سبب اور دو رکعتیں زیادہ
اوسنے پڑھیں ہیں وہ نفل ہو جاوینگی اور اگر پہلا قعدہ نہیں کیا تو نماز اوسکی باطل ہو جاویگی کیونکہ مسافر پر پہلا قعدہ فرض ہے اور اگر مقیم
نے امامت کی مسافر کی نماز چار رکعت والی کے وقت میں تو مسافر چار رکعت اوسکے ساتھ پڑھے اور وقت کے بعد مقیم مسافر کی امامت نہ کرے کیونکہ وقت
میں مقیم کی تابع ہو کر مسافر پر بھی چار رکعت فرض ہو جاتی ہیں اور وقت کے بعد مسافر کا فرض ہرگز نہیں بدلتا اور اگر مسافر
امام ہووے اور مقیم مقتدی تو مسافر قصر کرے اور مقیم پوری پڑھے اور مستحب ہے کہ مسافر کہہ دیوے کہ تم لوگ اپنی نماز پوری پڑھو اور میں تو
مسافر ہوں ف ایک بار حضرت امام ابو یوسف نے حج کیا ہارون رشید بادشاہ کے ساتھ تشریف لیگئے تو نماز پڑھی آپ نے مکہ میں ساتھ
دو رکعتیں پڑھ کر قصر کیا اور سلام پھیر کر کہا کہ تمام کرو نمازیں اپنی اے اہل مکہ ہم مسافر ہیں تو کہا ایک شخص نے اونمیں سے کہ ہم زیادہ ہوں
تم سے فقہ میں اور علم زیادہ جانتے ہیں تم سے کہا امام صاحب نے اگر تم فقیہ ہوتے تو کلام کرتا تو نماز میں ایسا ہی تاتارخانیہ میں ہے ص اور اگر
ایک شخص نے اپنے وطن اصلی کو چھوڑ کے دوسری جگہ وطن اصلی بنایا تو پہلا وطن اصلی باطل ہو جاویگا اور دونوں وطن کے درمیان میں مدت سفر کی
ہووے خواہ نہووے یہانتک کہ اگر وہ پھر پہلے وطن اصلی میں داخل ہوا تو بغیر اقامت کی نیت کے مقیم نہوگا اگر وطن اصلی سفر کرنے سے نہیں باطل
ہوتا ہے یہانتک کہ اگر مسافر وطن اصلی میں داخل ہوا تو فی الفور داخل ہوتے ہی مقیم ہو جاویگا اور لیکن وطن اقامت کا یعنی جس مقام میں پندرہ
دن ٹھہرنے کی نیت کی ہے وہ باطل ہوتا ہے دوسری جگہ کے وطن اقامت سے مثلاً ایک شخص کا وطن اقامت کسی جگہ پر تھا پھر اوسنے دوسری
جگہ کو وطن اقامت کیا اگرچہ اون دونوں کے درمیان میں مدت سفر کی نہیں ہے تو اس صورت میں پہلی جگہ وطن اقامت
نہ رہیگی یہانتک کہ اگر وطن اقامت میں پھر داخل ہوا تو بغیر نیت اقامت کے مقیم نہوگا اور اسیطرح سے اگر وطن اقامت سے سفر کرے یا اپنے وطن
اصلی کی طرف جاوے تو وطن اقامت باقی نہ رہیگا اور وطن اصلی وہ کہتے ہیں جو اوسکا اہل سکن ہووے اور سفر اور حضر دونوں قضا نمازوں کو
نہیں بدلتے ہیں تو اگر سفر کی قضا نمازوں کو حضر میں قضا کرے تو قصر کرے اور اگر حضر کی نمازوں کو سفر میں پڑھے تو قصر نکرے اور ذخیرہ میں ہے کہ

باب جمعے کی نماز کے بیان میں

جمعے کے فرض ہونے کیواسطے کئی شرطیں ہیں پہلے شہر میں مقیم ہونا مسافر پر جمعہ واجب نہیں دوسرے تندرست ہونا بیمار پر جمعہ واجب
نہیں تیسرے آزاد ہونا غلام پر جمعہ واجب نہیں چوتھے مرد ہونا عورت پر واجب نہیں پانچویں بالغ ہونا لڑکے پر واجب نہیں چھٹے
عاقل ہونا دیوانے پر واجب نہیں ساتویں آنکھ کا سلامت ہونا اندھے پر واجب نہیں آٹھویں پاؤں کا سلامت ہونا لنگڑے
پر جمعہ واجب نہیں اور اگر وہ شخص جسپر جمعہ واجب نہیں حاضر ہووے اور جمعہ ادا کرے تو درست ہے ظہر کا فرض اوسکا ادا ہو جاویگا اور
کئی اور بھی واسطے شرطیں ہیں پہلی یہ کہ شہر ہووے خواہ شہر کا کنارہ ف جاننا چاہیے کہ جمعہ فرض ہے منکر اوسکا کافر ہے ساتھ کتاب
اور سنت اور اجماع کے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ یعنی جب
پکارا جاوے نماز کیواسطے دن جمعے کے تو دوڑو واسطے ذکر خدا تعالیٰ کے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اَلْجُمُعَۃُ
حَقٌّ وَاجِبٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ فِیْ جَمَاعَۃٍ اِلَّا عَلٰی اَرْبَعَۃٍ عَبْدٍ مَمْلُوْکٍ اَوِ امْرَاَۃٍ اَوْ صَبِیٍّ اَوْ مَرِیْضٍ یعنی جمعہ حق ہے
واجب ہے ہر مسلمان پر جماعت سے مگر چار شخص پر غلام اور عورت اور لڑکا اور بیمار روایت کیا اوسکو ابوداؤد نے طارق بن شہاب سے اور کہا
محدثین نے کہ طارق بن شہاب نے دیکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے اور سنا روایت نہیں کیا اور یہ قول کچھ اسکی صحت کا قادح نہیں

کیونکہ صحابی ہونے مین غلط دیکھنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شرط ہی اور نہ حدیث مین کیونکہ غایت یہ ہی کہ حدیث مرسل ہوگی اور مرسل
خصوصًا جب صحابی کی ہووے تو حجت ہی کہا نووی نے حدیث اوپر شرط شیخین کے ہی اور اخراج کیا بیہقی نے طریق بخاری سے تمیم داری سے کہ
فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جمعہ واجب ہی مگر اوپر لڑکے اور غلام اور مسافر کے اور روایت کیا اوسکو طبرانی نے حاکم بن عمرو سے
اور اوسمین زیادہ کیا عورت اور مریض کو اور مروی ہی ابو الجعد ضمیری سے اور تھی اونکو صحبت کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جسنے
چھوڑے تین جمعے سستی سے مہر کردیگا اللہ اوسکے دل پر روایت کیا اوسکو احمد اور ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی نے اور صحیح کیا اوسکو
ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اپنی صحیح مین اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جسنے چھوڑے تین جمعے برابر لکھا جاویگا منافقین سے
روایت کیا اوسکو طبرانی نے معجم کبیر مین حدیث جابر جعفی سے اور وہ ضعیف ہی لیکن اوسکے واسطے بہت شواہد ہین تو نہ ضرر کریگی
تضعیف جابر کی اور غسل بھی دن جمعے کے سنت ہی اور گذرا بیان اوسکا اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے کہ پوچھے گئے حضرت علی رضی
اللہ عنہ غسل دن جمعے سے کہا کہ غسل دن جمعے اور عیدین اور دن عرفے کے سنت ہی اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے محمد بن کعب قرظی
سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص ایمان لاتا ہی اللہ پر اور پچھلے دن پر تو اوسپر نماز جمعہ ہی دن جمعے کے مگر عورت
اور لڑکے اور غلام اور مریض پر اور فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہ نہین جمعہ ہی اور تشریق اور عید فطر اور اضحی مگر شہر جامع
مین اور مثل اوسکے مروی ہی حذیفہ سے اخراج کیا اسکا ابن ابی شیبہ نے مصنف مین اور صحیح کیا اوسکو ابن حزم نے
اور اسناد اوسکا یہ ہی حَدَّثَنَا جَرِیْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ سَعْدٍ عَنْ عُبَیْدَۃَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ انتہی
اور یہ اسناد صحیح ہی اور جو روایت کیا اوسکو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہ اول جمعہ جو پڑھا بعد جمعے کے مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین تھا ایک قریے مین
یعنی گانو مین کچھ اوسکے مخالف نہین کیونکہ قریے کا اطلاق عرب کے عرف مین شہر پر ہوتا ہی اور شاہد ہی اسکا کلام اللہ تعالی کا لَوْلَا
نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰی رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْیَتَیْنِ عَظِیْمٍ اور اس جگہ قریتین سے مراد مکہ اور طائف ہی اور نہین شک ہی بات
مین کہ مکہ شہر ہی اور ہمارے مین اس حدیث کو رفع کیا ہی لیکن مرفوع نہین پائی گئی وَاللّٰهُ اَعْلَمُ ص اور شہر کی تفسیر مین اختلاف ہی
بعضون کے نزدیک شہر وہ جگہہ ہی کہ جسمین حاکم امیر اور قاضی ہووے کہ شرع کا حکم جاری کرے اور حدون کو قائم کرے اور بعضون کے نزدیک
شہر وہ جگہہ ہی کہ جسوقت وہان کے لوگ جمع ہووین تو اوس جگہہ کی بڑی مسجد مین نہ سماوین اور صاحب وقایہ نے اسی کو اختیار
کیا ہی اور شہر کا کنارہ وہ ہی جو مقام شہر کے متصل ہووے اور شہر کے فائدے کیواسطے مقرر ہو مثلاً گھوڑ دوڑانے کے واسطے یا لشکر اوترنے
کیواسطے یا مردہ دفن کرنے کے لیے یا جنازہ پڑھنے کے واسطے یا اسی طرح اور کامون کے لیے مقرر ہو اور جمعے کا پڑھنا حج کے
موسم مین منا مین خلیفہ کیواسطے اور امیر حجاز کے واسطے درست ہی اور امیر موسم کیواسطے اور عرفات مین درست نہین دوسری شرط یہ ہی کہ
بادشاہ ہو یا اوسکا نائب تیسری شرط یہ ہی کہ ظہر کا وقت ہووے ف یعنی قبل وقت ظہر کے اور زوال آفتاب کے جمعہ درست نہین
کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مائل ہو جاوے آفتاب تو پڑھ ساتھ آدمیون کے جمعے کو ایسا ہی ہی بیچ اطراف مین اور یہ حدیث مروی
ہوئی ہی مصعب بن عمیر سے کہ جب بھیجا اونکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے کو کہا کہ پڑھ جمعے کو جب مائل ہو جاوے آفتاب اور صحیح بخاری
مین حضرت انس سے مروی ہی کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے جمعے کو جب مائل ہو جاتا تھا آفتاب اور روایت کی مسلم نے
سلمہ بن اکوع سے کہ تھے ہم جمعہ پڑھتے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جب زوال ہوتا تھا آفتاب کا اور لیکن روایت کی دارقطنی نے

ادراک جمعہ

عبداللہ بن سیدان سے کہا کہ میں حاضر ہوا ساتھ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے جمعے میں سو تھا خطبہ ان کا قبل زوال کے اور ذکر کیا
ایسا ہی عمر اور عثمان رضی اللہ عنہما سے اور نہیں دیکھا میں نے کسی کو کہ عیب جانتا ہو اس کو اور یہ دلالت کرتا ہے اس بات پر کہ خطبہ
قبل زوال کے ہوتا تھا لیکن یہ کچھ قباحت نہیں اس واسطے کہ اتفاق کیا محدثین نے اوپر ضعف عبداللہ بن سیدان کے ص چوتھی شرط یہ ہے کہ نماز
کے پہلے خطبہ ہو اقل ایک تسبیح کے وقت ظہر میں ہووے اور یہی مذہب امام ابوحنیفہ کا ہے اور صاحبین کے نزدیک ایک ذکر طویل یعنی ایک خطبہ لا
پڑھا جاوے اور امام شافعی کے نزدیک دو خطبے ضرور ہیں کہ ہر خطبے میں حمد اور درود اور حکم تقویٰ کا ہو اور پہلا خطبہ قراءت کے طور پر ہو اور دوسرا
دعا کے طور پر پانچویں شرط یہ ہے کہ جماعت ہووے اور جماعت کی حد یہ ہے کہ امام کے سوا تین مرد ہوں اور اگر امام کے سجدہ کرنے سے پہلے
مقتدی بھاگ جاویں تو اس صورت میں امام ظہر شروع کرے اور اگر مقتدی چلے جاویں اور تین مرد رہ جاویں یا امام کے سجدہ کرنے کے
بعد سب بھاگ جاویں تو ان دونوں صورتوں میں امام جمعہ تمام کرے چھٹی شرط یہ ہے کہ اذن عام ہووے یعنی تمام لوگوں کو مسجد میں
جانے کا حکم ہووے اور جو شخص کہ جمعے کے سوا سب نمازوں میں امامت کے لائق ہو وہ جمعے میں بھی امامت کے لائق ہے تو اگر مسافر
یا بیمار یا غلام جمعے میں امام ہووے درست ہو جاویگا اور امام زفر کے نزدیک درست نہ ہوگا اور معذور اور قیدی کی ظہر جماعت سے
ساتھ دن جمعے کے شہر میں مکروہ ہے اور امام ابی یوسف کے نزدیک دو جگہ شہر میں جمعہ درست نہیں مگر جب ایسا شہر ہو کہ اس کے
دو جانب ہوں تو دو شہر کا حکم رکھیگا جیسے بغداد اور امام محمد کے نزدیک دو جگہ یا تین جگہ یا زیادہ جمعہ ایک شہر میں جائز ہے برابر ہے
کہ شہر کے دو جانب ہوں یا نہوں اور اسی پر فتویٰ ہے اور جس کو عذر نہیں اس کی بھی نماز اگر ظہر کی شہر میں قبل جمعہ ہو جاوے لیکن مکروہ ہوگی اور جس شخص کو
عذر نہیں اس نے ظہر پڑھی اور جمعے کے واسطے دوڑا جس وقت کہ امام جمعے کی نماز میں مشغول ہے تو ظہر اس کی باطل ہو جاویگی جمعے کی نماز پاوے یا نہ پاوے یہ امام صاحب
کا مذہب ہے اور صاحبین کے نزدیک ظہر نہ باطل ہوگی مگر جب کہ نماز جمعے کی پالیوے اور جو شخص کہ جمعے کی نماز میں تشہد میں یا سہو کے سجدے میں ملے
تو وہ شخص جمعے کی نماز پوری کرے نہ ظہر کی اور اس نے جمعہ پایا ف یہ مذہب امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف کا ہے اور امام محمد کا مذہب یہ ہے کہ اگر کوئی
امام کے ساتھ دوسری رکعت کے اکثر کو پایا تو جمعے کو پورا کرے اور اگر دوسری رکعت کا اکثر نہ پاوے اور شامل ہووے تو ظہر پڑھنا لازم
ہے اور جمعے کو پورا نہیں پایا کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مَا أَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوا وَمَا فَاتَكُمْ فَاقْضُوا یعنی جو پاؤ تم پڑھو
اور جو جاتا رہے تو اس کو ادا کر لو اور پوری حدیث یوں ہے کہ جب قائم کی جاوے نماز تو نہ آؤ تم دوڑتے ہوئے بلکہ اپنی چال سے اور
لازم ہے تم پر اطمینان اور سکون سو جو پاؤ اس کو پڑھو اور جو فوت ہو جاوے تمام کر لو روایت کیا اس کو احمد اور ابن حبان نے اور اوس میں بجائے
وَاقْضُوا کے فَأَتِمُّوا ہے اور بھی اخراج کیا اس حدیث کو بخاری مسلم ابوداؤد ترمذی نسائی ابن ماجہ وغیرہم نے ابوہریرہ سے اور ایک روایت
میں صحیح ابن حبان کے یہ لفظ بھی واقع ہے یعنی فَاقْضُوا اور اسی طرح سے بیان کیا اس کو صاحب تلخیص نے کہا مسلم نے خطا کی سفیان بن عیینہ نے
اس لفظ میں اور نہیں جانتا ہوں کسی کو کہ روایت کیا ہو اس لفظ کو زہری سے سوا سفیان کے کہا ابوداؤد نے لیکن کہا سوا سفیان
کے سبھی یہ لفظ جواب اس کا یہ ہے کہ روایت کی امام احمد نے مسند میں عبد الرزاق سے انہوں نے معمر سے انہوں نے زہری سے اور اس میں
فَاقْضُوا کا لفظ ہے اور روایت کی بخاری نے ادب مفرد میں حدیث لیث سے اور انہوں نے زہری سے اور کہا فَاقْضُوا اور سلیمان کی روایت زہری سے مانند اس کے
اور بیہقی نے کہا بخاری نے حدیث لیث ثنا یونس عن الزہری عن ابی سلمۃ وسعید عن ابی ہریرۃ کے مانند اس کے روایت کی
روایت کی ابو نعیم نے مستخرج میں ابو داؤد طیالسی سے انہوں نے ابن ابی ذئب سے انہوں نے زہری سے مانند اس کے تو باطل ہو گیا اس

صورت میں قول ابوداؤد کا اور تفصیل اسکی فتح القدیر میں ہے ص اور جب پہلی اذان ہوے تب لوگ خرید نا بیچنا چھوڑ دیوین ف
اور جمعے کی طرف متوجہ ہوں سو اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ وَذَرُوا الْبَیْعَ یعنی دوڑو طرف یاد اللہ کے
اور چھوڑ دو بیع یعنی بیچنے کو ص اور جب خطبہ پڑھنے کو امام اوٹھے نماز اور بات حرام ہو جاتی ہے ف کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے جب نکلے امام تو نہ نماز ہے نہ کلام ہے اور رفع اسکا غریب ہے اور معروف یہ ہے کہ یہ کلام زہری کا ہے روایت کیا اسکو
مالک نے موطا میں کہا کہ نکلنا امام کا منع کرتا ہے نماز کو اور کلام اوسکا منع کرتا ہے کلام کو اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے مصنف
مین عطا سے کہ عبد اللہ بن عباس اور ابن عمر مکروہ رکھتے تھے نماز اور کلام کو بعد نکلنے امام کے اور کہا ابن ابی شیبہ نے ثنا عباد
بْنُ الْعَوَّامِ عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ عَنْ یَزِیْدَ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ عَنْ ثَعْلَبَۃَ بْنِ اَبِیْ مَالِكٍ الْقُرَظِیِّ قَالَ اَدْرَکْتُ
عُمَرَ وَعُثْمَانَ فَکَانَ الْاِمَامُ اِذَا خَرَجَ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ تَرَکْنَا الصَّلٰوۃَ وَالْکَلَامَ یعنی پایا مینے عمر اور عثمان کو کہ
جب نکلتا تھا امام دن جمعے کے ترک کرتے تھے ہم نماز اور کلام کو اور مروی ہے حضرت علی سے مانند اسکے اور بھی روایت کی
عروہ نے کہا کہ جب بیٹھے امام منبر پر تو نہیں ہے نماز اور کہا زہری نے کہ جو شخص آوے دن جمعے کے اور امام خطبہ پڑھتا ہو بیٹھے اور نماز نہ پڑھے
اور اخراج کیا علماے ستہ نے ابو ہریرہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تو نے کلام کیا اپنے صاحب سے اور امام خطبہ پڑھتا ہے سو لغو
کیا تو نے اور جو معارضہ کیا اسکا بعض لوگوں نے کہ آیا ایک شخص اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھتے تھے تو فرمایا کہ پڑھی تو نے نماز او نے
کہا نہیں کہا کہ پڑھ دو رکعتیں لغو ہے کیونکہ دوسری روایت میں ہے انس رضی اللہ عنہ سے کہ آیا ایک شخص مسجد میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
خطبہ پڑھتے تھے سو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کھڑا ہو اور پڑھ دو رکعتیں اور باز رہے آپ خطبے سے یہاں تک فارغ ہوا
وہ شخص نماز سے اخراج کیا اوسکا دارقطنی نے اور کہا کہ اسناد کیا اوسکا عبید بن محمد عبدی نے اور وہم کیا اوسمین پھر کہا دارقطنی نے
احمد بن حنبل سے یہی حدیث مرسل وار د ہے اور اوسمین ہے کہ انتظار کیا آپ نے اوسکا اور کہا کہ یہ مرسل صواب ہے اور ہم کہتے ہیں کہ مرسل حجت ہے
تو اوسکے مقتضی پر عمل ضروری ہے پھر اسناد اوسکا زیادت ہے جب کہ تابع کے معارض نہو کیونکہ اور حدیث میں اوسکا ذکر نہیں ہے کہ اسکا
مخالف مذکور ہو اور زیادت ثقہ کی مقبول ہے اور فقط زیادت اوسکی موجب غلط نہیں ورنہ مقبول کیجاوے زیادت کسیکی اس
حدیث میں واللہ اعلم ص جب تک کہ تمام کرے خطبے کو اور جب امام منبر پر بیٹھے تب اذان کہی جاوے دوسری بار امام کے آگے
ف اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں فقط یہی اذان تھی روایت کیا جماعت نے سوا مسلم کے سائب بن یزید سے
کہا کہ تھی اذان دن جمعے کے اول اوسکے جب امام بیٹھتا تھا منبر پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اور ابوبکر اور عمر کے
سو جب خلافت ہوئی حضرت عثمان رض کی زیادہ کیا دوسری اذان کو اور ابن ماجہ میں ہے کہ زیادہ کیا دوسری اذان کو ایک گھر میں
کہ نام اوسکا زورا تھا بازار میں اور بعض روایتوں میں ہے کہ زیادہ کی حضرت عثمان نے تیسری اذان اور تیسری اذان اس وجہ سے ہے کہ ایک اقامت
اقامت کو بھی اذان میں شمار کیا ہے جیسا کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بَیْنَ کُلِّ اَذَانَیْنِ صَلٰوۃٌ یعنی درمیان دونوں
اذانوں کے نماز ہے یعنی ایک اذان اور ایک اقامت کے تو دفع ہو گیا اس سے وہ اعتراض جو وارد کیا اوسکو بعض لوگوں نے کہ اذان کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
خطبہ پڑھتے تھے اور اوسکے بعد نماز تو سنتیں کسوقت ہوتی ہیں کیونکہ یہ اول اذان حضرت کے وقت میں نہ تھی اور وہ جواب دیا اسکا
بعضوں لوگوں نے کہ سنتیں پڑھتے تھے بعد اذان کے تو وہ جہالت ہے کیونکہ یہ اذان متصل ہوتی ہے خطبے کے بلا فصل کے اور جائز ہے یہ بات

کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعد زوال کے نکلتے ہوں اور سنتیں پڑھتے ہوں اور پھر اذان ہوتے کہ خطبہ شروع ہوتا ہو کیونکہ ادھر ہم باب
النوافل میں بیان کر چکے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے بعد زوال آفتاب کے رکعتیں اور کہتے تھے کہ یہ وہ ساعت ہے کہ کھلتے جاتے ہیں
اوسمیں دروازے آسمان کے تو میں چاہتا ہوں کہ چڑھے میری جانب سے اوس وقت میں کوئی عمل نیک ص اور لوگ امام کی طرف مونہ کرکے
بیٹھیں اور امام باطہارت کھڑا ہو کے دو خطبے پڑھے اور اون دونوں کے بیچ میں ایک بار بیٹھے ف کیونکہ کہا ابن ابی شیبہ نے
مصنف میں ثنا المحاربی عن حجاج عن الحکم عن مقسم عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
انہ کان یخطب یوم الجمعۃ قائما ثم یقعد ثم یقوم فیخطب یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے خطبہ
پڑھتے دن جمعے کے کھڑے ہو کے پھر بیٹھتے تھے پھر کھڑے ہو کے خطبہ پڑھتے تھے ص اور جب خطبہ تمام ہو جاوے
تب اقامت کہی جاوے اور امام لوگوں کے ساتھ دو رکعتیں پڑھاوے ف جاننا چاہیے کہ خطبہ طول کرنا نہایت مکروہ ہے روایت
کیا ابن ابی شیبہ وغیرہ نے جابر بن سمرہ سے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبے کا قصر کرتے اور نماز کا بھی قصر کرتے اور کہا حضرت عبداللہ
بن مسعود نے کہ قصر خطبے کا اور طول نماز کا مخبر ہے تفقہ سے اوس شخص کے اور عمار سے مروی ہے کہ منع کیا کہ لوگ طول کریں خطبے کو مصنف ابن
ابی شیبہ میں ہے اور بہت مذمت بیان کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اون لوگوں کی جو طول کرتے ہیں خطبے کا اور نماز میں کمی کرتے
ہیں اور یہ علامت قیامت میں سے ہے آپ نے ارشاد فرمایا اور اسی طرح یہ جو لوگوں کی عادت ہے کہ دو خطبوں کے بیچ میں جب امام بیٹھتا ہے تو
دعا مانگتے ہیں بدعت ہے اور نہایت مکروہ ہے اور اسی طرح قبل نماز جمعے کے جو لوگ الصلوٰۃ الصلوٰۃ کہہ کے پکارتے ہیں بدعت ہے
اور ہرگز جائز نہیں اور جمعے کے دن کپڑے بدلنا خوشبو لگانا مستحب ہے حدیث میں جمعے کو عید فرمایا ہے

باب عیدین کی نماز کے بیان میں

مستحب ہے کہ عید فطر کے روز نماز کے پہلے کھانا کھاوے اور مسواک کرے اور غسل کرے اور خوشبو ملے اور اپنا اچھا کپڑا پہنے
ف لیکن نماز کے پہلے کھانا کھانا خصوصا کچھ میٹھا ہووے مستحب ہے کیونکہ صحیح بخاری میں ہے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نہیں نکلتے تھے واسطے نماز عید کے یہاں تک کہ کھا لیتے تھے کچھ خرمے اور کھاتے تھے اونکو طاق اور لیکن مسواک کرنا سو واسطے
کہ ہر وضو اور نماز کے وقت سنت ہے اور لیکن غسل کرنا سو بیان اسکا غسل کے باب میں گذرا اور لیکن خوشبو ملنا تو اسواسطے کہ دن
خوشی کا ہے اور اجتماع کا اور جب کہ جمعے میں خوشبو لگانا مستحب ہے تو عیدین میں بطریق اولی مستحب ہوگا اور اچھا کپڑا پہنے کیونکہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم تھے پہنتے دن عید کے ایک جبہ صوف کا یا کسی اور کپڑے کا اور یہ حدیث ہدایت میں ہے اور روایت کیا بیہقی نے
مانند اسکے طریق شافعی سے اور اخراج کیا طبرانی نے اوسط میں تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہنتے دن عید کے ایک جوڑا سرخ
اور حبرہ سرخ اس سے عبارت ہے کہ یمن میں ایک کپڑا ہوتا ہے اوسمیں خط ہوتے ہیں سرخ اور سبز ص اور صدقہ فطر کا ادا کرے ف اور
بیان اسکا کتاب الزکوٰۃ میں آوے گا ص اور مسجد کی طرف تکبیر آہستہ آہستہ کہتا ہوا جاوے ف خلاف جہر تکبیر میں عید الفطر
میں اصل تکبیر میں کیونکہ وہ عموم ذکر خدا میں داخل ہے تو نزدیک صاحبین کے جہر کرے جیسا کہ عید قربان میں اور امام صاحب کے نزدیک
جہر کرے اور ایک روایت میں اون سے جہر کرے اور کہا امام صاحب نے کہ جہر کرنا اور آواز کا بلند کرنا ساتھ ذکر کے بدعت ہے اور مخالف
ہے اللہ تعالی کے قول سے واذکر ربک فی نفسک تضرعا وخیفۃ ودون الجہر من القول یعنی یاد کر اللہ کو عاجزی سے

اور آہستہ سے اور حدیث مین آیا ہی لَا تَدْعُوْنَ اَصَمَّ وَلَا غَائِبًا یعنی نہین پکارتے ہو تم بہرے اور نہ غائب کو یعنی
اللہ تعالی سنتا جانتا ہی موجود ہی اور روایت کیا دارقطنی نے عبداللہ بن عمر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر کہتے تھے
فطر مین جب نکلتے تھے اپنے گھر سے عیدگاہ تک اور روایت کیا انھون نے ابن عمرؓ سے کہ وہ جب جاتے تھے صبح کو دن عید فطر
اور دن عید قربان کے جہر کرتے تھے ساتھ تکبیر کے یہان تک کہ آتا تھا امام کہا بیہقی نے صحیح ہی وقف اوسکا ابن عمر پر اور بعض
صحابی کا ساتھ آیت کلام اللہ کے معارض نہوگا ص اور عید کی نماز کے پہلے نفل نہ پڑھے ف اور اکثر مشایخ نے مکروہ
جانا ہی اور یہی روایت ہی صحاح ستہ مین حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نکلے اور نماز پڑھی ساتھ صحابہ کے
عید کی اور نہ نماز پڑھی قبل اوسکے اور نہ بعد اوسکے اور روایت کیا ترمذی نے ابن عمرؓ سے کہ وہ نکلے دن عید کے تو نہ نماز پڑھی
قبل اوسکے اور نہ بعد اوسکے اور ذکر کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا صحیح کیا اوسکو ترمذی نے اور یہ نفی محمول ہی
اس بات پر کہ عیدگاہ مین سوا عید کے اور کچھہ نہ پڑھتے تھے اور روایت کیا ابن ماجہ نے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہین پڑھتے تھے قبل
عید کے کچھہ سو جب آتے اپنے گھر مین پڑھتے تھے دو رکعتین ص اور جو شرطین کہ جمعہ کے واسطے ہین وہی شرطین عید کے واسطے بھی ہین
واجب ہونے اور ادا کرنے کے حق مین مگر خطبہ عیدین مین سنت ہی اور نماز عید کی واجب ہی اور یہی روایت ہی امام ابو حنیفہ سے
اور یہی صحیح ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ عید کی نماز سنت ہی ہمارے علماؤن کے نزدیک کیونکہ امام محمد نے کہا ہی کہ جب دو عیدین
ایکدن مین جمع ہووین تو اول سنت ہی اور ثانی فرض ہی اور اسکا جواب یون دیا ہی کہ سنت سے مراد یہ ہی کہ حدیث سے وجوب اسکا ثابت ہوا ہی
ف اور وجہ وجوب کی یہ ہی کہ مواظبت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسپر اور وجہ سنت ہونے کی یہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
حدیث اعرابی مین فرمایا جس وقت اوسنے پوچھا کہ کیا مجھپر لازم ہی سوا ان پانچ نمازون کے فرمایا کہ نہین مگر یہ کہ نفل پڑھے اور کہا
صاحب ہدایہ نے کہ صحیح وجوب ہی اور یہی مذہب ہی اکثر مشایخ کا لیکن جیسا مواظبت نماز عید سے وجوب اوسکا ثابت ہوتا ہی اسی طرح
وجوب خطبہ عید کا ثابت ہوتا ہی بہر صورت قائل ہونا ساتھ وجوب نماز عید اور سنیت خطبہ عید کے ترجیح بلا مرجح ہی ص اور عید
کی نماز کا وقت شروع ہوتا ہی جب آفتاب ایک یا دو نیزے کے برابر بلند ہوتا ہی اور باقی رہتا ہی جب تک کہ زوال نہو آفتاب کا
ف کیونکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے نماز عید کی جب آفتاب بلند ہوجاتا تھا موافق ایک نیزہ یا دو نیزے
کے اور سنن ابو داؤد اور ابن ماجہ مین ہی یزید بن خمیر سے کہا کہ نکلے عبداللہ بن بسر صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
آدمیون کے دن عید فطر یا عید اضحی کے سویرا کہا انھون نے امام کو کہ دیر کی اوسنے اور کہا کہ فارغ ہوجاتے تھے ہم اب تک نماز سے ساتھ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ابو داؤد و نسائی نے روایت کیا کہ آئے کچھہ سوار طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گواہی دیتے تھے کہ انھون نے
دیکھا چاند کو کل تو آپ نے حکم کیا لوگون کو کہ افطار کرین اور جب صبح ہوجاوین طرف عیدگاہ کے اور بیان کیا گیا روایت ابن ماجہ
مین اور دارقطنی مین کہ وہ سوار آئے تھے آخر دن مین اور صحیح کیا دارقطنی نے اسناد اوسکا اور صحیح کیا اوسکو نووی نے خلاصہ مین اور روایت
کیا طحاوی نے ثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ صَالِحٍ ثَنَا هُشَيْمُ بْنُ بَشِيْرٍ عَنْ اَبِي بِشْرٍ جَعْفَرِ بْنِ اِيَاسٍ عَنْ اَبِي عُمَيْرِ بْنِ اَنَسِ
بْنِ مَالِكٍ اَخْبَرَنِيْ عُمُوْمَتِيْ مِنَ الْاَنْصَارِ اَنَّ الْهِلَالَ خَفِيَ عَلَى النَّاسِ فِيْ اٰخِرِ لَيْلَةٍ مِّنْ شَهْرِ
رَمَضَانَ فِيْ زَمَنِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَصْبَحُوْا صِيَامًا فَشَهِدُوْا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بعد زوال الشمس انہم رأوا الہلال اللیلۃ الماضیۃ فامرہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الناس
بالفطر فافطروا تلک الساعۃ وخرج بہم من الغد فصلی بہم صلوٰۃ العید یعنی تحقیق کہ چاند پوشیدہ ہوا
لوگوں پر آخیر رات میں رمضان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں تو صبح کو انھوں نے روزہ رکھا اور آئے حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم پاس بعد زوال کے لوگ کہ انھوں نے دیکھا چاند کو شب گذشتہ میں پس حکم کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو فطر کا اور
کھولا انھوں نے روزہ اوسی وقت اور نکلے آپ ساتھ انکے دوسرے روز صبح کے وقت اور پڑھی ساتھ انکے عید کی نماز ص امام ترمذی نے
کے ساتھ دو رکعت پڑھا اوس طرح سے کہ پہلے تکبیر تحریمہ کہے اور پھر ثنا پڑھے بعد اوسکے تین تکبیریں کہے تب قرات کرے اور سورۃ پڑھے تب رکوع
کرے تکبیر کہتا ہوا اور دوسری رکعت میں پہلے قرآن پڑھنا شروع کرے اور بعد قرات کے تین تکبیریں کہے اور پھر ایک تکبیر اور کہکے رکوع
میں جاوے اور یہ چھ تکبیریں جو زیادہ ہیں ان میں ہاتھ اوٹھاوے اور نماز کے بعد دو خطبے پڑھے اور ان میں احکام صدقہ فطر کے بتاوے
ف جاننا چاہیے کہ تکبیرات ہمارے نزدیک عیدین میں چھ چھ ہیں اور احادیثیں مختلف آئیں وارد ہوئی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم سے اور صحابہ سے لیکن جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے سو یہ کہ روایت کی ابوداؤد اور ابن ماجہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے
کہ تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر کہتے عیدین میں سات اول رکعت میں اور دوسری رکعت میں پانچ قبل قرات کے سوا تکبیر
رکوع کے اور یہی مذہب ہے امام شافعی رحمہ اللہ کا اور روایت کیا اوسکو حاکم نے اور کہا کہ تفرد کیا ساتھ اوسکے ابن لہیعہ اور تحقیق (ابن لہیعہ)
کہ استشہاد کیا اوس سے مسلم نے اور کہا کہ اس باب میں مروی ہے حضرت عائشہ اور ابن عمر اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے اور طریق
اونکے فاسد ہیں یعنی ضعیف ہیں اور سنن ابوداؤد اور ابن ماجہ میں ہے عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے تکبیر عید فطر میں سات ہیں پہلی رکعت میں اور پانچ دوسری رکعت میں اور قرات دونوں رکعتوں میں بعد اونکے ہے زیادہ کیا
دارقطنی نے اور پانچ دوسری رکعت میں سوا تکبیر نماز کے کہا النووی نے کہا ترمذی نے علل میں کہ پوچھا میں نے بخاری سے اس حدیث کو سو کہا کہ
صحیح ہے اور اخراج کیا ترمذی اور ابن ماجہ نے کثیر بن عبد اللہ سے انھوں نے اپنے باپ عبد اللہ سے انھوں نے اپنے دادا عوف مزنی سے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر کہی عیدین میں اول رکعت میں سات قبل قرات کے اور دوسری رکعت میں پانچ قبل قرات کے کہا ترمذی نے
کہ حدیث حسن ہے اور وہ اچھی ہے سب حدیثوں میں جو مروی ہیں اس باب میں اور کہا ترمذی نے علل کبریٰ میں کہ پوچھا میں نے بخاری سے اس حدیث
کو سو کہا کہ نہیں صحیح ہے اس باب میں کوئی حدیث سوا اس کے اور اسی کو اخذ کرتا ہوں میں اور مروی ہیں چند حدیثیں سوا انکے کہ موافق ہیں
ان حدیثوں کے اور سنن ابوداؤد میں ہے جو معارض اسکی ہے کہ پوچھا سعید بن العاص نے ابوموسیٰ اشعری سے اور حذیفہ بن الیمان سے کہ کس طرح رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر کہتے تھے اضحیٰ اور عید فطر میں سو کہا ابوموسیٰ نے کہ تھے تکبیر کہتے چار مثل تکبیر جنازے کے سو کہا حذیفہ نے سچ کہا
کہا ابوموسیٰ نے ایسا ہی تکبیر کہتا تھا میں بصرے میں آخر حدیث تک اور سکوت کیا اوس سے ابوداؤد نے پھر منذری نے اپنی مختصر میں اور یہ روایت
برابر دو حدیثوں کے ہے کیونکہ تصدیق کی اوسکی حذیفہ نے تو گویا انھوں نے بھی روایت کیا اوسکو اور سکوت ابوداؤد اور منذری کا
تصحیح ہے واسطے اوس حدیث کا اور جو ضعیف کیا ابن الجوزی نے اوسکو بسبب تضعیف عبد الرحمٰن بن ثوبان کے اور نقل کیا اوسکا ابن معین سے (عبد الرحمٰن بن ثوبان)
اور امام احمد سے معارض ہے ساتھ قول صاحب تنقیح کے اپنی کتاب میں کہ توثیق کی اوسکی بہت لوگوں نے کہا ابن معین نے نہیں حرج ہے
ساتھ اسکے لیکن اسناد میں اوسکی ابو عائشہ ہے کہا ابن القطان نے نہیں جانتا ہوں میں حال اوسکا اور کہا ابن حزم نے مجہول ہے اور اگر مسلم ہو تو (ابو عائشہ)

ابن لہیعہ کی ضعیف ہی کیونکہ ظاہر ہوا اضطراب اوس حدیث کا تو کبھی تو روایت ہے عن ابن لہیعۃ عن یزید بن حبیب
عن ابن شہاب اور کبھی ہے عن عقیل عن الزہری اور بعض میں ہے عن ابن لہیعۃ عن ابی الاسود عن عروۃ عن
عائشۃ اور بعض میں ہے عن الاعرج عن ابی ہریرۃ کہا دارقطنی نے کہ اضطراب ہے اوسمیں بوجہ ابن لہیعہ کے اور وجوہ
دو ضعف کے بیان کین منع کیا اوسکی تصحیح کو ابن القطان نے اپنی کتاب میں اور کہا اوسنے کہ کثیر بیٹا عبد اللہ کا نزدیک محدثین کے
متروک ہی اور کہا احمد نے کہ کچھ نہیں اور نہیں روایت کی اوس سے اپنی مسند میں اور ایسا ہی کہا ابن معین نے اور کہا النسائی اور دارقطنی
نے متروک ہی اور کہا ابو زرعہ نے واہی ہے حدیث اوسکی یعنی ضعیف ہی اور کہا امام احمد نے نہیں ہے تکبیر عیدین میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم
سے کوئی حدیث صحیح لیکن سند پکڑی گئی ہے اوسمیں ساتھ قول ابو ہریرہ کے اور لیکن جو مروی ہے صحابہ سے سو کہا عبد الرزاق نے
ثنا سفیان الثوری عن ابی اسحٰق عن علقمۃ والاسود ان ابن مسعود کان یکبر فی العیدین تسعا
اربعا قبل القراءۃ ثم یکبر فیرکع وفی الثانیۃ یقرأ فاذا فرغ کبر اربعا یعنی ابن مسعود تکبیر کہتے تھے عیدین
میں نو تکبیریں چار قبل قرارت کے پھر تکبیر کہتے تھے اور رکوع کرتے تھے اور دوسری رکعت میں قرارت کرتے تھے اور جب فارغ ہوتے تھے
قرارت سے تکبیر کہتے تھے چار بار اور اول رکعت میں تین تکبیریں عید کی ہیں اور ایک تکبیر تحریمہ اور دوسری میں بھی تین عید کی
اور ایک رکوع کی اور روایت کی اوسنے باسناد صحیح اوسی اسناد سے کہا تھے ابن مسعود بیٹھے اور نزدیک اونکے ابو موسیٰ اشعری تھے
اور حذیفہ سو پوچھا اونسے سعید بن العاص نے تکبیر سے نماز عیدین میں کہا حذیفہ نے پوچھ ابو موسیٰ سے کہا ابو موسیٰ نے کہ پوچھ عبد اللہ بن مسعود سے
کیونکہ وہ ہم میں قدیم ہیں اور سب سے زیادہ جاننے والے ہیں پھر پوچھا اونسے تو کہا ابن مسعود نے تکبیر کہے چار پھر قرارت کرے اور تکبیر کہے اور رکوع
کرے پھر کھڑا ہو دوسری رکعت میں اور قرارت کرے پھر تکبیر کہے چار بعد قرارت کے اور ایک دوسرا طریقہ ہے کہ روایت کیا اوسکو
ابن ابی شیبہ نے باسناد صحیح مسروق سے کہ تھے سکھاتے ہمکو عبد اللہ بن مسعود تکبیر عیدین میں نو تکبیریں پانچ پہلی رکعت میں اور چار
دوسری رکعت میں اور اس سے مراد یہی ہے کہ ایک تکبیر تحریمہ کی اور تین عیدین کی اور ایک رکوع کی اول رکعت میں اور دوسری میں ایک
رکوع کی اور تین عیدین کی اور ایک دوسرا طریقہ ہی اس حدیث کا روایت کیا اوسکو امام محمد نے ثنا ابو حنیفۃ عن حماد
بن ابی سلیمان عن ابراہیم النخعی عن عبد اللہ بن مسعود انہ کان قاعدا فی مسجد الکوفۃ ومعہ حذیفۃ
بن الیمان وابو موسی الاشعری فخرج علیہم الولید بن عقبۃ بن ابی معیط وھو امیر الکوفۃ یومئذ
فقال ان غدا عیدکم فکیف اصنع فقالا اخبرہ یا ابا عبد الرحمن فامرہ عبد اللہ بن مسعود
ان یصلی بغیر اذان ولا اقامۃ وان یکبر فی الاولی خمسا وفی الثانیۃ اربعا وان یوالی بین
القراءتین وان یخطب بعد الصلوۃ علی راحلتہ یعنی ایک روز حضرت عبد اللہ بن مسعود بیٹھے تھے مسجد کوفہ میں
اور تھے اونکے ساتھ حذیفہ بن الیمان اور ابو موسیٰ اشعری تو نکلے اوپر اونکے ولید بن عقبہ اور وہ امیر کوفہ کے تھے اوس زمانے
میں اور کہا کہ کل عید ہی تمہاری تو کیا کروں میں یعنی کسطرح نماز پڑھاؤں میں کہا ابو موسیٰ اور حذیفہ نے کہ بتاؤ اوسکو اے ابن مسعود
تو حکم کیا انہوں نے اوسکو کہ پڑھے بغیر اذان اور اقامت کے اور تکبیر کہے پہلی رکعت میں پانچ اور دوسری میں چار اور موالات کرے
درمیان دونوں قرارتوں کے اور خطبہ پڑھے بعد نماز کے اپنی سواری پر اور یہ اثر صحیح ہے اور بیٹھے ہوئے تھے ساتھ صحابہ کے ابن مسعود اور گروہ

تھے ساتھ اونکے حذیفہ اور ابوموسی تو اگر کوئی کہے کہ مروی ہے ابوہریرہ اور ابن عباس سے جو مخالف ہے اوسکے تو جواب دوں گا یہ
کہ معارض نہ ٹھیریگا یہ اثر عبداللہ بن مسعود کے اور ترجیح ہوگی اثر عبداللہ کو کیونکہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فقیہ نہیں ہیں زیادہ عبداللہ بن مسعود
سے اور بھی تعدد ہے اور بجائے ابن مسعود کے ابن عباس سے جو مروی ہے مصنف ابن ابی شیبہ میں کہ تکبیریں عیدین میں
تیرہ تکبیریں سات پہلی رکعت میں اور چھ دوسری رکعت میں اور ایک روایت میں ہے کہ بارہ تکبیریں سات اول رکعت میں اور پانچ
دوسری رکعت میں معارض ہے اوسکے جو روایت کیا اوسنے خود ابن عباس سے کہ نماز پڑھی انحضرت نے دن عید کے دو تکبیریں نو
تکبیریں پانچ اول رکعت میں اور چار دوسری میں اور موالات کی درمیان دونوں قراتوں کے اور روایت کیا اوسکو عبدالرزاق نے اور زیادہ
کیا اتنا کہ کیا مغیرہ نے مانند اسکے تو موافق ہوا اثر ابن مسعود کا ساتھ صحابہ کے اور اوسی سے حجت پکڑی ہمارے علماؤں نے واللہ اعلم
اور دو خطبے بعد نماز عید کے پڑھے روایت کی ابن ماجہ نے جابر سے کہ نکلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دن فطر کے یا اضحی کے پس خطبہ
پڑھا آپ نے کھڑے ہوکر پھر بیٹھے آپ پھر کھڑے ہوئے اور پڑھا اور کہا نووی نے خلاصہ میں اور جو مروی ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے
کہ سنت سے یہ بات کہ خطبے پڑھے دو عیدین میں اور فاصل کرے اونمیں ایک جلسے کو ضعیف ہے متصل نہیں اور نہیں ثابت ہوا دو خطبے
پڑھنے میں کچھ اور اعتماد اسمیں قیاس ہے جمعے پر تو اگر خطبہ پڑھا قبل نماز کے خلاف کیا سنت کا لیکن پھر اعادہ کرے خطبے کا ص
اور اگر امام نے نماز عید پڑھی اور کسی شخص نے اوسکے ساتھ نماز نہ پڑھی قضا نکرے اور اگر عید کی نماز کسی عذر سے پہلے روز
نہ پڑھی گئی دوسرے دن پڑھی جاوے اور تیسرے دن نہ پڑھی جاوے ف اور دلیل اسکی وہ گذری ص اور عید اضحی کے احکام عید
فطر کے موافق ہیں مگر عید قربان میں مستحب ہے کہ جب نماز پڑھ چکے تو کھانا کھاوے اور نماز کے قبل کھانا مکروہ نہیں اور یہی صحیح ہے
ف روایت کیا ترمذی و ابن ماجہ اور ابن حبان نے صحیح میں اور حاکم نے مستدرک میں اور صحیح کیا اوسکو عبداللہ بن بریدہ سے
انھوں نے اپنے باپ سے کہا کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں نکلتے دن عید فطر کے یہاں تک کہ کچھ کھا لیتے تھے اور نہیں کھاتے تھے
دن بقرعید کے یہاں تک کہ لوٹتے تھے زیادہ کیا دارقطنی اور احمد نے کہ کھاتے تھے قربانی سے اور صحیح کیا اوسکو ابن القطان نے اپنی کتاب
میں اور دارقطنی کی زیادت کو بھی صحیح کیا ص اور عید اضحی میں تکبیر پکار کے کہتے ہیں ف اور بیان اسکا اوپر گذرا
ص اور خطبے میں تکبیرات تشریق اور قربانی کے احکام بتلادے اور اگر کسی عذر یا بغیر عذر کے نماز نہ پڑھی گئی تو دو روز تک بعد عید کے
نماز درست ہے اور بعد اوسکے نہیں درست اور عرفے کے روز وقوف کی مشابہت کے واسطے یعنی ان لوگوں کی جو جمع ہوتے ہیں کسی
ہوتے ہیں اور وقوف کرتے ہیں جمع ہونا کچھ معتبر نہیں ہے کہ اوس سے ثواب ہو سوا اسکے کہ ایک مکان خاص کو عبادت کرتے ہیں
حاضر ہونا حج کے موسم میں فرض اور مستحب ثواب ہے اور عرفات کے سوا دوسرے مکان میں نہیں اور تکبیرات تشریق کی یعنی اللہ اکبر
اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد عرفے کی فجر سے ہر فرض کے بعد جو مردوں کی جماعت سے
پڑھا جاوے شہر کے مقیم پر ف جاننا چاہئے کہ اسمیں اختلاف ہے کہ تکبیرات تشریق کی واجب ہیں یا سنت بعضوں نے کہا کہ واجب ہیں
اور بعضوں نے سنت اور اکثر کا مذہب یہ ہے کہ واجب ہیں روایت کیا ابن ابی شیبہ نے حضرت علی سے کہ وہ تکبیر کہتے تھے بعد
دن عرفے سے نماز عصر تک آخر دن تک دونوں تشریق کے اور روایت کی محمد بن حسن نے انا ابو حنیفة عن حماد بن ابی سلیمان
عن ابراهیم النخعی عن علی بن ابی طالب اسی اسناد سے مثل اوسکے اور مذہب امام صاحب کا یہ ہے کہ تکبیر عرفے کی فجر سے شروع

اور دن قربانی تک یعنی عید کے روز عصر کی نماز تک پڑھے اور دلیل اونکی یہہ جو روایت کی ابن ابی شیبہ نے ثنا ابو الاحوص
عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنِ الْاَسْوَدِ قَالَ کَانَ عَبْدُ اللّٰہِ یُکَبِّرُ مِنْ صَلٰوۃِ الْفَجْرِ یَوْمَ عَرَفَۃَ اِلٰی صَلٰوۃِ الْعَصْرِ مِنْ
یَوْمِ النَّحْرِ یَقُوْلُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ یعنی کہتے عبد اللہ
ابن مسعود رضی اللہ عنہ تکبیر کہتے تھے نماز فجر سے دن عرفے کے قربانی کے دن نماز عصر تک اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ آخر تک اور
روایت کی حاکم نے علی اور عمار رضی اللہ عنہما کہا دونوں نے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جہر کرتے تھے بیچ فرائض کے بِسْمِ اللّٰہِ
الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کا اور تھے قنوت پڑھتے نماز فجر میں اور تھے تکبیر کہتے دن عرفے کے نماز صبح سے اور ختم کرتے تھے اوسکو نماز
عصر تک اخیر ایام تشریق میں اور صحیح کیا اوسکو حاکم نے اور کہا ذہبی نے کہ حدیث واہی ہی گویا موضوع ہی کیونکہ عبد الرحمن ہنا د میں ہی
اوسکی حدیثیں اوسکی منکر ہین اور سعید اوسکی اسناد میں اگر سعید کریزی ہی تو وہ ضعیف ہی اور اگر دوسرا ہی تو مجہول ہی اور اخراج کیا اوسکا بیہقی
نے اور ضعیف کیا اوسکو ص اور اوس عورت پر جیسے مرد کے ساتھ اقتدا کی اور اوس مسافر پر جو مقیم کا مقتدی ہی ایام تشریق کے آخر روز کی عصر تک
واجب ہی اور مقتدی تکبیر تشریق کی ترک نکرے اگرچہ امام ترک کرے ف کیونکہ متابعت امام کی اندر نماز کے واجب ہی اور باہر نماز کے واجب نہین

باب خوف کی نماز کے بیان میں

جسوقت کہ دشمن کا خوف زیادہ ہووے تو اوسوقت امام دو گروہ کرے ایک گروہ کو دشمن کی طرف کرے اور دوسرے گروہ کے ساتھ
ایک رکعت پڑھے اگر مسافر ہی اور دو رکعتین اگر مقیم ہی تب یہ گروہ دشمن کی طرف چلے جاوین اور دوسرا گروہ جو دشمن کیطرف تھا
آوے اور پڑھے اونکے ساتھ امام جو باقی ہی نماز میں اور سلام پھیر دیوے امام اکیلا اور چلے جاوین یہ طرف دشمن کے اور پہلا گروہ
آوے اور تمام کرے نماز کو بغیر قرارت کے پھر دوسرا آوے اور وہ ساتھ قرارت کے نماز تمام کرین اور مغرب کا حکم بھی ایسا ہی ہی ف
اور دلیل ہماری حدیث ابن مسعود کی ہی اخراج کیا اوسکا ابو داؤد نے اور اوسمین یہی مذکور ہی اور ضعیف کیا اس حدیث کو لوگون نے
بسبب ابو عبیدہ کے کہ نہین سنا اونھون نے اپنے باپ ابن مسعود سے اور خصیف راوی قوی نہین اور تفصیل سے بیان کیا اسکو شیخ ابن الہمام نے
فتح القدیر میں ص اور مغرب کی نماز میں پہلے گروہ کے ساتھ دو رکعتین پڑھے اور دوسرے کے ساتھ ایک رکعت اور اگر زیادہ ہووے
خوف کہ گھوڑے سے اوتر نہ سکین تب اکیلے اکیلے سوار نماز پڑھین اور رکوع اور سجدہ اشارے سے کرین اور اگر قبلے کی طرف
موںہہ نکر سکین تو جس طرف چاہین موںہہ کرین اور باطل کرتا ہی نماز کو لڑائی کرنا اور چلنا اور سوار ہونا ف اسواسطے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چار نمازین جنگ خندق میں قضا ہوئین تھین اور اگر لڑائی میں نماز پڑھنا درست ہوتا تو کیون قضا کرتے آپ

باب جنازے کے احکام کے بیان میں

جو شخص کہ قریب مرنے کے ہووے اوسکے واسطے سنت ہی کہ مونہہ قبلے کی طرف کیا جاوے داہنی کروٹ سے اور کلمہ شہادت کا سکھلایا جاوے
اور چیت لٹانا مختار ہی ف اور اول موافق سنت کے ہی اور چیت لیٹنے میں آسانی ہی اور دلیل اوسکی یہہ ہی کہ روایت کی حاکم نے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب تشریف لائے مدینے میں تو پوچھا حال براء بن معرور کا سو کہا صحابہ نے وفات کی اور تین وصیتین کین
ایک یہہ کہ میں جب قریب پہنچون موت کے تو کر دینا مونہہ میرا طرف قبلے کے کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پہنچا وہ صواب کو آخر حدیث
تک اور لیکن یہہ بات کہ داہنی کروٹ پر لیٹے تو ممکن ہی استدلال اوسپر صحیحین میں ہی براء بن عازب سے اونھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

ف عبد الرحمن

ف سعید کریزی

ف خصیف

کہ فرمایا آپ نے جب آ تو خوابگاہ اپنی کو تو وضو کر مثل وضو نماز کے پھر لیٹ داہنی کروٹ پر اور کہہ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْلَمْتُ نَفْسِیْ اِلَیْکَ
آخر تک یہاں تک کہ کہا اگر مر جاویگا تو مریگا موافق شرع کے اور لیکن داہنی کروٹ پر لیٹنا اور مونھ قبلے کی طرف بھی کرنا سو
بعض لوگ حجت پکڑتے ہیں اوس سے جو روایت کیا اوسکو امام احمد نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہ حضرت فاطمہ نے وقت موت کے
مونھ قبلے کی طرف کیا تھا اور بہت طویل حدیث بیان کی ذکر کیا اوسکو شیخ ابن الہمام نے لیکن یہ حجت ضعیف ہے اسواسطے
نہیں ذکر کیا اوسکو اپنی شرح میں مختصر کے باب میں کتاب الجنائز سے سوا ایک ترکہ ابراہیم نخعی سے کہ مونھ کرے میت طرف قبلے کے
اور سوا اوسکے بھی ایسا ہی لیکن زیادہ کیا اوسنے کہ اور چاہئے داہنی کروٹ اور میں نہیں جانتا ہوں کہ کیا ہو کر ترک کیا ہو اوسکو مرنے سے پہلے
شہادت سکھایا جاوے اسواسطے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھاؤ تم مردوں کو شہادت اس بات کی کہ نہیں ہے کوئی معبود سوا اللہ کے
روایت کیا اوسکو جماعت نے سوا بخاری کے اور ایسا ہی مروی ہے حدیث ابوہریرہ سے اور روایت کی مسلم نے بات اوسکی ص اور جب مر جاوے
تب اوسکے دونوں جبڑے باندھے اور اوسکی آنکھ کو بند کرے اور خوشبو لگ دے اوسکے اور اوسکا تخت اور کفن ایسے اوسنے کا نما طاق ہو
ف اسواسطے کہ حدیث میں آیا ہے اللہ وتر ہے یعنی طاق ہے اور دوست رکھتا ہے طاق کو ص اور تخت پر رکھا جاوے اور ننگا کیا جاوے
اور عورت اوسکی چھپائی جاوے اور وضو کرایا جاوے بغیر کلی اور ناک میں پانی ڈالنے کے اور اوس مردے کے اوپر وہ پانی ڈالا جاوے
کہ جسکو بیری کی پتی یا اشنان گھانس ڈال کے جوش کیا ہووے ورنہ خالص پانی کے ساتھ دھووے ف اور دلیل
ہے اس مضمون میں حدیث روایت کیا اوسکو حاکم نے مستدرک میں اور ایک لفظ متن ہے کہ اغْسِلُوْہُ بِمَاءٍ وَّسِدْرٍ یعنی
غسل دو اوسکے ساتھ پانی اور بیری کی پتی کے ص اور اوسکا سر اور داڑھی گل خیرو سے دھوئے اور اوسکے مردے کو بائیں
کروٹ لٹا کے غسل دیوے اسقدر کہ جو بدن تخت سے ملا ہووے اوسکو پانی پہونچے پھر داہنی کروٹ لٹاوے اور اسی طرح غسل دیوے
ف اسواسطے کہ شروع کرنا داہنی سے مستحب ہے ص اور پہلے بائیں کروٹ لٹانا اسواسطے کہا کہ جسمیں داہنی طرف سے
غسل شروع ہووے پھر اوسکو ٹیکن دے کے بٹھاوے اور اوسکے پیٹ کو نرم نرم ملے اور جو کچھ نکلے اوسکو دھووے اور غسل کو نہ دہراوے
تب بعد اوسکے ایک کپڑے سے پانی پونچھے اور اوسکے ناخون نہ ترشے اور بال میں کنگھی نہ کرے اور امام شافعی کے نزدیک کنگھی
ف کیونکہ کہا حضرت عایشہ نے جب دیکھا ایک عورت کو کہ کھینچے جاتے ہیں بال اوسکی پیشانی کے یعنی کنگھی کی جاتی ہے کہ
کیوں کھینچتے ہو تم پیشانی اوسکی کو یعنی کنگھی کرنا تو واسطے زینت کے ہے اور مردے کو حاجت زینت کی نہیں اخراج کیا اسکا عبدالرزاق نے
سفیان ثوری سے انھوں نے حماد سے انھوں نے ابراہیم سے انھوں نے حضرت عایشہ سے اور روایت کیا اسکو امام ابوحنیفہ نے حماد سے
انھوں نے ابراہیم سے اور روایت کی ابراہیم حربی نے اپنی کتاب غریب الحدیث میں ثَنَا ھُشَیْمٌ ثَنَا مُغِیْرَۃُ عَنْ اِبْرَاھِیْمَ عَنْ
عَایِشَۃَ اَنَّھَا سُئِلَتْ عَنِ الْمَیِّتِ یُسَرَّحُ رَاْسُہٗ فَقَالَتْ یعنی پوچھی گئیں حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا مردے سے
کہ کنگھی کیا جاوے تب کہا انھوں نے وہ قول ص اور اوسکی داڑھی اور سر پر خوشبو ملے اور سجدے کے اعضا پر کافور ملے یعنی پیشانی
اور ناک اور دونوں ہاتھ اور دونوں زانو اور دونوں قدم پر ف اور کافور لگانا اسا مر حدیث سے ثابت ہے ص سنت
کفن کی مرد کے واسطے ازار اور کرتہ اور لفافہ ہے اور لفافہ کہتے ہیں اوس چادر کو جو سب کپڑوں کے اوپر لپیٹی جاتی ہے اور ازار تا قدم
علیہ بھی باندھنا سنت کہا ہے اور اوسکے واسطے ازار اور لفافہ بھی کفایت ہے ف اور کفن سنت کی حجت

یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کفن دیے گئے تین کپڑوں میں سپید تھے سحول کے اور سحول نام ایک مقام کا ہے ملک یمن میں کہ کپڑے
وہاں کے بہت اچھے ہوتے ہیں اور روایت کیا اسکو اصحاب صحاح ستہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے لیکن اس حدیث میں یہ نہیں مذکور کہ تھا
ان کپڑوں میں کرتا اور نہ عمامہ تو اگر یہ کہا جاوے کہ کرتا اس سے خارج ہے اور وہ بھی کفن میں لازم ہے جیسا کہ کہا امام مالک نے تو چار
کپڑوں میں کفن ہوویگا اور وہ غلط ہے کیونکہ بخاری میں ہے عَنْ اَبِیْ بَکْرٍ قَالَ لِعَائِشَۃَ فِیْ کَمْ کُفِّنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ فِیْ ثَلٰثَۃِ اَثْوَابٍ قَمِیْصٌ وَّ اِزَارٌ وَّ لِفَافَۃٌ یعنی پوچھا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ
رضی اللہ عنہا کہ کتنے کپڑوں میں کفن دیے گئے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا کہ تین کپڑوں میں کرتا اور ازار اور لفافہ
اور یہ ضعیف ہے بسبب ناصح بن عبداللہ کوفی کے اور ضعیف کیا اوسکو نسائی نے اور اگر ہووے اون لوگوں میں سے جنکی حدیث لکھی جاویگی تو
بھی حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی معارض نہو گی اور جو روایت کی امام محمد نے امام ہمارے ابوحنیفہ سے عَنْ حَمَّادِ بْنِ اَبِیْ سُلَیْمَانَ
عَنْ اِبْرَاھِیْمَ النَّخَعِیِّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُفِّنَ فِیْ حُلَّۃٍ یَمَانِیَۃٍ وَّقَمِیْصٍ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کفن دیے گئے ایک جوڑے یمنی میں اور کرتے میں مرسل ہے اور مرسل اگرچہ ہمارے نزدیک حجت ہے لیکن تقدیم اوسکی حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
پر کسطرح سے ہوگی ہاں اگر یہ کہا جاوے کہ حدیث قمیص کی مروی ہے چند طریقوں سے تو معارض ہوویگی حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے
اور اون طریقوں میں سے دو طریقے بیان کیے اور تیسرا طریقہ وہ ہے جو روایت کی عبدالرزاق نے حسن بصری سے مرسل اور چوتھا طریقہ وہ ہے
جو روایت کی ابوداؤد نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ کفن دیے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین کپڑوں میں اوس کرتے میں جس میں انتقال
کیا اور ایک جوڑے نجرانی میں اور نجران ایک شہر کا نام ہے اور ضعیف ہے بسبب یزید بن ابی زیاد راوی کے لیکن ترجیح شاید اسطور پر
ہووے کہ کفن کو مرد عورت سے زیادہ جانتے ہیں ورنہ اس مقام میں شک ہے کیونکہ مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غسل دیے گئے اوس
قمیص میں جس میں انتقال کیا پھر اوسپر کسطرح سے کفن پہنایا جاویگا واللہ اعلم اور حلہ یعنی جوڑا عرب کے عرف میں دو کپڑوں کا نام ہے
ازار اور چادر اور ہمارے نزدیک عمامہ نہیں لیکن اچھا جانا اوسکو بعض لوگوں نے کیونکہ مروی ہے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ وہ عمامہ باندھتے تھے
مردے کے اور مستحب کفن میں یہ ہے کہ سفید ہووے مرد کیواسطے اور عورت کے لیے اور جائز ہے عورت کو زعفرانی اور زرد رنگ وغیرہ جیسا کہ
حالت حیات میں اوسکو درست تھا اور جو لڑکا کہ قریب بلوغ کے ہووے اور اسی طرح لڑکی بھی حکم بالغ اور بالغہ میں ہے اور دو کپڑے
کفایت ہیں کیونکہ کہا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہ نظر کرو میرے دو کپڑوں میں سو دھواو انکو اور کفن دو مجکو اونمیں کیونکہ زندے کو زیادہ احتیاج
ہے نئے کپڑے کی طرف مردے سے یعنی کچھ حاجت نئے کپڑے کی نہیں انہیں کفایت ہے کیونکہ زینت لباس اور جمیع امور دنیاوی
کی تابع حیات ہے اور جب حیات نے قصد انفکاک کیا تو اوسوقت زینت وغیرہ بیفائدہ ہے اور روایت کی عبدالرزاق نے حضرت
عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ کہا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں کپڑوں میں جن میں بیمار ہوئے تھے کہ دھواو انکو اور کفن دو مجکو اونمیں تو کہا حضرت عائشہ رضی
اللہ عنہا نے کیا نہ خرید کریں ہم تمہارے واسطے نیا کپڑا فرمایا کہ نہیں زندہ زیادہ محتاج ہے طرف نئے کپڑے کے مردے سے اور صحیح بخاری میں جو
مروی ہے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے خلاف اوسکے معارض ہے اوسکے جو ذکر کیا ہمنے مصنف عبدالرزاق سے اور سند عبدالرزاق کی کچھ کم نہیں سند بخاری
سے بلکہ اوس سے بھی زیادہ صحیح ہے اور سند اونکی یہ ہے انا معمر عَنِ الزُّھْرِیِّ عَنْ عُرْوَۃَ عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ الخ اور
عورت کیواسطے پیراہن اور ازار اور دامنی اور لفافہ اور سینہ بند جس سے اوسکے پستان باندھے جاویں سنت ہے اور اوسکے واسطے

ازار اور لفافہ اور دامنی بھی کفایت ہے **ف** اور کفن مسنون کی دلیل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان عورتوں کو جنھوں نے آپکی
بیٹی کو کفن دیا تھا پانچ کپڑے عطا فرمائے تھے جیسا کہ حدیث میں بیان کیا اسکو ام عطیہ نے اور بعضوں نے کہا کہ یہ سوا
بیاہ ام عطیہ کے لیلیٰ بنت قانف نے کہا اور تھی میں ان عورتوں میں جنھوں نے کفن دیا تھا ام کلثوم بیٹی آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کو سو پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اول جو دیا اوسکو ازار تھی پھر کرتہ پھر دامنی پھر چادر پھر ایک اور کپڑا لپیٹ دیا گیا روایت
کیا اسکو ابو داؤد نے اور حسن کہا اوسکو نووی نے اور کہا منذری نے کہ ام کلثوم نے وفات کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غائب تھے بدر کی
جنگ میں تھے یہ معارض ہے اس قول کے جو کہا ابن الاثیر نے کتاب الصحابہ میں کہ انتقال کیا ام کلثوم نے سنہ نو میں بعد زینب کے
ایک برس اور نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسپر اور کہا کہ وہ جسکو غسل دیا تھا ام عطیہ نے اور ایسا ہی قوی
موجود ہے جو دلالت کرتی ہے ضعف پر قول منذری کے وجہ روایت کی ابن ماجہ نے بسند صحیح ام عطیہ سے کہا کہ داخل ہوئے ہمپر رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ہم غسل دیتے تھے آپکی بیٹی ام کلثوم کو سو فرمایا آپ نے کہ غسل دو اوسکو تین بار یا پانچ بار ساتھ پانی
اور بیری کی پتی کے اور اخیر بار میں کافور کریں سو جب فراغت ہو جاوے خبر دیں مجھکو تو جب فارغ ہوئے ہم خبر دی ہمنے آپکو
پھینکی طرف ہماری ایک ازار اور کہا کہ پہنا دو اوسکو ذکر کیا شیخ ابن الہمام نے فتح القدیر میں کہ پہلے لفافہ بچھاویں تب اوسکے اوپر
ازار تب مردے کو پیراہن پہنا دیں ازار پر رکھیں ازار کو پہلے بائیں طرف سے لپیٹیں تب داہنی طرف سے لپیٹیں تب بعد اوسکے لفافہ بھی
اسی طرح لپیٹیں اور عورت کو پہلے پیراہن پہنا دیں اور اوسکے سر کے بال کو دو حصہ کرکے اوسکی چھاتی پر پیراہن کے اوپر رکھ دیں تب اوسکے
اوپر دامنی اوڑھا دیں پھر ازار تب اوسکے اوپر لفافہ لپیٹیں اور اگر کفن کے کھل جانے کا ڈر ہو تو اوسکو باندھ دیویں **ف** اور کفن کفایت
سے بھی کم کرنا مکروہ ہے مگر وقت ضرورت کے جیسا کہ روایت کی جماعت نے سوا ابن ماجہ کے خباب بن الارت سے کہا کہ ہجرت کی ہمنے
ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے اللہ کے تو واقع ہوا اجر ہمارا اللہ پر تو بعضے ہم میں سے ایسے ہوئے جنھوں نے کچھ اجر نہ لیا اور گذر گئے
اونہیں سے تھے مصعب بن عمیر کہ قتل کیے گئے دن احد کے اور چھوڑ گئے ایک چادر تو ہم جب ڈھانپتے تھے سر اونکا کھل جاتے تھے
پیر اونکے اور جب پیر کو بند کرتے تھے کھل جاتا تھا سر اونکا تو حکم کیا ہمکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ چھپاویں سر اونکا اور کر دیں پیر پر
گھانس اذخر کی اور کفن بھی قبل باندھنے کے خوشبو دیا جاوے گا طاق بار کیونکہ روایت کی حاکم نے مستدرک میں کہ فرمایا حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خوشبو دو تم میت کو تین بار اور ایک روایت میں بیہقی کی یہ ہے جَمِّرُوا كَفَنَ الْمَيِّتِ ثَلَاثًا یعنی
خوشبو دو کفن کو مردے کے تین بار اور کہا گیا ہے کہ سند اسکی صحیح ہے اور بعد اوسکے اوسپر نماز پڑھیں کیونکہ **ص** نماز پڑھنا
جنازے کی فرض کفایہ ہے یعنی اگر بعض پڑھ لیں سب کے ذمے سے ساقط ہو گی اور اگر کسی نے نہ پڑھی تو سب گنہگار ہونگے **ف** تو
اس جگہ پر دو باتیں ثابت کرنا ضرور ہیں ایک یہ کہ نماز فرض ہے دوسری یہ کہ فرض کفایہ ہے تو دلیل فرضیت کی یہ ہے کہ فرمایا اللہ تعالی
نے وَصَلِّ عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَهُمْ یعنی پڑھ نماز اونپر کیونکہ نماز تمہاری اے محمد آرام ہے اونکے واسطے اور دلیل
دوسری کی یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مردے پر خود نماز نہیں پڑھی اور کہا اصحاب سے کہ پڑھو نماز اپنے صاحب پر تو اگر فرض
عین ہوتی نہ ترک کرتے اوسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور شرط اوسکی یہ ہے کہ مردہ امام کے سامنے حاضر ہووے تو نماز غائب پر درست نہیں
اور جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی پر نماز پڑھی تھی تو اس واسطے کہ تخت اوسکا آپکے سامنے حاضر ہو گیا تھا اگرچہ مقتدیوں کو

جو معلوم ہوا اور دلالت کرتی ہے اوسپر جو روایت کی ابن حبان نے صحیح میں عمران بن حصین سے کہ کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بھائی
تمہارا نجاشی انتقال کیا اونسے سو کھڑے ہو اور نماز پڑھو اوسپر تب کھڑے ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صف باندھی صحابہ نے پیچھے آپکے
اور تکبیریں کہیں چار تکبیریں اور وہ نہیں جانتے تھے کہ جنازہ اونکے سامنے ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ گمان اونکا اسی طرف تھا کہ جنازے
پر بغیر پیش جنازے کے نماز کس طرح ہوگی تو شاید کشف ہوا ہو آپ پر بابت وصیات نجاشی یہ ہیں واللہ اعلم تو اگر کوئی اعتراض کرے
کہ سوا نجاشی کے آپنے معاویہ بن معاویہ مزنی پر نماز پڑھی اور وہ حاضر تھے جیسا کہ اوترے حضرت جبرئیل علیہ السلام تبوک میں اور کہا
ای رسول اللہ معاویہ نے وفات کی مدینے میں تو اگر چاہو تم لپیٹ دوں میں تمہارے واسطے زمین کو یعنی اوس زمین کو جہاں وہ دفن
ہوئے ہیں حاضر کروں اور تم نماز پڑھو اوسپر فرمایا کہ اچھا تو مارا اپنا بازو زمین پر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے تو اوٹھا آپکے واسطے تخت
اونکا اور نماز پڑھی آپنے اونپر اور پیچھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو صفیں تھیں فرشتوں کی ہر صف میں ستر ہزار فرشتے تھے پھر پوچھا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے کہ کس سبب سے یہ درجہ پایا اونسے کہا کہ اچھی لگتی تھی اونکو سورت قل ہو اللہ احد کی
پڑھتے تھے اوسکو آتے جاتے اور چلتے اور کھڑے لوٹتے بیٹھے روایت کیا اوسکو طبرانی نے حدیث ابی امامہ سے اور ابن سعد نے طبقات میں حدیث
انس سے اور نماز پڑھی آپنے زید بن حارثہ اور جعفر طیار پر جیسے کہ روایت کی واقدی نے مغازی میں حدثني محمد بن صالح عن
عاصم بن عمرو بن قتادة وحدثني عبد الجبار بن عمارة عن عبد الله بن ابي بكر قال لما التقى الناس
بموتة جلس رسول الله صلى الله عليه وسلم على المنبر وكشف له ما بينه وبين الشام فهو
ينظر الى معتركهم فقال عليه السلام اخذ الراية زيد بن حارثة فمضى حتى استشهد و
صلى عليه ودعا له وقال استغفروا له دخل الجنة وهو يسعى ثم اخذ الراية جعفر بن ابي طالب
فمضى حتى استشهد فصلى عليه ودعا له وقال استغفروا له دخل الجنة وهو يطير فيها بجناحين
حيث شاء یعنی بیٹھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر اور ظاہر ہوا اونکو شام تک اور دیکھتے تھے اونکی لڑائی کی جگہ کو پھر فرمایا
آپنے لیا نشان کو زید بن حارثہ نے اور گذرے اور شہید ہوئے اور نماز پڑھی اونپر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور دعا کی اونکے واسطے
اور کہا کہ بخشش مانگو اللہ سے اوسکے لیے داخل ہوا جنت میں اور وہ دوڑتا ہے جنت میں پھر لیا نشان کو جعفر بن ابی طالب نے اور گذرے
شہید ہوئے پھر نماز پڑھی اونپر اور دعا کی اونکے واسطے اور کہا کہ بخشش مانگو اللہ سے اوسکے لیے اور داخل ہوا وہ جنت کو اور اوڑتا ہے
جنت میں ساتھ دونوں بازوں کے جہاں چاہتا ہے تو جواب اوسکا یہ ہے کہ خصوصیت نجاشی کا تمنے دعوی اوس تقریر پر کیا ہے کہ تخت مردے کا
نہ ظاہر ہوا ہو آپ کیواسطے اور نہ دیکھیں آپ اوسکو اور جو مذکور ہوا اوسکے خلاف ہے باوجود ضعف روایات کے سو مغازی جو مروی
مرسل ہے دونوں طریقوں سے اور جو ابن سعد نے طبقات میں ضعیف ہے ساتھ علاء کے اور وہ بیٹا زید کا ہے اور کہا ہے کہ بیٹا زید کا اتفاق کیا
محدثین نے اوسکے ضعف پر اور طبرانی کی روایت میں بقیہ بیٹا ولید کا ہے اور وہ بھی ضعیف ہے اور اگر اسکو تسلیم کریں تو لازم آتا ہے کہ جتنے لوگ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ملکوں میں مرے ہوں نماز پڑھی ہو آپنے اون سب پر اور یہ ہرگز ثابت نہیں ہوا ص اور نماز جنازے
میں یہ ہے کہ پہلے تکبیر کہے دونوں ہاتھوں کو اوٹھا کے پھر بعد اوسکے ہاتھ نہ اوٹھاوے اور شافعی کے نزدیک ہر تکبیر میں اوٹھاوے اور ثنا پڑھے
تکبیر کہے اور درود بھیجے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر پھر تیسری تکبیر کہے اور یہ دعا پڑھے اگر مردہ بالغ ہوا اللهم اغفر لحينا وميتنا

وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا وَذَكَرِنَا وَاُنْثَانَا اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهٗ مِنَّا فَاَحْيِهٖ عَلَى الْاِسْلَامِ
وَمَنْ تَوَفَّيْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَى الْاِيْمَانِ اور اگر لڑکا ہو تو اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطًا اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا
ذُخْرًا اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا اور اگر لڑکی ہو تو اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا لَنَا فَرَطًا اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا لَنَا ذُخْرًا
اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا لَنَا شَافِعَةً وَّمُشَفَّعَةً اور پھر چوتھی تکبیر کہے اور سلام پھیرے اور قرات آمین تمین ہی اور شافعی رح
کے نزدیک قرات بھی ہے ف اور ہمارے نزدیک چار تکبیریں ہیں اور پہلے جواب پانچ یا زیادہ تکبیر کہتے تھے منسوخ ہے ساتھ
اوسکے جو روایت کی امام محمد نے ابو حنیفہ سے انھوں نے حماد سے انھوں نے ابراہیم سے کہ تھے لوگ تکبیر کہتے جنازے پر پانچ یا چھ
یا چار یہاں تک کہ انتقال کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر تکبیر کہتے تھے ایسا ہی زمانہ حضرت ابو بکر صدیق میں پھر جب والی
ہوئے حضرت عمر تو کہا انھوں نے واسطے اونکے کہ تم گروہ ہو صحابہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اگر تم اختلاف کرو گے اختلاف کرینگے لوگ بعد
تمہارے اور بھی لوگوں کو تمھارا زمانہ گذرا ہی چاہیے تو اجماع کرو ایسی چیز پر کہ اجماع کریں اوسپر لوگ بعد تمہارے تو سب
لوگوں کی رائے متفق ہوئی اس بات پر کہ آخر جنازے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جتنی تکبیریں کہی ہیں پھر تمہیں اوتنی ہی
کہیں اور اوسکے ساتھ تمسک کریں اور چھوڑ دیں اوسکے ماسوا کو تو ڈھونڈھا انھوں نے اور پایا آخر جنازے کو کہ تکبیریں
کہیں تھیں اوسپر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چار تکبیریں اور یہ حدیث منقطع ہے کیونکہ نہیں ملا ابراہیم نے حضرت عمر کو لیکن انقطاع ارسال
میں داخل ہے اور وہ ہمارے نزدیک حجت ہے اور باوجود اسکے کہ وصل کیا اوسکو امام احمد نے روایت عامر شعبی سے انھوں نے ابو دار
سے اور روایت کی حاکم نے مستدرک میں ابن عباس سے کہ آخر جو تکبیر کہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جنازے پر چار تکبیریں تھیں اور تکبیر کہیں
حضرت عمر نے چار اور ابن عمر نے عمر پر چار اور حسن بن علی نے علی پر چار اور حسین بن علی نے حسن پر چار رضی اللہ عنہم ان سب
بزرگواروں سے اور تکبیر کہی ملائکہ نے حضرت آدم پر چار اور سکوت کیا اوس سے حاکم نے اور ضعیف کیا اوسکو دارقطنی نے بسبب فرات
بن سائب کے کہ متروک ہے اور روایت کیا اوسکو بیہقی نے سنن میں اور طبرانی نے نضر بن عبد الرحمن سے اور ضعیف کیا اوسکو بیہقی
اور کہا کہ مروی ہے بہت وجہوں سے اور سب ضعیف ہیں مگر یہ کہ اجماع صحابہ کا چار پر دلیل ہے اس بات پر کہ یہ حدیث ثابت ہے اور روایت کیا
اوسکو ابو نعیم اصبہانی نے تاریخ اصبہان میں حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحٰقَ بْنِ عِمْرَانَ ثَنَا اِبْرَاهِيْمُ
بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَارِثِ ثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوْخَ ثَنَا نَافِعُ بْنُ هُرْمُزَ ثَنَا عَطَاءٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ
النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُكَبِّرُ عَلٰى اَهْلِ بَدْرٍ سَبْعَ تَكْبِيْرَاتٍ وَعَلٰى بَنِيْ هَاشِمٍ خَمْسَ
تَكْبِيْرَاتٍ ثُمَّ كَانَ اٰخِرُ صَلٰوتِهٖ اَرْبَعَ تَكْبِيْرَاتٍ اِلٰى اَنْ خَرَجَ مِنَ الدُّنْيَا یعنی تھیں تکبیریں حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کی اہل بدر پر سات اور بنی ہاشم پر پانچ پھر تھیں آخر نماز میں چار تکبیریں یہاں تک کہ نکلے دنیا سے اور مرفوع ہے طرف
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ تھی اخیر نماز میں تکبیریں کہیں تھیں آپ نے اوسمیں چار تکبیریں عمر سے روایت کیا اسکو دارقطنی نے اور ضعیف
کیا اوسکو اور روایت کی ابو عمر نے استذکار میں سلیمان بن ابی حثمہ سے کہا کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر کہتے جنازے پر چار اور
پانچ اور سات اور آٹھ یہاں تک کہ آئی خبر موت نجاشی کی تو نکلے آپ طرف مصلے کے اور صف کی لوگوں نے پیچھے آپکے اور تکبیر کہی چار
بار پھر ثابت رہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چار پر یہاں تک کہ اٹھا لیا اونکو اللہ تعالی نے اور روایت کیا اوسکو حارث بن ابی اسامہ نے

مسند میں ابن عمرؓ سے مثل روایت ابن عباسؓ کے اور زیادہ کیا کچھ اور نکالا حازمی نے کتاب الناسخ والمنسوخ میں انس بن مالکؓ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر کہتے تھے اہل بدر پر سات تکبیریں اور بنی ہاشم پر بھی سات اور اخیر نماز کہ پڑھی تھی اوسکو آپ نے تکبیریں کیا میں تھیں اوس میں چار یہاں تک کہ نکلے دنیا سے اور ضعیف کی گئی یہ حدیث بالجملہ ثابت ہوا کہ صحیح چار تکبیریں ہیں اور ایسا ہی بیان کیا اوسکو مشایخ عظام نے وَاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ اَعْلَمُ وَعِلْمُهٗ اَتَمُّ اور شروع کرنا ساتھ درود اور ثنا کے سنت دعا کی ہی روایت کی ابوداؤد اور نسائی نے اور ترمذی نے دعوات میں فضالہ بن عبید سے کہا کہ سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو کہ دعا کرتا ہی اور نہیں درود بھیجا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اور نہ ثنا کی اللہ تعالیٰ پر سو کہا کہ جلدی کی اس شخص نے تو بلایا اوسکو اور کہا کہ جب دعا کرے کوئی تم میں سے تو چاہیے کہ شروع کرے ساتھ حمد اور ثنا کے پھر درود بھیجے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر پھر دعا کرے بعد اوسکے جو چاہے صحیح کہا اوسکو ترمذی نے اور یہ دعائیں بھی حدیث میں وارد ہوئیں ہیں ص اور جو شخص کہ نماز پڑھے وہ مردے کے سینے کے برابر کھڑا ہو ف اسواسطے کہ یہ مقام قلب کا ہی اور اوسمیں نور ایمان ہی تو کھڑا ہونا سینے کے پاس اشارہ ہی طرف شفاعت کے واسطے ایمان اوسکے کے اور ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ وہ کھڑا ہو سامنے اوسکے سر کے اور ایسا ہی مروی ہی حضرت انسؓ سے اور کہا کہ یہی سنت ہی لیکن اوسکی اسناد میں کلام ہی ص اور بہتر ہی امامت کے واسطے بادشاہ پھر قاضی پھر امام محلے کا پھر ولی میت کا عصبات کی ترتیب سے اور ولی سے مردے کے اجازت لیکے غیر کو امامت کرنا درست ہی اور اگر ولی کے سوا دوسرں نے نماز پڑھ لی ولی کو اختیار ہی کہ نماز کو دوہراوے اور اگر ولی نے پڑھ لی تو اور لوگ نہ دوہراویں اور جو مردہ بغیر نماز پڑھے ہوئے دفن کیا گیا تو اوسکی قبر پر نماز پڑھی جاوے جب تک شبہ سڑنے کا ہووے یعنی تین روز تک ف اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی ایک عورت پر انصار سے اور وہ دفن ہو چکی تھی اوسکی قبر پر روایت کیا اوسکو ابن حبان اور حاکم نے اور سکوت کیا اوس سے اور اخراج کیا مالک نے مؤطا میں یہی مضمون ص اور سواری پر نماز جنازہ درست نہیں ف اور قیاس اوسکو مقتضی ہی کہ جائز ہو کیونکہ نماز جنازہ حقیقۃً نماز نہیں بوجہ نہونے ارکان نماز کے اور استحسان سے نہیں جائز ہی کیونکہ اوسمیں تکبیر تحریمہ موجود ہی ص اور جس مسجد میں جماعت ہوتی ہو اوسکے اندر مردے کو رکھکے نماز پڑھنا مکروہ ہی اور اگر مردہ اوسکے باہر ہو تو اوسمیں اختلاف ہی بعض کے نزدیک مکروہ نہیں اور بعض کے نزدیک مکروہ ہی ف روایت کیا ابوداؤد اور ابن ماجہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص نماز پڑھے مردے پر مسجد میں تو نہیں اجر ہی واسطے اوسکے اور ایک روایت میں فلا شیء لہ اور صالح مولی توأمہ کا اوسکی اسناد میں ثقہ ہی لیکن اختلاط ہو گیا تھا اوسکو آخر عمر میں نقل کیا نسائی نے ابن معین سے کہ وہ ثقہ ہی اور جسنے قبل اختلاط کے اوس سے سنا تو وہ روایت اوسکی صحیح ہی اور ابن ابی ذئب نے سنا اوس سے قبل اختلاط کے اور تفصیل کی اسکی شیخ ابن الہمام نے اور وہ جو مسلم میں ہی کہ نماز پڑھی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد میں جنازے کی ایک واقعہ ہی کہ اوس سے عموم ثابت نہیں ہوتا اور جائز ہی کہ بعذر ہو اور وہ جو بیہقی نے روایت کی کہ حضرت ابوبکر پر پڑھی گئی نماز مسجد میں اوسکی اسناد میں اسمٰعیل غنوی متروک ہی وَاللّٰهُ اَعْلَمُ ص اور جو لڑکا پیدا ہوا اور مر گیا تو اگر رویا ہی تو نام اوسکا رکھا جاوے اور غسل دیا جاوے اور نماز پڑھی جاوے ف روایت کی نسائی نے جابر سے کہ جب روے لڑکا نماز پڑھی جاوے اوسپر اور وارث ہو گا کہا نسائی نے اور واسطے مغیرہ بن مسلم کے حدیث منکر ہی اور روایت کیا اوسکو حاکم نے سفیان سے انھوں نے

ف صالح مولی التوأمہ

ف اسمٰعیل غنوی

ف مغیرہ بن مسلم

ابو الربیع سے اسی اسناد سے اور صحیح کیا اوسکو اور جابر سے مروی ہے مرفوعًا کہ لڑکا نہین نماز پڑھی جاویگی اوسپر اور نہ وارث ہوگا
اور نہ اوسکا کوئی وارث ہوگا یہانتک کہ رووے اخراج کیا اوسکو ترمذی اور ابن ماجہ نے اور صحیح کیا اوسکو حاکم اور ابن عباس کہا ترمذی نے
روایت کیا اوسکو موقوف اور یہی صحیح ہے اور وہ جو صاف کیا ہے ساتھ اسکے جو روایت کی ترمذی نے حدیث مغیرہ سے اور صحیح کیا اوسکو
کہ کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سقط کی نماز پڑھی جاویگی اوسپر اور دعا کی جاویگی واسطے والدین اوسکے کے ساتھ مغفرت کے
ساقط ہے کیونکہ منع اس مقام مین مقدم ہے اثبات پر ص اور اگر ایک لڑکا قید ہوا اور مرگیا اگر اپنے ماں باپ کے ساتھ قید ہوا اور
کوئی ان مین سے مسلمان نہتا اور نہ وہ خود عاقل تہا نماز اوسپر نہ پڑھی جاویگی اور اگر کوئی ان مین سے مسلمان ہوا تو نماز اوسپر پڑھی
جاویگی اور اگر اکیلا قید ہوا تو اوسپر نماز پڑھی جاویگی یا وہ لڑکا مسلمان ہوا لیکن اوسکو عقل تہی اور اوسکا کوئی ماں باپ بھی مسلمان
ہوا تو بھی نماز پڑھی جاویگی اور اگر ایک کافر مرا اور اوسکا ولی مسلمان تہا تو اوسکا ولی غسل دیوے جیسے نجس چیز دہوئی
جاتی ہے یعنی اوسکو وضو نہ کرایا جاوے اور نہ اپنی طرف سے شروع کرے اور ایک کپڑے مین اوسکو لپیٹے اور ایک گڑہا کہودے اور اوسکو
اوسمین ڈالدیوے ف روایت کی ابن سعد نے طبقات مین اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ الْوَاقِدِيُّ حَدَّثَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ
عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي رَافِعٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ لَمَّا اَخْبَرْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بِمَوْتِ اَبِي طَالِبٍ بَكٰى ثُمَّ قَالَ لِي اِذْهَبْ فَاغْسِلْهُ وَكَفِّنْهُ وَوَارِهٖ قَالَ فَفَعَلْتُ ثُمَّ اَتَيْتُهٗ فَقَالَ لِيَ
اِذْهَبْ فَاغْتَسِلْ قَالَ وَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَغْفِرُ لَهٗ اَيَّامًا وَلَا يَخْرُجُ مِنْ بَيْتِهٖ
حَتّٰى نَزَلَ عَلَيْهِ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِهٰذِهٖ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ
یعنی فرمایا حضرت علی نے کہ جب خبر کی مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتھ موت ابوطالب کے روئے پہر کہا واسطے میرے جا اور غسل دے
اوسکو اور کفن دے اوسکو اور چہپا اوسکو کہا حضرت علی نے کہ کیا مینے ایسا ہی اور آیا مین پہر فرمایا کہ جا اور غسل کر اور تہے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم بخشش مانگتے واسطے اونکے کئی دن تک اور نہ نکلے گہر سے یہانتک کہ اوترے جبرئیل علیہ السلام ساتھ اس آیت کے کہ نہین
جایز ہے واسطے نبی کے اور اون لوگونکے جو ایمان لائے یہ کہ بخشش مانگین مشرکون کے واسطے اور اس سے معلوم ہوا کہ مشرک کی بخشش اگرچہ
نبی کے عزیز و اقارب مین سے ہووے نہین ہوتی اور روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ غسل دینے والے کو بھی
بعد غسل میت کے غسل واجب ہے اور اسی بابت روایت کی ابوداؤد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ تہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
غسل کرتے جنابت سے اور دن جمعہ کے اور غسل میت سے اور یہ ضعیف ہے اور روایت کی احمد نے اور ترمذی نے مرفوعًا کہ جو غسل دے
میت کو غسل کرے اور جو اوٹہاوے اوسکو تو وضو کرے حسن کہا اوسکو ترمذی نے اور ضعیف کیا اوسکو جمہور نے اور اس باب مین
کوئی حدیث صحیح وارد نہین ہوئی ہان محمول استحباب پر ہوسکتا ہے کہ مثلًا بعد غسل میت کے غسل مستحب ہو اور اسیطرح وضو بعد اوٹہانے
جنازے کے ص اور سنت ہے جنازے کے اوٹہانے مین چار آدمی اس طرح پر کہ اوسکے آگے کے پائے اور پیچہے کے پائے کو
اپنے داہنے کاندہے پر رکہیں تب اوسکے دوسری طرف کے آگے کے پائے اور پیچہے کے پائے کو اپنے بائین کاندہے پر رکہیں اور
جلدی جلدی چلین اور دوڑین نہین ف اور یہ تدبیر اوٹہانے کی وارد ہوئی ہے بہت صحابہ اور تابعین سے روایت کی ابن ابی شیبہ اور عبدالرزاق
نے مصنف مین علی ازدی سے کہا کہ دیکہا مینے ابن عمر کو ایک جنازے مین کہ وہ اوٹہایا جاتا تہا چارون کونون سے تخت کے اور روایت

کی اور نخعی دونوں نے عبد اللہ بن مسعود سے کہا کہ جو جاوے ساتھ جنازے کے تو پکڑے چاروں کونے تخت کے کیونکہ یہی سنت
ہے روایت کی امام محمد نے نخعی سے کہا انھوں نے سنت سے ہے یہ بات کہ اوٹھاوے جنازے کو چاروں کونوں سے تخت کے
اخراج کیا اوسکا ابن ماجہ نے اور لفظ اوسکا یہ ہے کہ جو اوٹھاوے جنازے کو تو پکڑے چاروں کونے تخت کے اور امام شافعی کے نزدیک
آگے کا شخص گردن کی جڑ پر رکھے اور پیچھے کا شخص سینے سے اوٹھاوے اور ایسا ہی روایت کیا سعد بن معاذ کے جنازہ اوٹھانے کو ابن سعد نے
طبقات میں اور امام شافعی نے ساتھ سند ضعیف کے اور مروی ہے یہ بھی بہت صحابہ سے لیکن جواب اوسکا یہ ہے کہ اوسوقت ہجوم تھا ملائکہ
کا اسواسطے جنازہ اسطرح پر اوٹھایا گیا اور مروی ہے حدیث مین کہ ستر ہزار فرشتے جنازے مین حاضر ہوئے تھے یا کوئی اور سبب ہوگا
اور جلدی چلنا حدیثوں مین وارد ہے روایت کی ابو داؤد اور ترمذی نے عبد اللہ بن مسعود سے کہا کہ پوچھا ہمنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
کہ کسطرح چلین ساتھ جنازے کے فرمایا کہ کم خبب سے اور خبب ایک قسم ہے دوڑنے کی اور یہ حدیث ضعیف ہے اور نکالا اصحاب صحاح
والوں نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جلدی کرو ساتھ جنازے کے تو اگر مردہ نیک ہے تو تم جلدی لیے جاتے ہو اوسکو طرف
نیکی کے اور اگر بد ہے تو جلدی رکھتے ہو تم اوسکو کندھوں سے اپنے ص قبل جنازہ رکھے جانے کے بیٹھنا مکروہ ہے ف کیونکہ منع ہونے سے
معلوم ہوتا ہے کہ اوس سے اعراض و لتغافل ہے اور جو شخص بیٹھا ہوا ہو اور جنازہ اوسکے سامنے سے گذرے تو کھڑا نہووے اور بعضوں نے کہا
کہ کھڑا ہووے اور صحیح اول ہے کیونکہ روایت کی حضرت علی نے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حکم کرتے ہمکو کھڑے ہونے کا ساتھ جنازہ کے
پھر بیٹھنے لگے بعد اوسکے اور حکم کیا ہمکو بیٹھے رہنے کا اور روایت کیا اوسکو امام احمد وغیرہ نے ص اور جنازے کے پیچھے چلنا
مستحب ہے ف اور اس باب مین دونوں طرح کے آثار وارد ہین اور حضرت علی سے مروی ہے کہ وہ پیچھے جنازے کے چلتے تھے اور
حضرت عمر اور ابو بکر وغیرہم سے آگے چلنا ثابت ہے اور حق یہ ہے کہ جسطرح چاہے چلے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوار چلے پیچھے
جنازے کے اور پیدل جس طرف چاہے اور لڑکے کا نماز پڑھی جاوے اوسپر روایت کیا اوسکو اصحاب سنن نے اور ترمذی نے
صحیح کیا اوسکو اور ایک روایت مین ہے کہ چلے آگے اوسکے اور پیچھے اوسکے اور داہنے اوسکے اور بائین اوسکے اور روایت کی
ترمذی ابو داؤد ابن ماجہ وغیرہم نے کہ چلتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر اور عمر آگے جنازے کے ص قبر کھودے اور لحد
بناوے ف کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لحد ہمارے واسطے ہے اور شق واسطے غیر ہمارے کے ہے روایت کیا
اوسکو ترمذی نے ابن عباس سے اور اسناد مین اوسکی عبد الاعلی بن عامر ہے کہا اوسنے کہ اوسمین گفتگو ہے اور ابن ماجہ مین ہے
انس بن مالک سے کہ جب انتقال کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو تھے مدینے مین دو شخص ایک لحد بناتا تھا اور ایک نہین بناتا
تھا تو کہا ہمنے کہ جو پہلے آویگا اوسی سے قبر بنوائین گے تو پہلے آیا بنانے والا لحد کا اور لحد بنائی گئی واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
اور لحد کی وصیت کی سعد نے واسطے اپنے مرض موت مین ص اور مردے کو لحد مین اوس طرف سے جو قبر سے قبلے کی طرف قریب ہے رکھے
ف اور ایسی ہی روایت کی ابن ابی شیبہ نے ابراہیم نخعی سے اور ابو داؤد نے مراسیل مین کہ رکھے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
قبر مین قبلے کی طرف سے اور نہین کھینچے گئے کھینچنے کر یعنی سل کیے گئے اور امام شافعی کے نزدیک سل نہین چاہیے اور وہ یہ ہے کہ
رکھا جاوے تخت پیچھے قبر کے کہ ہووے سر مردے کا مقابل مین دونوں قدموں کے قبر سے پھر داخل کیا جاوے سر مردے کا قبر مین اور
اندر کیا جاوے اور ہووین پیر اوسکے بمقام اوسکے سر کے پھر داخل کیے جاوین پیر اوسکے اور اندر کیے جاوین اسیطرح اور یہ بھی جائز ہے

صحابہ کے اسی طرح رکھے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبر مین اخراج کیا اوسکا امام شافعی نے اور تفصیل فتح القدیر میں ہے کہ
او سکو ورکھا بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ف اور اس مقام پر جو صاحب ہدایہ نے لکھا ہے کہ ایسا ہی کیا تھا نبی صلی
اللہ علیہ وسلم نے جب دفن کیا تھا ابو دجانہ کو قبر مین سو وہ نہ اوس نے اور کہا شیخ ابن الہمام نے کہ غلط ہے ابو دجانہ نے انتقال کیا
بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیکن روایت کی ابن ماجہ نے حجاج بن ارطاۃ سے انھون نے نافع سے انھون نے ابن عمر سے کہ تھے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب داخل کرتے مردے کو قبر مین کہتے تھے بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ زیادہ کیا ترمذی نے بعد بسم
اللہ وباللہ اور کہا کہ حسن غریب ہے اور روایت کیا اسکو ابو داؤد نے اور طریقے سے اور حاکم نے اور اوسمین ہے کہ جب رکھو تم مردونکو
اپنے کو قبرون میں سو کہو بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ اور صحیح کیا اوسکو اور بہت سے طریقے دوسرے ہین اس حدیث کے ص
اور مردے کا منہ قبلہ کی طرف کر دیوے ف اور یہی ثابت ہے حدیثون سے اور اتفاق کیا اوس پر علماے امت نے ص اور کفن کے
کھلنے کے خوف سے گرہ باندھی تھی کھول دیوے اور کچی اینٹ اور بانس قبر پر رکھے ف اسلئے کہ چھپائی گئی تھین کچی اینٹین بیچ
واسطے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روایت کی مسلم نے سعد بن ابی وقاص سے کہ کہا انھون نے اوس مرض مین کہ مرے اوسمین بناؤ واسطے میرے لحد
اور رکھو اوس پر اینٹین جیسا کہ کیا گیا تھا ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور مروی ہے حدیث ابن حبان سے کہ رکھو اوس پر اینٹین
جیسا کہ رکھی گئین قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے شعبی سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر کی
گئی قصب یہ مرسل ہے اور روایت کیا ابن سعد نے طبقات میں کہ وصیت کی ابو میسرہ عمرو بن شرحبیل ہمدانی نے یہ کہ کی جاوین اوسکی
لحد پر چھپے قصب اور کہا کہ دیکھا مین نے مہاجرین کو کہ دوست رکھتے تھے اوسکو اور قصب نل کو کہتے ہین منتخب ص اور دفن کے وقت
عورت کی قبر پر پردہ کریوے اور مرد کی قبر پر نہ کریوے ف اسلئے کہ پردہ خاص اسلئے عورت کے ہے ص اور پکی اینٹ اور لکڑی
قبر میں چھپانا مکروہ ہے پھر مٹی ڈالا اور قبر کو مانند اونٹ کی پشت کے اور مربع نکرے ف اور جسنے دیکھا قبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سو
بیان کیا کہ وہ مثل اونٹ کی کوہان کے ہے کہا امام ابو حنیفہ نے حدیث بیان کی ہمسے ایک شیخ نے مرفوعاً کہ منع کیا نبی صلی اللہ علیہ
وسلم نے مربع کرنے سے قبر کے اور برابر کرنے سے اوسکو اور روایت کی امام محمد نے ابراہیم نخعی سے کہ کہا انھون نے خبر دی مجکو اوسنے
جسنے دیکھا قبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کو کہ تھین وہ اوبھی ہوئین زمین سے اور اوس پر تھا بیچ مین سنگ
تھا پتھر سفید سے اور صحیح بخاری مین ہے ابو بکر بن عیاش سے کہ سفیان تمار نے حدیث بیان کی کہ دیکھا اونھون نے قبر نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کو کہ تھی مثل کوہان شتر کے اور ایسا ہی روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے اور بہت سے آثار اس باب مین وارد ہوئے ہین اور
روایت کی ابو حفص بن شاہین نے کتاب الجنائز مین سالم سے کہ پوچھا میں نے ابو جعفر محمد بن علی اور قاسم بن محمد بن ابی بکر اور سالم بن عبد اللہ
کو کہ کیسی تھین قبرین آپکے بزرگون کی کہا کہ تھین سب مثل کوہان شتر کے اور وہ جو مسلم نے روایت کی ہیاج اسدی سے کہ کہا
واسطے میرے حضرت علی نے کہ بھیجتا ہون مین تجکو اوس پر کہ بھیجا تھا مجکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ نہ چھوڑ کوئی تصویر مگر مٹا دے اوسکو اور
نہ کوئی قبر بلند مگر برابر کر دے اوسکو سو جواب یہ ہے کہ قبر علامت سے بلند نہ ہوئی ہو اور مراد یہ نہین کہ زمین کے قبر برابر ہو بلکہ ایسی چاہئے کہ زمین سے ممتاز ہو جاوے اور معلوم ہووے کہ قبر ہے

باب شہید کے بیان مین

جو شخص کہ طاہر اور بالغ ہو ساتھ ہتھیار کے مارا جاوے ظلم کی راہ سے اور اوس مارنے کے بدلے مین مال دینا واجب ہوا ہو یا میدان قتال مین

زخمی پایا جاوے تو جسپر غسل واجب ہے جیسے جنب اور حائضہ اور نفسا یا لڑکا ہو تو وہ شہید نہیں اور جسکو کہ تیز چیز سے قتل نہیں کیا بلکہ
بھاری چیز سے تو وہ بھی شہید نہیں مگر اگر باغیوں نے مارا ہو یا مشرکین یا لٹنے والوں نے کہ اونکا مقتول جس چیز سے چاہیں
ماریں شہید ہے ف اور جنب اگر شہید ہو تو امام صاحب کے نزدیک غسل اوسکو کرایا جاویگا اور صاحبین کے نزدیک نہیں دلیل
امام صاحب کی یہ ہے کہ روایت کی ابن حبان اور حاکم نے عبد اللہ بن زبیر سے کہا کہ سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے
تھے اور تحقیق کہ قتل کیا گیا حنظلہ بن عامر ثقفی صاحب تمہارا غسل دیتے ہیں اوسکو ملائکہ تو پوچھا صحابہ نے اونکی بیوی سے کہا کہ نکلے
تھے وہ اور جنب تھے اخیر حدیث تک اور فرمایا آپنے کہ اسی سبب سے غسل دیتے ہیں اوسکو ملائکہ اور کہا حاکم نے صحیح ہے اور بر شرط مسلم کے
اور بیوی کا ذکر نہیں کیا اور نام اونکی بیوی کا جمیلہ بنت ابی سلول ہے بہن تحقیق عبد اللہ بن سلول منافق کی اور باغیوں کے
یا مشرکوں کے ہاتھ سے جو مارا جاوے تو وہ شہید ہے اور دلیل اسکی صاحب ہدایہ نے یہ بیان کی ہے کہ شہدائے احد کے سب ہتھیار سے
نہیں مارے گئے تھے اور پھر کسی کو غسل نہیں دیا گیا تھا اور جو ظلم سے نہ مارا جاوے بلکہ حد یا قصاص سے تو بھی شہید نہیں
اور جسکے مرنے سے دیت واجب ہے وہ بھی شہید نہیں مگر باپ اپنے بیٹے کو مار ڈالے تو وہ شہید ہے اور اگر کسی شخص کو میدان
میں زخمی پایا یا خود بخود مر ایا تو وہ شہید نہیں تو اگر کسی مسلمان کو ایک مسلمان نے کہ وہ باغی اور ڈکیتا نہیں یا مسلمان کو ذمی نے
مار ڈالا تو اگر تیز چیز سے مارا ہے تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک شہید ہے اور جو اوس سے نہیں مارا تو شہید نہیں اور صاحبین کے نزدیک تیز چیز کی
شرط نہیں اور جو چیزیں کہ مردے سے خاص نہیں جیسے پوستین اور قبا اور ٹوپی اور ہتھیار اور موزہ وہ شہید سے اوتار لی جاوینگی اور اگر کفن
میں سے کوئی چیز کم ہو تو زیادہ کریں اور جو زیادہ ہو تو کم کریں اور اوسکو غسل نہ دیویں اور نماز پڑھیں اور خون بھرا ہوا دفن کر دیا جاوے
ف کیونکہ روایت کی امام احمد نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سامنے آئے احد کے شہیدوں پر سو فرمایا کہ میں گواہ ہوں ان
لوگوں پر دفن کر دو اونکو ساتھ زخموں اونکے کے اور خون کے اور یہ مستلزم ہے عدم غسل کو کیونکہ جب غسل ہوگا تو خون کہاں باقی رہیگا اور
غسل کے ترک میں چند حدیثیں آئی ہیں اخراج کیا بخاری اور اصحاب سنن نے لیث بن سعد سے انھوں نے زہری سے انھوں نے عبد الرحمن
بن کعب سے انھوں نے جابر بن عبد اللہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمع کرتے تھے دو شخصوں کو شہیدوں احد سے اور فرماتے تھے کون سا
زیادہ ہے حافظ قرآن کا تو جب بتاتا کوئی کسیکو اوسکو آگے کرتے لحد میں اور کہتے میں گواہ ہوں انپر دن قیامت کے سو حکم کیا
آپنے اونکے دفن کا خونوں میں اونہیں غسل دیا اونکو زیادہ کیا بخاری اور ترمذی نے اور نہیں نماز پڑھی اونپر کہا نسائی نے نہیں
جانتا ہوں میں کہ متابعت کی ہو لیث کی کسی نے اصحاب زہری سے اس اسناد پر اور بخاری نے نہیں اعتبار کیا اوسکو اور روایت کی ابو داؤد نے جابر سے
کہ لگا ایک شخص کو تیر سینے میں یا حلق میں سو مر گیا اور رکھا گیا اوسی طرح اپنے کپڑوں میں اور ہم تھے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
اور سند اوسکی صحیح ہے اور روایت کی نسائی نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ لپیٹ دو اونکو اونکے خونوں میں کیونکہ نہیں
ہے کوئی زخم کہ لگا ہے اللہ کی راہ میں مگر آویگا دن قیامت کے کہ رنگ اوسکا رنگ خون کا ہوگا اور خوشبو جیسے مشک کی اور امام شافعی کے
نزدیک اوسپر نماز بھی نہ پڑھی جاوے اور کہتے ہیں کہ تلوار محو کرنے والی ہے واسطے گناہوں کے اور بعض فقہا نے اسکو کلام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا
ذکر کیا ہے اور ایسا ہی ہے صحیح ابن حبان میں اور صحیح بخاری میں ہے جابر سے کہ نہیں پڑھی نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوپر قتیلوں
احد کے اور جواب ہماری طرف سے یہ ہے کہ روایت کی ابو داؤد نے مراسیل میں عطا بن ابی رباح سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی

اور شہداء احد کے تواب معارض ہوگی حدیث جابر کی ہمارے نزدیک لیکن اگر کوئی کہے کہ یہ مرسل ہے تو جواب اوسکا یہ کہ عطاء تابعی ہیں
ثقہ ہیں اور مرسلات انکا مقدم ہے بعض کے نزدیک اور اگر مرسل ہو تو جب قوت دیتا اوسکو دوسری حدیث مرفوع تو تو حجت ہوگی اور دوسری
جو روایت کی حاکم نے جابر سے کہا کہ گم کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حمزہ رضی اللہ عنہ کو یعنی انکی نعش نہیں ملتی تھی بسبب کثرت
شہدا کے پھر کہ فارغ ہوئے لوگ قتال سے سو کہا ایک شخص نے کہ دیکھا میں نے اونکو فلانے درخت کے نیچے تب آئے حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم اوس درخت کے پاس اور دیکھا اونکو اور اونکا حال اور روئے پکار کے سو کھڑا ہوا ایک شخص انصار میں سے اور ڈالا اوپر
ایک کپڑا پھر لائے گئے حمزہ علیہ السلام اور نماز پڑھی آپ نے اونپر پھر باقی شہید پچھے جاتے تھے اور جب نماز پہلو میں حضرت حمزہ کے
اور اوٹھتے جاتے تھے اور حمزہ رضی اللہ عنہ وہیں رکھے گئے یہاں تک کہ پڑھی نماز سب شہیدوں پر اور فرمایا آپ نے کہ حمزہ سردار
شہیدوں کے ہیں اللہ کے نزدیک دن قیامت کے اور کہا کہ صحیح ہے اسناد اوسکی اور نہیں نکالا اوسکو شیخین نے لیکن اسناد میں اوسکی مفضل
بن صدقہ ہے اور اوسکو اگرچہ ضعیف کیا یحییٰ اور نسائی نے لیکن کہا اہوازی نے کہ تھے عطاء بن مسلم توثیق کرتے تھے اونکی اور احمد
بن شعیب نسائی اوپر بولی ثناء اور کہا ابن عدی نے نہیں دیکھتا ہوں میں ساتھ اوسکے کچھ جرح تو نہ کم ہوگی حدیث درجہ حسن سے
اور وہ حجت ہے اور شک نہیں ہے کہ قوت کرتی ہے حدیث ابو داؤد کو اور کہا احمد نے ثنا عفان بن مسلم ثنا حماد بن
سلمۃ ثنا عطاء بن السائب عن الشعبی عن ابن مسعود قال کان النساء یوم احد خلف المسلمین
یہاں تک کہا فوضع حمزۃ للنبی صلی اللہ علیہ وسلم وجیٔ برجل من الانصار فوضع الی جنبہ فصلی علیہ
فرفع الانصاری وترک حمزۃ ثم جیٔ باخر فوضع الی جنب حمزۃ فصلی علیہ ثم رفع وترک حمزۃ
فصلی علیہ یومئذ سبعین صلوٰۃ یعنی تھیں عورتیں دن احد کے پیچھے مسلمانوں کے یہاں تک کہا پس رکھے گئے حمزہ
واسطے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور لایا گیا ایک مرد انصار میں سے اور رکھا گیا اونکے پہلو میں سو نماز پڑھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
اوس پر پس اوٹھایا گیا وہ شخص اور چھوڑ دیے گئے حمزہ رضی اللہ عنہ پھر لایا گیا دوسرا شخص پس رکھا گیا پہلو میں حمزہ کے اور نماز پڑھی آپ نے
اوس پر پھر اوٹھایا گیا وہ شخص اور چھوڑے گئے حمزہ رضی اللہ عنہ یہاں تک کہ پڑھی اوس پر اوس دن نماز ستر بار اور یہ بھی درجہ حسن سے کم نہیں
اور عطاء بن السائب اگرچہ آخر عمر میں مختلط اور متغیر ہو گیا تھا لیکن جن لوگوں نے اونسے اول عمر میں روایت کی تو وہ صحیح ہے اور میں جانتا ہوں
کہ حماد بن سلمہ نے اونسے قبل تغیر کے سنا کیونکہ حماد بن زید سے تو ثابت ہوا ہے کہ قبل تغیر کے سنا اور وفات انکی عطاء کے بعد یحییٰ بن معین کہتے ہیں
اور حماد بن سلمہ نے انتقال کیا قبل حماد بن زید کے بارہ برس پہلے تو روایت اونکی صحیح ہوگی اور بشرط عدم تسلیم کے حسن سے کم نہ ہوگی
اور روایت کی دارقطنی نے ابن عباس سے کہ جب پھرے مشرک لوگ شہیدوں احد سے یہاں تک کہا پھر آگے گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے حمزہ کو اور تکبیر کہی اونپر دس بار اور ذکر کیا مانند اور روایتوں کے اور یہ بھی درجہ حسن سے کم نہیں تو درصورتیکہ سب ضعیف ہوں
تب بھی حاصل اون حدیثوں کا حسن ہو جانا کہ ہر حدیث حسن ہو علاوہ اسکے کہا واقدی نے مغازی میں حدثنی محمد
بن عبد اللہ عن عطاء عن ابن عباس اور ذکر کیا اوس حدیث کو تو مرفوع ہو گیا اوسکا اور روایت کی ہو بن سعید بن مسیب کی
سے کہا کہ تھا میں اوس لشکر میں کہ بھیجا تھا اوسکو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ساتھ عمرو بن العاص کے ایلہ اور فلسطین کی طرف اور ذکر کیا حدیث کو
اور کہا کہ قتل کیے گئے اونمیں مسلمانوں میں سے ایک سو تیس کئی اور نماز پڑھی اونپر عمرو بن العاص اور اون لوگوں نے جو اونکے ساتھ تھے

ف عطاء بن مسلم

ف عطاء بن السائب

اوسکے تئے اوسوقت ساتھ شہر کے لوٹنے اسلام اور دشمن کے ناز شانے ظاہر کرنے کرامت کے ہی اور وہ شہید مین ضرور ہی غسل اور لڑکے
اور حائض اور جنب اور نفسا کو غسل دیا جاوے ف اور دلیل اسکی گذری کہ حضرت صلی الله علیہ وسلم نے فرمایا کہ غسل دیتے ہین حنظلہ کو ملائکہ اور بچے
کو اسواسطے غسل دیا جاویگا کہ سیف کافی ہوئی شہداے احد کے حق مین غسل کے بدلے کیونکہ وہ معصوم تھے بخلاف لڑکے کے کہ اوسکا گناہ نہین
ہی تو انکے حکم مین نہوگا ص اور اگر ایک شخص کو شہر مین مقتول پایا اور قاتل اوسکا معلوم نہین برابر ہی کہ قتل اوسکا لوہے یا بڑی لاٹھی
یا چھوٹی لاٹھی سے ہوا ہی غسل اوسکو دیوینگے اگر ایسے موضع مین جہان دیت اور قسامت لازم آتی ہی جیسے محلہ اور گھر وغیرہ مین
پڑا ہووے اور اگر سڑک یا مسجد جامع مین پڑا ہووے تو اگر معلوم ہوا کہ تیز چیز سے قتل ہوا ہی غسل نہ دیا جاویگا کیونکہ وہ شہید ہی اور اگر
تیز چیز سے نہین قتل کیا گیا ہی بلکہ بڑی لاٹھی سے امام صاحب کے نزدیک غسل دیا جاویگا اور صاحبین کے نزدیک نہین دیا جاویگا اور اگر چھوٹی
لاٹھی سے قتل ہوا ہی سب کے نزدیک غسل دیا جاویگا اور اگر کچھ نہ معلوم ہو کہ کس سے قتل ہوا ہی تو غسل دیا جاویگا اور اگر کوئی شخص معرکے مین
زخمی ہوا بعد اوسکے سویا یا کچھ کھایا یا پیا یا اوسکا علاج کیا یا خیمے تک زندہ گیا یا ایک وقت نماز تک عاقل رہا یا کچھ وصیت کی
غسل دیا جاویگا اور نماز پڑھی جاویگی ان سب صورتون مین اور امام محمد کے نزدیک فقط وصیت سے غسل نہ دینگے اور اگر باغی یا ڈاکے والا
مارا گیا اوسکو غسل دینگے اور نماز نہین پڑھینگے ف کیونکہ حضرت علی رضی الله عنہ نے نہین نماز پڑھی باغیون پر ایسا ہی کہتے ہین

باب کعبے مین نماز پڑھنے کے بیان مین

کعبے مین فرض اور نفل پڑھنا درست ہی اور امام شافعی کے نزدیک ہدایے مین کہا ہی کہ درست نہین اور اونکی کتابون مین لکھا ہی کہ درست
ہی جب متوجہ ہو طرف دیوار کعبے کے یہان تک کہ اگر موںہہ کیا طرف دروازے کے اور وہ کھلا ہی اور چوکھٹ بھی برابر اونٹ کے
پالان کی لکڑی کے نہین تو نہین جائز ہوگا اور یہی ہی اونکی کتابون مین کہ اگر معاذ الله مثلا کعبہ گرایا جاوے تو نماز اوسکے باہر اوسطرف
موںہہ کرکے درست ہی اور اوسکے اندر جائز نہین مگر جب اوسکے سامنے سترہ ہو یا بقیہ ہو دیوار کا اور اعتراض کیا اوس پر صاحب شرح وقایہ نے
ف اور ہمارے نزدیک اسواسطے درست ہی کہ روایت ہی صحیحین مین ابن عمر سے کہ آنحضرت صلی الله علیہ وسلم داخل ہوئے کعبے مین
اور اسامہ اور بلال اور عثمان بن طلحہ اور بند کرلیا اوسکو پھر رہے تھوڑی دیر اوسمین کہا ابن عمر نے کہ پوچھا مینے بلال سے جبوقت
نکلے کہ کیا کیا رسول الله صلی الله علیہ وسلم نے کہا کہ کیے دو ستون بائین طرف اور ایک داہنی طرف اور تین پیچھے اپنے پھر نماز پڑھی
تو تھا خانہ کعبہ کا اوسدن چھ ستون پر اور یہ دن فتح مکہ کا تھا جیسا کہ تصریح کی انھون نے ساتھ اوسکے نافع سے انھون نے
ابن عمر سے تو یہ حدیث اور سوا اوسکے معارض ہی اوسکے جو نکالا اون دونون نے ابن عباس رضی الله عنہ سے کہ آنحضرت صلی الله علیہ وسلم
داخل ہوئے کعبے مین اور اوسمین چھ ستون تھے سو کھڑے رہے نزدیک اپنے رکے اور دعا کی اور نماز نہ پڑھی تو ترجیح ہوگی حدیث ابن عمر
کو کیونکہ اثبات مقدم ہی نفی پر اور بعضون نے جو تاویل کی حدیث بلال کی کہ صلوۃ سے اوس جگہہ مراد دعا ہی غلط ہی کیونکہ خود بخاری
مین ہی ابن عمر سے کہ پوچھا مینے حضرت بلال سے کہ نماز پڑھی حضرت صلی الله علیہ وسلم نے کعبے مین کہا کہ ہان دو رکعتین آخر تک لیکن
معارض ہی اوسکے جو صحیحین مین ہی قول ابن عمر سے کہ بھول گیا مین پوچھنا اوسے کہ کتنی رکعتین پڑھیں تھین تو اسصورت مین جمع
اس طور پر ہوگا کہ آنحضرت صلی الله علیہ وسلم ایک بار داخل ہوئے کعبے مین دن فتح کے سو نہین نماز پڑھی اور داخل ہوئے پھر دوسرے
روز سو نماز پڑھی اور یہ جمع واقع مین تھا اور یہ مروی ہی حضرت ابن عمر رضی سے ساتھ اسناد حسن کے تخریج کیا اوسکا دارقطنی نے تو حکم محمول کیا گیا

حدیث ابن عباس کا اول رد ہے پر واللہ اعلم حص کعبے کے اندر نماز پڑھنا جائز ہو اگرچہ مقتدی کی پیٹھ امام کی پیٹھ کی طرف
ہو مگر جسکی پیٹھ امام کے مونہہ کی طرف ہوگی اوسکی نماز درست نہوگی کیونکہ وہ امام سے آگے ہو گیا اور کعبے کے اوپر نماز پڑھنا
مکروہ ہے تعظیم کے ترک کے واسطے اور مدلل اسمین ہے کہ شافعی کے نزدیک جائز نہین ف اسواسطے کہ کعبہ اونکے نزدیک اوس بنا کا نام ہو اور ہمارے
نزدیک کعبہ ایک احاطہ وار جو ہے آسمان تک بنا کیونکہ نقل اوسکا ہوسکتا ہے اور دلیل اسپر یہ ہے کہ اگر بہاڑ پر کوئی شخص نماز پڑھے
تو وہ کعبے سے اونچا ہے تو اس صورت مین جب عمارت کا نام ہو تو نماز نہ جائز ہووے اور مکروہ ہے اسواسطے کہ اوسمین ترک تعظیم ہو اور
وارد ہوئی ہے اوسمین نہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ابن ماجہ نے سنن مین حضرت عمرؓ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے کہ سات جگہ مین کہ نہین جائز ہے نماز اوسمین پیٹھ خانہ کعبے کی اور مقبرہ آخر حدیث تک اور ضعیف کی گئی یہ حدیث سا
بوصالح کاتب اللیث کے لیکن توثیق کی اوسکی جماعت نے اور کلام کیا بعضون نے اور نہ جائز ہونے سے مراد یہ ہے
کہ مکروہ ہے اور نماز کامل نہین ہوتی حص اور اونکی کتابون مین لکھا ہے کہ جب کوئی منتہی آگے کھڑا کردے تو درست ہے اور بغیر اوسکے
جائز نہین امر اگر ایک امام کے ساتھ لوگون نے اقتدا کی کعبے کے گرد حلقہ باندھ کے تو درست ہے مگر کوئی امام سے آگے امام سے
زیادہ کعبے کی طرف نزدیک ہے مثلاً امام دو گز کے فرق پر ہو اور مقتدی ایک گز کے تو اس صورت مین اگر وہ شخص اوس طرف
ہے جس طرف امام ہے تو نماز اوسکی درست نہوگی اور اگر اور طرف مین ہے تو درست ہوگی جاننا چاہیے کہ کعبے کی چار جانب مین چار گوشے
کے حساب سے تو جیسے جو شخص کہ اوس طرف کھڑا ہے کہ جس طرف امام ہے تو وہ شخص جس وقت کہ کعبے کی طرف امام سے زیادہ نزدیک ہے تو امام سے آگے ہو جاوے
بخلاف دوسری تین طرف کھڑے ہونے والون کے کیونکہ یہ شخص کہ اونمین امام سے زیادہ کعبے کے نزدیک ہے وہ امام سے آگے نہین ہے

کتاب الزکوۃ

زکوۃ چاندی اور سونا اور سوائم اور تجارت کے مالون مین اگر حاجت اصلی سے زائد ہون اور نصاب کے موافق ہون اور پورے
مین مالک آزاد اور عاقل بالغ مسلمان کے ہو وین بعد ایک سال گذرنے کے ان چیزون پر واجب ہوتی ہے ف زکوۃ فرض
ہے کیونکہ فرمایا اللہ تعالی نے وآتوا الزکوۃ یعنی ادا کرو زکوۃ مالون اپنے کی اور اوسپر اجماع ہے امت کا اور واجب سے
مراد اس مقام مین فرض ہے اور شرط آزاد ہونے کی اسواسطے ہے کہ کمال ملک کا ساتھ حریت کے ہوتا ہے اور غلام کی کچھ ملک
نہین ہے اور بلوغ اور عقل کو بیان کرینگے اور اسلام شرط ہے اسواسطے کہ زکوۃ عبادت ہے اور عبادت کافر سے صحیح نہین ہوتی اور نصاب
بھی ضروری ہے اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شرط کیا نصاب کو روایت کی بخاری مسلم نے ابو سعید خدری سے کہ فرمایا
حضرت نے نہین ہے کم مین پانچ وسق کھجور کے زکوۃ اور وسق ساٹھ صاع کا ہے اور صاع چار مد کا اور مد ایک رطل و تہائی رطل کا اور
اور فرمایا کہ نہین ہے کم تر پانچ اوقیہ سے چاندی کی صدقہ یعنی زکوۃ اور اوقیہ چالیس درم کا ہوتا ہے تو پانچ اوقیہ کے دو سو درم ہوئے اور اوسکے
ساڑھے باون تولے ہوتے ہیں بحساب فی روپیہ گیارہ ماشے کے ہوتے ہین اور فرمایا کہ نہین ہے پانچ اونٹون سے کم مین زکوۃ اور ایکسال گذرنے کی اسواسطے قید ہے کہ روایت
کی مالک اور نسائی نے نافع سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص حاصل کرے مال تو نہین ہے زکوۃ اوسپر یہان تک کہ گذر جاوے
اوسپر ایک سال اور روایت کی ابوداؤد نے عاصم بن ضمرہ رضی اللہ عنہ سے اور حارث اعور سے انھون نے حضرت علی سے کہ فرمایا حضرت
نے جب ہون تیرے واسطے دو سو درم اور اوسپر گذر جاوے ایک سال تو اوسمین پانچ درم ہین اور پھر جا کے بیان کیا کہ نہین ہے کسی

مال مین زکوٰۃ یہان تک کہ گذر جاوے ایکسال اور حارث اگرچہ ضعیف ہے لیکن عاصم ثقہ ہے اور روایت کی مالک نے کہ کہا قاسم نے
نہین لیتے تھے حضرت ابوبکر کسی مال سے زکوٰۃ یہان تک کہ گذرے اوسپر ایکسال ص اور جو مال نصاب بازائد حاجت اصلی سے
ہووے جیسے غلام واسطے خدمت کے اور غلہ واسطے کھانے کے اور کپڑے پہننے کے اور اسباب خانگی اور جانور سواری کے اور
ہتھیار کہ اونکو استعمال کرتا ہے اور مزدوری کے ہتھیار اور کتابین پڑھنے کی تو زکوٰۃ واجب نہین ف کیونکہ فرمایا حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہین ہے مسلمان پر صدقہ اوسکے غلام مین اور اوسکے گھوڑے مین اور ایک روایت مین ہے کہ نہین ہے اوسکے
غلام مین صدقہ مگر صدقہ فطر روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ص اور نیت تجارت کی بھی ضرور ہے مثلاً غلام
اوسکی خدمت سے زیادہ ہون یا گھر اوسکے رہنے کے سوا اور ہون تو اگر نیت تجارت کی ہوگی زکوٰۃ واجب ہوگی اور نہ مکاتب پر زکوٰۃ واجب
نہین ف اور مکاتب اوس غلام کو کہتے ہین کہ اوس سے مالک کہدے کہ اگر اتنے روپیہ تو مجھے دیدے تو تو آزاد ہے اور زکوٰۃ اسواسطے
اوسپر واجب نہین کہ حریت صرف اوسمین نہین ہے بلکہ ایکطرح کی عبدیت یعنی غلام ہونا متحقق ہے جب تک اپنی قیمت نہ ادا کرے
ص اور جو شخص کہ قرضدار ہے بقدر قرض اوسکے کے زکوٰۃ اوسپر واجب نہوگی یہ جب ہے کہ قرض کسی شخص کا آتا ہو اور اگر قرض
خدا کا ہو جسکو بندہ طلب کرے جیسے نذر یا کفارہ تو زکوٰۃ واجب ہوگی اور مال ضمار یعنی اوس مال مین کہ مالک سے غائب ہے اور امید اوسکے
ملنے کی نہین ہے جیسے مال گما ہوا یا دریا مین ڈوبا ہوا یا غصب کیا ہوا اور اوسپر کوئی گواہ نہین یا جنگل مین مثلاً گاڑا اور پھر جگہہ
اوسکی بھول گیا یا جو قرض کہ لینے والے نے اوسکا انکار کیا برسون پھر اقرار کیا لوگون کے سامنے بعد برسون کے یا جو ظالم نے
مال لے لیا اور پھر بعد برسون کے مل گیا تو ان سب صورتون مین زکوٰۃ اون برسون کی لازم نہ آویگی اور امام شافعی کے
نزدیک لازم آویگی اور جو قرض کہ مفلس یا غنی پر ہووے اور وہ اقرار کرتا ہو یا قرضدار انکار کرتا ہو لیکن گواہ اوسکے لینے پر موجود ہون
یا قاضی اوس سے واقف ہو تو یہ مال اگر اوسکو ملجاوینگے زکوٰۃ اون گذرے دنون کی واجب ہوگی اور اگر کسی چیز کو تجارت کی نیت سے خریدا بعد
اوسکے نیت خدمت کی کی زکوٰۃ اوسمین واجب نہوگی اگرچہ پھر نیت تجارت کی کرے جب تک اوسے بیچ نہ ڈالے اور جو شخص کہ ملک کا سوا چاندی اور
سونے اور سوا اوسکے کے ہبہ یا وصیت یا نکاح یا خلع یا دیت سے مالک ہوجاوے اور وقت ملک کے نیت تجارت کی ہووے تو امام ابویوسف کے نزدیک
واسطے تجارت کے ہوگا اور زکوٰۃ واجب ہوگی اور نزدیک امام محمد کے واجب نہوگی اور بعضون نے کہا ہے کہ ابویوسف کے نزدیک واجب نہوگی اور محمد کے نزدیک
واجب ہوگی اور اگر ملک کے وقت نیت تجارت کی نہو اگرچہ پھر نیت تجارت کی ہوجاوے زکوٰۃ واجب نہوگی اگرچہ نیت تجارت کے
وقت تک کی ہووے اور اگر نیت تجارت سے خریدا تو تجارت کے واسطے ہوگا جب تک اوسکو بیچ نہ ڈالے یہ جب ہے
سبب ملک کا اختیاری ہو اور اگر اختیاری نہو جیسے ورثہ وغیرہ زکوٰۃ واجب نہوگی اور زکوٰۃ مین دینے کے وقت نیت زکوٰۃ
کی چاہیے یا مال زکوٰۃ کو جدا کرے تو اگر کوئی شخص ہزارون کا مال بانٹتا ہے بغیر نیت زکوٰۃ کے وقت بانٹنے یا جدا کرنیکے تو وہ
مال زکوٰۃ سے محسوب نہوگا اور اگر سب مال کوئی شخص اللہ کی راہ مین دیدیوے تو زکوٰۃ ساقط ہوگی اور اگر تھوڑا مال فقیر کو دیوے تو جتنے کا
مال دیا ہے اوسکی زکوٰۃ امام محمد کے نزدیک ساقط ہوگی اور ابویوسف کے نزدیک نہین ہوگی مثلاً اگر اوسکے پاس دو سو درم تھے اوسنے
سو اونمین سے فقیر کو دیدیے امام محمد کے نزدیک زکوٰۃ اون سو کی ادا ہوجاویگی اور ابویوسف کے نزدیک ادا نہوگی فقط

باب مالون کی زکوٰۃ کے بیان مین

سبب اختیاری وہ جو آدمی کے اختیار مین ہو جیسے ہبہ یعنی کسیکو مال اپنا بخش دینا یا خلع یا وصیت ... اور وہ آدمی کے اختیار مین نہین ۱۲ منہ

نصاب اونٹ کی پانچ ہین اور گاے کی تیس اور بکری کی چالیس تو جب اونٹ پانچ سے یا گاے تیس سے یا بکریان چالیس سے
کم ہون زکوٰۃ واجب نہو گی **ف** کیونکہ فرمایا حضرت نے اور جسکے نہون مگر چار اونٹ تو نہین ہے اوسمین صدقہ مگر یہ کہ چاہے
مالک اوسکا یعنی فرض نہین زکوٰۃ اوسمین اور جب ہو جاوین پانچ تو اوسمین ایک بکری ہے اور فرمایا کہ جب ہون کم چالیس بکریون سے
آدمی کے پاس تو نہین ہے اوسمین صدقہ مگر یہ کہ چاہے مالک اوسکا اور فرمایا وَفِي الْبَقَرِ فِي كُلِّ ثَلَاثِيْنَ تَبِيْعٌ یعنی گاے مین
ہر تیس مین ایک گاے ہے ایک برس کی اور دوسرے برس مین لگی ہو **ص** ہر پانچے مین اونٹ سے کہ بختی ہون یا عربی **ف**
بختی وہ اونٹ اوسکو کہتے ہین کہ عربی اونٹ اور عجمی سے مل کے پیدا ہوا ہو اور عربی جسکے ماں باپ دونون عربی ہون **ص**
ایک بکری واجب ہے تو دس مین دو بکریان اور پندرہ مین تین اور بیس مین چار واجب ہونگی اور جب پچیس اونٹ ہو جاوین ایک بنت
مخاض یعنی ایک برس کی اونٹنی کہ دوسرے برس مین لگی ہو اور جب ہو جاوین چھتیس تو ایک بنت لبون یعنی دو برس کی اونٹنی
کہ تیسرے برس مین لگی ہو اور جب چھیالیس ہون تو ایک حقہ یعنی تین برس کی کہ چوتھے مین لگی ہو اور جب اکسٹھ ہون تو ایک جذعہ
چار برس کی پانچوین مین ہو اور جب چھہتر ہون تو دو بنت لبون اور جب اکانوے ہون تو ایک سو بیس تک دو حقے پھر اسی طرح ہر پانچے
مین ایک بکری پھر ایک سو پینتالیس مین ایک بنت مخاض اور دو حقے اور ڈیڑھ سو مین تین حقے اور جب سے پھر ہر پانچے مین ایک بکری
پھر ہر پچیس مین ایک بنت مخاض اور ہر چھتیس مین ایک بنت لبون پھر ایک سو چھیانوے مین دو سو تک چار حقے اور جب دو سو
پھر بعد دو سو کے پانچے سے شروع کیا جاویگا جیسا کہ بعد ڈیڑھ سو کے شروع کیا گیا تھا **ف** اور ایسا ہی وارد ہوا حدیث مین اور
اسمین خلاف امام شافعی کا ہے وَاللهُ اَعْلَمُ **ص** اور جب تیس گاے ہون یا انتیس تو ایک تبیعہ یعنی ایک سال کا دیوے اور جب
چالیس ہون تو ایک مسنہ یعنی دو برس کا پڑا یا پڑوا اور پھر ساٹھ تک حساب لگا کر دے تو جب ساٹھ ہون تو تبیعے دے اور ستر تک
پھر جب ستر ہون ایک مسنہ اور ایک تبیعہ دے پھر جب اسی ہون تو دو مسنے اور جب نوے ہون تو تین تبیعے اور جب سو ہون تو دو
تبیعے اور ایک مسنہ اور جب ایک سو دس ہون تو ایک تبیعہ اور دو مسنے پھر جب سو اور بیس ہون چار تبیعے یا تین مسنے دیوے اسی طرح
ہر ایک تیس مین تبیعہ اور ہر چالیس مین مسنہ دیا کریگا اور چالیس بکریان یا بھیڑ ہون تو ایک بکری ہے پھر ایک سو اکیس مین دو بکریان
پھر دو سو ایک مین تین بکریان دے پھر جب چار سو ہون تو چار بکریان دے پھر اسی طرح ہر سیکڑے مین ایک بکری دیا کرے **ف**
اور ایسا ہی حدیث مین آیا ہے روایت کیا اوسکو ابوداؤد نے حضرت علی سے اور اسناد اوسکی ضعیف ہے اور مروی ہے کتاب حضرت
ابوبکر مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہی ذکر کیا ہے اوسکو بخاری نے **ص** اور جو خچر یا گدھے تجارت کے نہین ہین اونمین زکوٰۃ
نہین مگر یہ کہ تجارت کے لیے ہون **ف** اسواسطے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین نازل ہوا مجھپر اونمین کچھ اور جب تجارت کے
لیے ہون تو زکوٰۃ واجب ہو گی کیونکہ مال اونکا شمل مال اور اموال کے ہے **ص** اور اونٹ گاے بکری اگر گھر مین اونکو کھلایا جاتا ہو
اور چارہ دیا جاتا ہو تو اونمین زکوٰۃ واجب نہین اور یہ جو زکات گذرے جب ہین کہ وہ جانور سوائم یعنی جنگل سے چرا لیے جاتے ہون
اکثر مدت برس کی اور جو جانور کام کے لیے ہین جیسے بیل ہل جوتنے کے یا بوجھ لادنے کے لیے تو اونمین بھی زکوٰۃ واجب نہین
بکری کے اور اونٹ کے اور گاے کے بچون مین جتنے چاہے ہون زکوٰۃ نہین ہے مگر بڑے کی تبعیت مین مثلاً چالیس بچے ہین
بکریون کے اور پانچ ہین اونٹون کے اور تیس ہین گایون کے اگر ایک بھی بڑا ہو گا تو زکوٰۃ واجب ہو گی اور نر سے اگر گھوڑے ہون

تو زکوة واجب نہین اور نر ی یادہ ہون تو بھی ایک روایت مین واجب نہین اور اگر نر مادہ ملے جلے ہون ہر گھوڑے مین ایک دینا-
لازم آویگا یا اونکی قیمت لگا کے اگر نصاب ہو تو چالیسوان حصہ لازم آویگا ف اور یہ مذہب امام ابوحنیفہ کا ہے اور قول امام زفر کا
بھی ہے اور کہا صاحبین نے نہین زکوة ہے گھوڑے مین کیونکہ حدیث مین آیا ہے کہ نہین ہے صدقہ مسلمان پر اوسکے غلام اور گھوڑے
مین روایت کیا اوسکو بخاری و مسلم وغیرہما نے اور جواب اسکا یہ ہے کہ مراد اسجا وہ گھوڑا ہے جو واسطے جہاد ہی کے ہو اور ایسا ہی منقول
ہے زید بن ثابت سے یا وہ جو گھر مین کھاتا ہو اور دلیل امام صاحب کی یہ ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر گھوڑے چرنے والے مین
ایک دینار ہے یا دس درم ذکر کیا اس حدیث کو شیخ تقی الدین نے امام مین دارقطنی سے روایت جابر رضی اللہ عنہ سے اور بعضون نے
کہا ہے کہ پہلے واجب تھی زکوة گھوڑون مین پھر منسوخ ہو گئی جیسا کہ روایت کی ترمذی اور نسائی نے حضرت علی رض سے کہ فرمایا حضرت
نے تحقیق کہ معاف کی مینے زکوة گھوڑے اور غلام کی تو نکالو صدقہ دراہم مین اور یہ صحیح نہین کیونکہ جائز ہے کہ عفو اس جگہہ
سابق سے ہو اور حدیث دارقطنی ناسخ اس حدیث کی ہو اور دلالت کرتی ہے اسپر جو روایت کی دارقطنی نے زہری سے کہ سائب بن
یزید نے خبر دی اونکو کہا کہ دیکھا مینے باپ اپنے کو کہ کھڑا کرتے تھے گھوڑون کو پھر دیتے تھے صدقہ اوسکا حضرت عمر کو اور حکم کیا حضرت عمر رض
نے ایسا ہی روایت کیا اسکو عبدالرزاق نے اور روایت کی عبدالرزاق نے ابن جریج سے انھون نے ابن شہاب سے کہ عثمان رضی اللہ عنہ صدقہ
لیتے تھے گھوڑونکا اور سائب بن یزید نے خبر دی اوسکو کہ عمر رض بن خطاب لیتے تھے صدقہ گھوڑونکا کہا زہری نے نہین جانتا ہون
مین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنت رکھا ہو صدقہ گھوڑونکا اور روایت کی امام محمد نے آثار مین ثنا ابو حنيفة عن
حماد بن ابي سليمان عن ابراهيم النخعي انه قال في الخيل السائمة التي يطلب نسلها ان شئت
في كل فرس دينارا او عشرة دراهم وان شئت فالقيمة فيكون في كل مائتي درهم خمسة
دراهم في كل فرس ذكر او انثى انتهى یعنی جو گھوڑے چرنے والے کہ طلب کی جاوے اولاد اونکی اگر چاہے ہر گھوڑے
مین ایک دینار یا دس درہم اور اگر چاہے تو قیمت کے حساب سے ہر دوسو درہم مین پانچ درہم ہر گھوڑے مین مذکر ہو یا مونث اور روایت
کی دارقطنی نے کہ مشورہ کیا اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہ ٹھہرا کہ ہر گھوڑے سے دس درہم لیے جاوین ص زکوة اور کفارہ
اور نذر اور عشر مین قیمت کا بھی دیدینا درست ہے اور جو مصدق یعنی صدقہ لیتا ہو حاکم کیطرف سے اوسکو چاہیے کہ اوسط مال لیوے
تو اگر اوس سن کا جانور جو واجب ہوتا ہے اوسط نملے ادنی لیوے اور کمی لیوے یا اعلی لیوے اور جو بڑھے دیدے ف اور اوسط مال اسواسطے لیوے کہ فرمایا
حضرت نے واسطے معاذ کے نہ لے تو اچھے مال اونکے اور ایسا ہی مروی ہے سنن ابوداود اور نسائی مین ص اور جو مال کہ بیچ سال مین بڑھ
جاوے اصل نصاب سے اپنی قسم مین مل جاویگا مثلاً اوسکے پاس اول سال مین دوسو درم تھے اور بیچ سال مین سو اور بڑھ گئے تو یہ سو
بھی اون دوسو کے ساتھ ملائے جاوینگے تو تین سو کی زکوة لازم آویگی اگرچہ اس سو پر پورا سال نہین گذرا ہے اور زکوة نصاب سے
متعلق ہوتی ہے اور جو کچھہ عفو ہے اوسکا حساب نہین مثلاً جو کوئی پینتیس اونٹ کا مالک ہووے تو واجب ایک بنت مخاض ہے پچیس مین اور جو
زیادہ ہین وہ معاف ہین یہان تک کہ اگر اس سال مین دس ہلاک ہو جاوین زکوة ویسی ہی واجب ہوگی اور اگر بعد ایک سال کے تمام نصاب ہلاک
ہو جاوے زکوة ساقط ہو گی اور اگر بعض ہلاک ہووے تو جتنا ہلاک ہوا ہے اوسکی زکوة ساقط ہو گی اور پہلے جو کچھہ نصاب سے ہلاک ہووے اوسکو
عفو مین صرف کرینگے بعد اوسکے اوس نصاب مین جو عفو سے متصل ہے بعد اوسکے اوس نصاب مین کہ اوس سے متصل ہے مثلاً اگر ساٹھ

بکریوں میں سے تین بکریاں ہلاک ہوجاویں یا چھ اونٹ سے ایک اونٹ بعد سال کے تو چالیس بکریوں پر اور پانچ اونٹ پر
ایک بکری باقی رہیگی اوسی طرح اگر چالیس اونٹ سے پندرہ ہلاک ہوجاویں چار کو عفو میں صرف کرینگے اور گیارہ کو پچیس میں
کہ وہ اوس سے متصل ہے تو پچیس اونٹ رہ جاوینگے اور اون میں ایک بنت مخاض لازم آویگی اور اگر چالیس اونٹ سے بیس ہلاک ہوویں تو چار عفو
میں صرف کیے جاوینگے اور گیارہ اوس نصاب میں جو عفو کے قریب ہے اور پانچ اوس نصاب میں جو اوس نصاب سے قریب ہے تو پچیس
کہ بیس اونٹ میں چار بکریاں باقی رہجاوینگی اور جو پچیس ہلاک ہوں پندرہ رہجاوینگی تو تین بکریاں لازم آوینگی اور جو تیس ہلاک ہوں
دس رہجاوینگی تو دو بکریاں لازم آوینگی اور جو پینتیس ہلاک ہوجاویں پانچ رہجاوینگی تو ایک بکری لازم آویگی یہانتک کہ نصاب باقی
نہ رہیگا ص اور جاننا چاہیے کہ لینا خراج کا امام کو پہونچتا ہے اور اسی طرح دسواں حصہ خارج کا اور زکوۃ سوائم اور زکوۃ مال
تجارت کی سب امام لیویگا تو اگر باغیوں نے خراج لے لیا تو مالکوں سے دوسری بار نہ لیا جاویگا کیونکہ خراج حق لڑنے والوں کا ہے
اور وہ کافروں سے لڑتے ہیں اور اگر زکوۃ مال تجارت کی لے لی اور زکوۃ کے مصارف میں صرف کیا تو بھی مالکوں سے دوبارہ
نہ لیا جاویگا اور اگر انہوں نے اوسکے مصرفوں میں صرف نہیں کیا تو اون لوگوں کو چاہیے کہ چپکے سے دوبارہ زکوۃ دیویں یہی
فتوی ہے اور بعضوں کے نزدیک اونکو پھر دینا لازم نہیں اور بعضوں کے نزدیک اگر اونکو دینے کے وقت نیت تصدق کی کرینگے تو
زکوۃ اونسے ساقط ہوجاویگی اور شیخ ابو منصور ماتریدی نے اسکو قبول نہیں کیا ف اور باقی تفصیل اسکی اصل میں لکھی ہے ہمنے اس
جگہہ بنظر اس بات کے کہ عوام فہم تھا ترک کیا ص اور جو لڑکا تغلبی ہو تو اوسکے مال سے جزیہ نہ لیا جاویگا اور عورت تغلبی کے مال
سے مثل اونکے مردوں کے لیا جاویگا جاننا چاہیے کہ تغلبی منسوب ہے طرف تغلب کے اور بنو تغلب کہ ایک قوم تھی مشرکین سے حضرت عمر رض نے اونسے
جزیہ طلب کیا اونھوں نے انکار کیا اور کہا کہ ہم صدقہ دونا دیوینگے تو اس بات پر صلح ہوئی اور حضرت عمر رض نے کہا کہ یہی جزیہ ہے
تم جو تم چاہو اسکا نام رکھو ... تو جب اونسے زکوۃ کے دونے پر صلح ہوگئی اونکے لڑکوں سے نہیں لیا جاویگا اور عورتوں سے لیا جاویگا
اور جو صاحب نصاب کا ہے اوسکو ایک سال کے پہلے یا زیادہ زکوۃ کا دیدینا اور بھی اوسکو کئی نصابوں کی زکوۃ کا دیدینا درست ہے مثلاً
اوسکے پاس سو درم تھے اور اوسنے کئی نصابوں کی زکوۃ اون میں سے ادا کی اور بعد اوسکے وہ نصاب اوسکو ملی پہلی زکوۃ اوس سے بھی کافی
ہوگی اور جو پوری ایک نصاب کا مالک نہیں اور وہ پیشتر کئی نصابوں کی زکوۃ دے تو درست نہیں ف پہلے سال سے زکوۃ دینا
اسواسطے درست ہے کہ روایت کی ابوداؤد اور ترمذی نے عبداللہ بن عمرو بن العاص سے کہ پوچھا عباس رض نے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم سے زکوۃ جلدی دینے میں قبل گذرنے سال کے واسطے مسارعت کے طرف نیکی کے تو اذن دیا آپنے اونکو ص نصاب
سونے کا بیس مثقال ہے اور چاندی کا دوسو درم کہ ہر دس درم سات مثقال کے ہوں اور اس وزن کو وزن سبعہ کہتے ہیں
تو ایک درم آدھا اور پانچواں حصہ مثقال کا ہوویگا تو دس درم سات مثقال کے ہوں گے اور مثقال بیس قیراط کا ہوتا ہے اور درم چودہ
قیراط کا اور قیراط پانچ جو کا ہوتا ہے ف کیونکہ فرمایا حضرت نے نہیں کم پانچ اوقیہ سے چاندی میں زکوۃ اور ذکر کیا اوپر اس حدیث
کو اور اوقیہ چالیس درم کا ہوتا ہے تو پانچ اوقیے کے دوسو درم ہوئے اور روایت کی ابوداؤد اور ترمذی نے حضرت علی رض سے
اور اوس میں ہے کہ نکالو صدقہ چاندی کا ہر چالیس درم میں سے ایک درم اور نہیں ہے ایک سو نوے میں کچھ اور جب دوسو ہوں تو اس میں
پانچ درم ہیں اور روایت کی دارقطنی نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا معاذ بن جبل رض کو جب بھیجا اونکو یمن کی طرف یہ کہ لیوے

ہر چالیس دینار مین سے ایک دینار اور ہر دو سو درہم سے پانچ درہم اخیر تک اور وہ ضعیف ہے ساتھ عبد اللہ بن شبیب کے اور
روایت کی دارقطنی نے حضرت عائشہؓ اور ابن عمرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لیتے تھے ہر بیس دینار سے آدھا دینار
اور چالیس دینار سے ایک دینار اور یہ ضعیف ہے ساتھ ابراہیم بن اسمعیل بن مجمع کے اور دینار ایک مثقال کا ہوتا ہے اور روایت کی ابو احمد
بن زنجویہ نے کتاب الاموال مین عمرو بن شعیب سے انھون نے اپنے باپ سے انھون نے اپنے دادا سے کہ فرمایا حضرت نے نہین ہے دو سو درہم سے
کم مین کچھ اور نہ بیس مثقال سے کم سونے مین کچھ اور دو سو مین پانچ درہم مین اور بیس مثقال مین آدھا مثقال ہے اور اسناد اوسکی ضعیف ہے
اور روایت کی ابو داؤد نے مراسیل مین اور نسائی نے دیات مین عمرو بن حزم سے اور اوس مین ہے کہ فرمایا آپ نے ہر چالیس دینار مین
ایک دینار ہے اور یہ حدیث ثابت ہے اور کہا ابن الہمام نے وھو حدیث ثابت لا شک فی ثبوتہ تعالے ما قدمناہ یعنی
یہ وہ حدیث ہے کہ نہین شک ہے اوسمین جیسا اوپر ہمنے اسکو بیان کیا ص سونا یا چاندی مین سکہ دار اور معمول ہو یا ڈلا ہو
چالیسوان حصہ زکوۃ مین واجب ہوتا ہے ف تو اگر زیور چاندی یا سونے کا ہوگا زکوۃ واجب ہوگی اور امام شافعی کے
نزدیک نہین واجب ہے اور دلیل امام صاحب کی یہ ہے جو روایت کی ابو داؤد اور نسائی نے کہ ایک عورت آئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس اور اوسکے ساتھ اوسکی بیٹی تھی اور اوسکے ہاتھ مین دو کنگن تھے موٹے سونے کے سو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے اوسکی بیٹی سے کیا ادا کرتی ہے تو زکوۃ اوسکی کہا نہین کہا کہ آسان ہے تجکو کہ پہناوے اللہ تجکو دو کنگن دن قیامت کے آگ کے
کہا راوی نے کہ اوتار ڈالا اونکو اوسنے اور پھینک دیا حضرت کے سامنے اور کہا کہ یہ دونون واسطے اللہ کے اور رسول کے ہین کہا ابو الحسن
قطان نے اسناد اوسکی صحیح ہے اور کہا منذری نے مختصر مین کہ نہین ہے گفتگو اوسکی اسناد مین اور سنن ترمذی مین ہے ابن لہیعہ سے
کہا کہ آئین دو عورتین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور ذکر کیا اوس حدیث کو اور اوسمین ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے ادا کرو زکوۃ اوسکی اور وجہ ضعیف کیا اوسکو ترمذی نے اور کہا کہ نہین صحیح ہے اس باب مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
کچھ مراد یہ ہے کہ اس طریقے سے کوئی حدیث صحیح نہین ہوئی ورنہ خطا ہے کہا منذری نے کہ شاید قصد کیا اوسنے اون طریقون کو جو ذکر کیا
اونکو اور طریقہ ابو داؤد کا نہین گفتگو ہے اوسمین اور کہا ابن القطان نے بعد تصحیح کے حدیث ابی داؤد کو کہ ضعیف کیا ترمذی نے اس حدیث
کو سوا اسکے کہ نزدیک اوسکے اوسمین دو ضعیف ہین ابن لہیعہ اور مثنی بن الصباح اور روایت کی ابو داؤد نے عبد اللہ بن شداد سے کہا کہ داخل
ہوئے ہم حضرت عائشہؓ پر کہا کہ داخل ہوئے مجھ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دیکھین میرے ہاتھ مین بڑی بڑی انگوٹھیان چاندی کی سو
فرمایا کہ کیا ہے یہ اے عائشہ سو کہا مینے بنایا مینے اونکو کہ زینت کرون مین واسطے تمھارے اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کہ ادا کرتی
ہے زکوۃ اونکی کہا مینے نہین فرمایا کہ وہ کافی ہے تجکو آگ کے لیے اور روایت کیا اوسکو حاکم نے اور صحیح کیا اوسکو اور ضعیف کیا
اوسکو دارقطنی نے اسطرح پر کہ محمد بن عطاء مجہول ہے اور جواب دیا اوسکا بیہقی اور ابن القطان نے کہ محمد بن عمرو بن عطاء ثقہ لوگون مین
ہین اور لیکن وہ اونکی اسناد مین اپنے دادا کی طرف منسوب ہوا اسی واسطے دارقطنی نے اوسکو مجہول جانا اور متابعت کی اوسکی
عن الحجاج اور بیان کیا وہ سنن ابو داؤد مین اور بیان کیا اوسکو شیخ نے اوسکے محمد بن ادریس رازی نے اور وہ ابو حاتم رازی ہے امام
جرح اور تعدیل کے اور روایت کی ابو داؤد نے ام سلمہؓ سے کہا کہ مین پہنتی تھی اوضاح سونے سے اور اوضاح ایک قسم زیور کی ہے سو کہا
مینے کیا کنز ہے یہ اے رسول اللہ فرمایا کہ جو پہونچے یہانتک کہ ادا کی جاوے زکوۃ اوسکی اور زکوۃ اوسکی دیجاوے تو وہ کنز نہین ہے اور کنز سے

مروی ہی کہ کنز چاندی اور سونے کا اوسکی زکوۃ نہ دینا اوسکی گناہ ہی اور احتجاج کیا اوسکا حاکم نے مستدرک میں محمد بن مہاجر سے
انھوں نے ثابت سے اور یہی اسناد اوسکا کہ صحیح ہی اوپر شرط بخاری کے اور لفظ اوسکا یہ ہی کہ جب ادا کی جاوے زکوۃ اوسکی تو وہ کنز نہیں ہی
لیکن کہا بیہقی نے کہ متفرد ہوا ساتھ اوسکے ثابت بن عجلان اور کہا صاحب تنقیح نے کہ یہ حرج نہیں کرتا کیونکہ ثابت بن عجلان
روایت کی اوس سے بخاری نے اور توثیق کی اوسکی ابن معین نے اور وہ جو کہا عبد الحق نے کہ نہیں حجت پکڑی جاویگی ساتھ اوسکے
قول ہی ضعیف نہیں کہا یہ کسی نے اور انکار کیا اوسپر شیخ تقی الدین ابن دقیق العید نے اور وہ جو کہا ابن الجوزی نے کہ محمد بن مہاجر
اوسکی اسناد میں کہا ابن حبان نے کہ بناتا ہی احادیث کو اور نسبت کرتا ہی اونکی طرف ثقات کے کہا صاحب تنقیح نے یہ وہم ہی ابن الجوزی کا
کا تبیع ہی اسواسطے کہ محمد بن مہاجر کذاب وہ اور ہی اور یہ جو روایت کرتا ہی ثابت بن عجلان سے ثقہ ہی شامی ہی روایت کی اوس سے
مسلم نے اور توثیق کی اوسکی احمد اور ابن معین اور ابو زرعہ اور دحیم اور ابو داؤد وغیرہم نے اور شباب بن بشیر روایت ابو داؤد
توثیق کی اوسکی ابن معین نے اور روایت کی اوس سے بخاری نے ساتھ متابعت کے اور وہ جو مروی ہی جابر سے انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ
وسلم سے کہ نہیں ہی زیور میں زکوۃ کہا بیہقی نے باطل ہی نہیں ہی اصل اوسکی اور ذکر کیا اوسکو شوکانی نے موضوعات میں اور صحیح یہ ہی
جابر کا قول اور جو آثار کہ مروی ہیں ابن عمرؓ اور حضرت عائشہؓ اور اسماء سے سو وہ موقوف ہیں اور معارض ہیں اونکے اور آثار
روایت ہی حضرت عمر رضی سے کہ انھوں نے لکھا ابو موسی اشعری کو کہ زکوۃ دیوین عورتیں اپنے زیوروں کی روایت کیا اسکو ابن
ابی شیبہ نے اور ابن مسعود سے ہی کہ زیور میں زکوۃ ہی روایت کیا اوسکو عبد الرزاق نے اور لکھا عبد اللہ بن عمروؓ نے خازن اپنے سالم کو کہ
نکالے زکوۃ اپنی بیٹیوں کے زیوروں کی روایت کیا اوسکو دارقطنی نے اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے عطا اور ابراہیم
اور سعید بن جبیر اور طاؤس اور عبد اللہ بن شداد سے کہ کہا انھوں نے وَفِي الْحُلِيِّ زَكٰوةٌ یعنی زیور میں زکوۃ ہی اور تصحیح
روایت کی عطا اور ابراہیم نخعی سے کہ کہا انھوں نے جاری ہوئی سنت کہ زیور میں زکوۃ ہی اور بہت سے آئے اس باب میں
آثار اور وہ جو روایت کی مالک نے ابن عمرؓ اور حضرت عائشہؓ سے کہ نہیں ادا کی انھوں نے زیور میں زکوۃ معارض ہی اوسکے جو ہم
کہہ آئے صحیح مذہب امام صاحب کا ہی وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَعِلْمُهٗ اَتَمُّ ص اور ایسا ہی اسباب تجارت میں بھی چالیسواں
حصہ دیا جاویگا اور چالیسواں حصہ درہم سے کرینگے اگر اوسمین فقیروں کو نفع ہووے یا دینار سے کرینگے اگر اوسمین زیادہ نفع
ہوا اور جب نصاب پر پانچواں حصہ بڑھ جاویگا تو اوسمیں بھی حساب سے زکوۃ واجب ہوگی جیسے دو سو درہم میں چالیس بڑھ جاوین تو
ایک درہم زکوۃ میں دینا پڑیگا اور جو اوس سے کم بڑھیں وہ معاف ہو جاوینگے اور اگر پانچویں حصے سے نصاب کم بڑھیں تو کچھ لازم نہیں آتا اور
صاحبین کے نزدیک جو دو سو پر زیادہ ہو تو زکوۃ اوسکی اوسکے حساب سے واجب ہو گی چاہے پانچواں حصہ یعنی چالیس درہم پورے
ہوں یا نہوں اور یہی قول ہی امام شافعی کا اور دلیل اونکی یہ ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور جو زیادہ ہو دو سو پر تو زکوۃ
اوسکی اوسکے حساب سے ہی اور دلیل امام ابو حنیفہ کی یہ ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے معاذ کے اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ اَنْ لَّا يَاْخُذَ مِنَ الْكُسُوْرِ شَيْئًا یعنی حکم کیا اونکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہ لیوے کسور سے
کچھ یعنی چالیس تک جو بیچ میں کسرات واقع ہیں اونمیں زکوۃ نہ دی جاویگی مثلاً دو سو پر بیس بڑھیں تو پانچ درہم اور آدھا درہم دینا
اور دس بڑھیں تو ربع درہم و تیس بڑھیں تو تین حصے درہم کے اور روایت کیا اس حدیث کو دارقطنی نے معاذ سے وہ

شیخ ہمارے ساتھہ سفیان بن حزم کے اور کہا عبد الحق نے احکام مین کہ روایت کی ابو داود نے عبد اللہ اور محمد سے اونھون نے
اپنے باپ سے اونھون نے اپنے دادا سے اونھون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ لکھی آپ نے کتاب واسطے عمرو بن حزم کے کہ نہین ہے چاندی مین
صدقہ یہان تک کہ پہونچے دو سو درہم کو تو اوسمین پانچ ہین اور ہر چالیس مین ایک ہے اور نہین ہے چالیس سے کم مین صدقہ اور روایت
کی ابن حزم نے بروایت نسائی اور ابن حبان اور حاکم کے کہ ہر پانچ اوقیہ مین چاندی سے پانچ درہم ہین اور جو زیادہ ہو تو ہر چالیس
سے ایک درہم ہے اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنِ سُلَیْمَانَ عَنْ عَاصِمٍ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ
کَتَبَ عُمَرُ اِلٰی اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ فَمَا زَادَ عَلَی الْمِائَتَیْنِ فَفِیْ کُلِّ اَرْبَعِیْنَ دِرْهَمًا دِرْهَمٌ یعنی لکھا حضرت
عمر نے طرف ابی موسی اشعری کے اور لیکن جو زائد ہو دو سو پر تو ہر چالیس درہم مین ایک درہم ہے اور ایک روایت مین ہے کہ لاؤ چوتھا حصہ
دسوین حصے کا یعنی چالیسوان حصہ ہر چالیس درہم سے ایک ص اور اگر درم مین کچھہ فضل ہو تو اگر چاندی زیادہ ہے تو اوسی کا اعتبار
ہوگا اور اگر غش یعنی تانبا وغیرہ زائد ہے تو اونکی قیمت لگائی جاویگی اور اگر نصاب کا بیچ سال مین نقصان ہو جاوے اور پھر آخر سال مین
پورا ہو جاوے زکوۃ واجب ہوگی مثلاً اگر اوسکے پاس اول سال مین نصاب یعنی بیس دینار موجود تھے پھر سال کے درمیان مین
کم ہو گیا اور پھر اخیر سال مین بیس دینار ہو گئے زکوۃ ویسی ہی واجب ہوگی اور سونا چاندی کی طرف ملایا جاویگا اور اسباب دونون
کی طرف ملایا جاویگا مثلاً اگر اوسکے پاس دس دینار اور نوے درہم تھے کہ قیمت اوسکی دس دینار ہین زکوۃ امام صاحب
کے نزدیک واجب ہوگی اور صاحبین کے نزدیک نہین واجب ہوگی اور جب اوسکے پاس دس دینار اور سو درہم تھے اوسکے نزدیک زکوۃ واجب

باب عاشر کے بیان مین

عاشر اوس شخص کو کہتے ہین جسکو بادشاہ نے راہگذر پر تاجرون کے صدقہ لینے کے لیے مقرر کیا ہو اور اگر کسی تاجر نے عاشر سے کہا
کہ تمام سال میرے اوپر نہین گذرا ہے یا قرض سے مین فارغ نہین ہون یا سوا اسکے اول مین کہا کہ شہر مین فقیر کو دیچکا ہون تو عاشر
اوسکے قول کو بغیر قسم کے قبول نکرے اور اگر کہے سوائم مین کہ فقیر کو دے چکا ہون تو اوسکا قول سچ نجانے کیونکہ سوائم مین فقیر کو
دینا درست نہین بلکہ بادشاہ کو دینا چاہیے تاکہ اوسکو مصرف مین اوسکے صرف کرے اور اگر دعوی کیا کہ زکوۃ اس سال کی مین دوسرے عاشر کو دیچکا
ہون اگر وہ عاشر اوس سال کا عاشر تھا تو قول اوسکا ساتھہ قسم کے مان لینگے اور اوس عاشر کی چٹھی وصول نکالنا ضرور نہوگا اور جسمین قول
مسلمان کا اعتبار کیا جاتا ہے ذمی کا بھی اعتبار کیا جاویگا نہ حربی کا مگر حربی اگر اپنی لونڈی مین کہے کہ یہ میری ام ولد ہے تو سچ جانا جاویگا اور اوس سے
کچھہ نہ لیا جاویگا اور مسلمان سے عاشر چالیسوان حصہ لیوے اور ذمی سے بیسوان اور حربی سے دسوان حصہ اگر مال اوسکا نصاب کو پہونچ
جاوے ف اور ایسا ہی کیا تھا حضرت عمر نے روایت کی امام محمد نے حضرت عمر سے کہ بھیجا اونھون نے ایک شخص کو اور حکم کیا کہ
لے مسلمانون کے مال سے جب تجارت کے لیے ہون چوتھا حصہ دس حصون مین سے اور ذمیون کے مال سے آدھا حصہ دس حصون مین سے
اور حربی کے مال سے دسوان حصہ اور ایسا ہی روایت کیا اوسکو عبد الرزاق نے اور لوگون نے وَاللّٰهُ اَعْلَمُ ص اور جتنا کہ کافر
ہمارے تاجرون سے لیتے ہین معلوم نہووے اور اگر معلوم ہو جاوے تو اوتنا ہی ہم بھی اونسے لینگے اگر کل مال وہ نہ لیتے ہون
تو اگر اہل حرب ہمارا کل مال لیتے ہین تو ہمارا عاشر حربی سے کل مال نہ لیویگا اور اگر نصاب سے کم ہے تو اونسے نہ لیا جاویگا اگرچہ وہ سے اوتنا لیا
باقی نصاب کا گھر مین ہے اور اگر اہل حرب ہم لوگون سے کچھہ نہین لیتے تو ہم بھی اونسے کچھہ نہ لینگے اور اگر حربی سے عشر لے لیا اور

سوال ذمی اوس کافر کو کہتے ہین جسنے اسلام مین امان دی گئی ہو اور اوس سے جزیہ لیا جاویگا اور حربی جسے مسلمان نے امان دی گئی ہو
منہ عفی عنہ
سوال ۳ ام ولد وہ لونڈی ہے جس سے مالک کی اولاد ہوئی ہو
منہ عفی عنہ

پھر تین سال کی بستے کے پھر دو شریک گذرا اگر دو احرست آیا تو دوسرے رو بار دسوان حصہ لیا جاویگا اور اگر لایت کے پہلے طون جا ای تو لیا جاویگا اور جو ذمی شراب لیکے گذرے تو بیسوان حصہ لیا جاویگا اور سور میں کچھ نہ لیا جاویگا فقط شراب یا سور کا دونو کی لیکے گذرے امام ابو حنیفہ کا مذہب ہی اور شافعی کے نزدیک کسی کا بیسوان حصہ نہ لیا جاویگا اور نزدیک امام محمد کے دونوں کا لیا جاویگا اور ابو یوسف کے نزدیک اگر دونوں کو لیکے آوے تو دونوں کا بیسوان حصہ لیا جاویگا اور اگر فقط شراب لیکے گذرے تو اوس کا بیسوان حصہ لیا جاویگا اور اگر فقط سور ہو تو کچھ نہ لیا جاویگا اور اگر کوئی شخص مال بضاعت یا مال مضاربت لیکر گذرے یا مال سے ماذون کا مال ہو یا اپنے گھر کے مال سے سوا کہ وہ مال اوسکے پاس امانت ہو کہ مال مضاربت میں اگر اوسکا حصہ نفع کا ہو تو اوسکے حصے کے موافق لیا جاوے اور اگر کوئی غلام ماذون گذرے تو اگر قرضدار ہو تو کچھ نہ لیوے اور اگر قرضدار نہ ہو تو اگر مولیٰ اوسکا اوسکے ساتھ ہی تو لیوے اور اگر ساتھ نہیں ہے تو نہ لیوے

باب رکاز کے بیان میں

رکاز وہ مال کہتے ہیں کہ زمین کے نیچے پیدا ہوا ہو یا رکھا گیا ہو تو کان پیدا ہوتی ہی اور خزانہ رکھا جاتا ہی کان بننے کی زمین ہی سے زمین خراج یا عشری میں ہو پانچوان حصہ واجب ہوتا ہی کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ رکاز میں پانچوان حصہ ہی اخراج کیا اوسکو صحاح ستہ والوں نے صں اور باقی سب پانے والوں کا ہی اگر اوس زمین کا کوئی مالک نہیں ہی اور اگر وہ زمین کسی کی ملک ہی تو باقی مالک کو دیوے اور اگر کسی کے گھر میں کچھ نکلا تو اوس میں کچھ واجب نہیں ہوتا ہی اگر اپنی زمین میں پایا تو اوس میں ایک روایت میں کچھ لازم نہیں آتا اور ایک میں لازم آتا ہی اور موتیوں اور عنبر وغیرہ میں اگر سمندر سے نکلے تو پانچوان نہیں واجب ہی ف اسلئے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لا خُمُسَ فِي الْحَجَرِ یعنی نہیں ہی پانچوان حصہ پتھر میں اور یہ حدیث غریب ہی اور اس لفظ سے نہیں ملی ان روایت کی ابن عدی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لَا زَكٰوةَ فِي حَجَرٍ یعنی نہیں ہی زکوٰۃ پتھر میں دو طریق سے اور دونوں ضعیف ہیں پہلا سبب عمر بن ابی عمر کلاعی کے اور دوسرا ساتھ محمد ابن عبداللہ عرزمی کے اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے عکرمہ سے کہ نہیں ہی موتی اور زمرد میں زکوٰۃ مگر یہ کہ تجارت کے لیے ہو اور ایسا ہی جو عنبر میں اور یہ مذہب امام ابو حنیفہ اور محمد کا ہی اور ابو یوسف کے نزدیک جو چیز زیور کے قسم سے دریا سے نکالی جاوے تو اوس میں پانچوان حصہ ہی واسطے کہ حضرت عمر نے لیا خمس عنبر سے اور یہ حدیث غریب ہی اور روایت کیا اوسکو قاسم بن سلام نے کتاب الاموال میں لیکن سند اوسکی ضعیف ہی اور اسلیے کہا شیخ ابن الہمام رحمہ اللہ نے کہ اَنَّ مَا رُوِیَ عَنْ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ لَمْ يَثْبُتْ اَصْلًا یعنی نہیں ثابت اس حدیث کا عمر رضی اللہ عنہ سے نہیں صحیح ہوا ہی لیکن روایت کی عبد الرزاق نے حدثنا معمر عن سماك بن الفضل عن عمر بن عبد العزيز انه اخذ من العنبر الخمس یعنی لیا عمر بن عبد العزیز نے عنبر سے پانچوان حصہ اور حسن بصری اور ابن شہاب زہری نے کہا انہوں نے عنبر اور موتی میں پانچوان حصہ ہی اور روایت کی شافعی نے ابن عباس سے ان ابراهيم بن سعد كان عاملا لعدن سال ابن عباس عن العنبر فقال لو كان فيه شيء فالخمس یعنی پوچھا ابن عباس سے عنبر سے کہا اگر ہی اوس میں کچھ تو پانچوان حصہ ہی اور اس سے شک معلوم ہوتا ہی اور ترجمہ باب بخاری میں جو حدیث کی ابو عبید نے کتاب الاموال میں اور شافعی نے بھی حدثنا ابن ابي عمر ... عن ابن عباس في العنبر سمعت عمرو بن دينار يحدث عن ابن عباس رضي الله عنه قال ليس في العنبر خمس

کہا ابن عباسؓ نے کہ نہین ہی عنبر مین پانچوان حصہ اور کہا **حدثنا** مروان بن معاویۃ عن ابراھیم المدنی عن ابی الزبیر عن جابر بن عبداللہ اور جابر سے بھی ایسا ہی مروی ہی **ف** جو خزانہ کہ ملیگا اوسکا اسلام کا ہو اگر پاوے تو اوسکو لوگون سے پہچنوائے جیسے لقطہ یعنی پڑی چیز کا حکم ہی اور اگر اسکا کفر کا ہی تو پانچوان حصہ لازم آویگا اور باقی پانے والے کا اگر وہ زمین اوسکی ملک نہین ہو اور نہین تو جو مالک اول اسلام کی فتح کا ہی اوسکو ملیگا اور اگر تاجر ہمارا امن لیکے دار الحرب مین گیا اور وہان رکاز پائی سب اوسکی ہی اور اگر کسی حربی کے گھر مین پائی تو گھر کے مالک کی ہی اور اگر زمین دار الحرب کے جو کسی کی ملک نہین ہی پائی پانچوان حصہ اوسکا نہین اور باقی اوسکا ہی

باب زکوٰۃ خارج کے بیان مین

زمین عشری کے شہد مین اور پہاڑ کے شہد مین اور میوہ مین اور زمین مین نکلنے والی چیزون مین برابر ہی کہ اوسکو پانی جاری یا مینہہ نے سینچا ہو اگرچہ پانچ وسق تھون یا برس بھر باقی نرہتا ہو امام ابوحنیفہ کے نزدیک دسوان حصہ لازم آویگا اور صاحبین اور امام شافعی کے نزدیک پانچ وسق سے کم مین کچھہ لازم نہ آویگا اور وسق ساٹھہ صاع کا ہوتا ہی اور صاع آٹھہ رطل یعنی چار سیر بھہائی کا ہوتا ہی **ف** لیکن شہد سے دسوان حصہ اگرچہ پانچ وسق کے برابر نہووے سو اسواسطے کہ روایت کی بخاری نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ جسکو ترکرے آسمان یا چشمہ اور زمین عشری ہو تو اوسمین دسوان حصہ ہی اور جو ڈول وغیرہ سے پانی دیا جاوے تو اوسمین بیسوان حصہ ہی اور حدیث مین مطلق ہی اور ذکر پانچ وسق کا نہین ہی تو محمول ہوگی اطلاق پر اور اس باب مین بہت آثار ہین نکالا عبد الرزاق نے عمر بن عبد العزیز سے کہا کہ جو اوگے کم یا بہت اوسمین دسوان حصہ ہی اور نکالا مانند اسکے مجاہد اور ابراہیم نخعی سے اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے مانند اسکے عمر بن عبد العزیز اور مجاہد اور نخعی سے اور زیادہ کیا حدیث نخعی مین یہانتک کہ ہر چیز مین دسوان حصہ ہی اور امام شافعی کی دلیل یہ ہی کہ فرمایا حضرتؐ نے لَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ صَدَقَةٌ نہین ہی پانچ وسق سے کم مین صدقہ اور یہہ حدیث گذرچکی روایت کی عبد الرزاق نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ انھون نے لکھا طرف یمن کے یہ کہ لیا جاوے شہد والون سے دسوان حصہ اور روایت کی عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ نے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لیا شہد سے دسوان حصہ نقل کی یہ ابن حبان نے اور روایت کی شافعی نے سعد بن ابی ذباب سے کہ آیا مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور کہا مینے اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرو واسطے قوم میری کے وہ چیز کہ اسلام لائے اوسپر سو کیا اور عامل کیا مجکو ابوبکرؓ نے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سو جب آئے وہ اپنی قوم پر کہا اے قوم ادا کرو زکوٰۃ شہد کی کیونکہ نہین بہتری ہی اوس مال مین کہ ندی جاوے زکوٰۃ اوسکی کہا انھون نے کیا جانتے ہو تم یعنی کتنی زکوٰۃ دیوین کہا کہ دسوان حصہ اور لیا مینے اونسے دسوان حصہ اور لایا مین اوسکو حضرت عمرؓ کے پاس سو بیچ ڈالا انھون نے اوسکو اور کردیا اوسکو مسلمانون کے صدقون مین اور ایسا ہی روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے صفوان بن عیسیٰ سے کہا انھون نے حدیث کی ہمسے اوسکی حارث نے اور روایت کیا اوسکو صلت بن محمد نے انس بن عیاض سے انھون نے حارث بن ابی ذباب سے انھون نے منیر بن عبد اللہ سے انھون نے اپنے باپ سے انھون نے سعد سے اور نہین پہچانا ابن المدینی نے منیر کو اور پوچھا اونسے ابو حاتم نے کیا صحیح ہی حدیث اوسکی فرمایا کہ ہان اور نکالا ابو عبید قاسم بن سلام نے کتاب الاموال مین عمرو بن شعیب سے انھون نے اپنے باپ سے انھون نے اپنے دادا سے کہ لیتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے زمانے مین شہد سے دسوان حصہ ہر دس مشک سے ایک مشک اور اسناد مین اوسکی ابن لہیعہ ضعیف ہی

اور ایسی ہی روایت کی ترمذی نے اور ضعیف کیا اوسکو اور روایت کی ابن ماجہ نے اس حدیث کو بسند صحیح کہا ابن
حدثنا احمد بن یحیی ثنا نعیم بن حماد ثنا ابن المبارک ثنا اسامۃ بن زید عن عمرو
بن شعیب عن ابیہ عن جدہ عبد اللہ بن عمرو عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ اخذ من العسل
العشر یعنی لیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شہد سے دسواں حصہ اور یہ حدیث صحیح ہے اس باب میں اور یہی لازم ہے کہ کہا
اسناد اوسکا صحیح ہے اور روایت کی ابن ماجہ نے ابی سیارۃ متعی سے کہ کہا میں نے اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس شہد ہے
فرمایا ادا کر عشر کو یعنی دسویں حصے کو سو کہا میں نے اے رسول اللہ محافظت کرو اوسکی تم میرے واسطے سو کی آپ نے اور ایسا ہی
روایت کیا اوسکو امام احمد اور ابو داؤد طیالسی نے اور ابو یعلیٰ موصلی نے اپنے مسندوں میں کہا بیہقی نے کہ صحیح ہے روایت
کیا گیا واجب ہے عشر میں اور وہ منقطع ہے کہا ترمذی نے پوچھا میں نے محمد بن اسمعیل سے اس حدیث کو سو کہا کہ یہ منقطع ہے سلیمان
بن موسیٰ نے نہیں پایا ابی سیارۃ کو اور نہیں ہے صحیح شہد کی زکوٰۃ میں کچھ اور روایت کی مثل اسکے طبرانی نے معجم میں اور تفسیر
کی اسکی شیخ ابن الہمام نے واللہ اعلم بالصواب لیکن حق یہ ہے کہ ان سب حدیثوں سے زکوٰۃ شہد کی ثابت ہوگئی اگرچہ
ایک ایک حدیث سے ثابت نہ ہو اور دیکھو بیشک حدیث عمرو بن شعیب کی جسکو روایت کیا ابن ماجہ نے صحیح ہے اسناد اوسکی
اور نہیں پایا گیا اوسمیں کوئی قدح **ص** اور سبزیوں وغیرہ یا جو چیزیں کہ برس بھر نہیں رہتیں صاحبین اور شافعی کے نزدیک
صدقہ نہیں اور امام صاحب کے نزدیک واجب ہے کہ مالک سبزیوں وغیرہ کا فقیر کو صدقہ دیوے نہ کہ بادشاہ اوسکو لیوے ایسا ہی
لکھا ہے اسرار میں قاضی امام ابو زید دبوسی نے **ف** اور دلیل امام صاحب کی یہ ہے جو اوپر گذری کہ جو اوگا وے آسمان یا چشمہ اور زمین
عشری ہو تو اوسمیں دسواں حصہ ہے اور اطلاق حدیث کا اونکے نزدیک حجت ہے اور صاحبین کی دلیل یہ ہے جو جامع ترمذی میں ہے
حدیث معاذ سے کہ نہیں ہے سبزیوں میں صدقہ اور کہا کہ نہیں ہے اسناد اوسکی صحیح اور نہیں ہے صحیح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے کچھ اس باب میں اور روایت کیا حاکم نے یہ مضمون اور صحیح کیا اوسکو اور غلطی کی اوسنے اسناد میں اوسکی اسحق بن یحیی متروک ہے
کیا اوسکو احمد اور نسائی وغیرہما نے اور بیہقی اس باب میں ایک حدیث ہے روایت کیا جسکو دارقطنی نے موسیٰ بن طلحہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم منع کیا کہ لیا جاوے سبزیوں میں صدقہ اور مرسل ہمارے نزدیک حجت ہے **ص** اور لکڑی وغیرہ جیسے نرکل اور گھانس میں صدقہ
واجب نہیں اور جو کہ زمین سے نکلے اور وہ ڈول یا دولاب سے پانی دیا جاوے تو اوسمیں بیسواں حصہ دیا جاویگا پہلے صدقہ دے لیں اور بعد اوسکے
کاٹنے وغیرہ کی مزدوری نکالیں **ف** اور دلیل اسکی اوپر گذر چکی **ص** اور جو زمین عشری تغلبی کی ہے اوس زمین سے جو نکلے تو پانچواں
حصہ لازم آویگا لڑکا اور مرد عورت سب اونکے برابر ہیں اگرچہ وہ مسلمان ہو گئے ہوں یا اوسکو مسلمان یا ذمی خرید لیوے کیونکہ دسواں حصہ
لازم آتا ہے ہمارے لوگوں پر تو اونکے لوگوں پر اوسکا دونا لازم آویگا اگرچہ مسلمان ہو جاویں ظرفین کے نزدیک اور ابو یوسف کے نزدیک
اگر مسلمان ہو جاویں تو دسواں حصہ لازم آویگا اور عشری زمین کو ذمی نے خریدا تو وہ خراجی ہو جاویگی اور اگر پھر اوسکو مسلمان
نے لے لیا تو پھر عشری ہو جاویگی **ف** زمین عرب کی اور جو زمین کہ اہل اوسکے اسلام لاویں اوس زمین میں اوسکو بعد فتح کے ساتھ
غلبے کے لشکر میں تقسیم کیا عشری ہے اور وہ زمین کہ اوسکو بعد غلبے کے اونہیں کفار پر رہنے دیا اور وہ زمین کہ اونکے رہنے والوں سے
صلح ہے خراجی ہے **ص** اگر اپنی زمین کو ذمی نے باغ بنایا خراجی ہو جاویگا اور اگر اوسکو مسلمان نے بنایا تو اگر اوسکو خراج کے

پانی سے سینچتا ہو تو خراجی ہی اور اگر عشر کے پانی سے تو عشری ہی اور پانی آسمان کا اور کنوئین کا اور چشمے کا عشری ہی اور پانی اون نہرونکا جنکو عجمیون نے کھودا ہی جیسے نہر یزدجرد کی خراجی ہی اور سیحون اور جیحون اور دجلہ اور فرات امام ابو یوسف کے نزدیک ان نہرون کا پانی عشری ہی اور امام محمد کے نزدیک خراجی ہی اور قیراور لفظ کے چشمے مین اگر زمین عشری مین ہو تو کچھہ نہیں اور اگر زمین خراجی مین ہی تو اگر گرد چشمے کے کھیتی ہو سکتی ہی تو خراج اوسمین لازم ہوگا اور جو نہین ہو سکتی تو لازم نہین

باب مصارف زکوۃ کے بیان مین

ف جاننا چاہیے کہ اصل اس باب مین قول اللہ تعالی کا ہی اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ الآیہ اخیر آیت تک اور ساقط ہوگئے اون میں سے وہ کافر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم اونکو بوجہ ضعف اسلام کے واسطے تالیف قلوب کے دیا کرتے تھے کیونکہ اب اسلام قوی ہو گیا اب کچھہ حاجت کافرون کے الفت ملانے کی نہین اور اون لوگون کو اللہ تعالی نے وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ یعنی الفت کرائے گئے دل اونکے فرمایا اور دلیل اسکی یہہ ہی کہ کہا حضرت عمر بن خطاب رضی نے جب آیا اونکے پاس عیینہ ابن حصین کہ یہ دین سچ ہی اللہ کی طرف سے تو جسکا جی چاہے ایمان لاوے اور جسکا جی چاہے کافر رہے روایت کیا اسکو طبری نے تفسیر مین یعنی اب ہم کچھہ تم کو واسطے ملانے کے مال نہ دینگے اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے شعبی سے کہ تھے مؤلفہ آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم کے زمانے مین اور جب خلیفہ ہوئے حضرت ابو بکر رض قطع کیا اوسکو اور اسی پر اجماع منعقد ہی اور ایک روایت مین حضرت عمر رض سے ہی کہ کہا انھون نے یہ وہ چیز ہی کہ دیتے تھے تمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم تاکہ ملاوین دل تمھارا اوپر اسلام کے اور اب عزت دی اللہ نے اسلام کو تو اگر تم توبہ کرو اسلام پر تو اچھا ورنہ ہمارے تمھارے درمیان مین تلوار ہی اور کیا حضرت ابو بکر رض نے ایسا ہی اور نہ کیا انکار اسکا کسیتے صحابہ مین سے تو ثابت ہوا اتفاق ص مصارف زکوۃ کے سات ہین ایک فقیر یعنی جو شخص کہ مالک نصاب کا نہو دوسرے مسکین جنکے پاس کچھہ نہین تیسرے عامل صدقے کا اوسکو اپنے عمل کے موافق دیا جاویگا چوتھے مکاتب تو اوسکی آزادگی مین مال زکوۃ سے مدد کیجاویگی پانچوین قرضدار جو شخص کہ فاضل اپنے قرض سے نصاب کا مالک نہین چھٹے فی سبیل اللہ یعنی جو شخص کہ جہاد سے بسبب خرچ کے رک گیا ہو امام ابی یوسف کے نزدیک یا جو شخص کہ حج سے رک جاوے امام محمد کے نزدیک ف اسواسطے کہ کیا تھا ابو معقل نے ایک اونٹ کو اپنے اللہ کی راہ مین سو حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ سلم نے کہ بٹھا دے اوسپر ایک حج کرنے والی کو روایت کیا اسکو ابو داؤد نے اور ذکر کی ایک حدیث طویل اور وہ حج کرنے والی ام معقل تھی ص ساتوین مسافر کہ اوسکے پاس مال ہی لیکن بالفعل سفر مین اوسکے پاس موجود نہین اور مالک نصاب کو درست ہی کہ زکوۃ اپنے مال کی ان سب صنفون کو دیوے یا بعض کو اور امام شافعی کے نزدیک واجب ہی کہ سب مصارف مین صرف کرے اور ہر مصرف مین تین شخصونکو دیوے ف اور دلیل ہی کہ موافق ہمارے مذہب کے روایت کی بیہقی نے ابن عباس رض سے اور ابن ابی شیبہ نے عمر رض سے اور روایت کی طبرانی نے اس آیت کے تحت مین

اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ اَنَا عِمْرَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ تَعَالٰى اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِيْنِ الآیہ قَالَ فِيْ اَيِّ صِنْفٍ وَضَعْتَهُ اَجْزَاكَ یعنی کہا حضرت عبد اللہ بن عباس رض نے کہ جس قسم مین انمین سے زکوۃ کو دیگا کافی ہو جاویگی تجھسے اور کہا اوسنے اَخْبَرَنَا جَرِيْرٌ عَنْ لَيْثٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ عُمَرَ اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِيْنِ الآیہ قَالَ اَيُّمَا صِنْفٍ اَعْطَيْتَ مِنْ هٰذَا اَجْزَاَ عَنْكَ ثَنَا حَفْصٌ عَنْ لَيْثٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ

عمر انه كان يأخذ العرض في الصدقة ويجعلها في صنف واحد وروى ايضا عن الحجاج بن ارطاة عن المنهال بن عمرو عن زر بن حبيش عن حذيفة انه قال اذا وضعتها في صنف واحد اجزأك وكذا نحو ذلك عن سعيد بن جبير وعطاء بن ابي رباح وابراهيم النخعي وابي العالية وميمون بن مهران باسانيد صحيحة واستدل ابن الجوزي في التحقيق بحديث معاذ فاعلمهم ان الله قد افترض عليهم صدقة تؤخذ من اغنيائهم وترد على فقرائهم والفقراء صنف واحد وفيه نظر لجمعه في بابه قال ابو عبيد في كتاب الاموال ومما يدل على صحة ذلك ان النبي صلى الله عليه وسلم اتاه بعد ذلك مال فجعله في صنف واحد وهم المؤلفة قلوبهم الى اخره ذكره الشيخ ابن الهمام يعني اعتراض ہے اس آیت میں کہ جس قسم میں عطا کریگا تو اوسکو زکوٰۃ سے کافی ہو جاویگا تحقیق اور حضرت عمر لیتے تھے اسباب صدقے سے اور رکھتے تھے اوسکو ایک ہی قسم میں اور ایسا ہی کہا حذیفہ نے اور کہا لا مذہب سعید بن جبیر اور ابراہیم اور ابو العالیہ اور میمون بن مہران نے کہا تابعین سے ساتھ سندوں صحیح کے اور دلیل لائے ابن الجوزی ساتھ حدیث معاذ کے کہتا تو انکو کہ اللہ نے فرض کیا صدقہ ہے لیا جاوے انکے امیروں سے اور دیا جاوے انکے فقیروں کو اور کہا ابو عبید نے کتاب الاموال میں کہ دلالت کرتا ہے اسکی صحت پر کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ادا کیا مال بعد اس آیت کے اوترنے کے اور کیا اوسکو ایک ہی قسم میں ص اور مال زکوٰۃ سے مسجد بنانا یا میت کے کفن میں دینا یا قرض میت کا ادا کرنا یا غلام لیکے اوسکو آزاد کرنا درست نہیں ف اور وہ جو فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور صرف کرو صدقے کو گردنوں میں اوس سے مراد یہ ہے کہ مکاتب کو قیمت میں اسکی مدد کیجے آزاد کرانے کو ایسا ہی مروی ہے ابو موسیٰ سے اخراج کیا اوسکا طبری نے اور لفظ اوسکا یہ ہے وعن الحسن البصري ان مكاتبا قام الى ابي موسى الاشعري رضي الله عنه وهو يخطب فقال له ايها الامير حث الناس علي فحث عليه ابو موسى فالقى الناس عليه هذا يلقي عمامة وهذا يلقي ملاءة وهذا يلقي خاتما حتى القى الناس عليه سوادا كثيرا فلما راى ابو موسى ما القي عليه قال اجمعوه ثم امر به فبيع واعطى المكاتب مكاتبته ثم اعطى الفضل في الرقاب ولم يرده على الناس وقال ان هذا الذي اعطوه في الرقاب اور روایت کی حسن بصری اور زہری اور عبد الرحمن بن زید بن اسلم سے کہا انہوں نے وفی الرقاب میں وہ مکاتب لوگ ہیں واللہ اعلم ص اور درست نہیں کہ مال زکوٰۃ کو اپنے باپ دادا یا نانی نانا اصول سے یا بیٹا بیٹی یا پوتا پوتی فروع سے اور خاوند جورو کو اور جورو خاوند کو دیوے اور نہ بھی ہو سکا دینا اپنے غلام کو اگرچہ کچھ آزاد ہو چکا ہو درست نہیں ف اور صاحبین کے نزدیک عورت کا خاوند کو دینا درست ہے اور دلیل انکی یہ ہے کہ روایت کی بخاری و مسلم و نسائی اور ابن ماجہ نے کہ پوچھا زینب بیوی عبد اللہ بن مسعود کی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ کیا کافی ہے مجکو صدقے میں کہ دوں میں اپنے خاوند کو اور یتیموں کو کہ میری گود میں ہیں تو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اوسکے دو اجر ہیں ایک اجر صدقے کا اور ایک اجر قرابت کا اور یہ روایت کیا اسکو بزار نے مسند میں اور ذکر کیا اوسکو ابن الہمام نے ص اور درست نہیں کہ زکوٰۃ والد کو یا والد کے غلام یا لڑکے کو دیوے اور مکاتب کو والد کے دینا درست ہے ف کیونکہ فرمایا حضرت نے کہ نہیں حلال ہے صدقہ واسطے مالدار کے اور نہ جو جوان مضبوط ہووے روایت کیا اسکو ابو داؤد اور ترمذی نے ابن عمرو سے اور ابن ماجہ نے ابو ہریرہ سے اور ضعیف کیا بعضوں نے اس حدیث کو کہ سند میں اوسکی

ریدین ریحان ہے اور اوسمیں کلام ہے اور توثیق کی اوسکی ابن معین نے اور کہا ابن حبان نے کہ وہ صدوق ہے علاوہ اسکے اس حدیث کے
بہت سے طریقے ہیں سب طریقوں میں یہ مرفوع ہے اور روایت کی ابوداؤد اور نسائی نے کہ آئے دو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
اور حضرت تقسیم کرتے تھے صدقے کو اور انھوں نے مانگا آپ سے سو فرمایا آپ نے لاحظ فیہا لغنی ولا لقوی مکتسب یعنی
نہیں ہے حصہ اوسمیں واسطے غنی کے اور واسطے قوی کمائی کرنے والے کے کہا صاحب تنقیح نے یہ حدیث صحیح ہے اور کہا امام احمد نے
یہ حدیث احسن ہے بلحاظ اسناد اوسکی اور کہا شیخ ابن الہمام نے کہ یہ حدیث سابقہ حدیث معاذ کی ہے کہ لے صدقہ مسلمانوں کے امیروں سے
اور دیدے اونھیں کے فقیروں کو حجت ہے امام شافعی پر کہ تجویز کیا انھوں نے صدقے کو واسطے بالدار جہاد کرنے والے کے اور دلیل
امام شافعی کی یہی حدیث جو روایت کی ابوداؤد اور ابن ماجہ اور مالک نے کہ فرمایا حضرت نے نہیں حلال ہے صدقہ واسطے غنی کے مگر
پانچ شخصوں کے لیے ایک جو شخص کہ عامل ہو صدقے پر اور وہ شخص کہ خریدا اوسکو اپنے مال سے اور قرضدار اور جہاد کرنے والا
اللہ کی راہ میں اور مسکین کہ جسکو صدقہ دیا اور اوس نے چاہا کہ ایک امیر کو تحفہ دیا تو وہ امیر کے واسطے درست ہے
جیسا کہ حضرت نے بریرہ لونڈی کی نسبت فرمایا اوس گوشت کی بابت جو اوسکو صدقے میں ملا تھا کہ ہے صدقہ واسطے اوسکے اور ہمارے لیے ہدیہ ہے یعنی
تیرے واسطے صدقہ ہے اور ہمارے واسطے ہدیہ ہے اور ذکر کیا شیخ ابن الہمام نے اخیر قیل لم یثبت ولو ثبت فانہ لم یقو قوۃ حدیث
معاذ فانہ رواہ اصحاب الکتب الستۃ مع قرینۃ من الحدیث الاخیر ولو قوی قوتہ لکن تقدم حدیث
معاذ بانہ مانع وما رواہ مبیح یعنی یہ حدیث ثابت نہیں ہے اور اگر ثابت ہو تو نہ ہوگی قوت اوسکی قوت حدیث
معاذ کی سی اسواسطے کہ روایت کیا اسکو اصحاب کتب ستہ نے باوجود اسکے کہ ایک اور حدیث ابن عمر کی اوسکی معین ہے آخر تک حاصل
زکوٰۃ بنی ہاشم کو یعنی حضرت علی اور عباس اور جعفر اور عقیل اور حارث کی اولاد کو اور اونکے غلاموں آزاد کو دینا درست نہیں
کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں حلال ہے واسطے تمھارے اے اہل بیت صدقات کچھ اسواسطے کہ وہ میل ہے آدمیوں کے
ہاتھوں کا اور تمھارے واسطے پانچویں حصے میں پانچواں حصہ ہے جو تمکو غنی کریگا روایت کیا اسکو طبرانی نے اور حدیث کی بخاری
نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا بیشک ہم اہل بیت ہیں نہیں حلال ہے ہمارے لیے صدقہ اور روایت کی مسلم نے ایک
مضمون طویل اس باب میں اور اونکے موالی یعنی جو غلام اونکا آزاد کیا ہوا ہو اوسے بھی درست نہیں اور روایت کی ابوداؤد
اور ترمذی اور نسائی نے ابو رافع سے مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آنحضرت نے بھیجا ایک شخص کو بنی مخزوم سے
اوپر صدقے کے سو کہا اوس نے ابو رافع سے کہ ساتھ رہو میرے کہ تمکو بھی کچھ اوس میں سے ملیگا کہا ابو رافع نے یہاں تک کہ آؤں حضرت
پاس اور پوچھا میں اونسے سو پوچھا سو فرمایا کہ مولی قوم کا اوسی قوم سے ہے اور ہمارے واسطے نہیں حلال ہے صدقہ کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن صحیح ہے اور
صحیح کہا اوسکو حاکم نے اور ابو رافع نام اونکا اسلم ہے اور باپ کا نام [illegible] اور وہ کاتب تھے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے
حاصل زکوٰۃ کا ہر چیز میں دینا جیسے مسجد وغیرہ درست نہیں اور کفن کو بھی درست نہیں کیونکہ صدقات مخصوص ہیں کہ
صرف کریں تو مسلمان کے لئے تمیز [illegible] اور ذمی کا [illegible] اور اگر مالک نصاب کو دیا زکوٰۃ [illegible] پھر معلوم ہوا کہ وہ [illegible]
[illegible] یا [illegible] زکوٰۃ کو اور اگر معلوم ہوا کہ وہ غلام اسکا ہے یا مکاتب ہے یا غنی ہے یا ہاشمی ہے [illegible]
[illegible] سوال [illegible]

ل یعنی غنیمت کے مال میں پانچویں حصے کا پانچواں حصہ تمھارے واسطے ہے ۱۲ منہ دام ظلہ

یہ حکم اسکا ہے جو فقیر نہیں ہے کہ رستہ اور مال رکھتا کا اور سکی تعمیر میں لگا کر وہ یکی اپنے عوض کو جو اپنے شہر سے زیادہ محتاج ہیں

باب صدقہ فطر کے بیان میں

صدقہ فطر کا گیہوں یا اوسکے آٹے یا اوسکے ستو سے یا منقیٰ انگور سے آدھا صاع اور خرما یا جو سے ایک صاع ہے اور وہ صاع آٹھ رطل اور رطل بغدادی اسی مثقال کا ہے ف صدقہ فطر واجب ہے جو کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ زکوۃ فطر کی لغو سے پاکی ہے روزہ دار کے واسطے اور کھانا ہے واسطے مسکین کے پس جو شخص عید کی نماز کے پہلے ادا کیا اوسکو وہ زکوۃ مقبول ہے اور جس نے ادا کیا اوسکو بعد نماز کے تو وہ ایک صدقہ ہے صدقوں میں سے روایت کیا اسکو دارقطنی نے اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے اور کہا دارقطنی نے کہ نہیں ہے اسکے راویوں میں کوئی مجروح ضعیف اور وہ حدیث صاحب ہدایہ نے بیان کی ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خطبے میں کہ ادا کرو ہر آزاد اور غلام چھوٹے بڑے سے آدھا صاع گیہوں یا ایک صاع کھجور سے یا ایک صاع جو سے روایت کیا اسکو ثعلبہ بن صُعیر عدوی یا صُعیر عذری نے یعنی اختلاف ہے اسمین کہ عدوی دال سے ہے یا عذری ذال اور رے سے ہے تو وہ حدیث مروی ہے سنن ابوداؤد اور دارقطنی اور مسند عبدالرزاق میں اور اختلاف ہے اوسکی نسبت اور نام و متن میں لیکن اختلاف نسبت میں سو یہ ہے کہ عدوی ہے یا عذری ذال کے پیش اور رے سے تو بعضون نے کہا ہے کہ عدوی نسبت ہے ساتھ اوسکے جد کے اور کہا ہے کہ عذری اور یہی صحیح ہے اور ذکر کیا اوسکو مغرب وغیرہ میں اور صحیح کیا ابوعلی غسانی نے عذری کو نسبت اوسکی بنو عذرہ ہی اور اختلاف نام میں سو یہ ہے کہ وہ ثعلبہ بن ابی صُعیر ہے یعنی ثعلبہ بن عبداللہ بن ابی صُعیر یا ثعلبہ بن صُعیر اور اختلاف متن میں سو ایک روایت میں ہے صَدَقَةُ الْفِطْرِ صَاعٌ مِّنْ تَمْرٍ أَوْ قَمْحٍ عَنْ كُلِّ رَأْسٍ یعنی صدقہ فطر کا ایک صاع ہے کھجور سے یا گیہوں سے ہر آدمی کے پیچھے اور ایک میں ہے صَدَقَةُ الْفِطْرِ صَاعٌ مِّنْ بُرٍّ أَوْ قَمْحٍ عَلٰى كُلِّ اثْنَيْنِ یعنی صدقہ فطر کا ایک صاع ہے گیہوں سے دو آدمیوں میں کہا صاحب امام نے کہ ممکن ہے تجزیہ اس کی طرح تثنیہ کے انتہی لیکن یہ احتمال بعید ہے کیونکہ اکثر طریقوں صحیحہ میں لفظ اثنین کا وارد ہے کہا عبدالرزاق نے اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ ثَعْلَبَةَ قَالَ خَطَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ قَبْلَ الْفِطْرِ بِيَوْمٍ اَوْ يَوْمَيْنِ فَقَالَ اَدُّوْا صَاعًا مِّنْ بُرٍّ اَوْ قَمْحٍ بَيْنَ اثْنَيْنِ اَوْ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ اَوْ شَعِيْرٍ عَنْ كُلِّ حُرٍّ وَعَبْدٍ صَغِيْرٍ اَوْ كَبِيْرٍ خطبہ پڑھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو قبل دن فطر کے ایک دن یا دو دن سو کہا ادا کرو ایک صاع گیہوں ہے درمیان دو آدمیوں کے یا ایک صاع کھجور سے یا جو سے ہر آزاد اور غلام چھوٹے بڑے کی طرف سے اور یہ سند صحیح ہے اور روایت کی بخاری و مسلم اور انکے غیر نے ابن عمر سے کہ فرض کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوۃ فطر کو رمضان سے لوگوں پر ایک صاع کھجور سے یا جو سے ہر آزاد اور غلام مرد اور عورت کے مسلمانوں میں سے اور ایک روایت میں ہے کہ حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوۃ فطر کا اور لازم ہے کہ بہت کچھ ہی تاکید اور حدیث ہے جسکو روایت کیا حاکم نے مستدرک میں ابن عباس سے اَنَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَمَرَ صَارِخًا بِبَطْنِ مَكَّةَ يُنَادِيْ اَنَّ صَدَقَةَ الْفِطْرِ حَقٌّ وَاجِبٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ صَغِيْرٍ اَوْ كَبِيْرٍ حُرٍّ اَوْ مَمْلُوْكٍ الحديث یعنی صدقہ فطر کا حق ہے واجب ہے ہر مسلمان چھوٹے بڑے آزاد اور غلام پر الحدیث اور امام شافعی کے نزدیک سب چیزوں میں ایک ہی صاع ہے اور دلیل لاتے ہیں ساتھ حدیث ابوسعید خدری کے کہ ہم نکالتے تھے جب تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

زکوٰۃ فطر کی ہر چھوٹے اور بڑے آزاد اور غلام سے ایک صاع طعام سے یا ایک صاع اقط سے یا ایک صاع جو سے یا کھجور سے یا
انگور خشک سے تو ہم ایسا ہی نکالتے رہے یہاں تک کہ آئے معاویہ حج کرنے کو یا عمرہ تو بیان کیا لوگوں سے منبر پر تو اونکا یہ کلام
تھا کہ جانتا ہوں کہ دو مد گیہوں شام سے برابر ہونگے ایک صاع کھجور کے تو لیا اوسکو لوگوں نے اور میں ایسا ہی نکالتا تھا جیسا
کہ نکالتا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں (یعنی اوسی پر عمل کرنے لگے) اور دلیل ہماری بہت حدیثیں مشہور ہیں ایک حدیث ثعلبہ کی جو او پر
گذری اور روایت کی ابوداؤد اور نسائی نے حسن سے انھوں نے ابن عباس سے کہ خطبہ پڑھا انھوں نے آخر رمضان میں بصرہ میں سو کہا کہ
فرض کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ صدقہ ایک صاع کھجور یا جو سے یا آدھا صاع گیہوں سے آخر حدیث تک اور راوی اسکے
بھی سب ثقہ ہیں مگر حسن نے نہیں سنا ابن عباس سے تو وہ مرسل ہے اور ہمارے نزدیک مرسل حجت ہے اور روایت کی ابوداؤد نے مراسیل میں سعید
بن المسیب سے کہ فرض کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ فطر کی دو مد گیہوں سے اور روایت کیا اوسکو طحاوی نے کہا تنقیح میں
اسناد اوسکی صحیح ہے مانند آفتاب کے اور ہونا اوسکا مرسل نہیں ضرر کرتا ہے اور مراسیل سعید کے حجت ہیں اور نہایت طول کیا اس مقام میں
شیخ ابن الہمام نے اور ضعیف کیا امام شافعی کی سب دلیلوں کو اس باب میں جسکا جی چاہے دیکھ لیوے اور ہمنے بوجہ خوف
تطویل کے ترک کیا ص اور مراد صاع سے صاع عراقی ہے اور صاع عراقی چار من کا ہوتا ہے اور من چالیس استار کا ہوتا ہے اور استار
ساڑھے چار مثقال کا تو اس حساب سے من ایک سو اسی مثقال کا ٹھہرا اور امام شافعی کے نزدیک مراد صاع حجازی ہے ف اور دلیل اونکی
یہ ہے کہ فرمایا حضرت نے صاع ہمارا سب صاعوں سے چھوٹا ہے اور اس حدیث کے ثبوت میں کلام ہے ہاں روایت کی ابن حبان نے اپنی
سند سے حضرت ابوہریرہ سے کہ کہا گیا واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ اے رسول اللہ صاع ہمارا چھوٹا ہے سب صاعوں سے اور مد ہمارا
بڑا ہے اور مدوں سے سو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اے اللہ برکت دے ہمارے صاع میں اور برکت دے ہمارے قلیل میں
اور کثیر میں اور کر ہمکو ساتھ ایک برکت کے دو برکتیں اور ابو یوسف کا قول اور شافعی کا یہی ہے کہ صاع پانچ رطل اور تہائی رطل کا
اور دلیل اونکی یہ ہے کہ وہ آئے مدینے میں اور دیکھا قریب پچاس آدمیوں کو انصار اور مہاجرین کی اولاد میں کہ صاع اونکا پانچ رطل کا تھا
اور کچھ زیادہ اور کہا انھوں نے کہ یہی صاع ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سو کہا انھوں نے ترک کیا میں نے قول ابو حنیفہ کو روایت کیا
اوسکو بیہقی نے اور مروی ہے کہ مناظرہ کیا اونسے امام مالک نے اور حجت پکڑی اون صاعوں سے کہ لائے تھے اوسکو وہ لوگ سو رجوع
کی ابو یوسف نے طرف اونکے قول کے اور ہماری دلیل یہ ہے کہ مروی ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وضو کرتے تھے ساتھ مد کے برابر دو
رطلوں کے اور غسل کرتے تھے صاع سے برابر آٹھ رطلوں کے اور ایسا ہی مفسر واقع ہوا روایت انس اور حضرت عائشہ میں تین طریقوں سے روایت
کیا اوسکو دارقطنی نے اور ضعیف کیا اوسکو اور جابر سے بھی روایت کی اونسے ابن عدی نے اور ضعیف کیا اوسکو ساتھ عمر بن موسیٰ کے
اور حدیث صحیحین میں ہے اور وزن و تعیین صاع اور مد کا مذکور نہیں اور اسی حدیث سے دلیل لائے صاحب ہدایہ اور کہا کہ ایسا ہی تھا
صاع عمر کا اور روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے یحییٰ بن آدم سے کہا کہ سنا میں نے حسن بن صالح سے یقول صاع عمر ثمانیۃ
ارطال یعنی کہتے تھے کہ صاع عمر کا آٹھ رطل کا ہوتا ہے اور کہا شریک نے کہ اکثر تھا سات سے اور کم تھا آٹھ رطل سے اور روایت کی مانند اسکے
موسیٰ بن طلحہ نے عمر بن خطاب سے اور روایت کیا اوسکو طحاوی نے بھی بہرحال یہ روایت صحیح ہے ص اور اگر صدقہ فطر میں دیوے
گیہوں دیدے بغیر اسکے کہ گیہوں کو کیل سے ناپے درست ہے اور امام محمد کے نزدیک بغیر کیل کے درست نہیں اور گیہوں دینا مستحب ہے

وہ مال جو کہ چیزوں کو [illegible] ہیں اور ابو یوسف کے نزدیک [illegible] کا دینا ہر جگہ مستحب ہے اور صدقہ فطر کا [illegible]
ہر ایک شخص پر جو کہ آزاد ہو اور مسلمان ہو اور جو شخص مالک ہو نصاب کا [illegible] زیادہ ہو حاجت اصلی سے [illegible]
اور مال تجارت میں صدقہ واجب ہے اگر [illegible] سوال اون کے [illegible]
[illegible] نصاب [illegible] واجب ہوگا [illegible] امام شافعی [illegible]
مالک [illegible] لیکن [illegible] حضرت صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]
[illegible] روایت کیا [illegible] امام شافعی [illegible]
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible] ایک صاع [illegible] غلام [illegible]
لیکن [illegible] روایت کیا [illegible]
ضعیف کیا [illegible] روایت [illegible]
[illegible] باسناد صحیح ابو ہریرہ [illegible] زکوٰۃ فطر کی [illegible] غلام [illegible]
[illegible] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] لیکن
صاحب [illegible] کہا کہ یہ حدیث [illegible] صحیح ہے [illegible] صدقہ فطر [illegible]
زکوٰۃ [illegible] ہمارے نزدیک [illegible] مالک نصاب [illegible] بخلاف امام شافعی کے [illegible]
[illegible] بیان کیا ہے [illegible] فرمایا حضرت ابن عمر نے کہ فرض کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ فطر کو [illegible]
[illegible] اور اپنے چھوٹے لڑکے کی طرف سے اگر فقیر ہو اور اپنے غلام اور لونڈی کی طرف سے
خدمت کے واسطے ہوں [illegible] غلام کو کہتے ہیں [illegible]
[illegible] لونڈی کو کہتے ہیں [illegible] مالک کی اولاد [illegible] غلام کی طرف سے [illegible]
[illegible] کافر غلام [illegible] اسلام [illegible] دوسری حدیث [illegible]
[illegible] مسلمان اور کافر کی [illegible] دارقطنی نے ابن عباس سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے صدقۃ الفطر علی کل صغیر وکبیر ذکر او انثیٰ یہودی او نصرانی حر او مملوک نصف
صاع من بر او صاع من تمر او شعیر [illegible]
[illegible] ایک صاع [illegible] لیکن [illegible] ضعیف [illegible] موضوعات میں
[illegible]
[illegible] یہودی اور نصرانی [illegible]
[illegible]
[illegible] سلام [illegible] روایت [illegible]
[illegible]

اور اپنے چھوٹے لڑکے کی طرف سے کہ جو مالک نصاب کا یعنی غنی نہو بلکہ اوسکے مال سے دیوے اور مکاتب کی طرف سے اور اوس غلام کیطرف سے جو تجارت کے واسطے ہی اور اوس غلام کی طرف سے جو بھاگنے والا ہی نہ دیوے مگر جب وہ بعد بھاگنے کے پھر آیا ہو تو اوسکی طرف سے دیوے اور جو ایک غلام یا دو غلام دو شریکوں کے بیچ میں ہو دین تو اون غلامون کی طرف سے کسی شریک پر صدقہ واجب نہوگا نزدیک امام صاحب کے اور نزدیک صاحبین کے دونون پر واجب ہی اور اگر ایک کے اختیار سے بچ گیا تو جسکا ہوا عید الفطر کی صبح میں اوس پر صدقہ لازم ہوگا ف یہ اختلاف اوس صورت میں ہی کہ کئی غلام ہون اور اگر ایک غلام ہو تو کسیکے نزدیک کسی پر صدقہ واجب نہوگا ص اور صدقہ واجب ہوتا ہی عید الفطر کی صبح ہونے سے تو پھر جو شخص مسلمان ہوا یا پیدا ہوا عید الفطر کی صبح ہونے کے پہلے تو اوسکے لیے واجب ہوگا اور امام شافعی کے نزدیک آفتاب کے ڈوبنے سے شب عید کو واجب ہوتا ہی تو جو اسلام لاویگا یا پیدا ہوگا رات کو عید کی اوسپر واجب نہوگا نزدیک اونکے اور جو شخص کہ عید کی رات میں مرجاوے تو ہمارے نزدیک صدقہ اوسکی طرف سے واجب نہین اور شافعی کے نزدیک واجب ہی اور اگر اسلام لایا یا پیدا ہوا بعد طلوع فجر کے تو صدقہ کسیکے نزدیک واجب نہوگا اور اگر صدقہ پہلے سے دیوے تو درست ہی خواہ بہت دن پہلے یا تھوڑے دن پہلے ف اور اس باب میں حدیث بخاری کی ہی ابن عمرؓ سے کہ فرض کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر کا یہانتک کہا اور تھے وہ دیتے قبل فطر کے ایکدن یا دو دن ص اور مستحب ہی صدقہ فطر کا صبح ہونے کے بعد جلدی دینا ف اور دلیل اسکی یہ ہی کہ روایت کی حاکم نے کتاب علوم الحدیث میں اوس باب میں جسکی زیادت کے ساتھ ایک راوی منفرد ہو ثنا ابو العباس محمد بن یعقوب ثنا محمد بن الجهم السمری ثنا نصر بن حماد ثنا ابو معشر عن نافع عن ابن عمر قال امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان نخرج صدقۃ الفطر عن کل صغیر و کبیر حر او عبد صاعا من تمر او صاعا من زبیب او صاعا من شعیر او صاعا من قمح وکان یامرنا ان نخرجها قبل الصلوۃ وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقسمها قبل ان ینصرف الی المصلی یقول اغنوهم عن الطواف فی هذا الیوم یعنی حکم کیا ہمکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر کا چھوٹے بڑے سے آزاد سے یا غلام سے ایک صاع کھجور سے یا خشک انگور سے یا جو سے یا گیہون سے اور حکم کرتے تھے ہمکو کہ نکالیں صدقے کو قبل نماز کے اور تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ تقسیم کرتے تھے صدقے کو قبل جانے کے طرف عیدگاہ کے اور کہتے تھے کہ بے پروا کردو اونکو آج پھرنے سے یعنی فقیرون کو غنی کردو سوال کرنے سے ص اور اگر تاخیر کرے دینے میں تو اوسکے ذمے سے بغیر دیے ہوئے ساقط نہوگا ف اسواسطے کہ صدقہ فطر کا واجب ہی ہرگز ساقط نہین ہو سکتا

کتاب الصوم

کھانا پینا جماع ترک کرنا فجر سے آفتاب ڈوبنے تک ساتھ نیت کے اسی کو روزہ کہتے ہین اور روزہ رمضان کا فرض ہی ہر مسلمان عاقل بالغ پر اور ادا کرنا بھی اوسکا فرض ہی اور اگر کسی عذر سے ترک ہو جاوے تو قضا بھی فرض ہی اور روزہ نذر اور کفارے کا واجب ہی اور اسکے سوا باقی سب نفل ہین ف لیکن صحیح یہ ہی کہ روزہ نذر اور کفارے کا بھی فرض ہی اور واجب سے مراد اس جا پر فرض ہی اور ثابت کیا اوسکو صدر الشریعۃ نے ص اور ہدایے میں لکھا ہی کہ روزہ رمضان کا فرض ہی کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا کتب علیکم الصیام یعنی فرض کیا گیا تمپر روزہ اور اسکے فرض ہونے پر اجماع ہی تو اسیواسطے انکار کرنے والا اسکا کافر ہی اور نذر کا روزہ واجب ہی کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا ولیوفوا نذورهم یعنی پوری کرین نذرین اپنی اور باقی تفصیل اسکی اصل مین

مگر یہ کہ اوس رمضان کے روزے اور نذر معین کے روزے کی نیت کرنا رات سے دوپہر کے قبل تک درست ہے اور دوپہر کو درست نہیں
اور قضا میں تمام ہو کر زوال تک درست ہے صحیح اول ہے ف اور امام شافعی کے نزدیک نیت رات سے درست ہے اور دن کو
جائز نہیں اور دلیل لاتے ہیں ساتھ اوس حدیث کے روایت کیا جسکو اصحاب سنن نے بعض نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
نہیں روزہ ہے اوس شخص کا جسنے نیت کی روزہ کی رات سے اور اختلاف کیا ہے انہوں نے قطع کرنے حدیث میں مگر ابن ماجہ کے
نفل میں صیام ہے اوسکا جسنے فرض کیا اوسکو رات سے تو یہی ایک ہی اور اختلاف ہے اوسکے رفع اور وقف میں اور نہیں روایت کیا
اوسکو مالک نے موطا میں مگر کلام ابن عمر و حضرت عائشہ و حفصہ سے اور اکثر اوسکے وقف پر ہیں اور تحقیق رفع کیا اوسکو عبد اللہ
بن ابی بکر نے زہری سے پہنچاتے ہیں اوسکو حفصہ تک کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ نہ ثابت کرے روزہ کو قبل فجر کے
تو نہیں روزہ ہے واسطے اوسکے اور وقف کیا اوسکو زہری کے شاگرد معمر اور زبیدی اور ابن عیینہ و یونس ایلی نے اور عبد اللہ
بن ابی بکر ثقہ ہیں اور رفع زیادت ہے اور زیادتی ثقہ کی مقبول ہے اور روایت کی دارقطنی نے حضرت عائشہ سے اور اوس میں لفظ حدیث
کا یہ ہے من لم یبیت الصیام قبل الفجر فلا صیام لہ یعنی جو شخص کہ رات سے نیت نہ کرے روزہ قبل فجر کے تو نہیں ہے روزہ واسطے اوسکے
کہا دارقطنی نے تفرد کیا ساتھ اوسکے عبد اللہ بن عباد نے مفضل سے ساتھ اسناد کے اور سب ثقہ ہیں اور کہا بیہقی نے کہ اسناد
اوسکی عبد اللہ بن عباد غیر مشہور ہے اور یحیی بن ایوب قوی نہیں اور وہ اوسکے رجال میں سے ہے اور کہا ابن حبان نے عبد اللہ بن عباد
بصری بدل دیتا ہے حدیثوں کو اور الٹ دیتا ہے انکو روایت کی اوسنے روح بن الفرج سے ایک نسخہ موضوع اور دلیل ہماری یہ ہے
کہ روایت کی صحیحین میں سلمہ بن اکوع سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا ایک شخص کو اسلم سے یہ کہ خبر کر لوگوں کو جسنے کھا لیا
تو چاہیے کہ روزہ رکھے باقی دن تک اور جس شخص نے نہیں کھایا تو روزہ رکھے اسواسطے کہ یہ دن عاشورے کا ہے اور عاشورا فرض تھا
رمضان کے فرض ہونے سے پہلے اور وہ جو منع کیا اوسکو ابن الجوزی نے کہ عاشورا فرض نہ تھا بلکہ سنت تھا کیونکہ روایت ہے صحیحین میں
معاویہ سے کہ سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے یہ دن عاشورے کا ہے نہیں فرض کیا گیا ہم پر روزہ اوسکا سو جسکا
جی چاہے روزہ رکھے اور میں روزے سے ہوں تو روزہ رکھا لوگوں نے ساتھ آپکے اور ایک دلیل سنت ہونے کی یہ ہے کہ نہیں
حکم کیا حضرت نے قضا کا اوسکا جسنے کھا لیا تھا اور جواب یہ ہے کہ معاویہ اسلام لائے ہیں فتح مکہ میں تو اگر سنی انہوں نے یہ حدیث بعد اسلام
کے تو سننا اوسکا نو برس ہجری یا دسویں ہجری میں ہوگا اور یہ بعد نسخ عاشورے کے تھا ساتھ رمضان کے اور اگر قبل اسلام کے سنا تو
قبل ہجرت کے ہوگا اور روزہ عاشورے کا فرض تھا اور پھر بوجہ رمضان کے منسوخ ہوا اور ثابت ہے صحیحین میں حضرت عائشہ سے
کہ تھے قریش جاہلیت میں روزہ رکھتے تھے عاشورے کا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی روزہ رکھتے تھے اوس دن تو جب آپ آئے مدینہ میں
روزہ رکھا اوسکا اور حکم کیا لوگوں کو روزے کا اوس دن جب فرض ہوا رمضان کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اب جسکا جی چاہے رکھے اور
جی چاہے نہ رکھے تو اب یہ حدیث سلمہ بن اکوع کی حجت ہوگی اور وہ قوی ہے اوس حدیث سے جس سے استدلال لائے امام شافعی کیونکہ کیا
ہے اختلاف کو اوس حدیث میں اور وجہ صاحب ہدایہ ہمارے مذہب پر دلیل لائے ہیں کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد اسکے کہ گواہی دی
اوسکے آگے کہ دیکھا میں نے چاند کو کہ جس شخص نے نہیں کھایا وہ روزہ رکھے اور جسنے کھا لیا تو نہ کھاوے باقی دن اور یہ حدیث پائی
نہیں گئی اور شاید روایت یون ہے کہ آیا اعرابی اونکے پاس اور کہا کہ دیکھا میں نے چاند کو سو حکم کیا آپ نے بعین کہ روزہ رکھیں لوگ

اوسکو دارقطنی نے اور مروی ہی سنن اربعہ مین ابن عباس سے کہ آیا ایک اعرابی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور کہا کہ دیکھا مینے چاند کو کہا جسنے یعنی چاند رمضان کا سو پوچھا اوس سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا گواہی دیتا ہی تو اس بات کی کہ نہین ہی کوئی معبود سوا اللہ کے کہا کہ ہان پھر پوچھا کہ گواہی دیتا ہی اس بات کی کہ محمد رسول اللہ کے ہین کہا کہ ہان فرمایا ای بلال پکارے دے لوگون کو کہ روزہ رکھین تو یہ حدیث اس بات پر دلالت نہین کرتی کہ وہ اعرابی رات کو آیا تھا یا دن کو آیا تھا کب آیا تھا اور تفسیر کرتی ہی اوسکی حدیث دارقطنی کی جو بیان کی ابھی ہمنے اور وہ جو امام شافعی نے حدیث روایت کی ہی معنی اوسکے یہ ہین کہ نہین کمال ہی روزے کا بدون نیت کے جیسے لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ اور لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَّا اَمَانَۃَ لَہٗ اور لَا صَلٰوۃَ لِلْعَبْدِ الْاٰبِقِ اور لَا صَلٰوۃَ فِی الْاَرْضِ الْمَغْصُوْبَۃِ اور لَا دِیْنَ لِمَنْ لَّا عَھْدَ لَہٗ اور سوا اسکے وَاللّٰہُ اَعْلَمُ ص

اور اگر نیت فقط روزے کی کرے کہ مین روزہ اللہ کا کل رکھونگا اور معین نکرے یا نیت نفل کی کی تو روزہ رمضان کا درست ہو جاویگا اور اگر رمضان کے مہینے مین دوسرے واجب کی نیت کی تو رمضان کا روزہ اوس نیت سے بھی ادا ہو جاویگا اور اگر مریض یا مسافر رمضان مین دوسرے واجب کی نیت کریگا تو وہی روزہ ادا ہوگا اور اگر ایک شخص نے ایک روزہ رکھنے کی نذر کی یعنی کہا کہ مین فلانے روز روزہ رکھونگا اور اوس روز دوسرے واجب کی نیت کی تو وہی واجب ادا ہوگا جسکی نیت کی خواہ مسافر ہو خواہ مقیم تندرست ہو یا مریض اور نفل کا روزہ ادا ہوتا ہی نفل کی نیت سے اور صرف روزے کی نیت سے اور نیت قبل دوپہر کے کرے اور دوپہر کے بعد نہین

ف اور امام مالک کے نزدیک رات سے نیت کرنا چاہیے کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین روزہ ہی اوسکا جسنے نہین نیت کی اوسکی رات سے اور یہ حدیث مطلق ہو شامل ہی فرض روزے اور نفل روزے کو اور ہماری دلیل یہ ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کو روزہ دار نہین ہوتے تھے اور پھر پوچھتے تھے گھر مین آنکر کہ کچھ کھانے کو ہی سو اگر کہا جاتا کہ نہین کہتے تھے مین روزہ دار ہون اور اگر کہا جاتا تھا کہ ہی کھا لیتے تھے اور نیت کر چکتے تھے روزے کی روایت کیا اوسکو مسلم وغیرہ نے حضرت عایشہ رضی سے ص اور قضا اور کفارہ اور نذر غیر معین کے واسطے شرط ہی رات سے نیت کرنا اگر رات شک کی ابر ہوا جیسے تیسوین رات مین شعبان کی اوسکے بعد دن کو روزہ نرکھین گے ف کیونکہ مروی ہی صحیحین مین کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ رکھو چاند دیکھے اور افطار کرو چاند دیکھے تو اگر ابر ہو تمہارے اوپر تو پوری کر لو گنتی شعبان کی تیس دن ص مگر نفل ف کیونکہ حدیث مین ہی کہ نہین روزہ ہی دن شک کے رمضان سے مگر نفل ایسا ہی ہدایہ مین اور یہ حدیث مجکو نہین ملی اور بعضون کے نزدیک جائز نہین اور دلیل اونکی یہ ہی سابق حدیث کے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جسنے روزہ رکھا دن شک کے سو مخالفت کی اوسنے ابو القاسم یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اور ذکر کیا اوسکو ابن طاہر نے تذکرہ مین موضوعات مین اور ایسا ہی کہا صاحب فتح القدیر نے لیکن یہ زیادتی ہی کیونکہ اس حدیث کو ذکر کیا بخاری نے تعلیقًا اور روایت کیا اوسکو اصحاب سنن اربعہ نے اور صحیح کیا اوسکو ترمذی اور ابن حبان اور حاکم نے اور روایت کیا اوسکو خطیب نے تاریخ بغداد مین اس لفظ سے مَنْ صَامَ الْیَوْمَ الَّذِیْ یُشَکُّ فِیْہِ فَقَدْ عَصَی اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ یعنی جسنے روزہ رکھا دن شک کے تو نافرمانی کی اوسنے اللہ کی اور رسول کی وَاللّٰہُ اَعْلَمُ اور تفصیل اسکی فتح القدیر مین ہی ص

اور اگر دوسرے واجب کا روزہ اوس دن رکھا تو مکروہ ہی اور ادا ہو جاویگا واجب صحیح مذہب مین اگر معلوم ہوا کہ یہ رمضان کا دن تھا اور اگر معلوم ہوا کہ رمضان کا دن تھا تو وہ روزہ رمضان کا ہو جاویگا اور دن شک کے نفل روزہ رکھنا مستحب ہی سب کے نزدیک اگر وہ دن اوسکے

جز اول

روزہ رکھنے کا ہو اور نہیں تو خاص لوگ جیسے قاضی اور مفتی روزہ رکھیں اور عوام لوگ بعد زوال کے افطار کریں اور اگر اسمین شک کی نیت کی کہ اگر کل کا دن رمضان ہے تو روزہ میرا رمضان کا ہے ورنہ روزہ نہیں رکھتا ہوں یہ روزہ اوسکا صحت نہوگا کیونکہ وہ یہ نیت کرے کہ اگر کل کا دن رمضان ہے تو روزہ میرا رمضان کا ہے اور نہیں تو دوسرے واجب کا ہے یا نہیں تو دوسرے نفل کا لیکن اگر کل کا دن رمضان کا نکلا تو وہ روزہ رمضان کا ہو جاویگا اور نہیں تو دونوں صورتوں میں نفل ہو جاویگا اور جس شخص نے رمضان کا یا عید کا چاند اکیلے آپ ہی دیکھا تو روزہ رکھے دونوں صورتوں میں اگرچہ اوسکا قول قبول نہوگا اور اگر افطار کرے تو قضا کا روزہ رکھے اور کفارہ اوسپر نہیں اور امام شافعی کے نزدیک کفارہ بھی لازم ہوگا ف لیکن روزہ رکھنا تو اسواسطے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صُومُوا لِرُؤْيَتِهِ وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَتِهِ یعنی روزہ رکھو چاند دیکھکے اور افطار کرو چاند دیکھکے یعنی روزہ موقوف کرو جب چاند دیکھو شوال کا اور شروع کرو جب دیکھو چاند رمضان کا اور اوس شخص نے چاند دیکھ لیا اگرچہ قاضی کے نزدیک قبول نہوئی اور کفارہ امام شافعی کے نزدیک لازم ہوگا کیونکہ قصداً چاند دیکھکے اوسنے افطار کیا اور ہمارے نزدیک اسواسطے واجب نہوگا کہ جب قاضی نے اوسکی شہادت قبول نکی ساتھ دلیل شرعی کے تو ایک طرح کا شبہہ پڑ گیا اور حدود اور کفارے دفع ہو جاتے ہیں شک اور شبہے سے كَذَا فِي الْهِدَايَةِ اور اگر قبل اسکے کہ قاضی اوسکی شہادت رد کرے افطار کیا تو اوسمین اختلاف ہے مشایخ کا اور اگر اس شخص نے اپنے حساب سے تیس دن پورے کر لیے تو روزہ موقوف نکرے جب تک کہ امام موقوف نکرے اسواسطے کہ وجوب اوسپر واسطے احتیاط کے ہے اور احتیاط بعد اسکے تاخیر افطار میں ہے اور اگر اپنے حساب سے قبل امام کے افطار کیا تو اوسپر کفارہ نہیں ص اگر آسمان میں بدلی یا غبار ہووے تو رمضان کے ہونے میں ایک شخص عادل کی خبر کفایت ہے اگرچہ وہ شخص غلام یا عورت ہو یا زنا کی تہمت کسیکو لگائی ہووے اور اوسکے سبب سے وہ درّے مارا گیا ہو اور پھر اوسنے توبہ کی ہو اور نہ دعوی اور شہادت کا لفظ کہنا ضرور نہیں ف اور امام شافعی کے نزدیک دو آدمی لازم ہیں اور دلیل اوسکی یہ ہے کہ روایت کیا اوسکو اصحاب سنن اربعہ نے ابن عباس سے کہ آیا ایک اعرابی طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کہا کہ دیکھا میںنے چاند کو سو فرمایا آپنے کہ گواہی دیتا ہے تو اس بات کی کہ نہیں کوئی معبود سوا اللہ کے کہا اوسنے ہاں پھر پوچھا آپنے گواہی دیتا ہے تو کہ محمد رسول اللہ کے ہیں کہا اوسنے کہ ہاں فرمایا کہ اے بلال پکار دے لوگونکو کہ روزہ رکھیں اور بیان کیا اوپر ہمنے اس حدیث کو ص اور شوال اور ذیحجہ میں دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں خبر دیں کہ ہمنے چاند دیکھا یعنی گواہی دیں اور دعوی ضرور نہیں ف اور بعضی روایتوں میں ہے کہ ایک شخص کی گواہی اسمین بھی مقبول ہوگی اور ایسا ہی ہے تحفے میں اور کہا ابن کہ یہی صحیح ہے انتہی اور کہتا ہوں میں کہ اسکو موافقت کرتی ہیں احادیث وَاللّٰهُ أَعْلَمُ اور صاحب ہدایہ نے اسکو اختیار نہیں کیا ص اور جب کوئی آسمان میں علت نہووے اور مطلع صاف ہووے تو شرط ہے کہ تینوں مہینوں کے واسطے بہت سے آدمی ہوں تب انکا قول قبول کیا جاوے یعنی اتنا گروہ ہو کہ انکے سچے ہونے پر عقل گواہی دے اور اگر ایک شخص عادل نے رمضان کے چاند کی گواہی دی اور آسمان میں کچھ علت تھی تو سب آدمیوں نے تیس دن روزے رکھے اور تیس روزے پورے ہوئے تو ایک شخص کی گواہی سے افطار نکرینگے جب تک کہ دو شخص عادل نہوں اور امام محمد کے نزدیک ایک شخص کی گواہی سے بھی افطار درست ہو جاویگا ف اور قیاس بھی اسیکو چاہتا ہے کیونکہ مہینا تو معلوم ہے کہ تیس دن سے زیادہ نہیں ہوتا اور اوس ایک شخص کی گواہی روزہ رکھنے میں مقبول ہو چکی تھی اور اوسکے حساب سے اکتیسواں دن ہوا اور چاند ہونا ضرور ہے تو گویا اوسکی ایک گواہی ہوئی اور ایک دوسرے شخص کی کہ ملکر گواہ ہو گئے تو لازم ہو گیا افطار وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِالصَّوَابِ

باب روزے کے فاسد ہونے کے بیان مین اور اوسکی قضا اور کفارے کے حال مین

جو شخص کہ قصداً جماع کرے یا جماع کیجاوے قبل یا دبر مین یا کچھہ کھاوے یا پیوے غذا کیواسطے ہو یا دوا کے لیے یا پچھنا لگاوے اور
معلوم ہوا اوسکو کہ میرا روزہ افطار ہو گیا اور پھر قصداً کھا لیوے تو ان صورتون مین قضا روزے کی کرے اور کفارہ دیوے جیسے ظہار کا (یعنی عورت اور مرد کا بھی یہی حکم ہی)
کفارہ ہوتا ہی اور کفارہ فقط رمضان کے روزہ قصداً توڑنے مین ہی اور دوسرے روزے کے واسطے نہین ف ظہار اوسے کہتے ہین
کہ اپنی بیوی کے کسی عضو کو جو عورتین کہ اوسپر حرام ہین اونکے عضو سے تشبیہ دیوے اور اس سے ایک غلام آزاد کرے اور اگر نہو سکے
تو دو مہینے پے در پے روزے رکھے اور اگر نہو سکے تو ساٹھہ مسکینون کو کھانا کھلاوے لیکن قصداً کھانے یا پینے مین سوا اسواسطے
کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جسنے افطار کیا رمضان مین سو اوسپر ہی جو ظہار کرنے والے پر ہے ذکر کیا اسکو صاحب ہدایہ نے
اور یہ حدیث نہین ملی لیکن صحیحین مین مروی ہی حضرت ابوہریرہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا ایک شخص کو کہ افطار کیا تھا
اوسنے رمضان مین یہ کہ آزاد کرے ایک غلام یا روزے رکھے دو مہینے برابر یا ساٹھہ مسکینون کو کھانا کھلاوے اور جماع بھی روزہ کو
افطار کرتا ہی وہ بھی اسی مین داخل ہی اور روایت کیا اوسکو دارقطنی نے بھی اور مروی ہی صحاح ستہ مین حضرت ابوہریرہ سے
کہ آیا ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور کہا کہ ہلاک ہوا مین کہا کہ کیا ہوا تجکو کہا اوسنے کہ جماع کیا مینے اپنی عورت
سے روزہ رمضان مین سو فرمایا آپنے کیا پاتا ہی تو غلام کو کہ آزاد کرے اوسکو کہا نہین فرمایا کہ طاقت رکھتا ہی کہ تو دو مہینے
روزے رکھے کہا نہین فرمایا کہ تو طاقت رکھتا ہی کہ ساٹھہ مسکینون کو کھلاوے کہا نہین فرمایا بیٹھہ تو لائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
ایک ٹوکرا کہ اوسمین کھجور تھی سو فرمایا کہ تصدق کر اوسکو فقیرون پر کہا اوسنے ای رسول اللہ نہین زیادہ مجسے فقیر کوئی قسم خدا کی
نہین ہی شہر کے کنارون تک اور اوسکے بیچ مین کوئی گھر کہ فقیر زیادہ ہو میرے گھر سے سو ہنسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہانتک
کہ آگے کے دانت آپکے ظاہر ہوگئے پھر فرمایا کہ لیجا اسکو اور کھلا اپنے گھر کو کہا زہری نے کہ یہ اوسکے واسطے خاص رخصت تھی اور اگر کوئی
شخص اب ایسا کرے تو نہین چارہ ہی اوسکو کفارے سے اور واقع ہوا روایت ہدایہ مین كُلْ أَنْتَ وَعِيَالُكَ تُجْزِئُكَ وَ
لَا تُجْزِئُ أَحَدًا بَعْدَكَ یعنی تو کھالے اور تیرے عیال کافی ہو جاویگا تجسے اور نہ کافی ہوگا سوا تیرے کسیکو بعد تیرے لیکن کہا
ابن الہمام نے کہ یہ قول کسی طریقے مین اس حدیث کے نہین ہی اور ظاہر یہ ہی کہ یہ خصوصیت ہی کیونکہ دارقطنی کی روایت مین ہی
فَقَدْ كَفَّرَ اللّٰهُ عَنْكَ یعنی کفارہ قبول کیا اللہ نے یہ تجسے وَاللّٰهُ اَعْلَمُ ص اگر خطا سے روزہ افطار کیا ہو مثلاً اوسکو
روزہ یاد تھا اور کلی کرنے لگا تب اوسکے حلق مین بغیر قصد کیے ہوئے پانی چلا گیا یا کسی نے اوسکو زبردستی افطار کرا دیا یا
حقنہ لیا یا ناک یا کان مین دوائی ڈالی یا سر کے زخم مین دوا لگائی اور دماغ مین گئی یا پیٹ کے زخم مین لگائی اور اوسکے پیٹ
مین دوا گئی یا اوسنے سنگریزہ نگلا یا بھر مونہہ اپنی خواہش سے قے کی یا سحر کھائی یا افطار کیا اس شبہہ سے کہ رات ہی اور وہ دن تھا یا بھولے سے
کچھہ کھا لیا اور شبہہ کیا کہ میرا روزہ افطار ہو گیا تب پھر قصداً کھایا یا عورت سوتی تھی اور جماع اوس سے کیا گیا یا رمضان کے تمام مہینے مین روزہ
رکھنے کی نیت کی نہ افطار کی یا صبح تک نیت نہ کیے ہوئے تھا اور پھر کھایا تو ان سب صورتون مین قضا کا روزہ رکھے فقط ف
روایت کی ابویعلی موصلی نے مسند مین حدیث حضرت عائشہ سے اور اوسمین ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے افطار اوس
چیز سے ہی کہ داخل ہووے اور نہین ہی اوس سے جو نکلے کہا ابن الہمام نے لَا شَكَّ فِي ثُبُوتِهِ مَوْقُوفًا عَلَى جَمَاعَةٍ یعنی

نہین شک ہے اوسکے ثبوت مین موقوف ایک جماعت پر تو صحیح بخاری مین ہی تعلیقا کہا ابن عباس اور عکرمہ نے کہ فطر روزہ ہے جو داخل ہوا اور نہین ہے اوس سے جو خارج ہو اور کہا ابن ابی شیبہ نے حدثنا وکیع عن الاعمش عن ابی ظبیان عن ابن عباس قال الفطر مما دخل ولیس مما خرج اور عبد الرزاق نے ابن مسعود سے کہ کہا انھون نے وضو اوس سے ہی جو نکلے اور نہین ہے اوس سے جو داخل ہو اور فطر روزہ مین اوس سے ہے جو داخل ہوا اور نہین ہے اوس سے جو خارج ہو اور حضرت علی سے بھی یہی قول مروی ہے کہا اوسکو بیہقی نے ص اور اگر کھایا یا پیا یا جماع کیا اور اوسکو روزہ یاد نہ تھا یا سویا اور اوسکو احتلام ہوا یا کسیکی طرف نظر کی پھر انزال ہوا یا تیل ملا یا سرمہ لگایا یا کسیکی غیبت کی یا اوسپر قے غالب ہوئی اور اوسنے قے کی جب تھا اور صبح ہو گئی یا اپنے ذکر کے سوراخ مین تیل ڈالا یا کان مین پانی ٹپکایا یا غبار یا دھوان یا مکھی اوسکے حلق مین داخل ہوئی تو ان سب صورتون مین روزہ نہ گیا ف روایت ہے صحیحین وغیرہما مین حضرت ابو ہریرہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص بھول جاوے اور وہ روزہ سے ہو سو کھایا یا پیا تو تمام کرے اپنے روزے کو کیونکہ کھلایا اوسکو اللہ تعالی نے اور پلایا اوسکو اور ترمذی مین ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے کسی شخص کے کہ کھایا تھا اوسنے یا پیا تھا پورا کر روزہ اپنا کیونکہ کھلایا اور پلایا اللہ تعالی نے اور یہ حدیث مروی ہے صحیح ابن حبان اور دارقطنی مین کہ ایک شخص نے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور کہا کہ مین روزہ دار تھا سو کھایا اور پیا مینے بھول سے سو کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تمام کر روزہ اپنا کیونکہ کھلایا اور پلایا تجکو اللہ نے اور ایک لفظ مین ہے کہ ولا قضاء علیک اور روایت کیا اسکو بزار نے ساتھ لفظ جماعت کے اور زیادہ کیا اوسمین فلا تفطروا یعنی نہ افطار کرو اور روایت کی ابن حبان نے ابو ہریرہ سے انہ علیہ الصلوۃ والسلام قال من افطر فی رمضان ناسیا فلا قضاء علیہ ولا کفارۃ یعنی جسنے افطار کیا رمضان مین بھولے سے تو نہین قضا ہے اوسپر اور نہ کفارہ اور روایت کیا اوسکو حاکم نے اور صحیح کیا اوسکو اور کہا بیہقی نے معرفت مین تفرد بہ الانصاری عن محمد بن عمرو وکلہم ثقات یعنی منفرد ہوا ساتھ اوسکے انصاری محمد بن عمرو سے اور سب ثقہ ہین اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین چیزین ہین کہ نہین افطار کرتی ہین روزہ دار کو حجامت اور قے اور احتلام اور اسناد مین اوسکی عبد الرحمن بن زید بن اسلم روایت کرتا ہے اپنے باپ سے اور وہ ضعیف ہے اور ذکر کیا اوسکو بزار نے بھائی عبد الرحمن سے اور نام اونکا اسامہ ہے اور ضعیف کیا اوسکو احمد نے اور ابن معین نے ساتھ برائی حفظ اوسکے کے اور اگرچہ مرد صالح تھے اور کہا نسائی نے نہین ہے قوی اور روایت کیا اوسکو دارقطنی نے اور طریقے سے اور اوسمین ہشام بن سعید زید بن اسلم سے روایت کی اور ہشام پر ضعیف کیا اوسکو نسائی اور احمد اور ابن معین نے اور ضعیف کیا اوسکو ابن عدی نے اور کہا کہ لکھی جاویگی حدیث اوسکی اور نہین حجت ہوگی ساتھ اوسکے لیکن حجت پکڑی ہے اوس سے مسلم نے اور استشہاد کیا ہے اوس سے بخاری نے اور روایت کیا اوسکو بزار نے حدیث ابن عباس سے کہ فرمایا حضرت نے لا یفطر الصائم القیء والحجامۃ والاحتلام قال وھذا من احسنھا اسنادا واصحھا یعنی نہین افطار کرتی ہے صائم کو قے اور حجامت اور احتلام اور کہا کہ یہ احسن ہے اور حدیثون سے اس باب مین اسناد کی رو سے اور صحیح ہے اور نہین انتہی اور اسناد مین اوسکی سلیمان بن حیان ہے کہا ابن معین نے سچا ہے اور نہین ہے حجت ساتھ اوسکے اور روایت کیا اوسکو طبرانی نے حدیث ثوبان سے اور کہا کہ نہین روایت کیجاتی یہ حدیث مگر اسی اسناد سے اور متفرد ہوا ساتھ اوسکے ابن وہب تو ظاہر ہوئی یہ بات کہ حدیث

حسن ہے اور حسن حجت ہے مثل صحیح کے اور پچھنے لگانے سے روزہ نہین جاتا اور دلیل اوسکی یہی حدیث ہے اور امام احمد کے نزدیک حجامت یعنی پچھنے لگانا روزے کو توڑتا ہے کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُوْمُ یعنی افطار کیا پچھنے لگانے والے نے اور جسکے پچھنے لگے روایت کیا اوسکو ترمذی نے اور ہماری دلیل یہ ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین چیزین ایسی ہین کہ نہین توڑتی ہین روزہ حجامت اور قی اور احتلام اور دوسرے یہ کہ مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگائے اور آپ احرام سے تھے اور پچھنے لگائے اور وہ روزہ دار بھی تھے روایت کیا اوسکو بخاری وغیرہ نے اور کہا گیا واسطے انس کے کیا تم مکروہ رکھتے تھے حجامت کو واسطے صائم کے زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین سو کہا انھون نے کہ نہین مگر بسبب ضعف کے روایت کیا اوسکو بخاری نے اور کہا انس نے اَوَّلُ مَا كُرِهَتِ الْحِجَامَةُ لِلصَّائِمِ اِنَّ جَعْفَرَ بْنَ اَبِي طَالِبٍ اِحْتَجَمَ وَهُوَ صَائِمٌ فَمَرَّ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَفْطَرَ هٰذَانِ ثُمَّ رَخَّصَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ فِي الْحِجَامَةِ بَعْدُ لِلصَّائِمِ وَكَانَ اَنَسٌ يَحْتَجِمُ وَهُوَ صَائِمٌ رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ وَقَالَ فِي رِوَايَةٍ كُلُّهُمْ ثِقَاتٌ وَلَا اَعْلَمُ لَهٗ عِلَّةً یعنی اول جو مکروہ رکھا مینے حجامت کو واسطے صائم کے تو اس سبب سے کہ جعفر بن ابی طالب نے حجامت کی اور وہ روزہ دار تھے اور گذرے اونپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو فرمایا افطار کیا ان دونو نے پھر رخصت دی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجامت مین واسطے روزہ دار کے اور تھے انس حجامت کرتے اور وہ روزہ دار ہوتے تھے روایت کیا اوسکو دارقطنی نے اور کہا کہ سب ثقہ ہین اور نہین جانتا ہون مین اوسمین کسی طرح کی علت اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اَلْفِطْرُ مِمَّا دَخَلَ وَلَيْسَ مِمَّا خَرَجَ یعنی فطر اوس سے ہے جو داخل ہووے اور نہین ہے اوس سے جو خارج ہو اور قی اگر آپ آجاوے تو روزہ نہین جاتا کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جسکو غلبہ کرے قی اور وہ روزہ دار ہووے تو نہین ہے اوسپر قضا اور جو قی کرے قصدًا تو قضا کرے روزہ کی کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن غریب ہے نہین پہچانتے ہین ہم اوسکو حدیث ہشام بن حسان سے انھون نے ابن سیرین سے انھون نے ابوہریرہ سے انھون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مگر حدیث عیسی بن یونس سے کہا بخاری نے نہین دیکھتا ہون مین اوسکو محفوظ بسبب اسکے اور صحیح کیا اوسکو حاکم نے اوپر شرط شیخین کے اور ابن حبان نے اور روایت کیا اوسکو دارقطنی نے اور کہا کہ روایت سب ثقہ لوگون کی ہے اور کہتا ہون مین کہ متابعت کی عیسی بن یونس کی ہشام بن حسان سے حفص بن غیاث نے روایت کیا اوسکو ابن ماجہ نے اور روایت کیا اوسکو حاکم نے اور اوسکو کیا اوسپر اور روایت کیا اوسکو مالک نے موطا مین موقوف اوپر ابن عمر کے اور روایت کیا اوسکو نسائی نے حدیث اوزاعی سے موقوف اوپر ابوہریرہ کے اور موقوف کیا اوسکو عبدالرزاق نے ابوہریرہ سے اور وہ جو سنن ابن ماجہ مین مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نکلے ایکدن کہ تھے آپ روزہ رکھتے اوسدن اور منگایا ایک برتن اور پانی پیا سو کہا صحابہ نے اے رسول اللہ کے آج کے دن آپ روزہ رکھتے تھے فرمایا کہ ہان لیکن قی کی تھی مینے محمول ہے اوپر قبل شروع کرنے روزہ کے یا بوجہ ضعف کے وَاللّٰهُ اَعْلَمُ اور سرمہ لگانے سے بھی روزہ نہین جاتا اسواسطے کہ روایت کی ترمذی نے ابو عاتکہ سے انھون نے انس سے کہ ایک شخص آیا پاس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور بیماری بیان کی اپنی آنکھون کی کیا سرمہ لگاؤن مین اور مین روزہ دار ہون فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہان کہا ترمذی نے نہین اسناد اوسکی قوی اور نہین صحیح ہے اس باب مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ اور ابو عاتکہ ضعیف ہے اور اوسکے ضعف پر اجماع ہے اور روایت کی ابن ماجہ نے

فائدہ

فائدہ

فائدہ

بقیہ حَدَّثَنَا الزُّبَيْدِيُّ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ اكْتَحَلَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ صَائِمٌ یعنی سرمہ لگایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپ روزہ دار ہوتے تھے
اور گمان کیا بعض علمانے کہ زبیدی مسند ابن ماجہ میں محمد بن ولید ہے اور وہ ثقہ ہے اور یہ وہم ہے کیونکہ یہ زبیدی سعید بن ابی سعید
زبیدی حمصی ہے جیسا کہ تصریح کی اسکی بیہقی نے اپنی سنن میں اور لیکن چھپایا اس مقام پر اسکو راوی نے کہا تنقیح میں
کہ وہ مجہول نہیں ہے جیسا کہ کہا اوسکو ابن عدی اور بیہقی نے بلکہ وہ سعید بیٹا عبد الجبار کا ہے کہا ابن عدی و بیہقی نے بلکہ وہ سعید
بن عبد الجبار حمصی ہے اور مشہور ہے لیکن اتفاق ہے اوسکے ضعف میں اور ابن عدی نے اپنی کتاب میں فرق کیا درمیان سعید بن ابی
سعید اور سعید بن عبد الجبار کے کہ وہ دو شخص ہیں اور صحیح یہ ہے کہ وہ ایک ہی شخص ہے اور اوسکے باپ کی کنیت ابو سعید ہے اور نام عبد الجبار ہے
اور اخراج کیا اوسکو بیہقی نے محمد بن عبید اللہ بن ابی رافع سے کہا بیہقی نے کہ وہ قوی نہیں اوس نے اپنے باپ سے اوس نے
اپنے دادا سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سرمہ لگاتے تھے اور وہ روزہ دار ہوتے تھے کہا صاحب تنقیح نے اسناد اوسکی قریب
درجہ صحت کے کہا ابو حاتم نے عتبہ بن حمید ضبی ابو معاذ بصری صالح الحدیث ہے تو یہ چند طریقے ہیں اگر ایک طریقے سے حجت
نہ ہوگی تو سب طریقوں کے ملا کر حجت ہوگی اور وہ جو سنن ابو داؤد میں ہے عبد الرحمن بن نعمان بن معبد بن ہوذہ سے انہوں نے
اپنے باپ سے انہوں نے اپنے دادا سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ حکم کیا آپ نے ساتھ لگانے اثمد خوشبودار کے وقت
سونے کے اور کہا کہ پرہیز کرے اوس سے روزہ دار تو خود اوس حدیث میں ابو داؤد نے کہا قَالَ لِي يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ هُوَ مُنْكَرٌ
يَعْنِي حَدِيثَ الْكُحْلِ یعنی کہا واسطے میرے یحیی بن معین نے کہ یہ حدیث منکر ہے یعنی حدیث سرمہ لگانے کی اور کہا صاحب
تنقیح نے کہ معبد اور بیٹا اوسکا نعمان دونوں مجہول ہیں اور اسکے سوا اور کوئی حدیث اونکی نہیں پہچانی جاتی اور عبد الرحمن بن
نعمان کہا ابن معین نے ضعیف ہے اور کہا ابو حاتم نے سچا ہے اور اونکے کلام میں منافاۃ نہیں کیونکہ صدق جمع ہو جود صحت کو
نفی نہیں کرتا اور روایت کی ابو داؤد نے باسناد صحیح اعمش سے کہا کہ نہیں دیکھا میں نے کسیکو اپنے اصحاب میں سے کہ مکروہ رکھتا ہو سرمہ
کو واسطے صائم کے اور تھے ابراہیم رخصت دیتے تھے سرمے کی واسطے صائم کے وَاللهُ أَعْلَمُ ص اور اگر مینہ برسا ہو یا
برف پڑی ہو اور اوسکے مونہہ میں جا پڑے تو اوسکا روزہ فاسد ہوگا صحیح مذہب میں اور اگر وطی کی ہو دبر یا ناف یا کسی اور جگہ سوا
اور مقاموں میں جس طرح ران ہے یا بوسہ لیا یا مساس کیا تو ان سب صورتوں میں اگر انزال ہو تو قضا کرے اور اگر انزال نہ ہو
تو قضا نہ کرے ف اور بوسہ لینا مکروہ اوسکے واسطے ہے جو انزال سے امن ہو تو کچھ حرج نہیں ہے اور مباشرت بھی مثل بوسہ کے جائز ہے
روایت ہے صحیحین میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بوسہ لیتے تھے اور مباشرت کرتے تھے اور وہ روزہ دار ہوتے تھے اور ام سلمہ سے
مروی ہے کہ بوسہ لیتے تھے اوسکا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور وہ روزہ دار ہوتے تھے روایت کیا اوسکو بخاری و مسلم نے اور صحیح یہ ہے
کہ اگر جوان ہو تو اوس میں احتراز ایسے امر سے اچھا ہے اور بڈھے وغیرہ کو مضائقہ نہیں اور یہ تفصیل حدیث میں وارد ہے روایت کی ابو داؤد نے
ساتھ اسناد صحیح کے ابو ہریرہ سے کہ ایک شخص نے پوچھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مباشرت سے واسطے روزہ دار کے تو رخصت دی
آپ نے اوسکو اور آیا دوسرا شخص اور منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسے پھر معلوم ہوا کہ جسکو رخصت دی تھی وہ بڈھا تھا
اور جسکو منع کیا وہ جوان تھا وَاللهُ أَعْلَمُ ص ایک شخص نے وہ گوشت کھایا جو اوسکے دانت میں چنے کے برابر اٹکا تھا تو قضا کرے فقط

اور اگر چنے سے کم ہو تو قضا لازم نہیں ہے مگر جسوقت کہ دانتوں میں گوشت کو اپنے منہ سے نکالے اور ہاتھ میں لیکے اور پھر کھا لے
تو اگر چنے سے کم ہو قضا کرے اور اگر تل کے ایک دانہ کو نگلا تو اوسکا روزہ فاسد ہوا اگر اوسکو چبا دیگا تو روزہ نہیں جاویگا
اور بغیر اختیار قے آکے پھر پیٹ میں چلی جاوے یا وہ خود آپ سے پیٹ میں نگلے روزہ فاسد ہوگا اور تھوڑی سی قے سے دونوں حالت میں
فاسد ہوگا اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اگر قے کو آپ سے پھیرے اگرچہ تھوڑی سی ہو تو فاسد ہوگا اور خود پھر جاوے میں اگرچہ
بہت سی ہو روزہ فاسد نہیں ہوتا تو بہت سی قے کے آپ پھیرنے میں سب کے نزدیک روزہ فاسد ہوگا اور تھوڑی سی قے پھر
جانے میں کسیکے نزدیک فاسد نہوگا اور تھوڑی سی قے کے پھیر لینے میں ابو یوسف کے نزدیک فاسد نہوگا اور امام محمد کے نزدیک
فاسد ہوگا اور بہت سی قے اگر لوٹ جاوے تو ابو یوسف کے نزدیک فاسد ہوگا اور امام محمد کے نزدیک نہیں فاسد ہوگا

باب روزے کے مکروہات کے بیان میں

مکروہ ہے روزہ دار کو چکھنا کسی چیز کا اور چبانا مگر لڑکے کے واسطے وقت ضرورت کے اور مکروہ ہے بوسہ لینا اگر امن جماع سے
نہووے سرمہ لگانا اور مونچھ میں تیل لگانا اور مسواک کرنا اگرچہ زوال کے بعد ہووے مکروہ نہیں اور امام شافعی کے نزدیک مکروہ ہے
ف دلیل امام شافعی کی یہ ہے کہ روایت کی طبرانی اور دارقطنی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ جب روزہ رکھو تم تو مسواک
کرو صبح کے وقت اور نہ مسواک کرو قریب شام کے کیونکہ روزہ دار جب خشک ہو جاتے ہیں دونوں ہونٹھ اوسکے تو ہوگا واسطے
اوسکے نور دن قیامت کے اور روایت کیا اوسکو دارقطنی نے موقوف حضرت علی رضی اللہ عنہ پر اور دونوں طریقوں میں کیسان ابو عمر و ہے اور وہ
بہی ضعیف کیا اوسکو ابن معین نے اور کہا عبد اللہ بن احمد بن حنبل نے کہ پوچھا میں نے اپنے باپ سے کیسان ابو عمر و سے سو کہا کہ وہ
ضعیف الحدیث ہے ذکر کیا اسکو میزان میں اور ایک دلیل وہ بھی یہ ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بو منہ روزہ دار کا اللہ کے
نزدیک پاک ہے زیادہ ہے مشک سے تو مسواک سے وہ بو زائل ہو جاویگی اور دلیل لائے ہیں صاحب ہدایہ ہمارے مذہب پر کہ فرمایا حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق کہ بہتر خلال روزہ دار کا مسواک ہے روایت کیا اوسکو ابن ماجہ نے حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور
دارقطنی نے اور اسناد میں اوسکی مجالد ہے ضعیف کیا اوسکو بہت لوگوں نے اور دلیل ہماری یہ ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
اگر نہ شاق ہوتا میری امت پر البتہ حکم کرتا میں اونکو مسواک کا نزدیک ہر نماز کے اور یہ عام ہے روزہ دار وغیرہ کو اور مسند احمد میں
ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نماز مسواک سے بہتر ہے ستر نماز وں سے بغیر مسواک کے اور یہ بھی عام ہے اور روایت کی
طبرانی نے ثنا ابراهيم بن هاشم البغوي ثنا هرون بن معروف ثنا محمد بن سلمة الحراني
ثنا بكر بن خنيس عن ابي عبد الرحمن بن عبادة بن نسي عن عبد الرحمن بن غنم قال سألت معاذ بن
جبل أتسوك وانا صائم قال نعم قلت أي النهار أتسوك قال أي النهار شئت غدوة وعشية
الحديث یعنی کہا عبد الرحمن بن غنم نے کہ پوچھا میں نے معاذ رضی اللہ عنہ سے کہ مسواک کروں میں اور میں روزہ دار ہوں کہا انہوں نے
ہاں کہا میں نے کسوقت دن کے کروں میں کہا جسوقت چاہے تو صبح اور شام آخر حدیث تک ذکر کیا اوسکو ابن الہمام نے اور روایت کی بیہقی
نے ابو اسحق سے کہ پوچھا میں نے عاصم احول سے کہ کیا مسواک کرے روزہ دار ساتھ مسواک تر کے کہا کہ ہاں کیا وہ پانی سے زیادہ تر ہے اوسکو پانی
کہا میں نے اول دن میں اور آخر دن میں کہا کہ ہاں میں نے کہا کس سے یہ بات کہا انس رضی اللہ عنہ سے اونہوں نے یہ بھی

صلی اللہ علیہ وسلم سے اور کہا بیہقی نے تفرد کیا ساتھ اوسکے ابراہیم بن عبد الرحمن خوارزمی نے اور تحقیق [illegible]
ابراہیم نے عاصم سے [illegible] نہیں ہے حجت ساتھ اوسکے اور روایت کی ابن حبان نے کتاب الضعفاء میں [illegible] کان
النبی صلی اللہ علیہ وسلم یستاک آخر النہار وہو صائم یعنی تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسواک کرتے
آخر روز میں اور آپ روزہ دار ہوتے تھے اور ضعیف کیا اوسکو بسبب [illegible] کے کہا نہیں ہے حجت ساتھ اوسکے اور
کرنا اوسکا باطل ہے اور صحیح ابن خزیمہ میں نقل ہے اور روایت ہے حضرت انس رضی سے کہ پوچھا ایک شخص نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا
مسواک کرے صائم اور وہ روزہ دار ہو فرمایا کہ ہاں کہا سینے کے ساتھ تر مسواک کے اور خشک کے فرمایا ہاں کہا سینے اول روز میں
اور آخر روز میں فرمایا ہاں تو کہا گیا واسطے انس رضی کے کس سے سنا تم نے یہ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا اوسکو
تمام سے انس رضی سے [illegible] بیچ اوسکی اسناد میں اوسکی ابراہیم بن بیطار خوارزمی
روایت کرتا ہے عاصم [illegible] پایا اوسکو نسائی نے کتاب الکنی میں اور بیہقی نے سنن میں
اور کہا کہ منفرد ہوا ساتھ اوسکے ابراہیم اور وہ منکر ہے حدیث اوسکی اور کہا شیخ ابن حجر نے کہ واسطے [illegible] ہے حدیث
[illegible] ہے اور گذری [illegible] ضعیف اگر روزہ رکھنے سے عاجز ہو تو وہ روزہ نہ رکھے اور ہر روز کے بدلے ایک مسکین کو کھانا اوتنا
جتنا کہ صدقہ فطر دیا جاتا ہے اور جب ہمیشہ کو روزہ رکھنے کی طاقت ہو تو اوسکی قضا کرے ف ۔ اور یہی الذین یطیقونہ
فدیۃ طعام مسکین قول اللہ تعالی کا اس باب میں حجت ہے [illegible] عورت حاملہ اور عورت دودھ پلانے والی جب [illegible] کرے
اپنی جان یا بچے کی جان کا خوف کرے یا مریض ہووے اور زیادتی مرض کا اوسکو خوف ہووے یا مسافر ہو تو بے شبہ [illegible] کریں
اور پھر جب عذر اوٹھ جاوے تو قضا ادا کریں بغیر فدیہ کے ف ۔ اس مسئلے کی روایت ہے حضرت انس رضی سے کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ نے وضع کیا مسافر سے روزہ اور آدھی نماز کو اور حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت سے روزے کو
روایت کیا اوسکو ابو داود وغیرہ نے اور مریض بھی [illegible] واسطے [illegible] کہ فرمایا اللہ تعالی نے فمن کان منکم مریضا او علی
سفر فعدۃ من ایام اخر یعنی جو بیمار ہو یا مسافر ہو تو اوتنے ہی شمار کرے اور دنوں سے یعنی اوتنے ہی روزے جتنے قضا
ہوگئے اور یہ [illegible] کیا اور اسی طرح حاملہ بھی روزہ نہ رکھے اور دلیل اوسکی وہ آیت ہے جو گذری لیکن وہ منسوخ ہے [illegible]
کا یطیقونہ [illegible] ہو گئے دوسری آیت سے اور کہا ابن عباس نے کہ وہ منسوخ نہیں ہے اور وہ بڈھے مرد اور عورت کے لیے
ہے جو طاقت روزے کی نہیں رکھتے تو کھلا دیں بدلے ہر روزے کے ایک مسکین کو روایت کیا اوسکو بخاری نے اور یہ مذہب ہے
حضرت علی اور ابن عباس اور ابن عمر اور صحابہ کے اور کسی سے خلاف [illegible] نہیں تو اجماع ہو جاویگا اور [illegible]
جس مسافر کو کچھ روزے سے نقصان ہوتا ہو تو اوسکو سفر میں [illegible] رکھنا مستحب ہے تو اگر وہ سفر میں یا مرض میں مر گیا تو اوسکے
[illegible] کے بدلے میں صدقہ دیا جاویگا اور اگر بیمار تھا اور اچھا ہو اب مر گیا یا مسافر تھا اور مقیم ہوا اب مر گیا تو اوسکے روزے
کے بدلے میں اوسکا ولی صدقہ دیوے اسطرح پر کہ اگر وہ شخص صحت اور اقامت کے بعد اوتنے دن [illegible] زندہ رہا جتنے روزے
مر گیا ہو تو اوسکے سب روزوں کے بدلے صدقہ دیوے اور اگر اوتنے روزوں میں جیا تو جتنے روز تندرست اور مقیم رہا اتنے روزوں کا صدقہ
جیسے مثلا اوسکے دس دن فوت ہوئے تھے سو وہ بعد رمضان کے پانچ دن تک مقیم یا تندرست رہا اب مر گیا تو پانچ دن کا اوسکا

ولی صدقہ دیوے اور صدقہ دینے کے واسطے یہ بھی شرط ہے کہ مرتے وقت وہ شخص وصیت کر گیا ہو یعنی کہہ گیا ہو کہ میرے بعد میرے روزونکی طرف سے صدقہ دینا تو اوسنے جو مال چھوڑا ہے اوسکے تیسرے حصے مین ادا کیا جاویگا ف اور امام شافعی کے نزدیک سفر مین روزہ رکھنا افضل ہے اور دلیل لاتے ہین اوس سے جو مروی ہے صحیحین مین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے سفر مین تو ایک جگہہ دیکھا بہت لوگ جمع ہین اور ایک شخص پر سایہ کیے ہین سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کیا ہے کہا اونھون نے کہ وہ روزہ دار ہے تب فرمایا آپنے لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصِّيَامُ فِي السَّفَرِ یعنی نہین ہے کچھ نیکی سے روزہ رکھنا سفر مین اور دلیل لاتے ہین اوس سے جو روایت کی مسلم نے جابر سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نکلے سال فتح کے طرف مکے کے رمضان مین یہانتک کہ پہونچے کراع الغمیم کو تو روزہ رکھا لوگون نے پھر منگایا آپنے ایک قدح پانی کا اور پیا اوسکو سو کہا گیا آپسے کہ بعض لوگون نے روزہ رکھا سو فرمایا آپنے أُولَئِكَ الْعُصَاةُ وہ لوگ گنہگار ہین انتہی اور جواب یہ ہے کہ اول حدیث مین آپنے صورت ضرر اور نقصان مین منع کیا تھا اور یہ ہمارے نزدیک بھی ہے کیونکہ جب خوف ضرر کا ہووے تو روزہ نہ رکھنا افضل ہے اور اسیطرح روایت مسلم مین بھی کیونکہ ایک لفظ اوسکا یہ ہے کہ آدمیون کے اوپر شاق ہوئے روزے اور روایت کیا اوسکو واقدی نے مغازی مین اور اوسمین یہ ہے کہ حکم کیا تھا اونکو افطار کا اور اونھون نے قبول نکیا جب یہ کلمہ آپنے ارشاد فرمایا اور اس توجیہ مین موافقت ہوگی درمیان احادیث کے کیونکہ روایت ہے صحیح مسلم مین حمزہ اسلمی سے کہ انھون نے کہا ای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاتا ہون مین قوت روزے پر سفر مین تو کیا مجھپر گناہ ہے روزہ رکھنے مین تو فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وہ رخصت ہے اللہ کیطرف سے سو جو قبول کرے اوسکو تو اچھا ہے اور جو دوست رکھے روزے کو تو نہین ہے کچھ گناہ اوسپر اور صحیحین مین ہے کہ تھے ہم سفر کرتے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تو بعض ہم مین سے روزہ رکھتے تھے اور بعض نہین تو کوئی عیب نہین کرتا تھا کسیپر اور مروی ہے سنن ابوداؤد وغیرہ مین ابو الدرداء سے کہ نکلے ہم ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض جہادون مین نہایت گرمی مین یہانتک کہ رکھتے تھے ہم مین سے لوگ ہاتھ اپنے سر پر سبب گرمی کے اور نہین تھا ہم مین کوئی روزہ دار مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور عبد اللہ بن رواحہ تو یہ حدیثین دلالت کرتی ہین اوپر مباح ہونے روزے کے سفر مین اور یہی ہے حجت ہماری اور خلاف پر بھی اسکے حدیثین آئی ہین سند عبد الرزاق مین ہے کعب بن عاصم اشعری سے کہ انھون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپنے لَيْسَ مِنَ امْبِرِّ امْصِيَامُ فِي امْسَفَرِ یعنی نہین ہے نیکی سے روزہ رکھنا سفر مین اور ایک روایت مین ہے کہ روزہ رکھنے والا سفر مین مانند افطار کرنے والے کے ہے اقامت مین روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور بزار نے اور دفع تعارض کی وہی توجیہ ہے جو اوپر بیان کی ہے فقط اور ولی اوسکے روزون کے بدلے اگر مر گیا ہو تو صدقہ دیوے اور اوسکے بدلے روزہ نرکھے اور بعضون کے نزدیک رکھے بدلیل اون لوگون کی یہ ہے کہ آیا ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور کہا کہ ماں میری مر گئی اور اوسپر ایک مہینے کے روزے تھے کیا قضا کرون مین اوسکے بدلے سو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر تیری ماں پر کچھ قرض ہوتا تو تو ادا کرتا یا نہین کہا اوسنے کہ ہان ادا کرتا فرمایا کہ پھر کیا جب قرض حق اللہ کا ہو روایت کی بخاری مسلم نے اسکو حدیث ابن عباس سے اور ایک روایت مین ہے کہ آئی ایک عورت اور کہا اوسنے کہ ای رسول اللہ تحقیق کہ ماں میری مر گئی اور اوسپر ایک روزہ نذر کا ہے کیا روزہ رکھون مین اوسکے بدلے فرمایا کہ روزہ رکھہ تو اوسکے بدلے اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص مر جاوے اور اوسکے اوپر

نفل روزے میں روزہ رکھے اور جس دن کی انتہا روایت کیا اسکو ترمذی نے اور ابو داؤد و نسائی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ ان سے روایت
کی نسائی نے اور مسند کبیر میں ابن عباس سے اور وہ اسی حدیث کے ہیں کہ اول حدیث کو بیان کیا ہے اور وہ [illegible]
[illegible] اور جب کوئی شخص روزہ رکھے اور ماہ سے روایت کیا اور اسکو بیان کیا اور [illegible]
میں روزہ رکھتا ہے کہ میں نے [illegible] کوئی [illegible] روزہ رکھتا ہوں [illegible]
ہو [illegible] کو وہ حدیث کہ وہ اسی کو اصل مسند ایک وقت کی نماز کا [illegible] کے بعد [illegible]
لیکن [illegible] نماز کی قضا [illegible]
اور [illegible] عمر [illegible]
چاہیں تھا [illegible] کے اور صدقہ ہر روزے کی طرف سے اور امام شافعی صاحب کے نزدیک قضا بھی واجب ہو گا ف اور
لائے میں ساتھ اور صحیح حدیث کے کہا ہے کہ ایک رمضان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہاں تک کہ صدقہ ہے
نہ روزہ رکھے یہاں تک کہ دوسرا رمضان آگیا اور سیدھے روزے رکھے اوس نے اس رمضان کے پھر بیمار رہے کہ ان کے بعد رکھنا [illegible]
ایک مسکین کو ہر روز اور دلیل ہماری قول اللہ تعالیٰ کا ہے فعدة من ایام اخر یعنی شمار ہو اور دوسرے دنوں میں سے اور تمام
اور وہ امام شافعی نے روایت کی ہے نہیں ہے کہ مسند ہے ان کی ابراہیم بن نافع کے کہا ہو وہ قائم ہے [illegible]
میں اور وہی میں ایک شخص ہے جس کو تمہت ہے صحیح حدیث کی اصل مروی ہے کا دلیل مرنے کے روزے کے بدلے روزہ رکھے اور اسکی
نماز کے بدلے نماز پڑھے اور نفل کا روزہ جب کوئی شخص شروع کرے تو اوسے تمام کرنا اوسکا لازم آتا ہے تو اگر اوسکو توڑ ڈالیگا تو قضا اوسکی
ہوگی ف کیونکہ حضرت نے روزہ نفل صبح کو رکھا تھا پھر کھا لیا اور یہ حدیث اوپر گذری اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار
کیا روزے کو شروع میں بعد اسکے کہ رکھنے کے تھا اسی واسطے قضا واجب کرے واسطے روزہ نفل توڑ دینا درست ہے اور قضا اوسکی لازم
ہے کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا حضرت عائشہ اور حفصہ کو جب کھا لیا تھا انھوں نے کھانا اور روزہ رکھا تھا صبح کو کہ
اقضیا یوما آخر مکانہ یعنی قضا کرو دوسرے دن بدلے اوسکے اور ضعیف کیا اسکو بخاری نے اور روایت کیا اسکو
ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی نے اور صحیح کیا ہے ضعیف ہونے کا بیان کیا اوسکو شیخ ابن الہمام نے علاوہ اسکے روایت کیا اوسکو
ابن حبان نے صحیح میں سوا اوس طریقے کے دار قطنی شیبہ نے اور طریقے سے اور ترمذی نے اور طبرانی نے اور روایت کیا اوسکو طبرانی نے
اوسط میں حدیث ابن عباس کی اور طریق ہے کہا شیخ ابن الہمام نے فقد ثبت هذا الحدیث ثبوتا لا مرد له یعنی ثابت ہوئی
یہ حدیث اس طرح پر کہ نہیں ہے رد کرنے والا اوسکا کوئی اور یہ روایت کی دار قطنی نے جابر سے کہا کہ ایک شخص نے واسطے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے کھانا تو بلایا اوسنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور جب کھانا لیکر آیا تو وہ کھانا کھانے لگا ایک شخص سو کہا
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کیا ہے تمکو کہا اوسنے میں روزے سے ہوں تو کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تکلیف کی تیرے بھائی نے اور
بنایا واسطے تیرے کھانا اور تو کہتا ہے میں روزہ دار ہوں کھانے اور روزہ رکھ اسکے بدلے اور بعضوں نے کہا کہ [illegible]
نہ ہوئے اور دلیل لاتے ہیں اس حدیث سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بلایا جاوے کوئی تم میں سے طرف کھانے کے تو قبول
کرے اور اگر روزہ دار ہو تو کھلانے والے کے لئے دعا کرے اور روایت کیا اسکو مسلم نے ابو ہریرہ سے اور ابو حنیفہ کی اس مقام میں

جلد اول

شیخ ابن الہمام نے ص مگر جب ایام مین کہ روزہ رکھنا منع ہی اونمین اگر شروع کریگا تو تمام کرنا اوسکا لازم نہ آویگا اور وہ پانچ دن ہین ایک عید الفطر کا دن اور دوسرے بقر عید کا دن اور تین دن اوسکے بعد یعنی گیارھوین اور بارھوین اور تیرھوین ذی الحجہ کی اور نفل کا روزہ توڑنے بے عذر نہ توڑے ایک روایت مین اور ایک روایت مین جایز ہی کیونکہ قضا اوسکے قائم مقام ہی اور ضیافت کے عذر سے نفل کا روزہ توڑنا درست ہی اور یہ حکم ضیافت کرنے والے اور کھانے والے دونون کے واسطے ہی اور اگر رمضان دن کو ایک لڑکا بالغ ہوا یا کافر مسلمان ہوا تو اوس روز باقی روز مین کچھہ نہ کھاوے اور نہ پیوے رمضان کی بزرگی کے سبب سے اور اوس روزے کی قضا ادا نکرے اگرچہ نیت روزے کی ان دونون نے کی اور پھر کھالیا تب بھی قضا نہین کرے اور اگر عورت حیض سے پاک ہوئی یا مسافر اپنے گھر آیا تو یہ دونون باقی روز کچھہ نکھاوین اور نہ پیوین اور اوس روز کے روزے کی قضا ادا کرین اور اگر ایک مسافر نے افطار کی نیت کی بعد اوسکے اپنے گھر آیا تب نفل روزے کی نیت کی اور نیت کرنے کا وقت تھا یعنی دوپہر کے پہلے تو روزہ درست ہوا اور اگر وہ رمضان کا مہینا تھا تو اوسپر اوس روز کا پورا کرنا واجب ہوگیا یا مقیم نے اوس دن سفر کیا تو اوسکا بھی یہی حکم ہی اور اون دونون نے اگر افطار کیا تو کفارہ نہین ہی جن دنون مین بیہوش رہا اونکی قضا ادا کرے مگر جس دن بیہوشی شروع ہوئی ہو اور وہ نیت روزے کی کرچکا ہی یا اوس دن کی رات کو بیہوشی تھی تو اونکی قضا نکرے غرض یہ ہی کہ اگر نیت کرچکا ہی تو روزہ صحیح ہوجاویگا اور جو نہین نیت کی تو ہرگز صحیح نہوگا اور اگر سارے رمضان بھر مجنون رہا قضا نہ کرے اور اگر بعض دن کے رمضان مین دیوانہ رہا تو جتنے روز گذرے ہین اونکی قضا کرے تو اگر وہ مثلاً بالغ یا عاقل نہ تھا اور حالت جنون مین بالغ عاقل ہوا تو بھی یہی حکم ہی ظاہر روایت مین اور محمد بن حسن شیبانی کے نزدیک اگر حالت جنون مین بالغ ہوا تو روزے اوسپر واجب نہونگے باوجود اسکے کہ سارے رمضان دیوانہ نہ رہا اور دلیل اسکی شرح عربی مین مذکور ہی اور اگر اون پانچ دن مین جن مین روزہ رکھنا حرام ہی روزے کی نذر کی یا پورے سال بھر کے روزے کی نیت کی تو صحیح ہی اور ان پانچ دن مین روزہ نرکھے بلکہ اون دنون کی قضا ادا کرے اور اگر روزہ رکھہ لیگا تو پھر قضا نہین مگر گنہگار ہوگا تو اگر کچھہ نیت نہ کی یا نیت فقط نذر کی کی یا نیت کی نذر کی اور یہ نیت کی کہ قسم نہین ہی تو ان صورتون مین نذر ہوگی اور اگر نیت کی قسم کی اور نیت کی کہ نذر نہین ہی تو قسم ہوگی اور اگر افطار کریگا کفارہ قسم کا لازم آویگا اور اگر دونون کی نیت کی یا قسم کی اور یہ ذکر نہ کیا کہ نذر نہین ہی یا ہی تو ان دونون صورتون مین نذر اور قسم دونون ہونگی اور اگر افطار کریگا تو قضا نذر کی اور کفارہ قسم کا لازم آویگا اور امام ابی یوسف کے نزدیک دونون کی نیت مین نذر ہوگی اور فقط قسم کی نیت مین قسم ہوگی اور باقی تفصیل اسکی شرح عربی مین مذکور ہی شش عید یعنی چھہ روزے جو شوال مین رکھتے ہین تو اونکو جدا جدا رکھنا مستحب ہی لگاتار رکھے تو مکروہ نہوگا اور مشابہت نصاری سے نہ لازم آویگی ف اولا استحباب ان چھہ روزون کا احادیث سے بیان کرنا لازم ہی سو وہ یہ ہی جو روایت کی مسلم اور ابو داود اور ترمذی وغیرہم نے ابو ایوب سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص روزے رکھے رمضان کے اور پیچھے رکھے اوسکے سات روزے شوال مین تو ہوگا ایسا جیسے کسی نے سارے زمانے روزے رکھے اور اب وجہ تشبیہ ساتھ نصاری کے بیان کرنا واجب ہی وہ یہ ہی کہ اہل کتاب فطر کے روز بھی روزہ رکھتے تھے اور جب چھہ روزے بعد فطر کے متصل رکھے گیا تو ایک طرح کی تشبیہ نصاری کے ساتھ متحقق ہوئی اور بعضون کے نزدیک جائز ہی کیونکہ وہ کہتے ہین کہ جب عید فطر کے روز روزہ نرکھا تو تشبیہ جاتی رہی واللہ اعلم اور جسنے شعبان کے روزے رکھے اور ملادیا اوسکو ساتھ رمضان کے تو اچھا کیا

اور نفلی روزے مستحب ہیں تین ایام بیض یعنی تیرھوین چودھوین پندرھوین تاریخ کو ہر مہینے سے روایت کی نسائی نے حضرت
ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ نہیں افطار کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایام بیض میں نہ سفر میں اور نہ اقامت میں تعظیم اور حکم
کیا حضرت نے صحابہ کو ان دنوں میں روزہ رکھنے کا روایت کیا اسکو ابو داؤد اور نسائی نے اور عید فطر اور ایام تشریق یعنی تین دن بقر عید کے
بعد اور دن بقر عید کے ان دنوں میں روزہ رکھنا حرام ہے روایت کی بخاری مسلم ابو داؤد اور ترمذی نسائی نے ابو سعید رضی اللہ عنہ سے
کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں چاہیے روزہ دو دنوں میں ایک دن فطر کے اور دن قربانی کے اور عقبہ بن عامر
رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دن عرفے کا اور دن قربانی کے اور ایام تشریق کے یہ دن عید اہل اسلام
کے ہیں اور یہ دن کھانے اور پینے کے ہیں اور مراد عرفے کے دن سے یہ ہے کہ عرفے کے دن حج میں مقام عرفے پر روزہ رکھنا مکروہ ہے اور صحیح مسلم کی
دوسری حدیث میں آیا ہے روایت کی ابو داؤد نے کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزے سے دن عرفے کے حج میں اور اگر مقام عرفے
میں نہیں تو عرفے کے دن روزہ رکھنا مستحب ہے اور روایت ہے نبیشہ ہذلی سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایام تشریق کے
دن کھانے اور پینے کے ہیں اور اللہ کو یاد کرنے کے اور ایام تشریق انکو اسواسطے کہتے ہیں کہ عرب لوگ گوشتوں کو قربانی کے ان دنوں
میں آفتاب کے نیچے خشک کرتے تھے اور روایت کی طبرانی نے ابن عباس سے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارسل ایام منی
صائحا یصیح ان لا تصوموا هذه الایام فانها ایام اکل و شرب و بعال یعنی بھیجا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
دنوں منی کے یعنی ایام تشریق کے ایک پکارنے والے کو کہ پکارے نہ روزہ رکھو ان دنوں میں کیونکہ یہ دن کھانے اور پینے
اور جماع کے ہیں اور روایت کیا اسکو دارقطنی نے حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور اسناد میں اوسکی سعید بن سلام کاذب کہا اوسکو احمد نے اور روایت
کی دارقطنی نے عبد اللہ بن حذافہ سہمی سے کہ بھیجا مجکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سواری پر دن منی کے کہ پکاروں
منا میں لوگو یہ دن کھانے اور پینے اور جماع کرنے کے ہیں اور ضعیف کیا اوسکو بسبب واقدی کے اور توثیق کی اوسکی بعض
لوگوں نے اور ذکر کیا اوسکو شیخ ابن الہمام نے باب الحیض میں کتاب الطہارۃ سے اور روایت کی ابن ابی شیبہ اور اسحق بن راہویہ نے
مسند میں قالا حدثنا وکیع عن موسی بن عبیدۃ عن منذر بن جہم عن عمرو بن خلدۃ عن امہ قالت
بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیا ینادی ایام منی ایام اکل و شرب و بعال یعنی بھیجا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو کہ پکارین ان منی کے دن کھانے اور پینے اور جماع کے ہیں اور سحری کھانا سنت ہے فرمایا حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے سحری کھاؤ کیونکہ اوسمیں برکت ہے روایت کیا اسکو بخاری مسلم ترمذی اور نسائی وغیرہم نے اور فرمایا
کہ فرق درمیان ہمارے روزے اور درمیان اہل کتاب کے روزے کے کھانا سحری کا ہے روایت کیا اسکو مسلم اور ترمذی اور ابو داؤد نے
اور درست ہے سحری کھانا یہان تک کہ صبح صادق ہووے اور روزہ کھولنا جلدی افضل ہے تاخیر فطر کی بعد وقت آجانے کے
مکروہ ہے فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہمیشہ رہین گے لوگ ساتھ بہتری کے جب تک جلدی کرینگے فطر کو روایت
کیا اسکو بخاری مسلم امام مالک نے اور ترمذی نے بھی سہل بن سعد سے اور جس وقت افطار کرے تو کہے اللهم لك صمت وعلى رزقك
افطرت یعنی یا اللہ تیرے ہی واسطے میں نے روزہ رکھا تھا اور تیرے رزق پر افطار کرتا ہوں روایت کیا اوسکو ابو داؤد نے
کہ ایسا ہی کرتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مستحب ہے کہ کھجور سے روزہ افطار کرے اور یہ وارد ہوا حدیثوں میں اور پانی سے اور

عورت کو چاہیے کہ نفل روزہ بدون اذن خاوند کے نہ رکھے روایت کیا اوسکو بخاری مسلم وغیرہما نے اور جو شخص کہ کسی قوم پر جلے کہ اوترے تو بغیر اذن انکے کے روزہ نہ رکھے نکالا اسکو ترمذی نے اور کہا یہ حدیث منکر ہی واللہ اعلم

باب اعتکاف کے بیان مین

اعتکاف سنت مؤکدہ ہی اور اعتکاف کے معنی یہ ہین کہ دیر تک رہنا روزہ دار کا مسجد مین بہ نیت عبادت جسمین جماعت ہوتی ہی ف لیکن سنت مؤکدہ ہونا تو فقط عشرۂ اخیرہ مین ہی کیونکہ روایت کی بخاری مسلم نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے اعتکاف کرتے عشرۂ اخیرہ مین رمضان سے یہان تک کہ اوٹھا لیا اونکو اللہ تعالی نے پھر اعتکاف کیا بعد انکے اونکی ازواج مطہرات نے تو یہ مواظبت دلالت کرتی ہی سنت ہونے اعتکاف پر اور ایک اعتکاف واجب ہی وہ یہ کہ نذر کرے اعتکاف کی اور ایک مستحب وہ یہ کہ سوا ان دنون مین اخیر رمضان کے اور دنون مین اعتکاف کرنا اور ان دنون مین مواظبت ثابت نہین ہوئی بیان کیا اوسکو شیخ ابن الہمام نے اور دیر تک رہنا یہ رکن ہی اعتکاف کا اور نیت شرط ہی اوسکی اور روزہ بھی شرط ہی اور امام شافعی کے نزدیک شرط نہین دلیل ہماری یہ ہی کہ روایت کی دارقطنی اور بیہقی نے حضرت عائشہؓ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لَا اعْتِكَافَ اِلَّا بِصَوْمٍ نہین ہی اعتکاف مگر روزے سے کہا بیہقی نے یہ وہم ہی سفیان بن حسین یا سوید سے اور ضعیف کیا دارقطنی نے سوید کو لیکن کمال مین ہی کہ کہا علی بن حجر نے کہ پوچھا مینے بیہقی سے اون دونونکے احوال سے تو ثنا کی انھوننے اونپر اور روایت کی ابو داؤد نے عبد الرحمن بن اسحق سے انھوننے زہری سے انھوننے عروہ سے انھوننے حضرت عائشہؓ سے کہ کہا انھون نے سنت ہی اوپر اعتکاف کرنے والے کے کہ نہ عیادت کرے کسی مریض کی اور نہ حاضر ہو جنازے مین اور نہ مس کرے کسی عورت کو اور نہ مباشرت کرے اوس سے اور نہ نکلے کسی حاجت کو مگر جو ضروری ہی اور نہین ہی اعتکاف مگر روزے سے اور نہین ہی اعتکاف مگر مسجد جامع مین کہا ابو داؤد نے سوا عبد الرحمن کے اور کوئی اوسمین لفظ السنۃ کا نہین ذکر کرتا اور عبد الرحمن بن اسحق اگرچہ کلام کیا گیا ہی اوسمین اخراج کیا اوس سے مسلم نے اور توثیق کی اوسکی ابن معین نے اور ثنا کی اوسپر غیر اوسکے نے اور روایت کی ابو داؤد نے اور نسائی نے ابن عمرؓ سے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کیا تھا اپنے اوپر کہ اعتکاف کرین جاہلیت مین ایکدن اور ایک رات نزدیک کعبے کے سو پوچھا انھوننے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سو فرمایا آپ نے کہ اعتکاف کر اور روزہ رکھ اور ایک روایت مین نسائی کی ہی کہ حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو کہ اعتکاف کرین اور روزہ رکھین کہا دارقطنی نے متفرد ہوا ساتھ اوسکے عبد اللہ بن بدیل بن ورقاء الخزاعی عمرو سے اور وہ ضعیف الحدیث ہی اور ثقات لوگوننے اصحاب عمرو بن دینار سے نہین ذکر کیا روزے کا اونمین سے ہین ابن جریج اور ابن عیینہ اور حماد بن سلمہ اور حماد بن زید اور سوا انکے اور یہ حدیث صحیحین مین ہی نہین ہی اوسمین ذکر روزے کا بلکہ اتنا ہی ہی کہ کہا حضرت عمرؓ نے کہ نذر کی تھی مینے جاہلیت مین کہ اعتکاف کرون مسجد حرام مین ایک رات سو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری کر اپنی نذر اور ایک روایت مین ہی حضرت عمرؓ سے کہ نذر کی تھی مینے جاہلیت مین کہ اعتکاف کرون ایک دن نزدیک مسجد حرام کے تو مراد یہ ہی کہ ایکدن ساتھ رات کے یا ایک رات ساتھ ایک دن کے تا کہ مطابقت ہو دونو حدیثون مین اور جواب دیا جاویگا کہ غایت اسکی یہ ہی کہ سکوت کیا روزے کے ذکر سے ان لوگون نے اور یہ بات اصول حدیث مین مقرر ہوئی ہی کہ زیادت ثقہ ضابط کی مقبول ہی اور تم جو ضعف ثابت کرتے ہو عبد اللہ بن بدیل کا مسلم نہین کیونکہ کہا ابن

معین نے کہ وہ صالح الحدیث ہی اور ذکر کیا اوسکو ابن حبان نے ثقات میں اور دوسرے یہ کہ سوید ہی اسکے حدیث حضرت عائشہ کی جو
نقل کی منے اوپر سو ابوداود و نسائی سے اور نکالا بیہقی نے ابن جریج سے انھون نے عطا سے انھون نے ابن عباس اور ابن عمر سے کہا
اون دونون نے اَلْمُعْتَكِفُ يَصُوْمُ یعنی اعتکاف کرنے والا روزہ رکھے تو یہ قول ابن عمر کا بھی موید اسکے ہے کہ یہ نقل کیا انھون نے اوسکو
اپنے باپ سے اور یہ قوت تھے اوس واقعہ سے اور امام شافعی دلیل لاتے ہیں اوس سے جو روایت کیا اوسکو حاکم نے ابن عباس سے کہ فرمایا عمر
صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں ہی اعتکاف کرنے والے پر روزہ مگر یہ کہ کر لے اپنے نفس پر اور تصحیح کی اوسکی حاکم نے اور جواب یہ ہے کہ تصحیح
اوسکی تامل ہے کیونکہ اسناد میں اوسکی عبداللہ بن محمد رملی ہے اور وہ مجہول ہے اور باوجود جہالت اوسکی کے نہیں رفع کیا اوسکو کسی نے
سوا اوسکے بلکہ موقوف کرتے ہیں اوسکو ابن عباس پر اور موید ہے اسکے وقف کے جو ذکر کیا اوسکو بیہقی نے بعد ذکر اس بات کے
کہ متفرد ہوا ساتھ اوسکے رملی کہ روایت کیا اوسکو ابو بکر حمیدی نے عبدالعزیز بن محمد سے انھون نے ابو سہیل بن مالک سے کہا کہ جمع ہوا
میں اور ابن شہاب نزدیک عمر بن عبدالعزیز کے اور اونکی عورت نے نذر کی تھی اعتکاف کی مسجد حرام میں پس کہا ابن شہاب نے
کہ نہیں ہوتا ہی اعتکاف مگر ساتھ روزے کے سو کہا عمر بن عبدالعزیز نے کہ کیا یہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے کہا انھون نے نہیں کہا کہ ابو بکر سے
سے کہا انھون نے نہیں کہا کہ عمر سے کہا کہ نہیں کہا ابو سہیل نے کہ پھر گیا میں سو پایا میں نے طاؤس اور عطا کو تو پوچھا میں نے اونسے
یہ سو کہا طاؤس نے تھے ابن عباس نہیں دیکھتے تھے معتکف پر صیام مگر یہ کہ خود اپنے نفس پر مقرر کر لے اور کہا عطا نے یہ رائے صحیح ہے
تو اگر ابن عباس نے رفع کیا ہوتا اوسکو تو وقف کرتے طاؤس اوسکو ابن عباس پر اور اسی واسطے اعتراف کیا بیہقی نے کہ رفع اوسکا
وہم ہے اور پھر عجیب یہ ہے کہ وقف بھی معارضے سے سالم نہیں اسواسطے کہ اوپر ہم ذکر کر چکے ابن عباس اور ابن عمر سے کہ کہا اون دونون نے
معتکف روزہ رکھے اور کہا عبدالرزاق نے حَدَّثَنَا الثَّوْرِيُّ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ مِقْسَمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ
اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مَنِ اعْتَكَفَ فَعَلَيْهِ الصَّوْمُ یعنی جو اعتکاف کرے تو اوس پر روزہ ہے اور اسناد اوسکی صحیح ہے اور نکالا
عبدالرزاق نے حضرت عائشہ سے موقوفاً مَنِ اعْتَكَفَ فَعَلَيْهِ الصَّوْمُ اور زہری اور عروہ سے بھی کہ کہا ان دونون نے
لَا اعْتِكَافَ إِلَّا بِالصَّوْمِ اور موطا میں مالک کی ہے کہ پہونچا اونکو قاسم بن محمد اور نافع مولی ابن عمر سے کہ کہا اون دونون نے نہیں ہے
اعتکاف مگر ساتھ روزے کے بسبب قول اللہ تعالی کے ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَأَنْتُمْ عَاكِفُوْنَ فِي
الْمَسَاجِدِ یعنی تمام کرو روزے کو رات تک اور نہ مباشرت کرو عورتون سے جب تم اعتکاف کرتے ہو مسجدون میں تو ذکر کیا اللہ تعالی نے
اعتکاف کو ساتھ روزے کے کہا یحیی نے کہا مالک نے وَالْأَمْرُ عَلَى ذَلِكَ عِنْدَنَا أَنَّهُ لَا اعْتِكَافَ إِلَّا بِصِيَامٍ یعنی حکم
نزدیک ہمارے اسی پر ہے کہ نہیں ہے اعتکاف مگر ساتھ روزے کے اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ اعتکاف اوس مسجد میں صحیح ہے جہان جماعت ہوا
ہو روایت کی طبرانی نے ابراہیم نخعی سے کہ کہا حذیفہ نے واسطے ابن مسعود کے کیا تم تعجب نہیں کرتے ہو اون لوگون سے کہ درمیان
تمہارے گھر کے اور گھر ابو موسی کے ہیں وہ گمان کرتے ہیں کہ ہم اعتکاف میں ہیں سو کہا ابن مسعود نے کہ شاید وہ لوگ صواب پر ہون اور تم
خطا پر اور اون لوگون کو یاد ہو اور تم بھول گئے ہو کہا حذیفہ نے لیکن میں سو جانتا ہون کہ نہیں ہے اعتکاف مگر مسجد جماعت
میں اور نکالا بیہقی نے ابن عباس سے کہ بدتر سب کامون میں اوسکے نزدیک بدعتیں ہیں اور تحقیق کہ بدعت میں سے ہے اعتکاف کرنا اون مسجدون
میں جو گھرون میں ہیں اور روایت کی ابن ابی شیبہ اور عبدالرزاق نے دونون نے اپنے مصنف میں حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ أَخْبَرَنِي

جَابِرٌ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عُبَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ لَا اعْتِكَافَ اِلَّا فِيْ مَسْجِدِ جَمَاعَةٍ
اوراوپر گذرچکا مرفوعًا حدیث حضرت عائشہؓ مین اورایک روایت مین امام ابوحنیفہ سے یہ مروی ہو کہ نہین صحیح ہی اعتکاف
مگر اوس مسجد مین جسمین پانچون نمازین پڑھی جاتی ہین اور دلیل لاتے ہین ساتھ اوس حدیث کے جسکو روایت کیا ابن الجوزی
حذیفہ سے کہ کہا انھون نے سنا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے جو مسجد کہ واسطے اوسکے امام ہو اور مؤذن سو
اعتکاف اوس مین صحیح ہوتا ہو وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ ص اور کم مدت اوسکی ایکدن ہو تو جو اعتکاف شروع کرے اور ایک روز
ایک رات تمام ہونے کے پہلے چھوڑ دیوے تو اوسپر قضا ہی اور امام محمد کے نزدیک کم مدت ایک ساعت ہی اور وہ ہوگئی تو قضا نہین اور
معتکف مسجد مین سے باہر نہ نکلے مگر حاجت انسانی جیسے پیشاب یا پاخانہ کے واسطے ف کیونکہ مروی ہو حضرت عائشہؓ سے کہ نہ
داخل ہوتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر مین مگر واسطے حاجت انسانی کے جب ہوتے تھے معتکف نکالا اسکو اصحاب صحاح ستہ نے
ص یا جمعے کے واسطے آفتاب ڈھلے نکلے اور جسکا مکان جامع مسجد سے دور ہووے تو وہ ایسے وقت نکلے کہ جمعہ پالیوے اور سنتین
پڑھے چار جمعے کے پہلے اور ایک روایت مین چھ رکعتین چار سنت اور دو تحیۃ المسجد کی اور بعد جمعے کے چار امام صاحب کے
نزدیک اور چھ صاحبین کے نزدیک اور اسقدر سے زیادہ دیر لگانا معتکف کو جامع مسجد مین اعتکاف کو فاسد نہین کرتا اور اگر بغیر عذر کے مسجد
ایک ساعت بھی نکلے تو فاسد ہوگا ف اور صاحبین کے نزدیک نہین فاسد ہوگا مگر جب کہ آدھا دن برابر نکلا رہے اور
یہی مستحسن ہو ص معتکف کھاوے اور پیوے اور سووے ف اسواسطے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نہین ہوتی تھی کوئی جگہ اعتکاف
مین مگر درمیان مسجد کے ص اور نہ بیچے اور خریدے مسجد مین بغیر سودا حاضر کرنے کے اور سوا معتکف کے اور کوئی
شخص مسجد مین یہ کام نہ کرے ف روایت کی اصحاب سنن نے عبداللہ بن عمرو بن العاص سے کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے بیچنے اور خریدنے سے مسجد مین آخر حدیث تک اور ایک روایت مین ہو کہ بچاؤ مسجدون کو اپنے لڑکون سے یہان تک
کہ فرمایا اور بیچنے سے اور خریدنے سے روایت کیا اوسکو عبدالرزاق نے اور پوری حدیث یون مروی ہی مصنف مین اوسکے
حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ مَكْحُولٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ جَنِّبُوْا مَسَاجِدَكُمْ صِبْيَانَكُمْ وَمَجَانِيْنَكُمْ وَشِرَاءَكُمْ وَبَيْعَكُمْ وَخُصُوْمَاتِكُمْ وَرَفْعَ
اَصْوَاتِكُمْ وَاِقَامَةَ حُدُوْدِكُمْ وَسَلَّ سُيُوْفِكُمْ وَاتَّخِذُوْا عَلٰى اَبْوَابِهَا الْمَطَاهِرَ وَجَمِّرُوْهَا فِي الْجُمَعِ
ص اور چپ نہ رہے ف یعنی ایسا نہ کرے کہ بالکل بات کرنے کو موقوف کرے ص بلکہ بہتر اور نیک باتین کرے
اور اعتکاف کو جماع باطل کرتا ہی ف کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عَاكِفُوْنَ
فِي الْمَسَاجِدِ یعنی نہ مباشرت کرو عورتون کی جب تم اعتکاف کرنے والے ہو مسجدون مین ص اگرچہ رات کو ہووے
یا بھولے سے اور اگر سوا فرج کے اور جگہ وطی کرے یا بوسہ لیوے یا چھووے تو اگر انزال ہوا اعتکاف باطل ہوگا
اور اگر انزال نہوا تو باطل نہوگا اگرچہ یہ کام اعتکاف مین حرام ہین اور عورت اپنے گھر مین اعتکاف کرے اور اگر کچھ روزون کے
اعتکاف کی نذر کی تو اون روزون کی رات مین بھی اوسکو اعتکاف کرنا واجب ہوگا برابر لگاتار اگرچہ اوسنے ایسی نیت نہ کی
ہووے اور جو دو روز کی نیت کی تو دونون روز کی رات بھی داخل ہوجاویگی اور فقط دن کی نیت صحیح ہوجاویگی فقط

کتاب الحج

جان تو کہ حج فرض ہے اور منکر اوسکا کافر ہے ف اور فرضیت اوسکی قرآن شریف سے ثابت ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے بیچ کتاب کے
وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ یعنی اللہ کے واسطے لوگوں کے ذمے ہے حج خانۂ کعبہ کا اور عمر بھر میں ایکبار فرض ہے روایت
کی احمد نے مسند میں اور دارقطنی نے سنن میں اور حاکم نے مستدرک میں اور کہا کہ صحیح ہے اوپر شرط شیخین کے ابن عباس رضی اللہ عنہ
سے کہ خطبہ پڑھا ہمپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور فرمایا ای لوگو فرض کیا اللہ نے تمپر حج کو سو کھڑے ہوئے اقرع بن حابس
اور کہا کہ ای رسول اللہ کیا ہر سال میں سو فرمایا آپ نے اگر میں کہتا ہاں البتہ واجب ہوتا ہر سال میں اور تم اوسکی قدرت
نرکھتے حج ایکبار ہے اور جو زیادہ ہو وہ نفل ہے اور روایت کی مسلم نے صحیح میں ابو ہریرہ سے مانند اوسکے ص ہر آزاد مسلمان مکلف
تندرست آنکھ والے پر جب اوسکے واسطے توشہ اور سواری ہو فاضل ضروری خرچ اور عیال کے نفقے سے لوٹنے تک اور راہ کا
بھی امن ہو ف آزاد اور بالغ ہونا اسواسطے شرط ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو لڑکا حج کرے پھر بالغ ہووے تو
اوسپر دوسرا حج ہے اور جو غلام حج کرے پھر آزاد ہو جاوے تو اوسپر دوسرا حج ہے روایت کیا اوسکو حاکم نے ابن عباس سے اور کہا
صحیح ہے شرط شیخین پر اور تفرد محمد بن منہال کا ساتھ رفع اوسکے کے کچھ ضرر نہیں کرتا کیونکہ رفع زیادت ہے اور زیادت ثقہ سے
مقبول ہے اور مؤید ہے اوسکے ایک مرسل حدیث روایت کیا جسکو ابو داؤد نے مراسیل میں محمد بن کعب قرظی سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے جو لڑکا حج کرین اہل اوسکے ور جاوے کافی ہو جاویگا اوس سے تو اگر پاوے بلوغ کو حج کرے اور جو غلام کہ حج کرین لوگ
اوسکے کافی ہو جاویگا اوس سے تو اگر آزاد کر دیا جاوے تو لازم ہے اوسپر حج اور یہ ہمارے نزدیک حجت ہے اور مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے
روایت موقوف ابن عباس سے اور تندرست ہونا شرط ہے بیمار پر حج نہیں آنکھ والا چاہیے اندھے پر اگرچہ پاوے لانیوالا حج نہیں توشہ اور سواری
شرط ہے اسواسطے کہ روایت کی حاکم نے سعید بن ابی عروبہ سے انھوں نے قتادہ سے انھوں نے انس سے اللہ کے قول میں وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ
الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيْلًا یعنی حج ہے لوگوں پر اللہ کے واسطے جو شخص طاقت سبیل کی رکھتا ہو کہا گیا ای رسول اللہ
کیا چیز ہے سبیل فرمایا کہ توشہ اور سواری ہے اور کہا کہ صحیح ہے اوپر شرط بخاری مسلم کے اور نہیں نکالا اون دونوں نے اوسکو اور متابعت
کی سعید کی حماد بن سلمہ نے قتادہ سے پھر نکالا اوسکو حاکم نے اس طرح پر اور کہا کہ صحیح ہے اوپر شرط مسلم کے اور مروی ہے اور طریقوں سے صحیح
حسن سے مرسلا کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت میں کہ سبیل زاد اور راحلہ ہے اور بہت لوگوں سے یہ حدیث مروی ہے مثل
ابن عمر و ابن عباس و حضرت عائشہ اور جابر اور عبداللہ بن عمرو بن العاص وغیرہم سے پھر چاہیے کہ فاضل ہو حاجت اصلی ضروری
سے مانند خادم اور اسباب خانگی اور کپڑوں وغیرہ کے اسواسطے کہ یہ چیزیں ہونا ضرور ہیں اور یہ بھی شرط ہے کہ اہل و عیال کے نفقے سے
فارغ ہو اسواسطے کہ نفقہ فرض ہے اور حق بندے کا مقدم ہے اللہ کے حق پر نزدیک شرع کے اور جو لوگ مکے سے قریب ہیں اونکو سواری
شرط نہیں کیونکہ اونکی مشقت اسقدر نہیں کہ سواری بھی ضرور ہو بخلاف اور لوگوں کے اور راہ کا بھی امن شرط ہے اسواسطے کہ حفاظت
جان و مال کی ضرور ہے ص عورت کو بغیر محرم یا خاوند کے حج درست نہیں اگر اوس عورت سے مکے تک مدت سفر کے برابر راہ ہووے
ف اور اگر اس سے کم ہووے تو شرط نہیں اور امام شافعی کے نزدیک عورت کو بے محرم کے حج جائز ہے جب ایک قافلہ ہووے
اور اوسکے ساتھ معتبر عورتیں ہوں اور ہمارے نزدیک جائز نہیں اور دلیل امام شافعی کی عموم آیت کا ہے وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ آخر تک

اور قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حج کرو مطلق اور ذکر نہ کیا مرد اور عورت کا اور دلیل ہماری یہ ہے کہ فرمایا حضرت نے لَا تَحُجَّنَّ امْرَأَةٌ اِلَّا وَمَعَهَا ذُوْ مَحْرَمٍ فَقَالَ رَجُلٌ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اِنِّي اكْتُتِبْتُ فِي غَزْوَةِ كَذَا وَامْرَأَتِي حَاجَّةٌ قَالَ ارْجِعْ فَحُجَّ مَعَهَا اَخْرَجَهُ الدَّارَقُطْنِيُّ اَيْضًا عَنْ حَجَّاجٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ بِهِ وَلَفْظُهُ لَا تَحُجَّنَّ امْرَأَةٌ اِلَّا وَمَعَهَا ذُوْ مَحْرَمٍ یعنی نہ حج کرے عورت مگر اوسکے ساتھ محرم ہو سو کہا ایک شخص نے ای نبی اللہ کے میں لکھا گیا ہوں فلانے غزوے میں اور عورت میری حج کرنے والی ہے کہا آپ نے لوٹ جا اور حج کر ساتھ اوسکے اور روایت کیا اوسکو دارقطنی نے اور معنی اوسکے یہی ہیں اور مدت سفر کی اسواسطے شرط ہے کہ دوسری حدیث میں صحیحین کی ہے ابو سعیدؓ سے انھوں نے ابن عباسؓ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ سفر کرے عورت مگر ساتھ محرم کے اور سفر کے معنی اوپر ہم کتاب الصلوٰۃ میں بیان کر چکے کہ تین دن اور تین رات سے کم نہیں ہوتا اور احتیاط اسی میں ہے کہ کسی جا کا ارادہ بغیر محرم کے نہ کرے اگرچہ مدت سفر سے کم ہووے اسواسطے کہ روایت کی بخاری مسلم نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ سفر کرے عورت دو دن مگر اوسکے ساتھ اوسکا خاوند ہو یا اور کوئی محرم ہو اور ایک روایت میں ابو ہریرہؓ سے ہے کہ نہیں حلال ہے جو ایمان لائی ہے واسطے اللہ کے اور دن قیامت پر یہ کہ سفر کرے ایک رات بغیر محرم کے اور ایک روایت میں طبرانی کی ہے کہ نہ سفر کرے تین میل بھی بغیر محرم کے **ص** عمر میں ایکبار فرض ہے جسوقت قدرت ہو فی الفور فرض ہو جاویگا یہ مذہب امام ابی یوسف کا ہے اور امام محمد کے نزدیک فی الفور واجب نہیں ہوتا تو اگر اوس سال میں نہ گیا اور دوسرے یا تیسرے سال میں ادا کیا سب کے نزدیک ادا ہو جاویگا اور اگر ادا نہیں کیا اور مر گیا تو سب کے نزدیک گنہگار ہوگا تو اگر پہلے سال سے تاخیر کی امام ابی یوسف کے نزدیک گنہگار ہوگا اور محمد کے نزدیک نہیں ہوگا اور اگر لڑکے نے احرام باندھا اور بالغ ہو گیا یا غلام نے اور آزاد ہو گیا اور حج کیے گئے فرض ادا نہوگا تو اگر لڑکے نے احرام پھر باندھا اور پھر وقوف کیا فرض اوس سے ادا ہو جاویگا اور غلام کا نہوگا فرض حج کے تین ہیں ۱ احرام باندھنا ۲ اور عرفات میں ٹھہرنا ۳ اور طواف کرنا زیارت کا اور واجب پانچ ہیں ۱ مزدلفہ میں ٹھہرنا ۲ اور دوڑنا صفا اور مروہ کے بیچ میں ۳ اور کنکریاں پھینکنا ۴ اور طواف صدر کا یعنی اخیر کا طواف وقت رخصت کے واسطے آفاقی کے ۵ اور منڈانا سر کا اور ان آٹھ کے سوا باقی سنت یا مستحب ہیں **ف** اور ان سب چیزوں کا ذکر تفصیل سے آگے آویگا **ص** مہینے حج کے شوال اور ذیقعدہ اور دس دن ذی الحجہ کے ہیں اور انکے قبل احرام باندھنا مکروہ ہے **ف** فرمایا اللہ تعالیٰ نے اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمَاتٌ یعنی حج کیے مہینے ہیں مقرر اور روایت کی بخاری وغیرہ نے ابن عمرؓ سے کہ مہینے حج کے شوال اور ذیقعدہ اور دس دن ذی الحجہ کے ہیں اور مروی ہے یہ بخاری میں تعلیقاً اور روایت کیا اوسکو حاکم نے اور صحیح کیا اوسکو اور ایسا ہی مروی ہے ابن عباسؓ سے روایت کیا اوسکو دارقطنی نے اور ایسا ہی روایت کیا اوسکو ابن مسعودؓ سے اور نکالا اوسکو ابن ابی شیبہ نے اور حدیث عبداللہ بن زبیر کی روایت کیا اوسکو دارقطنی نے کہ مہینے حج کے شوال اور ذیقعدہ اور ذی الحجہ ہیں تو یہ سب عبادلہ سے مروی ہے عبادلہ کہتے ہیں عبداللہ بن مسعود عبداللہ بن عمر عبداللہ بن عباس عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم کو اور بعضوں کے نزدیک عبداللہ بن عمرو بن العاص کو بھی **ص** عمرہ سنت ہے اور عمرہ طواف اور سعی یعنی دوڑنے کو درمیان صفا اور مروہ کے کہتے ہیں اور وقوف یعنی ٹھہرنا اوسمیں نہیں ہے اور سارے برس میں جب چاہے درست ہے اور مکروہ ہے دن عرفے کے اور چار دن میں بعد نحر کے **ف** اور سنت ہونا اوسکا حدیث سے ثابت ہے

روایت کی ترمذی نے جابر سے کہ پوچھے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمرے سے کیا واجب ہے فرمایا نہین
مگر یہ کہ عمرہ کرے تو وہ افضل ہے اسکا بیان آگے آویگا **ص** میقات جسکے بیچ مدینے والے کا ذوالحلیفہ ہے اور عراق والے کا
عرق اور شام والون کا جحفہ اور نجد والون کا قرن اور یمن والے کا یلملم **ف** میقات اوسکو کہتے ہین جہان سے احرام باندھتے ہین
اور ذوالحلیفہ اور ذات عرق اور جحفہ اور قرن اور یلملم یہ سب مقامون کے نام ہین اور یہ تعیین حدیث میں مروی ہے روایت
ہے صحیحین مین حضرت ابن عباس سے کہ مقرر کیا میقات نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے اہل مدینہ کے ذوالحلیفہ اور
واسطے اہل شام کے جحفہ اور واسطے اہل نجد کے قرن اور واسطے اہل یمن کے یلملم اور اخراج کیا اسکا ترمذی اور ابوداؤد و غیرہما
نے اور آخر حدیث کا یہ ہے کہ یہ مقام اون لوگون کے واسطے ہین اور جو اون پاس آوے اور اون لوگون مین سے نہووے
جو ارادہ کرے حج اور عمرے کا اور جو انکے سوا ہو تو جہان سے چلے یہان تک کہ اہل مکہ احرام باندھین مکے مین اور نہین ذکر کیا
اومین میقات اہل عراق کو لیکن ذکر کیا اوسکو جابر نے روایت کیا اوسکو مسلم نے اور شک کیا اوسکے رفع
مین اور ابن ماجہ نے روایت کیا اوسکو اور اومین شک نہین اور اوسی مین ہے کہ مقام اہلال اہل مشرق کا ذات عرق
ہے مگر اسناد مین اوسکی ابراہیم بن یزید جوزی ہے اوسمین شک ہے اوسکی حدیث مین اور روایت کی ابوداؤد نے حضرت عایشہ سے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر کیا میقات واسطے اہل عراق کے ذات عرق اور اسناد مین اوسکی افلح بن حمید ہے اور تھے احمد بن حنبل
انکار کرتے اسکا اور نکالا عبدالرزاق نے مالک سے انھون نے نافع سے انھون نے ابن عمر سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میقات
مقرر کیا واسطے اہل عراق کے ذات عرق اور صحیح ہوئی یہ حدیث **ص** ان مقامون سے آگے بڑھنا بغیر احرام کے حرام ہے جسکا قصد
مین داخل ہونے کا ہو **ف** برابر ہے کہ قصد کرے حج اور عمرے کا یا نکرے کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ تجاوز کرے کوئی
میقات سے مگر احرام باندھکے اور یہ عبارت حدیث مین ہے اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے مصنف مین **حدثنا**
عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ حَرْبٍ عَنْ خُصَيْفٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
لَا يُجَاوِزُ الْوَقْتَ اِلَّا بِاِحْرَامٍ یعنی نہ تجاوز کرے میقات سے مگر ساتھ احرام کے اور ایسا ہی روایت کیا اوسکو طبرانی نے اور
شافعی نے اپنی مسند مین **حدثنا** ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ اَبِي الشَّعْثَاءِ اَنَّهُ رَاَى ابْنَ عَبَّاسٍ يَرُدُّ مَنْ
جَاوَزَ الْمِيْقَاتَ بِغَيْرِ اِحْرَامٍ یعنی پھیر دیتے تھے ابن عباس اوسکو جو نکل جاتا تھا میقات کے بغیر احرام کے اور روا
کی ابن ابی شیبہ نے **ثنا** وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ اَبِي ثَابِتٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اور ذکر کیا اوسکو اور روایت کیا
اسحق بن راہویہ نے مسند مین **حدثنا** فُضَيْلُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ لَيْثِ بْنِ اَبِي سُلَيْمٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ
قَالَ اِذَا جَاوَزَ الْوَقْتَ فَلَمْ يُحْرِمْ حَتّٰى دَخَلَ مَكَّةَ رَجَعَ اِلَى الْوَقْتِ فَاَحْرَمَ وَاِنْ خَشِيَ اَنْ رَجَعَ اِلَى
الْوَقْتِ فَاِنَّهُ يُحْرِمُ وَيُهْرِيْقُ لِذٰلِكَ دَمًا یعنی کہا ابن عباس نے کہ جب تجاوز کرے کوئی شخص میقات سے اور
نہ احرام باندھے یہان تک کہ داخل ہو وے مکے مین تو پھرے طرف میقات کے اور احرام باندھے اور اگر خوف کرے رجوع کا طرف میقات کے
تو وہ احرام باندھے اور اوسکے بدلے مین ایک قربانی کرے **ص** اور قبل پہنچنے کے ان مکانون مین اگر پہلے سے احرام باندھے
تو درست ہے **ف** روایت کی حاکم نے باب التفسیر مین مستدرک سے کہ پوچھے گئے حضرت علی قول اللہ تعالی کو واتموا الحج والعمرۃ للہ

ابراہیم بن یزید جوزی

یعنی تمام کرو حج اور عمرے کو واسطے اللہ کے سو کہا انھون نے یہ کہ احرام باندھے تو اپنے گھر سے اور کہا کہ صحیح ہے علی
شرط الشیخین صحیح ہی اوپر شرط بخاری و مسلم کے اور مروی ہی یہ حدیث ابو ہریرہؓ سے مرفوعًا اور اوسمین ضعف ہی
اور حدیث ابن مسعود کی ذکر کیا اوسکو صاحب ہدایہ نے اور نہین پایا مینے اوس حدیث کو ص اور جو ان مقامون کے رہنے والے
ہین اونکو مکے مین بغیر احرام کے داخل ہونا درست ہی تو اونکی میقات حل ہی اور جو مکے کا رہنے والا ہی وہ احرام حج کے لیے حرم سے
باندھے اور عمرے کے لیے حل سے ف حل سوا حرم کے اور زمین کو کہتے ہین اسواسطے کہ حکم کیا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے صحابہ کو کہ احرام باندھین جوف مکہ سے روایت کی مسلم نے جابرؓ سے کہ حکم کیا ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حلال ہوئے
تھے یعنی احرام نہین باندھا تھا کہ احرام باندھین ہم جب توجہ کرین طرف منی کے کہا جابرؓ نے کہ اہلال کیا ہمنے بطحا سے اور حکم کیا
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عایشہ رض کے بھائی کو کہ عمرہ کراوین اونکو تنعیم سے اور تنعیم حرم مین نہین ہی اور دلیل قوی
یہ ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وَمَنْ كَانَ دُوْنَ ذٰلِكَ فَمِنْ حَيْثُ شَاءَ حَتّٰى اَهْلُ مَكَّةَ مِنْ مَكَّةَ
یعنی جو ان مقامون سے ورے رہتا ہو تو وہ جہان سے چاہے احرام باندھے یہان تک کہ اہل مکہ مکے سے وَاللّٰهُ اَعْلَمُ ص
جو شخص ارادہ احرام کا کرے وضو کرے اور غسل کرنا اچھا ہی ف اسواسطے کہ غسل کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام
کے لیے روایت کیا اوسکو ترمذی نے زید بن ثابت سے اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہی غریب ہی اور روایت کی حاکم نے
ابن عباسؓ سے کہ غسل کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر پہنے کپڑے اپنے سو جب آئے ذو الحلیفہ مین تو پڑھین دو رکعتین پھر سوار ہوئے
اونٹ پر تو جب چڑھ چکے اوسپر احرام باندھا حج کے لیے اور کہا حاکم نے صحیح الاسناد ولم یخرجاہ یعنی یہ حدیث صحیح
ہی اور نہین نکالا اوسکو بخاری و مسلم نے اور نکالا ابن عمرؓ سے کہ کہا انھون نے مِنَ السُّنَّةِ اَنْ يَغْتَسِلَ اِذَا اَرَادَ اَنْ يُحْرِمَ
وَصَحَّحَهُ عَلٰى شَرْطِهِمَا وَاَخْرَجَهُ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَالْبَزَّارُ وَقَوْلُ الصَّحَابِيِّ مِنَ السُّنَّةِ حُكْمُهُ الرَّفْعُ عِنْدَ الْجُمْهُوْرِ
یعنی کہا حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے کہ سنت سے ہی یہ بات کہ غسل کرے جب ارادہ احرام کا کرے اور صحیح کیا اوسکو حاکم نے بخاری و مسلم کی شرط پر اور نکالا
اوسکو ابن ابی شیبہ اور بزار نے اور قول صحابی کا من السنۃ بمنزلہ رفع کے ہی ص اور ایک ازار اور چادر پاک پہنے اور خوشبو لگاوے اور دو رکعت
نفل پڑھے ف اسواسطے کہ پہنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ازار اور چادر اور صحابہ نے آپکے نکالا اوسکو بخاری نے
اور لیکن خوشبو لگانا سو اسواسطے کہ کہا حضرت عایشہؓ نے خوشبو لگائی مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان دونون ہاتھون سے
جس وقت احرام باندھا آپنے اور لگائی مینے خوشبو آپکے جب کھولا احرام آپنے قبل طواف خانہ کعبہ کے اور اوس خوشبو مین مشک تھی
اور لیکن دو رکعتین نفل پڑھنا سو اسواسطے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے دو رکعتین ذو الحلیفہ مین وقت احرام کے روایت کیا
اوسکو مسلم نے ابن عمرؓ سے اور ایسا ہی کرتے تھے حضرت عمرؓ بھی روایت کیا اوسکو بخاری نے اور روایت کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے ابو داود اور حاکم نے بروایت ابن عباسؓ کے ص تو اگر حج مفرد یعنی فقط حج کرتا ہی تو کہے اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُرِيْدُ الْحَجَّ فَيَسِّرْهُ لِيْ
وَتَقَبَّلْهُ مِنِّيْ اے اللہ مین ارادہ کرتا ہون حج کا تو آسان کر تو اوسکو میرے واسطے اور قبول کر اوسکو میری طرف سے پھر
لبیک کہے بعد نماز کے اور نیت حج کی کرے اور وہ یہ ہی لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ
وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ اور اس سے کم نکرے اور اگر زیادہ کرے تو درست ہی ف لیکن لبیک کہنا

بعد نماز کے سوا نیت سے ثابت ہے روایت کی ترمذی اور نسائی نے ابن عباسؓ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لبیک کہی بعد نماز
اور کہا ابن ہمام نے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور ثابت کیا اوسکا و اگر سوا اوسکے پڑھے کے لبیک کہنے میں تو بھی درست ہے اور یہ بھی حادث
صحیح ثابت ہے روایت کیا اوسکو بخاری و مسلم نے اور زیادہ کرنا اس سے جائز ہے اور امام شافعی کے نزدیک جائز نہیں اور طرح اور اتفاق
کہ حضرت عمر بن الخطابؓ نے زیادہ کیا ان کلمات پر لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ فِي يَدَيْكَ وَالرَّغْبَاءُ إِلَيْكَ مروی ہے
صحاح میں اور زیادہ کیا ابو داؤد نے ایک روایت میں کہ زیادہ کرتے تھے لوگ ان کلمات پر اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سنتے تھے اور کچھ
نہیں کہتے تھے اور زیادہ کیا ابن مسعودؓ نے بھی مروی ہے مسند اسحٰق بن راہویہ میں اور امام حسن بھی زیادہ کرتے تھے ان کلمات
پر روایت کیا اسکو ابن سعد نے طبقات میں وَاللّٰهُ اَعْلَمُ ص اور جب لبیک نیت کر کے کہہ لے احرام اوسکا منعقد ہو گیا تو بچا رہے
فحش کلام و توب کرے اور ذکر کرنے کو جماع سے عورتوں کے سامنے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ نے جب یہ شعر پڑھا
شعر وَهُنَّ يَمْشِيْنَ بِنَا هَمِيْسًا ✦ اِنْ تَصْدُقِ الطَّيْرُ نَنِكْ لَمِيْسًا یعنی اور وے لیکے ہیں اونٹ چلتے
ہیں ہمارے ساتھ ذرا ساکہ اونکے سموں کی نعل سے آواز آتی ہے اگر فال سچ ہو تو ہم لمیس کو ایک عورت کا نام ہے جو ہما رہی ہے اگر
تو لوگوں نے کہا کہ آپ فحش کرتے ہیں احرام میں تو فرمایا کہ رفث اوسکو کہتے ہیں جس میں عورتیں مخاطب ہوں اور بچے فسوق یعنی گناہ
سے اور جدال سے اور وہ یہ کہ اپنے رفیق سے لڑے یا مشرکوں سے حج کی تقدیم اور تاخیر میں ف کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے
فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ یعنی نہیں ہے رفث اور فسوق اور جدال حج میں ص اور نہ شکار کرے
خشکی کا احرام میں اور دریا کا شکار منع نہیں اور شکار کے جانور کو کسی کو نہ بتلاوے اور نہ اوسکی طرف اشارہ کرے ف
اسواسطے کہ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے شکار کیا تھا ایک حمار وحشی کا اور وہ احرام سے نہ تھے تو پوچھا اصحاب نے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے اوسکے کھانے کو سو فرمایا آپ نے کیا تم نے اوسکے شکار میں کچھ مدد کی تھی یا اشارہ کیا تھا کچھ تم نے کہا انھوں نے نہیں
تب فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سو کھاؤ جو اوسکا گوشت باقی ہے روایت کیا اوسکو صحاب صحاح ستہ نے اور دوسرے کہ دلالت
کرنے والا یعنی بتلانے والا کسی چیز کا مثل کرنے والے کے ہے اور یہی حکم نیک کاموں کے باب میں ہے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
اَلدَّالُّ عَلَى الْخَيْرِ كَفَاعِلِهٖ یعنی بتلانے والا بہتری کا مانند اوسکے کرنے والے کے ہے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَلَا تَقْتُلُوا
الصَّيْدَ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ یعنی نہ شکار کرو جب احرام باندھے ہو تم ص اور پرہیز کرے خوشبو لگانے سے اور ناخن کاٹنے
ف اور یہ منع حدیث میں وارد ہے ص اور موٗنہ ڈھانپنے سے اور سر ڈھانپنے سے ف اور امام شافعی کے نزدیک جائز ہے
واسطے مرد کے چھپانا موٗنہ کا اسواسطے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اِحْرَامُ الرَّجُلِ فِيْ رَاْسِهٖ وَاِحْرَامُ الْمَرْاَةِ
فِيْ وَجْهِهَا یعنی احرام مرد کا اوسکے سر میں ہے اور احرام عورت کا اوسکے موٗنہ میں ہے روایت کیا اوسکو دارقطنی اور بیہقی نے
موقوفاً ابن عمرؓ پر اور ذکر کیا اوسکو مرفوع صاحب ہدایہ نے اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کے باب میں جب وہ مر گیا تھا
احرام میں کہ چھپاؤ موٗنہ اوسکا اور نہ چھپاؤ سر اوسکا روایت کیا اوسکو امام شافعی نے اور دلیل ہماری یہ ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کے
باب میں جب وہ مر گیا تھا احرام میں کہ نہ چھپاؤ موٗنہ اوسکا اور نہ چھپاؤ سر اوسکا اسواسطے کہ وہ اوٹھیگا دن قیامت کے
لبیک کہتا ہوا اور دوسرے یہ کہ جب عورت نے باوجود اس بات کے کہ اوسکے موٗنہ کھول لینے میں خوف فتنے کا ہے موٗنہ چھپانا

سر کو ضرور مونہہ کھولنا واجب ہوگا اور دلیل امام شافعیؒ کی وہ بھی ہے جو روایت کی امام مالکؒ نے حضرت عثمانؓ سے کہ وہ چھپاتے تھے
مونہہ اپنا اور وہ محرم ہوتے تھے اور روایت کیا اوسکو دارقطنی نے مرفوعًا اور کہا کہ صواب موقوف ہونا اس حدیث کا ہی **ص** اور
دھونے سے اور داڑھی دھونے سے ساتھہ خطمی کے **ف** اسواسطے کہ خطمی خوشبو دار چیز ہی اور بت کے کیڑون کو قتل کرتی ہی اور غسل کرنا
احرام میں درست ہی اسواسطے کہ حضرت ابن عمرؓ غسل کرتے تھے احرام میں روایت کیا اسکو مالکؒ وغیرہ نے **ص** اور داڑھی کترنے
سے اور سر منڈانے سے اور بال بدن کے مونڈنے سے **ف** اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَلَا تَحْلِقُوا رُءُوسَكُمْ حَتّٰى
يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ اور نہ مونڈو سر اپنا یہان تک کہ پہونچ جاوے قربانی اپنی جگہہ مین اور کترنا بھی مونڈنے کے حکم مین ہی **ص**
اور کرتا پہننے اور سراویل اور قبا اور عمامہ اور ٹوپی اور موزون کے پہننے سے **ف** اسواسطے کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے ان چیزون کے پہننے سے احرام مین روایت کیا اوسکو صحاح ستہ والون نے اور اگر موزہ پہنے تو اوسکو کاٹ کے ٹخنے
سے نیچا کر لے اور اسی طرح اگر تہ بند نہو تو اوسکے بدلے سراویل پہن لیوے اور بعضون کے نزدیک کاٹے اور بہن لیو جب نعل نہووے
جو لوگ موزے کے کاٹنے کو کہتے ہین دلیل لاتے ہین ساتھہ حدیث ابن عمرؓ کے کہ فرمایا آپنے اور نہ پہنے موزہ مگر جب پاوے نعلین تو کاٹ ڈالے
اونکو اور نیچا کرے ٹخنون سے اور جو کہتے ہین نہ کاٹے دلیل لاتے ہین حدیث ابن عباسؓ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو نپاوے تہ بند پہنے
سراویل اور جو نپاوے موزہ پہن لیوے نعلین روایت کیا اوسکو بخاری و مسلم و ابوداؤد وغیرہم نے **ص** اور اوس کپڑے سے جو خوشبودار
رنگ مین رنگا ہو مگر بعد زائل ہوجانے خوشبو کے **ف** اسواسطے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ پہنو اوس کپڑے کو جسمین زعفران
اور ورس ہو احرام مین ذکر کیا اسکو صاحب ہدایہ نے اور روایت کیا اوسکو بہت محدثین نے مثل طحاوی کے ابن عمرؓ سے
ص اور حمام مین جانا اور سایہ لینا گھر سے اور محمل سے یعنی کجاوے سے جایز ہی **ف** اور کیٹر زنان دینا واسطے سایے کے
سر کے ہمارے نزدیک جائز ہی اور امام مالکؒ کے نزدیک مکروہ ہی اور عثمانؓ سے منقول ہی روایت کی ابن ابی شیبہ نے ثنا وکیع
ثنا الصلت عن عقبة بن صهبان قال رأيت عثمان بالأبطح وإن فسطاطه مضروب وسيفه معلق
بالشجرة یعنی کہا عقبہ نے کہ دیکھا مینے عثمانؓ کو ابطح مین کہ فسطاط اونکا تنا ہوا تھا اور تلوار اونکی لٹکتی تھی درخت مین اور سایہ کیا
صحابہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کپڑے کا بسبب گرمی کے حج مین روایت کیا اسکو مسلم نے حدیث ام الحصین مین اور حضرت
عمرؓ ڈال دیتے تھے کھال کو درخت پر اور اوسکے سایے مین بیٹھتے تھے اور آپ احرام سے ہوتے تھے اور حمام مین جانا درست ہی اسواسطے
کہ حضرت عمرؓ نے غسل کیا اور آپ احرام سے تھے روایت کیا اوسکو شافعی نے اور روایت کیا اوسکو مالکؒ نے موطا مین اور نقل کیا حضرت ابو ایوبؓ
نے سر دھونے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہی یہ صحیحین مین وَاللّٰهُ اَعْلَمُ **ص** اور ہمیانی کا باندھنا جائز ہی کمر مین **ف**
اسواسطے بیان کیا کہ احرام مین سیا ہوا کپڑا پہننا نہین جائز ہی اور ہمیانی سی ہوئی ہی تو اسکا باندھنا ضرورت کے سبب سے جائز ہی
ص اور زیادہ کہے لبیک کو جب نماز پڑھ چکے یا کسی اونچی جگہہ پر چڑھے یا نیچی جگہہ مین اوترے یا سواروں سے ملاقات ہو اور جب صبح کا وقت ہو
ف اسواسطے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم لبیک کہتے تھے اور صحابہ آپکے ان وقتون مین روایت کی ابن ابی شیبہ نے ثنا معاویة
عن الأعمش عن خيثمة قال كانوا يستحبون التلبية عند ست دبر الصلاة وإذا استقبلت بالرجل
راحلته وإذا صعد شرفا وهبط واديا وإذا لقي بعضهم بعضا وبالأسحار یعنی تھے صحابہ کہ مستحب جانتے لبیک کہنے کو

چھ جگہ پر پیچھے نماز کے اور جب سامنے آئے سفر کے سواری اونکی اور جب چڑھتے چڑھائی پر اور جب اترتے تو ابن حبان
کو بعض بعض سے اور صحیح کرے وقت اوسنے روایت کی ابن ماجہ نے فوائد مین جابر سے قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یکبر اذا لقی رکبا یعنی تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر کہتے جب ملاقات کرتے سوارون کی اور ذکر کیا انھون نے سب
مقامون کو سوا اسکے کہ جب سامنے آوے سواری جیسا کہ روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے ص اور جب داخل ہووے مکے مین پہلے
جاوے مسجد حرام مین ف اسواسطے کہ صحیحین مین ہے کہ جب آتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے شروع کرتے تھے مسجد سے
تو پڑھتے تھے اوسمین دو رکعتین قبل بیٹھنے کے پھر بیٹھتے تھے ساتھ آدمیون کے اور نہین ہے مضائقہ اسمین کہ جاوے مسجد مین رات کو یا دن
کو روایت کی نسائی نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوئے مکے مین رات کو اور دن کو داخل ہوئے تھے حج وعمرے مین اسکا دن کو عمرے
مین ص اور جب دیکھے خانہ کعبہ کو تکبیر و تہلیل کہے ف تہلیل کے معنی ہین لا الہ الا اللہ کہنا روایت ہے عطا سے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم جب جاتے تھے خانہ کعبہ کے پاس کہتے تھے اعوذ برب البیت من الکفر والفقر ومن ضیق الصدر
وعذاب القبر اور اوٹھاتے تھے دونون ہاتھ اور اوس مقام پر اللہ تعالی سے جنت مین داخل ہونا بغیر حساب و کتاب کے مانگے
کیونکہ دعا قبول ہوتی ہے وقت دیکھنے خانہ کعبہ کے ص پھر سامنے جاوے حجر اسود کے اور تکبیر کہے اور تہلیل کہے اور اوٹھاوے
دونون ہاتھ مانند نماز کے اور چوم لیوے اوسکو منہ لگا کے اور اگر چومنا نہو سکے تو پہلے اوسکو ہاتھ سے چھو کے پھر ہاتھ چوم
لیوے اور اگر یہ بھی بوجہ ہجوم کے نہو سکے تو سامنے اوسکے جاوے اور تکبیر و تہلیل کہے اور تعریف کرے اللہ تعالی کی اور درود
بھیجے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ف لیکن سامنے جانا حجر اسود کے اور تکبیر کہنا اور تہلیل کہنا حدیث سے ثابت ہے روایت کی امام
احمد نے مسند مین سعید بن مسیب سے انھون نے حضرت عمر سے کہ کہا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے اونکے تم ایک مرد قوی
ہو سو نہ مزاحمت کرو لوگون کی نزدیک حجر اسود کے تو ایذا ہوگی ضعیف کو اگر تو خالی پاوے تو چھو لے اوسکو ورنہ سامنے جا اوسکے
اور تکبیر و تہلیل کر اور ہاتھ اوٹھانا اسواسطے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ ہاتھ اوٹھائے جاوین مگر سات جگہ مین اور ذکر
کیا تکبیر ہے وقت چومنے حجر اسود کے ذکر کیا اسکو صاحب ہدایہ نے اور نہین ہے یہ قول حدیث مین جیسا کہ کتاب الصلوۃ مین یہ حدیث گذری
اور چومنا سو اس طرح چاہیے کہ اوسپر دونون ہاتھ رکھے اور منہ لگا کے چوم لیوے اسواسطے کہ صحیحین مین ہے کہ حضرت عمر آئے حجر اسود
پاس اور چوما اوسکو اور کہا قسم اللہ کی مین جانتا ہون کہ تو پتھر ہے نہ تو ضرر کر سکتا ہے نہ نفع کر سکتا ہے اور اگر مین نہ دیکھتا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ چومتے تھے تجکو نہ چومتا مین تجکو اور مروی ہے حضرت ابن عباس سے کہ وہ چومتے تھے حجر اسود کو اور سجدہ
کرتے تھے اوسپر یعنی سر اپنا واسطے چومنے کے اوسپر رکھ دیتے تھے اور کہا انھون نے کہ دیکھا مینے عمر کو کہ چومتے تھے اوسکو اور
سجدہ کرتے تھے اوسپر اور پھر کہا کہ دیکھا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ کیا تھا ایسا ہی سو کرتا ہون مین اوسکو روایت کیا
اسکو ابن المنذر اور حاکم نے اور صحیح کیا اوسکو اور روایت کی حاکم نے ابن عباس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کرتے تھے حجر پر
بعد بوسہ لینے کے اور ایسا ہی کرتے تھے ابن عباس اور کہا کہ دیکھا مینے عمر کو کہ بوسہ دیا اوسکو پھر سجدہ کیا اوسپر اور کہا کہ دیکھا مینے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا ایسا ہی سو کرتا ہون مین اوسکو روایت کیا اسکو ابن المنذر اور حاکم نے اور صحیح کیا اوسکو اور جب
ہجوم ہو تو چومنے سے باز رہے تاکہ کسیکو اذیت نہووے اسواسطے کہ چومنا سنت ہے اور مسلمان کے ایذا دینے سے

باز رہنا واجب ہی فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ یعنی مسلمان
وہ شخص ہی کہ بچین مسلمان اوسکی زبان اور ہاتھ سے یعنی کسیکو زبان سے کچھ برا نکہے اور نہ ہاتھ سے کچھ اذیت دیکو ص اور طواف
کرے خانہ کعبہ کا طواف قدوم اور سنت ہی یہ طواف واسطے آفاقی کے پھر اضطباع کیے ہوئے داہنی طرف کو چلے اور طواف کو
حجر اسود سے شروع کرے اور طواف مین حطیم کو بھی شامل کر لیوے اور اضطباع اوسکو کہتے ہین کہ چادر کو داہنی بغل کے نیچے کرکے
دونون کنارے اوسکے بائین کندھے پر ڈالے اور سات پھیرے اسی طرح کرے ف حطیم ایک مقام ہی کہ اوسین میزاب ہی
قریش نے جب کعبہ بنایا اور پھر اتنا مال حلال نہ پایا کہ اوتنی جگہ کو بھی کعبے مین داخل کرین تو اوسکو باہر رکھا تھا اور اسی واسطے اوسکو
حطیم کہتے ہین یعنی ٹوٹا ہوا اور ایسا ہی طواف کیا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روایت کی ترمذی اور ابن ماجہ نے یعلی بن امیہ سے
کہ طواف کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اضطباع کرکے ساتھ ایک چادر سبز کے اور مروی ہی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ نذر کی
تھی انھون نے کہ اگر فتح ہوگا مکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر پڑھینگی اوسمین دو رکعتین سو جب فتح ہوا مکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
حضرت عائشہ کا ہاتھ پکڑا اور کردیا اونکو حطیم مین اور فرمایا کہ پڑھ اس جگہ اسواسطے کہ حطیم خانہ کعبہ سے ہی اور تیری قوم نے جب
تمام اونکو خرچ تو خارج کیا اوسکو خانہ کعبہ سے تو اگر نہ قریب ہوتا زمانہ جاہلیت کا البتہ مین توڑتا کعبے کی بنا کو اور بناتا مین اوسکو
جیسا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اوسکو بنایا تھا اور داخل کرتا مین حطیم کو کعبے مین اور چوکھٹ کو زمین سے ملا دیتا اور کرتا مین اوسکے دو دروازے
ایک دروازہ شرقی اور ایک دروازہ غربی اور اگر مین جیونگا اگلے سال تک تو کرونگا ایسا ہی روایت کیا اسکو مسلم اور ابو داؤد اور
ترمذی وغیرہم نے تو نہ جیتے رہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگلے سال تک اور نہ فراغت ہوئی خلفائے راشدین کو اس امر کی
یہانتک کہ زمانہ ہوا حضرت عبداللہ بن زبیر کا اور سنی تھی انھون نے یہ حدیث حضرت عائشہ رضی سے تو کیا انھون نے ایسا ہی اونہا کر دیے
قواعد حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے اور بنا کیا اوسکو جیسا بنا کیا تھا انھون نے بہت لوگون کے سامنے اور داخل کیا حطیم کو خانہ کعبہ
مین تو جب قتل کیا حجاج ظالم نے اونکو برا جانا اوسنے کعبے کو رکھنا اسطور پر کہ بنایا تھا اوسکو عبداللہ بن زبیر رض نے اور کردیا اوسکو
جیسا تھا جاہلیت مین تو جب حطیم خانہ کعبہ سے ٹھہرا تو اس صورت مین طواف حطیم کو اندر کرکے کیا جاویگا یہانتک کہ اگر خالی
جگہ مین داخل ہو کر طواف مین حطیم کو چھوڑ دیا نہین جائز ہوگا لیکن اگر کوئی مصلی موتہہ کرکے حطیم کی طرف نماز پڑھیگا جائز نہو گی
اسواسطے کہ موتہہ کرنا طرف کعبے کے قرآن شریف سے ثابت ہی تو نہین ادا ہوگا ساتھ خبر واحد کے اور طواف مین احتیاط کیواسطے داخل کیا
اسکو یہ مضمون شرح وقایہ کا ہی ص اور پہلے تین پھیرون مین رمل کرے اور ایک پھیرا تمام ہوتا ہی حجر اسود سے حجر اسود تک اور
رمل اوسکو کہتے ہین کہ دونون کندھون کو ہلاتے ہوئے اکڑتے ہوئے جلدی جلدی چلنا جیسے سپاہی معرکے مین کرتے ہین اور اسکا سبب
شجاعت دکھلانا تھا مشرکین کو کیونکہ کہا تھا انھون نے واسطے صحابہ کے ضعیف کیا اونکو یثرب یعنی مدینے کے بخار نے پھر باقی رہا
یہ حکم اپنے حال پر بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ف اور روایت کیا بخاری مسلم نے اس حدیث کو ابن عباس رض سے اور آئی ہین اس باب مین
بہت حدیثین ص اور جب حجر اسود پر گذرے بوسہ دے اسی طرح ہر پھیرے مین اور بوسہ دیوے رکن یمانی کو اور مستحب ہی ختم کرے
طواف کو ساتھ بوسہ لینے حجر اسود کے پھر پڑھے دو رکعت اور دو رکعتین پڑھنا واجب ہین ہر طواف مین ساتھ پھیرون کے بعد مقام ابراہیم
مین یا جس جگہ میسر ہو جاوے مسجد مین سے ف کیونکہ حدیث جابر رض مین ہی کہ جب آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا اور یہ حدیث طویل حدیث تاریخ حج کے باب مین اکثر مقامون پر حوالہ اس حدیث کا کیا ہے اور کل حدیث کو بوجہ خوف طوالت کے اس مقام مین ذکر نہین کیا ۱۲ منہ عفی عنہ

مقام ابراہیم پر فرمایا وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى یعنی لو مقام ابراہیم کا مصلی تو اس سے وجوب اس نماز کا
ثابت ہوا اور وجوب صاحب ہدایہ نے بدلیل وجوب کی قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وَلْيُصَلِّ الطَّائِفُ لِكُلِّ أُسْبُوعٍ
رَكْعَتَيْنِ یعنی طواف کرنے والا پڑھے بعد ہر سات پھیروں کے دو رکعتیں بیان کیا تو ہمیں پایا گیا اور فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کا ثابت ہے صحیحین میں جو حدیث ابن عمر سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب طواف کرتے تھے حج اور عمرہ میں تو آپ جلدی چلتے تھے
پہلے تین پھیروں میں اور آہستہ چلتے تھے پچھلے چار پھیروں میں پھر پڑھتے تھے دو رکعتیں اور روایت کی عبدالرزاق نے مرسل ابن
جریج سے انہوں نے عطاء سے أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي لِكُلِّ أُسْبُوعٍ رَكْعَتَيْنِ یعنی تھے پڑھتے بعد
ہر دو رکعتیں ص پھر لوٹ آوے اور چومے حجر اسود کو ف حدیث جابر میں ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھ چکے دو رکعتیں
لوٹ آئے طرف حجر اسود کے ص اور نکلے اور چڑھے صفا پہاڑ پر اور منہ کرے طرف خانہ کعبہ کے اور تکبیر کہے اور تہلیل کہے
اور درود بھیجے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اور اٹھاوے دونوں ہاتھ اور دعا مانگے جو جی چاہے ف واسطے کہ حدیث جابر
میں ہے سو چڑھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صفا پر یہاں تک کہ دیکھا خانہ کعبہ کو سو توحید بیان کی اللہ تعالیٰ کی اور منہ کیا قبلہ
کی طرف اور تکبیر کہی اور فرمایا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ
شَيْءٍ قَدِيرٌ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ أَنْجَزَ وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ پھر دعا کی درمیان
اس کے اور کہا مانند اس کے تین بار اور ماثور یہ ہے کہ کہے لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَلَا نَعْبُدُ إِلَّا إِيَّاهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَلَوْ
كَرِهَ الْكَافِرُونَ اور اٹھاوے دونوں ہاتھ واسطے دعا کے اور درود بھیجے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر پھر دعا مانگے اور
جب ہاں سے اترے کہے اَللّٰهُمَّ اسْتَعْمِلْنِي بِسُنَّةِ نَبِيِّكَ وَتَوَفَّنِي عَلَىٰ مِلَّتِهِ وَأَعِذْنِي مِنْ مُضِلَّاتِ
الْفِتَنِ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ ص پھر چلے طرف مروہ پہاڑ کے دوڑتا ہوا درمیان دو میلوں سبز اور سرخ کے اور چڑھے
اوس پر اور کرے جیسا کیا تھا صفا پر اسی طرح کرے سات بار شروع کرے صفا سے اور ختم کرے مروہ پر ف یہ دو میل نشان ہیں بطن وادی
میں درمیان صفا اور مروہ کے تو جب پہنچے بطن وادی میں درمیان ان دونوں میلوں کے کہے رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَتَجَاوَزْ
عَمَّا تَعْلَمُ إِنَّكَ أَنْتَ الْأَعَزُّ الْأَكْرَمُ یہ مروی ہے حضرت عبداللہ بن عمر سے اور کہے مروہ پر مثل صفا کے اور صفا کی طرف
جس دروازے سے چاہے نکلے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نکلے تھے دروازہ بنی مخزوم سے روایت کی طبرانی نے
ابن عمر سے أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ مِنَ الْمَسْجِدِ إِلَى الصَّفَا مِنْ بَابِ بَنِي مَخْزُومٍ وَ
أَسْنَدَ أَيْضًا عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أَنْ قَالَ ثُمَّ مِنْ بَابِ الصَّفَا وَرَوَى
ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ عَنْ عَطَاءٍ مُرْسَلًا أَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ خَرَجَ إِلَى الصَّفَا مِنْ بَابِ بَنِي مَخْزُومٍ یعنی نکلے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دروازے بنی مخزوم سے اور کہا جابر نے باب صفا سے اور ابن ابی شیبہ کی روایت میں ہے کہ نکلے صفا
کو دروازہ بنی مخزوم سے اور سات بار صفا سے مروہ کو جانا حدیث سے ثابت ہے صحیحین میں ہے ابن عمر سے کہ آئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں
سو طواف کیا خانہ کعبہ کا سات بار اور پڑھیں پیچھے مقام ابراہیم کے دو رکعتیں اور طواف کیا درمیان صفا اور مروہ کے سات بار
اور دوڑنا درمیان صفا اور مروہ کے نالے میں نزدیک ہمارے واجب ہے اور امام شافعی کے نزدیک فرض ہے دلیل ان کی یہ ہے کہ فرمایا حضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نے اِسْعَوْا فَاِنَّ اللّٰہَ کَتَبَ عَلَیْکُمُ السَّعْیَ یعنی دوڑو واسطے کہ فرض کیا اللہ نے تمپر دوڑنا یعنی درمیان
صفا اور مروہ کے اور دلیل ہماری یہہ ہے کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَلَا جُنَاحَ عَلَیْہِ اَنْ یَّطَّوَّفَ بِہِمَا یعنی نہین گناہ ہے اوسپر کہ
طواف کرے درمیان ان دونون کے ذکر کیا اسکو صاحب ہدایہ نے اور ذکر کیا اس حدیث کو ابن ابی شیبہ نے مصنف مین اور
پوری حدیث یون ہے عَنْ صَفِیَّۃَ بِنْتِ شَیْبَۃَ عَنْ حَبِیْبَۃَ بِنْتِ اَبِیْ تَجْرَاۃَ اِحْدٰی نِسَآءِ بَنِیْ عَبْدِ الدَّارِ اَنَّ رَسُوْلَ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَطُوْفُ وَالنَّاسُ بَیْنَ یَدَیْہِ وَھُوَ وَرَآءَھُمْ وَھُوَ یَسْعٰی حَتّٰی اَرٰی
رُکْبَتَیْہِ مِنْ شِدَّۃِ مَا یَسْعٰی وَھُوَ یَقُوْلُ اِسْعَوْا فَاِنَّ اللّٰہَ کَتَبَ عَلَیْکُمُ السَّعْیَ اور روایت کیا اسکو
دارقطنی نے اور طریقے سے کہا صاحب تنقیح نے اِسْنَادُہٗ صَحِیْحٌ یعنی اسناد اوسکی صحیح ہے اور صفا سے اسواسطے شروع
کرتے ہین کہ اللہ تعالی نے فرمایا اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰہِ یعنی صفا اور مروہ اللہ کی نشانیون مین سے ہے اور فرمایا
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اِبْدَءُوْا بِمَا بَدَءَ اللّٰہُ بِہٖ یعنی شروع کرو اوس سے جس سے شروع کیا اللہ تعالی نے اور شروع کیا اللہ تعالی نے صفا سے اپنے
کلام مین روایت کیا اس حدیث کو اس لفظ سے نسائی اور دارقطنی نے اور اخراج کیا اوسکا مسلم اور ابوداود اور ترمذی ابن ماجہ مالک وغیرہم نے اور ایک
پھیرا صفا سے مروہ تک کا ہوتا ہے پھر مروہ سے صفا تک دوسرا پھیرا تو شروع کرے دوڑنے کو صفا سے اور ختم کرے اوسکو ساتوین بار مین مروہ پر
اور روایت طحاوی مین ہے کہ سعی صفا سے مروہ تک ہے پھر مروہ سے صفا تک ایک پھیرا ہی حاصل یہ ہے کہ صفا سے جانا اور پھر صفا پر آنا یہ ایک
پھیرا ہے تو اس حساب سے چودہ پھیرے ہونگے اور ختم صفا پر ہوگا اور صحیح اول مذہب ہے پھر مقیم رہے مکے مین اور احرام باندھے رہے اور طواف کرے
خانہ کعبہ کا نفل جتنا چاہے ف اسواسطے کہ طواف مثل نماز کے ہے اور نماز نفل کا کوئی وقت معین نہین فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے اَلطَّوَافُ بِالْبَیْتِ صَلٰوۃٌ یعنی طواف خانہ کعبہ کا مثل نماز کے ہے اِلَّا اَنَّ اللّٰہَ اَحَلَّ فِیْہِ الْمَنْطِقَ فَمَنْ نَطَقَ
فَلَا یَنْطِقْ اِلَّا بِخَیْرٍ یعنی حلال کیا اللہ تعالی نے اوسمین کلام کو سو جو کوئی کلام کرے تو نکرے مگر بہتر اور یہ حدیث مرفوع
اور موقوف دونون طرح مروی ہے لیکن مرفوع سو روایت سفیان سے انھون نے عطا بن سائب سے انھون نے طاوس سے
انھون نے ابن عباس سے روایت کیا اوسکو حاکم اور ابن حبان نے اور نکالا اوسکو بیہقی نے روایت موسی بن اعین سے انھون نے لیث بن ابی سلیم سے
انھون نے عطا سے انھون نے طاوس سے مرفوعا ساتھہ اوسی لفظ کے اور روایت کیا اوسکو انھون نے اوسکو اور طریقے سے اور روایت کیا اوسکو
ثقات نے موقوفا لیکن عطا بن السائب ثقہ ہے اور زیادتی ثقہ کی مقبول ہے اور حفظ اوسکا اخیر مین متغیر ہو گیا تھا اور جسنے اوس سے
قبل تغیر کے سنا تو روایت اوسکی صحیح ہے اور سفیان نے اوس سے قبل تغیر کے سنا ہے اور روایت کیا اوسکو طبرانی نے طاوس سے انھون نے
ابن عمر سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اَلطَّوَافُ بِالْبَیْتِ صَلٰوۃٌ فَاَقِلُّوْا فِیْہِ الْکَلَامَ یعنی طواف خانہ کعبہ کا
نماز ہے سو کم کرو اوسمین کلام ص اور خطبہ پڑھے امام مکے مین ساتوین تاریخ اور سکھاوے اوسمین طریقے حج کے جیسا نکلنا طرف
منی کے اور نماز اور کھڑا ہونا عرفات مین اور افاضہ یعنی لوٹنا اوس جگہہ سے انکے سب طریقے بتلادے اور دوسرا خطبہ نوین تاریخ دن
عرفات کے اور تیسرا خطبہ گیارھوین تاریخ منی مین تو ہر خطبے مین ایک دن کا فاصلہ چاہیے ف ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے منقول ہے اور اسی طرح پڑھا حضرت ابوبکر نے اور امام زفر کے نزدیک تین دن برابر خطبہ پڑھے آٹھوین تاریخ سے
دسوین تک ص پھر نکلے صبح کے وقت دن ترویہ کے یعنی آٹھوین تاریخ ذیحجہ کے اور ترویہ کے معنی سیراب کرنے کے ہین

حاشیہ ہدایہ

اور عرب لوگ حج کے دنوں میں اونٹوں کو سیراب کرتے ہیں منیٰ کی طرف آئے ٹھہرے وہاں روز عرفے کے فجر تک پھر جاوے عرفات کو اور
ف اور ایسا ہی کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث جابر میں ہے کہ جب ہوا دن ترویہ کا توجہ کی انھوں نے طرف منیٰ کے
اور اہلال کیا ساتھ حج کے پس سوار ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور پڑھیں اونکے ساتھ ظہر اور عصر اور مغرب اور عشا اور فجر پھر
ٹھہرے تھوڑی دیر یہاں تک کہ طلوع ہوا آفتاب اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز فجر کی دن ترویہ میں منیٰ میں پڑھے
اور جب عرفات کو جاوے پس کہے اَللّٰهُمَّ اِلَيْكَ تَوَجَّهْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَوَجْهَكَ اَرَدْتُ فَاجْعَلْ ذَنْبِيْ
مَغْفُوْرًا وَحَجِّيْ مَبْرُوْرًا وَارْحَمْنِيْ وَلَا تُخَيِّبْنِيْ وَاقْضِ بِعَرَفَاتٍ حَاجَتِيْ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ
اور لبیک کہے اور تکبیر کرے اور تہلیل کرے اور مروی ہے یہ ابن مسعود سے روایت کیا اوسکو ابوذر نے ص اور عرفات میں جہاں چاہے
ٹھہرے مگر بطن عرنہ میں کہ ایک مقام ہے اوس جگہ نہ ٹھہرے ف کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ عرفہ سب ٹھہرنے کی جگہ ہے اور
نہ ٹھہرو بطن عرنہ میں اور مزدلفہ سب وقوف کی جگہ ہے اور نہ ٹھہرو بطن محسر میں روایت کیا اوسکو طبرانی نے اور حاکم نے ابن عباس سے
اور کہا کہ صحیح ہے اوپر شرط مسلم کے اور روایت کیا اوسکو ابن عدی نے کامل میں ابن عمر سے اور ابوہریرہ سے مانند حدیث ابن عباس
کے اور روایت کیا اوسکو ابن ماجہ نے اور اسناد اوسکی ضعیف ہے ص اور جب زوال ہوا آفتاب کا خطبہ پڑھے امام دو خطبے مانند
جمعے کے اور سکھاوے اون میں طریقے حج کے مثلاً کھڑا ہونا عرفے میں اور مزدلفہ میں اور رمی جمار اور نحر اور حلق اور طواف زیارت
ف اور یہ مروی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اخراج کیا اوسکو ابوداؤد اور امام احمد وغیرہ نے ص اور پڑھے اونکے
ساتھ ظہر اور عصر کو وقت ظہر میں ساتھ ایک اذان اور دو اقامتوں کے ف اور جمع کرنا اس مقام میں صحیح حدیثوں سے
ثابت ہے ذکر کیا ہے ہم نے اوسکو کتاب الصلوٰۃ میں ص اور شرط ہے اسکے واسطے یہ کہ امام ہو اور احرام سے ہو دونوں نمازوں میں تو
نہیں جائز ہوگی عصر اوسکی ساتھ امام کے جسنے نہیں پڑھی ظہر ساتھ جماعت کے اور جسنے احرام نہیں باندھا اور جسنے کہ ظہر کی نماز
جماعت سے پڑھی اور پھر احرام باندھا تو نہیں جائز ہے عصر اوسکو پڑھنا ساتھ امام کے مگر وقت عصر میں ف اور نزدیک صاحبین کے جائز ہے کہ ظہر اپنے وقت میں
ہو اور عصر نہیں جائز ہے وقت ظہر میں مگر ساتھ شرط جماعت کے ظہر اور عصر میں یا احرام کے دونوں نمازوں کے وقت میں ص اور ٹھہر جاوے
طرف موقف کے اور غسل کرنا اوس وقت سنت ہے ف تو اگر فقط وضو کیا جائز ہے اور دلیل سنت ہونے غسل عرفے کی کتاب الصلوٰۃ
میں گذری ص اور کھڑا ہو امام اونٹ پر قریب جبل رحمت کے موںہہ قبلے کی طرف کرکے اور دعا مانگے خوب کوشش سے عجز و
زاری سے اور سکھاوے طریقے حج کے اور کھڑے ہوویں لوگ پیچھے امام کے نزدیک اوسکے موںہہ سب کا قبلے کی طرف ہووے اور امام کے کلام کو
سنیں ف لیکن کھڑا ہونا امام کا سواری پر سو اسواسطے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے تھے اونٹ پر روایت کی یہ جابر نے اور موںہہ
کرنا قبلے کی طرف سو ہو اسواسطے کہ ذکر کیا صاحب ہدایہ نے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خَيْرُ الْمَوَاقِفِ مَا اسْتُقْبِلَ بِهِ الْقِبْلَةُ یعنی بہتر
موقف وہ ہیں کہ موںہہ سب ہووے اونمیں طرف قبلے کے اور حدیث اس لفظ سے نہیں پائی گئی لیکن روایت کی حافظ ابو نعیم نے
تاریخ اصبہان میں محمد بن معلی سے انھوں نے ابن شہاب سے انھوں نے نافع سے انھوں نے ابن عمر سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
خَيْرُ الْمَجَالِسِ مَا اسْتُقْبِلَ بِهِ الْقِبْلَةُ یعنی بہتر مجلسیں وہ ہیں کہ موںہہ ہو اونمیں طرف قبلے کے اور روایت کیا حاکم نے
اوسمیں ایک حدیث طویل کو اور اول اوسکا یہ ہے اِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ شَرَفًا وَاِنَّ شَرَفَ الْمَجَالِسِ مَا اسْتُقْبِلَ بِهِ الْقِبْلَةُ

اوسکو ضعیف کیا گیا ساتھ ہشام بن ابی زیاد کے اور مرفوع کیا ابن عمر سے اَکْرَمُ الْمَجَالِسِ مَا اسْتُقْبِلَ بِہِ الْقِبْلَۃُ
اور اسناد میں اسکی حمزہ نصیبی ہے منسوب ہے طرف وضع کے تو لیکن دعا کرنا سو اسواسطے کہ روایت کی بزار نے ابن عباس سے
انھون نے فضل سے کہ دیکھا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھڑے تھے عرفہ میں دعا کرتے تھے دونوں ہاتھ کھینچے جیسے کوئی
کھانا طلب کرتا ہے اور اسناد میں اسکی حسین بن عبداللہ ہے ضعیف کیا اوسکو نسائی اور ابن حبان نے لیکن کہا ابن عدی نے کہ لکھی جاویگی
حدیث اوسکی کیونکہ نہیں دیکھی مینے اوسکی کوئی حدیث منکر کہ تجاوز کرے حد کو علاوہ اسکے روایت کی بیہقی نے ابن عباس سے
کہ دیکھا مینے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یَدْعُوْ بِعَرَفَۃَ یَدَاہُ اِلٰی صَدْرِہٖ کَاسْتِطْعَامِ الْمِسْکِیْنِ دعا مانگتے تھے
عرفہ میں اور دونوں ہاتھ اونکے سینے تک تھے جیسے کھانا مانگنے والا مسکین اور کوشش کرے دعا میں اسواسطے کہ حدیث
میں آیا ہے کہ دعا مانگی آپنے کوشش سے اس موقف میں اپنی امت کیواسطے سو قبول ہوئی دعا اونکی روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے
آخر حدیث تک اور لبیک اس مقام پر دسویں تک کہے اور امام مالک کے نزدیک اس مقام میں لبیک موقوف کرے اور دلیل ہماری یہ ہے
جو مروی ہے صحاح ستہ میں فضل بن عباس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لبیک کہا کرتے یہانتک کہ رمی کرتے جمرہ عقبہ کی اور
زیادہ کیا ابن ماجہ نے کہ جب رمی کر چکتے تھے جمرہ عقبہ کی موقوف کرتے تھے لبیک کو اور جمرہ عقبہ کا بیان آگے آویگا ف اور جب
غروب ہو جاوے آفتاب دن عرفہ کے آوے مزدلفہ میں اور جہاں چاہے وقوف کرے مگر وادی محسر میں ف نہ ٹھہرے اور
دلیل اسکی ابھی گذری ف اور اوترے نزدیک جبل قزح کے اور پڑھے مغرب اور عشا کو ساتھ اذان اور اقامت کے وقت میں
عشا کے مغرب کو بھی پڑھے اور اس مقام میں جمع کرے ف اور ایسا ہی کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روایت کی
ابوداود اور ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت علی سے کہ وقوف کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہانتک کہ ڈوب گیا آفتاب
جب ڈوب چکا چلے آپ یہانتک کہ آئے مزدلفہ میں اور پڑھیں لوگونکے ساتھ دونوں نمازیں مغرب و عشا کی اور جب صبح ہوئے
آئے قزح پہاڑ پر اور وقوف کیا اوسپر صحیح کیا اوسکو ترمذی نے اور بعد آفتاب کے ڈوبنے کے وہانسے پھرنا اسمین مخالفت
مشرکین کی ہے جیسا کہ روایت کیا اوسکو حاکم نے مستدرک میں مسور بن مخرمہ سے کہ کہا انھونے خطبہ پڑھا ہمپر رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے عرفات میں اور حمد کی اللہ تعالی کی اور ثنا کی اوسپر پھر فرمایا اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ اَھْلَ الشِّرْکِ وَالْاَوْثَانِ کَانُوْا
یَدْفَعُوْنَ مِنْ ھٰذَا الْمَوْضِعِ اِذَا کَانَتِ الشَّمْسُ عَلٰی رُؤُسِ الْجِبَالِ کَاَنَّھَا عَمَائِمُ الرِّجَالِ عَلٰی رُؤُسِھَا
وَاِنَّا نَدْفَعُ بَعْدَ اَنْ تَغِیْبَ الشَّمْسُ الحدیث یعنی مشرک اس مقام سے قبل غروب آفتاب کے جاتے ہیں اور ہم بعد آفتاب کے ڈوبنے کے
جاتے ہیں اور اگر خوف ہو اژدہام کا تو ٹھہر جانے میں کچھ حرج نہیں اور جب ہجوم موقوف ہو جاوے وہانسے روانہ ہو روایت کی
ابن ابی شیبہ نے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا منگاتی تھیں پانی اور افطار کرتی تھیں پھر وہاں سے جاتی تھیں ف اور جسنے مغرب کی نماز رستہ میں
پڑھ لی پھر دوسرا آیا عرفات میں پڑھ لی تو بھی اعادہ کرے جب تک فجر نہ طلوع ہووے کیونکہ اوسنے اگر نماز پڑھی مغرب کی قبل وقت عشا
کے نہیں جائز ہے نزدیک امام ابو حنیفہ اور محمد کے تو واجب ہے اعادہ اوسکا جب تک کہ فجر طلوع نہ ہووے اور پڑھے صبح کی نماز
تاریکی میں ف اسواسطے کہ روایت کی ابن مسعود نے کہ پڑھی اوس روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز فجر کی قبل وقت
معمول کے روایت کیا اوسکو بخاری و مسلم نے صحیحین میں ف پھر وقوف کرے اور دعا مانگے ف اسواسطے کہ حدیث میں آیا

ف ہشام بن زیاد
ف حمزہ نصیبی
ف حسین بن عبداللہ

مین ہے کہ نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب صبح ہوئی اونکو صبح ساتھ اذان اور اقامت کے پھر سوار ہوئے قصوا پر
یہانتک کہ آئے مشعر حرام مین اور منہ کیا طرف قبلہ کے اور دعا مانگی اور تکبیر و تہلیل کہی اور توحید بیان کی اللہ تعالی کی تو
آپ توقف کرتے رہے یہانتک کہ خوب روشنی ہو گئی سو توقف کیا آفتاب کے طلوع ہونے تک **ص** اور یہ وقوف ہمارے نزدیک
واجب ہی ورکن حج کا نہین **ف** اور امام شافعی کے نزدیک رکن ہے کیونکہ فرمایا اللہ تعالی نے فاذکروا اللہ عند
المشعر الحرام ایسا ہی ذکر کیا صاحب ہدایہ نے اور یہ وہم ہے کیونکہ امام شافعی کی کتابون مین اس وقوف کو سنت لکھا ہے
اور دلیل ہماری ابن الہمام نے فتح القدیر مین بیان کی ہے اور ایک دلیل یہ ہے جو روایت کی صحاح ستہ نے ابن عباس سے کہ بھیجا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آگے اپنے گھر کے ضعیفون کو پچھلی رات یعنی رات باقی ہوتی تھی اور فرماتے تھے کہ نہ رمی کرین جمرہ کی
یہانتک کہ طلوع ہو آفتاب تو اگر رکن ہوتا تو حکم کرتے آپ اونکو ترک کا اور وجوب کی دلیل یہ ہے کہ روایت کی ابو داود اور ترمذی و
نسائی و ابن ماجہ نے عروہ بن مضرس سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حاضر ہو ہماری اس نماز مین اور وقوف کرے ہمارے ساتھ
یہانتک کہ لوٹے اور وقوف کر چکا تھا وہ عرفے مین رات یا دن کو سو تمام ہوا حج اوسکا کہا حاکم نے صحیح ہے اوپر شرط کل ائمۃ
الحدیث یعنی صحیح ہے اوپر شرط اکثر محدثین کے اور تفصیل فتح القدیر مین ہے **ص** اور جب خوب فجر روشن ہو جاوے آوے منی مین اور رمی
کرے جمرۂ عقبہ کی بطن وادی سے سات بار اونگلیون سے تکبیر کے ساتھ ہر کنکری کے **ف** یعنی سات کنکریان چھوٹی چھوٹی لیکر پھینکے اور
منی ایک بستی ہے طرف مکے میں اور چھوٹی کنکریان اسواسطے پھینکے کہ ذلت ہو شیطان کی اور تاکہ لوگون کو اذیت نہو اور جسیا
تمام سے چاہے کنکریان اوٹھا لے مگر نزدیک جمرہ کی کیونکہ اوسکے نزدیک جو کنکریان ہین مردود ہین اور یہ حدیث میں وارد ہے اور جمرۂ
عقبہ یعنی چبوترا سنگریزون کا عقبہ یعنی گھاٹی کو جو پہاڑون مین ہوتی ہے کہتے ہین اور کہا حضرت سعید بن جبیر نے کیا حال ہے سنگریزون کا کہ
لوگ اوسکو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے سے مارتے ہین اور معلوم نہین ہوتین اور اب تک تو چاہیے تھا کہ ایک پہاڑ کنکریون کا ہو جاتا سو کہا
حضرت ابن عباس نے کہ تم نہین جانتے ہو جسکا حج قبول ہو جاتا ہے تو اوسکی کنکریان اوٹھتی جاتی ہین اور جسکا قبول نہین ہوتا اوسی جگہ
پڑی رہتی ہین کہا مجاہد نے جب سنا مین نے یہ ابن عباس سے تو مین نے اپنی کنکریون پر نشانی مقرر کر دی پھر آیا مین پاس جمرے کے اور ڈھونڈا
میں نے اوسکو نہ پایا اور سات کنکریان ہر ایسی چیز سے جو جنس سے زمین کی ہو جیسے مثلاً کنکر پتھر مٹی وغیرہ نہ لعل اور یاقوت اور چاندی اور سونا اور
اور چھوٹی کنکریان انگوٹھے اور کلمے کی انگلی سے پھینکنا چاہیے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علیکم بحصی الخذف
یعنی لازم ہے تمپر پھینکنا کنکریون کا انگلیون سے اور مروی ہے یہ صحاح مین روایت کیا اوسکو مسلم وغیرہ نے اور آسان یہ ہے کہ کنکر
کو انگوٹھے اور کلمے کی انگلی کے کنارے سے پکڑے اور اوسکو پھینکے اور اگر بڑی کنکریان پھینکے درست ہے سوا اسکے کہ مکروہ ہے کہ پتھر
لگنے کر لوگون کو اذیت ہو اور اگر رمی کی عقبہ کے اوپر سے درست ہے لیکن مستحب ہے کہ بطن وادی سے کرے کیونکہ روایت کی ابو داود نے کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمی کرتے تھے جمرہ کی بطن وادی سے اور آپ اسکے ساتھ تکبیر کہتے تھے ساتھ ہر کنکری کے آخر حدیث تک یہانتک کہ ذکر کیا
ہے تم فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبکہ لا کرین بعض تمہارے بعض کو اور جب پھینکو تم تو پھینکو مثل کنکری خذف کے یعنی چھوٹی کنکریان انگلیون
اور مروی ہے بہت احادیث مین اور اگر بجائے تکبیر کے سبحان اللہ کہا تو جائز ہے اور لبیک کہنا موقوف کرے جب پہلی کنکری پھینکے
ایسا ہی کرتے تھے سردار ہمارے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اگر کنکری کو ڈال دیوے کافی ہو جاویگا لیکن مخالفت ہوگی

سنت کی اور تمہارے پھینکنے کی کنکری پانچ گز تک جاتی ہے ایسے ہی روایت کی حسن نے امام ابو حنیفہ سے اور اگر کنکریں کو پھینکا اور وہ
گر پڑیں قریب جمرہ کے کافی ہی اور اگر دور جا پڑیں تو نہیں جائز ہی ص اور موقوف کرے لبیک کو جب اول کنکری رمی کرے
ف اور دلیل اسکی اوپر گذری ص پھر ذبح کرے اگر چاہے پھر قصر کرے اور حلق افضل ہے ف اور قربانی کرنا اس حج مین
لازم نہین لیکن اگر چاہے تو کرے روایت کی جماعت نے سوا ابن ماجہ کے حضرت انس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے
منی مین سو آئے جمرہ کے پاس اور رمی کی پھر اپنے مقام پر آئے منی مین اور قربانی کی پھر کہا واسطے حجام کے لئے اشارہ کیا طرف
داہنی طرف کے پھر بائین طرف پھر شروع کیا آپ نے دینا بالون کا لوگون کو اور اسی طرح سر منڈانا سنت ہی ص اور اب حلال ہوئین
اوسکے واسطے سب چیزین مگر عورتین ف اور امام مالک کے نزدیک خوشبو لگانا بھی درست نہین اور ہمارے نزدیک حلال ہی
دلیل امام مالک کی یہ ہی کہ روایت کی حاکم نے مستدرک مین عبد اللہ بن زبیر سے کہ کہا انھون نے سنت حج کی یہ بات ہی کہ جب رمی کر چکے جمرہ کی
حلال ہو گئین اوسکو سب چیزین سوا عورات اور خوشبو کے یہان تک کہ زیارت کرے خانہ کعبہ کی اور کہا حاکم نے صحیح ہی اوپر شرط بخاری
و مسلم کے اور قول صحابی کا سنت ہی حکم رفع مین ہی اور عمر سے ہی کہ کہا انھون نے اِذَا رَمَيْتُمُ الْجَمْرَةَ فَقَدْ حَلَّ لَكُمْ مَا حَرُمَ
إِلَّا النِّسَاءَ وَالطِّيبَ یعنی جب رمی کر چکے تم جمرہ کی تو حلال ہوئین واسطے تمہارے جو چیزین حرام ہوئی تھین سوا عورتون اور
خوشبو کے اور اسناد اوسکی منقطع ہی ذکر کیا اوسکو شیخ تقی الدین نے امام مین اور ہماری دلیل یہ ہی کہ روایت کی نسائی اور ابن ماجہ نے
سفیان سے انھون نے سلمہ بن کہیل سے انھون نے حسن سے انھون نے ابن عباس سے کہ کہا انھون نے جب رمی جمرہ کی کر چکے تم تو حلال ہوئین تمہارے لیے سب
چیزین مگر عورتین تب کہا ایک شخص نے کہ خوشبو بھی حلال ہی سو فرمایا انھون نے کہ دیکھا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ تر کرتے تھے سر کو اپنے مشک سے
تو کیا مشک خوشبو ہی یا نہین اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ
عَنْهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِذَا رَمَى أَحَدُكُمْ جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ فَقَدْ حَلَّ لَهُ كُلُّ شَيْءٍ إِلَّا النِّسَاءَ یعنی فرمایا حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے کہ جب رمی کر چکا کوئی تم مین سے جمرہ عقبہ کی تو حلال ہوئین اوسکے واسطے سب چیزین مگر عورتین اور نہین ذکر کیا خوشبو کو اور
روایت کیا اوسکو ابو داؤد نے اور اسناد مین اوسکی حجاج بن ارطاۃ ہی اور وہ ضعیف ہی اور روایت کیا اوسکو دارقطنی نے اور اوس مین بھی
حجاج ہی اور کہا انھون نے کہ نہین روایت کیا اوسکو مگر حجاج بن ارطاۃ نے کہتا ہون مین کہ ایک دلیل قوی ہی اس باب مین وہ یہ کہ روایت
کی بخاری و مسلم نے حضرت عایشہ رض سے کہ کہا انھون نے خوشبو لگائی مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت احرام کے جب احرام باندھا
اور دن قربانی کے قبل طواف خانہ کعبہ کے اور اوس مین مشک تھی ص پھر طواف کرے زیارت کا کسی دن مین ایام نحر کے سات بار
بغیر رمل اور سعی کے اگر پیشتر رمل اور سعی کر چکا ہو ورنہ رمل و سعی بھی کرے اور اول وقت اوسکا بعد طلوع فجر کے ہی دن نحر کے اور اوسی دن
طواف کرنا افضل ہی اور حلال ہین اب اوسکے واسطے عورتین تو اگر تاخیر کی طواف کی ایام نحر سے مکروہ ہی اور واجب ہوتی ہی قربانی
پھر آئے منی مین اور جب دوسرا دن نحر کا ہو تو بعد زوال آفتاب کے رمی کرے تینون جمرون کی شروع کرے اوس جمرے سے جو نزدیک
مسجد خیف کے ہی پھر جو اوس سے نزدیک ہی پھر جمرۃ العقبہ پر سات سات بار اور تکبیر کہے ساتھ ہر کنکری کے اور وقوف کرے بعد پہلی
رمی کے اور دوسری رمی کے نہ بعد تیسری کے اور نہ بعد رمی کے دن نحر کے اور دعا مانگے پھر دوسرے دن ایسا ہی کرے
پھر بعد اوسکے ایسا ہی اگر ٹھہرے اور یہ اچھا ہی اور اگر پہلے کیا رمی کو چوتھے دن زوال پر جائز ہی اور درست ہی اوسکو وہان سے چلا جانا

قبل فجر کے رمی کرے دن کے بعد طلوع فجر کے اور اگر تاخیر اس طلوع تک تو واجب ہو گیا اوسپر رمی کرنا ف اسواسطے کہ حضرت
نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ جب حاجی کیا اونٹ ذبح کیا طرف مکے کے اور طواف کیا خانہ کعبہ کا سات پھیرے پھر لوٹ آئے منی میں
اور نماز پڑھی ظہر کی منی میں ذکر کیا اوسکو مسلم نے اسی طرح سے کہ نافع نے ابن عمر سے روایت کی دن نحر کے پھر جمع کرتے تھے پھر
منی کو اور پڑھتے تھے ظہر اوس جگہ اور ذکر کرتے تھے کہ ایسا ہی کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اور حدیث جابر میں کہ تحقیق
میں ہے حدیث خلاف اسکے کہ سوار ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ نے خانہ کعبہ میں اور نماز پڑھی ظہر کی مکے میں
اور تعیین تسک … باتیں کہ کوئی انمیں سے وہم ہو اور ثابت ہی حضرت عائشہ سے مثل حدیث جابر کے اور اسناد
اسکی اچھی حجت ہے صحیح مذہب پر اوسی واسطے کہا منذری نے مختصر میں یہ حدیث حسن ہے کہا شیخ ابن الہمام نے جب تعارض
ہوئیں حدیثیں او … پڑھنا نماز ظہر کا کسی جا میں تو مسجد حرام میں بہتر ہے بوجہ کثرت ثواب کے اور اس جا میں درباقی سب …
جا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں ص اور جائز ہے رمی کرنا سوار ہو کے اور رمی جمرہ اولی کی جو مسجد خیف کے پاس
اور جمرہ الوسطی کی جو اوسکے بعد ہے بغیر سواری کے کرنا افضل ہے اور جمرہ عقبہ کی سوار ہو کے افضل ہے ف اور مروی ہے
حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے نقل ہے کہ ابراہیم جراح نے کہا کہ داخل ہوا میں ابو یوسف کے پاس اوس بیماری میں
انتقال کیا انھوں نے اوس میں تو کھول دیں آنکھیں اپنی اور کہا مجھسے کہ رمی کرنا سوار ہو کے افضل ہے یا پیدل کرنا افضل ہے
… پیدل کہا خطا کی تم نے سوار ہو کے کہا خطا کی تو نے … جو رمی کہ اوسکے بعد ٹھہرنا اور تسبیح اور تہلیل اور دعا
لازم ہے وہ پیدل افضل ہے اور جو ایسی نہیں وہ سوار ہو کے افضل ہے اور بیان کی وجہ اسکی تو میں چلا اوسکے پاس سے یہاں تک
کہ نہ پہنچا تھا کہ دروازے تک کہ خبر ہوئی انکے انتقال کی اور میں متعجب ہوا … حفظ … اوس وقت بھی …
مفید ہو ص اور اگر اسباب اپنا آگے بھیجدیا اور اقامت کی منی میں واسطے رمی کے مکروہ ہے ف اسواسطے کہ روایت
ابن ابی شیبہ نے مرفوعاً من قدم ثقلہ قبل النفر فلا حج لہ یعنی جو شخص بھیجے اسباب اپنے کو قبل کوچ کے سو نہیں ہے حج
اوسکا اور … کہا انھوں نے کہ فرمایا حضرت عمر نے من قدم ثقلہ من منی لیلۃ النفر فلا حج لہ اور منی میں سبب
تو … کراہت کی بھی اسی جگہ ہے اور مکروہ ہے کراہت کو رمی کی جگہ پر … اسواسطے کہ مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے عن عمر
انہ کان ینہی ان یبیت احد من وراء العقبۃ وکان یامرھم ان یدخلوا منی واخرج ایضا
عن ابن عباس نحوہ واخرج ایضا عن ابن عمر انہ کرہ ان ینام احد ایام منی بمکۃ اور …
… امام … منی میں … اور … کو بتانا اور امام شافعی … واجب ہے ص اور جب کوچ کرے …
اور … میں ف اسواسطے کہ اوترے تھے … سردار ہمارے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم …
ص پھر طواف کرے طواف صدر کا سات پھیرے بغیر رمل اور سعی کے اور یہ طواف واجب ہے مگر اہل مکہ پر ف اسواسطے کہ روایت
کی ترمذی نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص حج کرے خانہ کعبہ کا تو آخر کام اوسکا ساتھ خانہ کعبہ کے طواف ہو
مگر حائضہ عورتیں اونکو رخصت دی … کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن صحیح ہے اور صحیحین میں ہے ابن عباس سے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا اسکا اور اس سے وجوب اسکا ثابت ہوتا ہے اور جو لوگ مکے کے رہنے والے ہیں انپر یہ طواف واجب نہیں

اسود سے کہ یہ طواف وداع یعنی رخصت کا ہی اور مکے کے لوگ کعبے سے رخصت نہیں ہوتے ہین فصل پھر پیوے پانی زمزم کا
ف روایت ہی حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہتر پانی دنیا مین پانی زمزم کا ہی کہ اوسمین کھانا ہی
سیر کرنے والا اور شفا ہی بیماری کی یعنی جو پانی زمزم کا پیوکا شخص سیر ہونے کی نیت سے پی لیوے خدا اوسکو اپنی قدرت سے سیر کرتا ہی روایت
کیا اس حدیث کو طبرانی نے معجم کبیر مین اور راوی اوسکے ثقہ ہین اور روایت کیا اوسکو ابن حبان نے بھی آخر حدیث تک اور روایت
کی بزار نے ساتھ اسناد صحیح کے ابوذر رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی زمزم کا کھانا ہی سیر کرنے والا اور شفا ہی
بیماری کی اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ ہم نام رکھتے تھے زمزم کا شباعہ یعنی سیر کرنے والا اور ہم پاتے تھے اوسکو اچھی مدد
عیال و اطفال پر یعنی وہ اگر بھوکے ہوتے تھے تو اوسکے پانی سے سیر ہو جاتے تھے روایت کیا اوسکو طبرانی نے کبیر مین اور سند اوسکی
صحیح ہی اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ کہا مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَهُ اِنْ شَرِبْتَهُ لِتَشْتَفِيَ شَفَاكَ اللّٰهُ وَاِنْ
شَرِبْتَهُ لِشِبَعِكَ اَشْبَعَكَ اللّٰهُ وَاِنْ شَرِبْتَهُ لِقَطْعِ ظَمَئِكَ قَطَعَهُ اللّٰهُ وَهِيَ هَزْمَةُ جِبْرَئِيْلَ وَ
سُقْيَا اللّٰهِ اِسْمٰعِيْلَ یعنی پانی زمزم کا جس واسطے پیا جاتا ہی اوسی کے واسطے ہوتا ہی اگر پیئے تو واسطے شفا کے لیے شفا دیگا تجھکو
اللہ تعالی اور اگر سیر ہونے کے واسطے پیئے سیر کریگا تجھکو اللہ اور اگر پیاس موقوف ہونے کے لیے پیئے تو موقوف کر دیگا پیاس کو تیری اللہ تعالی
اور وہ پانو مارنا حضرت جبرئیل علیہ السلام کا ہی اور پانی پلانا اللہ کا حضرت اسمٰعیل کو روایت کیا اوسکو دارقطنی نے اور سکوت کیا اوس سے
باوجود کہ شیخ اونکا اوسمین عمر بن حسین شنانی ہی طعن کیا اور نیز خود بیہقی نے بسبب سکوت کرنے اونکے کے اوس حدیث پر باوجود
اس بات کے کہ ضعیف کیا اوسکو دارقطنی نے اور مروی ہی اونسے کہ کاذب کہا انھون نے اوسکو اور اوسکے واسطے اور طعن ہین اور
کہا کہ یہ حدیث اس اسناد سے باطل ہی نہین روایت کیا اوسکو ابن عیینہ نے بلکہ معروف حدیث جابر کی ہی روایت عبد اللہ سے
اور روایت کیا اوسکو حاکم نے مستدرک مین اور زیادہ کیا وَاِنْ شَرِبْتَهُ مُسْتَعِيْذًا اَعَاذَكَ اللّٰهُ یعنی اگر پیئے گا تو اوسکو
در آن حالیکہ پناہ مانگنے والا ہی پناہ دیگا اللہ تجھکو اور تھے حضرت عبد اللہ بن عباس جب پیتے پانی زمزم کا فرماتے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ
عِلْمًا نَافِعًا وَرِزْقًا وَاسِعًا وَشِفَاءً مِّنْ كُلِّ دَاءٍ اور اس حدیث کی صحت مین کلام ہی بیان کیا اوسکو ابن الہمام نے اور
طول کیا اس حدیث کی جرح اور تعدیل مین اور حق یہ ہی کہ یہ حدیث ثابت ہی بہت طریقون سے اور پیا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے پانی اوسکا اور آپ نے اوسمین ایک ڈول الٹ کے کچھ پانی پی لیا اور باقی کو اوسمین ڈال دیا روایت کیا اوسکو ازرقی نے تاریخ مکہ مین
اور ابن سعد نے طبقات مین اور بعض روایتون مین ہی کہ آپ نے اوسمین تھوک دیا تھا اس سبب سے اوسکو یہ عزت اور شرف حاصل ہوا
روایت کیا اوسکو امام احمد اور طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے **فصل** پھر بوسہ دیوے چوکھٹ کو اور رکھے سینہ اپنا اور موہنہ اپنا ملتزم پر اور ملتزم
درمیان حجر اسود اور دروازے کے ہی اور پردہ کعبے کا ہاتھ مین پکڑ کر روتا ہوا دعا مانگے نہایت عجز و زاری سے اور وہان حسرت کرتا ہوا اور ماہو
کعبے کی مفارقت اور جدائی سے اور الٹے پانون لوٹے یعنی پشت اوس طرف کر کے نہ لوٹے **ف** روایت کی ابو داود نے عمرو بن شعیب سے
کہا کہ طواف کیا مینے ساتھ عبد اللہ کے تو جب آئے ہم پیچھے کعبے کے کہا مینے کیا نہین پناہ مانگتے ہو کہا کہ پناہ مانگتا ہون مین
دوزخ سے پھر گئے اور بوسہ دیا حجر اسود کو اور کھڑے ہوئے درمیان رکن اور باب کے سو رکھا سینہ اپنا اور موہنہ اور دونون ہاتھ اور
دونون کف کو اور کشادہ کیا اونکو پھر کہا ایسا ہی دیکھا تھا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور روایت کیا اوسکو ابن ماجہ نے

اور کہا منذری نے کہ شعیب نے اور محمد نے طواف کیا ساتھ عبد اللہ کے اور وہ حدیث نہ ساتھ سنی یعنی اتباع کی وہ نسبت مراد
اس جگہ پر محمد بن عمرو بن العاص ہیں تصریح کی اونکا نام کی عبد الرزاق نے اپنی روایت میں ساتھ سند صحیح کے اور ملتزم اوسے کہتے ہیں جو
کہ درمیان رکن اور دروازہ کے ہے ملتزم پر روایت کی بیہقی نے شعب الایمان میں ابن عباس سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
ما بین الرکن والباب ملتزم یعنی درمیان رکن اور باب کے ملتزم ہے اور روایت کیا اوسکو ابن عدی نے کامل میں ابن عباس سے
مرفوعا اور وقف کیا اوسکا عبد الرزاق کہا انھوں نے حدثنا ابن عیینة عن عبد الکریم الجزری عن
مجاهد قال قال ابن عباس ما بین الرکن والباب ملتزم اور ایسا ہی ہے موطا میں اور ملتزم اون مکانوں میں ہے جہاں دعا قبول ہوتی
ہے مروی ہے ابن عباس سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قسم اسکی نہیں دعا کی کسی نے اوس جگہ کبھی مگر قبول کیا اوسکو اور
حسن بصری کے رسالے میں ہے کہ دعا ان پندرہ جگہ پر قبول ہوتی ہے وقت طواف کے اور نزدیک ملتزم کے اور نیچے میزاب کے اور خانہ کعبہ
اندر اور نزدیک زمزم کے اور پیچھے مقام ابراہیم کے اور صفا اور مروہ پر اور سعی کے وقت اور عرفات میں اور مزدلفہ میں اور منی میں
اور وقت جمرات کے اور ذکر کیا بعضوں نے کہ وقت دیکھنے خانہ کعبہ کے اور حطیم میں اور مستحب ہے کہ جاوے اندر خانہ کعبہ کے اور بیان ہو چکا
اوپر ان سب چیزوں کا ص اور ساقط ہو گا طواف قدوم اس شخص سے جسنے وقوف کیا عرفے میں قبل جانے مکے کے اور اوسکے
ترک کرنے سے کچھ اوسپر واجب نہیں اسواسطے کہ یہ طواف سنت ہے اور سنت کے ترک سے کچھ واجب نہیں ہوتا اور جسنے وقوف کیا عرفات
میں ایک ساعت بھی بعد زوال آفتاب نویں تاریخ کو سے دسویں تاریخ کے طلوع آفتاب تک تو پایا اوسنے حج کو ف تو اول وقت وقوف
عرفات میں بعد زوال کے ہے اور یہ گذرا حدیث جابر میں اور روایت کی دارقطنی نے کہ جو شخص وقوف کرے عرفات میں رات کو
تو اوسنے پایا حج کو اور جسکو فوت ہوا وقوف عرفات کا تو فوت ہوا اوسکا حج تو حلال ہو جاوے وہ عمرے سے اور لازم ہے اوپر
حج اگلے سال اور سند میں اوسکی رحمة بن مصعب ہے کہا دارقطنی نے اور نہیں لایا اوسکو کوئی سوا اوسکے اور روایت کی چاروں
نے اصحاب سنن اربعہ نے ص اور جو شخص عرفات سے گذر گیا اور وہ سوتا تھا یا بیہوش تھا اور اہلال کیا اوس سے اوسکے رفیق نے
یا معلوم ہوا اوسکو کہ یہ عرفہ ہے صحیح ہوا حج اوسکا اور جسنے نہیں وقوف کیا عرفات کا فوت ہوا حج اوسکا سو طواف کرے اور سعی کرے
اور حلال ہو جاوے اور قضا کرے حج کی اگلے سال اور اس شخص میں ہے کہ احرام باندھ چکا ہے حج کا اور عورت بھی سب کاموں میں شامل
کے ہے لیکن وہ نہ کھولے سر اپنا ق اور دلیل اسکی بیان کر چکے ص بلکہ کھولے موہنہ اپنا اور اگر موہنہ پر کوئی کپڑا ڈال لیوے
اور موہنہ سے جدا رہے تو درست ہے اور لبیک بھی جہر سے نہ کہے اور نہ سعی کرے درمیان دو میلوں کے اور نہ حلق کرے بلکہ قصر کرے
اور پہنے سے ہوئے کپڑے کو اور نزدیک ہو حجر اسود کے اژدحام میں ف اور موہنہ پر کپڑا ڈال لینا اور موہنہ سے جدا رکھنا ثابت ہے
کے لیے حضرت عائشہ سے مروی ہے روایت کیا اسکو ابو داود اور ابن ماجہ نے ص اور اگر عورت حائضہ ہو تو سب کام
حج کے کرے سوا طواف کے ف اسواسطے کہ طواف مسجد میں ہے اور حائضہ کو مسجد میں جانا درست نہیں جیسا
کہ کتاب الطہارت میں گذرا ص اور اگر کسی عورت کو بعد وقوف عرفات کے اور طواف الزیارة کے حیض ہو تو ساقط ہو جاتا
اوس سے طواف رخصت کا یعنی طواف صدر اور احرام جیسا لبیک کہنے سے ہوتا ہے اسی طرح بدنہ ہانکنے سے بھی احرام
ہو جاتا ہے تو جسنے تقلید کی بدنہ کی ف یعنی اوسکے گلے میں علامت کے لیے نعل یا ٹکڑا نعل کا یا توشہ دان یا دستہ اوسکا

یا باندھی کسی درخت کی یا باندھی پوست تاکہ معلوم ہو کہ یہ ہدی ہے یعنی قربانی کعبے مین جاتی ہے اور اسکو تقلید بدنہ کہتے ہین ص نفل کے
کی یا نذر کی تھی یا ابتدا شکار کا احرام مین یا مانند اسکے مثل قربانیون کے بسبب جنایت کے جو اگلے سال مین واجب ہوئی واقع ہوئی
تھی ف یعنی یہ قربانی یا بدلہ شکار کا واسطے احرام مین کیا تھا کیونکہ احرام مین شکار کرنا حرام ہے اور اگر کسی نے تو برابر ہے کہ
دوسرا جانور قربانی کرے اور جنایات کا بیان آگے آویگا ص اور وہ ارادہ کرتا ہے حج کا یا قربانی بھیجے اسواسطے کہ وہ تمتع کا
ارادہ رکھتا ہے اور متوجہ ہوا ساتھ اوس قربانی کے مکے شریف کا سو وہ محرم یعنی احرام سے ہو گیا جیسا لبیک کہنے سے محرم ہو جاتا ہے
ف اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مَنْ قَلَّدَ بَدَنَةً فَقَدْ اَحْرَمَ یعنی جسنے تقلید کی بدنہ کی سو
وہ محرم ہو گیا اور یہ حدیث ہدایہ مین ہے اور مرفوع نہین پائی گئی ہان روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے مصنف مین ابن عباس
اور ابن عمر سے اونکا قول اور نکالا سعید بن جبیر سے کہ دیکھا انھون نے ایک شخص کو کہ تقلید کی تھی اوسنے بدنہ کی سو کہا انھون نے
کہ اس شخص نے احرام باندھا اور وارد ہوا مثل اسکے حدیث مرفوع مین نکالا اوسکو عبدالرزاق نے اور روایت کی بزار نے مسند
مین حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی مضمون کو اور طبرانی نے قیس بن سعد سے انھون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ص اور اگر اشعار کیا یعنی
ایک طرف سے اونٹ کی کوہان مین بائین طرف چیر دیا تا معلوم ہو کہ یہ ہدی ہے یا اوسکی پیٹھ پر جھول کو ڈالا یا تقلید کی بکری کی تو محرم نہوگا ف
اور اشعار کرنا ہمارے نزدیک مکروہ ہے اور صاحبین اور امام شافعی کے نزدیک اچھا ہے اور اشعار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وارد ہے
اور کچھ مضایقہ نہین ان مین اور جھول ڈالنے سے اسواسطے محرم نہین ہوتا کہ وہ واسطے حفاظت کرنے مکھیون وغیرہ سے ہوتی ہے تو حج کے
افعال سے نہین اور اسکا شمار نہین ص اور اگر نہ بھیجا تو محرم نہوگا جب تک کہ خود اوس سے مل نجاوے اور اگر ساتھ نہوا بدنہ کے بلکہ فقط
اوسکو بھیجدیا محرم نہوگا اور جب چلا جاویگا محرم ہو جاویگا ف کہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ کرتی تھی مین واسطے بدنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے قلادے بھیج دیتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اونکو اور حلال ہوتی تھی اور یہ مروی ہے بہت حدیثون صحیح مین روایت کیا اوسکو بخاری نے
ص اور بدنہ اونٹ اور بیل اور گاے کو کہتے ہین ف اور امام شافعی کے نزدیک بدنہ فقط اونٹ کو کہتے ہین تو ہمارے نزدیک اونٹ
اور بیل ہدی مین جیسا دونون درست ہین اور شافعی کے نزدیک سوا اونٹ کے درست نہین اور دلیلین اونکی فتح القدیر مین دیکھین

باب قران اور تمتع کے بیان مین

قران افضل ہے حج مفرد اور تمتع سے ف جاننا چاہیے کہ حج مفرد کا بیان تو گذر چکا اور حج مفرد اوسکو کہتے ہین کہ تنہا کرے حج کا
اسطرح پر کہ اوس سال مین عمرہ نکرے یا بعد ایام حج یا قبل شوال کے کرے اور تمتع اوسکو کہتے ہین کہ احرام باندھ کر عمرے کے افعال کرے حج کے
مہینون مین اور قبل وطن جانے کے بعد فارغ ہونے کے عمرے سے احرام کھول کے یا بغیر احرام کھولے حج بھی ادا کرے لیکن اگر قربانی ساتھ
لیے ہو تو اوسکو حج سے پہلے حلال ہونا جائز نہین اور تمتع نام اسکا اسواسطے ہے کہ متمتع فائدہ اوٹھا سکتا ہے اون چیزون مین جو احرام
مین ممنوع ہین درمیان احرام عمرہ اور حج کے بخلاف قران کرنے والے کے کیونکہ وہ اگر بعد عمرے کے کوئی جنایت کریگا قربانی لازم
آویگی ص اور قران اوسکو کہتے ہین کہ لبیک کہنا ساتھ حج اور عمرے کے ایک بار میقات سے ف اور قران افضل ہے تمتع سے
اور افراد سے ہمارے نزدیک اور تمتع افضل ہے افراد سے کیونکہ روایت کی طبرانی نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یَا اَهْلَ مُحَمَّدٍ اَهِلُّوا
بِحَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ یعنی اہلال کرو یعنی بلند کرو آواز اپنی ساتھ لبیک کے واسطے حج اور عمرے کے ایکبار تھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

تمتع مفرد اور قران اور تمتع سب منقول ہیں اور احادیث صحیحین میں ذکر کیا اور کہا شیخ ابن الہمام نے **ص** اونسے تمتع افضل ہیں ثبتہ
کہ یعنی بعد میں بھی کہنے کے جو احرام باندھے پڑھتے ہیں اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَیَسِّرْهُمَا لِیْ وَتَقَبَّلْهُمَا
مِنِّیْ اے اللہ ارادہ کرتا ہوں حج اور عمرے کا سو آسان کر تو ان دونوں کو میرے واسطے اور قبول کر انکو مجھ سے اور طواف کرے
عمرے کے سات پھیرے رمل کرے اول کے تین پھیروں میں اور سعی کرے درمیان صفا و مروہ کے پھر حج کرے جیسا کہ اوپر گذرا
دو طواف کئے اور دو بار سعی کی مگر دو یعنی چودہ پھیرے طواف کے کئے سات واسطے عمرے کے اور سات طواف قدوم حج کے
ف اسواسطے کہ طواف قدوم سنت حج میں ہے عمرے میں نہیں **ص** پھر سعی کرے دونوں کیواسطے **ف** اور ہمارے نزدیک
یکروہ ہے اور شروع کرے پھر افعال حج کے شروع کرے اور دوبارہ حج کیواسطے یہ تو سعی اور طواف کرے اور امام شافعی کے
نزدیک ایک ہی طواف کرے اور ایک ہی بار سعی کرے کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے داخل ہوا عمرہ حج میں قیامت تک
صحیحین میں ابن عمر سے مروی ہے کہ انھوں نے قران کیا اور ایک طواف کیا دونوں کیواسطے پھر کہا کہ ایسا ہی کیا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے اور ہماری دلیل یہ ہے کہ روایت کی نسائی نے ابراہیم بن محمد بن حنفیہ سے کہا انھوں نے طواف کیا میں نے ساتھ اپنے باپ کے
اور جمع کیا تھا انھوں نے حج اور عمرے کو سو طواف کئے ان دونوں کے واسطے دو طواف اور دو بار سعی کی اور کہا کہ کیا حضرت علی
نے ایسا ہی اور حدیث بیان کی اونسے کہ کیا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی اور کیا تھا بعض لوگوں نے ایسا ہی سو کہا
اونکے واسطے حضرت عمر نے هُدِیْتَ لِسُنَّةِ نَبِیِّكَ ہدایت کیا گیا تو واسطے سنت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسا ہی ہر
جانتے ہیں اور یہ حدیث نہیں ملی اور نسائی کی روایت میں حماد بن عبد الرحمن اگرچہ ضعیف کیا اوسکو ازدی نے لیکن درج کیا اوسکو
ابن حبان نے ثقات میں حدیث اوسکی حسن ہے کم نہیں اور روایت کی امام محمد نے آثار میں **ثنا** ابو حنیفة **ثنا** منصور بن
المعتمر عن ابی ضیم التیمی عن ابی نصر السلمی عن علی قال اذا اهللت بالحج والعمرة فطف لهما طوافین
واسع لهما سعیین بالصفا والمروة قال منصور ولقیت مجاهدا وهو یفتی بطواف واحد
لمن قرن فحدثته بهذا الحدیث فقال لو کنت سمعته لم افت الا بطوافین واما بعد فلم
افت الا بهما یعنی کہا حضرت علی نے جب اہلال کرے تو ساتھ حج اور عمرے دونوں کے تو دو بار طواف کر اور دو بار سعی
صفا اور مروہ پر کہا منصور نے ملاقات کی میں نے مجاہد سے اور وہ فتوی دیتے تھے ساتھ ایک طواف کے جو قران کرے تو حدیث بیان
کی میں نے اونسے سو کہا انھوں نے اگر میں سنتا یہ حدیث تو فتوی دیتا کہ ساتھ دو طوافوں کے لیکن اب بعد اسکے میں فتوی دونگا مگر
ساتھ دو طوافوں کے نہیں ہے شبہ اس سند کی صحت میں باوجود اس بات کے کہ مروی ہے حضرت علی سے بہت طریقوں سے اور جنہا وکو ترک کیا
اور اقتصار کیا اس صحیح طریقے پر اور روایت کیا اسکو امام شافعی نے اور اوسکی اسناد میں ایک راوی مجہول ہے اور تاویل کی اوسکی
امام شافعی نے اس طرح کہ طواف کرے خانہ کعبہ کا اور ساتھ صفا اور مروہ کے طواف کرے خانہ کعبہ کا طواف زیارت اور یہ صریح مخالف ہے کلام حضرت علی
کے اور جو کہا ابن المنذر نے کہ اگر یہ قول ثابت ہو حضرت علی سے تو قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تمسک کرتا ساتھ اوسکے اولی
اور وہ یہ ہے کہ فرمایا آپ نے جو شخص احرام باندھے ساتھ حج اور عمرے کے کافی ہے اوسکو دونوں سے ایک طواف اور ایک ہی جواب اسکا یہ ہے
کہ مانند قول حضرت علی کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی مروی ہے تو معارض ہوئے دونوں قول تو یہ روایت باقی رہی سالم معارضہ سے

پس تمتع کا ساتھ اسکے اولی ہے ار ثابت ہوئی یہ حدیث عمران بن حصین رض سے نکالا اوسکو دارقطنی نے محمد بن علی بازدی سے انھون نے عبد الله بن داؤد سے انھون نے شعبہ سے انھون نے حمید بن مطرف سے انھون نے عمران بن حصین رض سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف کیے دو طواف اور سعی کی دو بار اور محمد بن یحیی کہا دارقطنی نے ثقہ ہے اور ذکر کیا اوسکو ابن حبان نے کتاب الثقات مین سوا اسکے کہ دارقطنی نے اس روایت مین اوسکی طرف وہم کی نسبت کی ہے اور کہا کہ صواب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قران کیا ساتھ حج اور عمرے کے اور نہین ذکر ہے اوسمین سعی اور طواف کا اور حاصل یہ ہے کہ ذکر سعی اور طواف کا زیادت ہے اور زیادت ثقہ سے مقبول ہے علاوہ اسکے مروی ہے یہ ابن مسعود سے اور حضرت علی سے کما ابن ابی شیبہ نے ثنا هشيم عن منصور بن زاذان عن الحكم عن زياد بن مالك ان عليا وابن مسعود قالا في القران يطوف طوافين ويسعى سعيين فهؤلاء اكابر الصحابة عمر وعلي وابن مسعود وعمران بن حصين رضي الله عنهم فان عارض ما ذهبوا اليه رواية وقد هيا برواية غيرهم ومذهبه كان قولهم ورواياتهم مقدمة مع ما يساعد قولهم ورواياتهم مما استقر في الشرع من ضم عبادة الى اخرى انه يفعل اركان كل منهما هذا ما قال الشيخ ابن الهمام في حاشية الهداية ص اور قربانی کرے قران مین بعد رمی کے دن نحر کے اور اگر عاجز ہو قربانی سے تین روزے رکھے کہ آخر روزہ اوسکا عرفے کے دن ہو یعنی ساتوین تاریخ سے روزہ رکھنا شروع کرے اور سات روزے بعد حج کے رکھے جہان چاہے یعنی بعد ایام تشریق کے کہ ان دنون مین روزہ رکھنا حرام ہے ف اور قربانی یا بکری ہو یا گائے ہو یا اونٹ ہو یا ساتوان حصہ گائے یا اونٹ کا ہو وے اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے فمن تمتع بالعمرة الى الحج فما استيسر من الهدي یعنی جو شخص تمتع کرے تو اوسپر لازم ہے ہدی اور تمتع بھی مثل قران کے ہے اور روزے رکھنا بھی قرآن سے ثابت ہین فرمایا اللہ تعالی نے فمن لم يجد فصيام ثلثة ايام في الحج وسبعة اذا رجعتم تلك عشرة كاملة یعنی جو شخص نپاوے قربانی کو تو اوسپر لازم ہین تین روزے حج مین اور سات جب وہان سے لوٹے یہ دس روزے ہوئے پورے ص تو اگر فوت ہوئے یہ تین روزے مقرر ہوئی قربانی ف یعنی پھر قربانی کرنا ضرور ہے اور امام شافعی کے نزدیک بعد حج کے یہ روزے رکھے اور قربانی واجب نہین اور امام مالک کے نزدیک اونھی دونون مین روزے رکھلے اور دلیل ہماری یہ ہے کہ جب عرفے کے دن تک روزے نرکھے تو چار دن کا روزہ رکھنا تو حرام ہوا اور جب چار دن گذر گئے تو اب جو روزہ رکھیگا تو حج مین نہوگا اور اللہ تعالی نے فرمایا فصيام ثلثة ايام في الحج یعنی روزے تین دن کے حج مین چاہئین ص اور قارن اگر مکے مین نہ گیا بلکہ پہلے ہی سے وقوف کیا عرفات مین باطل ہوا عمرہ اوسکا اور واجب ہوئی اوسپر قربانی عمرے کے ترک سے اور ساقط ہوئی قربانی قران کی اور واجب ہوئی قضا عمرے کی ف یعنی عمرے کو ترک کیا اوسنے کیونکہ طواف نکیا اور کھول ڈالا احرام بغیر اوسکے تو واجب ہوگی اوسپر قربانی اور قربانی قران کی واجب نہوئی کیونکہ قران اوس جگہہ پایا نہین گیا ص اور تمتع بہتر ہے حج مفرد سے ف اسواسطے کہ تمتع مین جمع ہے درمیان دو عبادتون کے مثل قران کے ص اور تمتع یہ ہے کہ احرام باندھے عمرے کے لیے میقات سے حج کے مہینون مین اور طواف کرے اور سعی کرے اور حلق کرے یا قصر کرے اور موقوف کرے لبیک کو اول طواف مین عمرے کے پھر احرام باندھے حج کا دن ترویہ کے اور قبل اوسکے افضل ہے اور حج کرے مفرد کے مانند جیسا کہ گذرا ف اور ایسا ہی کیا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور حلق اور قصر کرنا امام مالک کے نزدیک نہین ہے اور دلیل ہماری یہ ہے کہ روایت کی معاویہ رض نے

کہ قصر کیا تھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور یہ عمرہ میں تھا قال اللہ اعلم اور لبیک کو اول طواف میں موقوف کرے اسواسطے
کہ روایت کی ترمذی نے ابن عباس سے کہ تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باز رہتے لبیک سے عمرہ میں جب بوسہ دیتے تھے حجر اسود کو
اور کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور روایت کیا اسکو ابو داود نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لبیک کہے عمرہ کرنے والا جب تک لیوے
حجر اسود تک اور یہ حدیث صحیح حجت ہیں امام مالک پر کہ نزدیک انکے لبیک کو وقت دیکھنے خانہ کعبہ کے موقوف کرے ص مگر ذوق یہ ہے
کہ رمل کرے طواف زیارت میں اور سعی کرے بعد اوسکے اور اگر متمتع نے قبل جانے منی کے بعد احرام کے طواف کیا اور سعی کی تو اب نہ
زیارت میں رمل کرے اور نہ سعی کرے بعد اوسکے اسواسطے کہ وہ ایک بار دونوں کو کر چکا اور اوسپر لازم ہے قربانی کرنا اور نہ کافی ہوگی
اس سے قربانی ان نحر کے اور اگر عاجز ہوا اس سے روزہ رکھے مانند قران کے اور یہ تین روزے رکھنا جائز ہیں بعد احرام کے نہ قبل احرام اور یہ حکم
انکی مستحب ہے یعنی تین روزے جو رکھے جاتے ہیں حج میں جسکو قربانی میسر نہ ہووے تو اوسکو بعد احرام کے حج کے مہینوں میں رکھنا اوسکا
درست ہے افضل یہ ہے کہ تاخیر کرے اس طرح پہ کہ تین روزے پے درپے رکھے اور اخیر روزہ عرفہ کے دن پڑے اور اگر متمتع قربانی کو ہانکنا چاہے
اور یہ افضل ہے احرام باندھے اور اپنی ہدی کو چلاوے اور سوق یعنی پیچھے سے ہدی کو ہانکنا افضل ہے اوسکو آگے چل کے کھینچنے سے اور اوسکو
قود کہتے ہیں ف اسواسطے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام باندھا ذوالحلیفہ میں اور ہدایا آپ کی ہانکی جاتی تھیں آگے آگے اونکے
مگر جب سوق سے ہدی نہ چلے تو قود کرے ص اور تقلید کرے بدنہ کی اور یہ اولی ہے تجلیل سے ف تقلید کے معنی بیان کر چکے یعنی
اونٹ گائے کے گلے میں جوتا توشہ دان وغیرہ ڈال دیوے اور تجلیل جھول ڈالنے کو کہتے ہیں اور یہ بھی جائز ہے لیکن تقلید افضل ہے تجلیل سے
اسواسطے کہ حدیث میں تقلید مذکور ہے جیسا گذرا اور قرآن شریف میں ہے ولا الهدي ولا القلائد ص اور تجلیل سے محرم نہیں ہوتا
جب تک لبیک نہ کہے اور تقلید سے ہو جاتا ہے اور مکروہ ہے اشعار یعنی چیر دینا کوہان اونٹ کا بائیں طرف سے اور اگر کرے تو دائیں طرف
سے ہو اسواسطے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نیزہ مارا اوسکی بائیں طرف میں قصدا اور داہنی طرف میں اتفاقا اور امام ابوحنیفہ
رحمۃ اللہ علیہ نے مکروہ رکھا اوسکو کیونکہ یہ مثلہ ہے ف اور مثلہ کے معنی تکلیف دینا اور منع کیا اس سے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث عمران میں ہے کہ نہیں کھڑے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبے میں مگر منع کیا ہمکو مثلہ سے اور مثلہ
حرام ہے مرتد میں جسکا قتل واجب ہے تو کیونکر ہوگا قربانی میں ص اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو اسواسطے کیا تھا کہ
مشرکین تعرض کرتے تھے ہدایا سے مگر جب اشعار کرتے تھے تو باز رہتے تھے اوس سے اور بعضوں نے کہا ہے کہ مکروہ رکھا امام ابوحنیفہ نے
اشعار کو اپنے زمانے کے لوگوں کے واسطے کیونکہ وہ اوس میں مبالغہ کرتے تھے یہاں تک کہ خوف ہوتا اوس سے سرایت زخم کا اور بعضوں نے
کہا ہے کہ اختیار کرنا اوسکا تقلید پر مکروہ ہے ف اور امام شافعی کے نزدیک سنت ہے اور صاحبین کے نزدیک مستحب ہے کذا فی الہدایۃ
جامع ترمذی میں ہے کہ بیٹھے تھے ایک جگہ وکیع اور حدیث بیان کی انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ اشعار کیا آپنے اور کہا ابوحنیفہ
کہتے ہیں کہ اشعار مثلہ ہے تو کہا ایک شخص نے ابراہیم نخعی سے بھی یہی مروی ہے کہ اشعار مثلہ ہے تو نہایت خشمناک ہوئے وکیع رحمۃ اللہ علیہ اور کہا کہ میں
تجھسے حدیث بیان کرتا ہوں قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور تو بیان کرتا ہے اوسکے مقابلے میں قول ابراہیم کا اس لائق ہے کہ قید کیا جاوے تو پھر نکلے
نہیں جب تک باز نہ آوے تو اس بات سے اور سبب غضب کا وکیع کا یہ تھا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی شخص بیان کرے تو دوسرے مقابلے میں
کوئی غیر معتبر کا قول خلاف اسکے بیان کرے تو لازم ہے تنبیہ کرنا اسواسطے کہ معارضہ کرتا ہے وہ قول غیر کو قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابن عمر نے

جب یہ حدیث بیان کی لَا تَمْنَعُوْا اِمَاءَ اللّٰهِ مَسَاجِدَ اللّٰهِ نہ منع کرو اللہ کی لونڈیون کو یعنی عورتون کو اللہ کی مسجدون مین جانے
تو اونکے بیٹے نے کہا کہ ہم منع کرینگے اور عبد اللہ اس بات سے غصے ہوئے اور بہت برا کہا اونکو اور ترک کیا کلام اونسے مرتے دم تک اور اشعار
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہی روایت کی ترمذی نے ابن عباس سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لٹکائین دو جوتیان اور اشعار کیا ہدی کا
داہنی طرف ذو الحلیفہ مین اور زائل کیا اوس سے خون کو کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن صحیح ہی اور روایت کیا اوسکو مسلم نے اور بخاری نے
بھی اور نہین ذکر کیا داہنی اور بائین طرف کو اور ہمارے نزدیک بائین طرف کرے اگر کرے روایت ہی ابی حسان سے انھون نے ابن
عباس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اشعار کیا جانب الیسری یعنی بائین طرف مین پھر بہایا خون اوس سے اور تقلید کی اوسکی دو نعلین سے روایت کیا اسکو
ابن عبد البر نے اور کہا کہ یہ حدیث منکر ہی حدیث ابن عباس سے بلکہ مشہور وہ ہی جو روایت کی اونسے مسلم نے اور بہت لوگون نے
داہنی طرف مین اور صحیح کیا ابن القطان نے کلام اوسکا لیکن روایت کی ابو یعلی نے ابن عباس تک اور طریقے سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
اشعار کیا بدنہ کا بائین جانب مین پھر بہایا خون اوس سے انگلی سے اور موطا مین ہی کہ حضرت ابن عمر جب ہدی بھیجتے تھے مدینے سے
تقلید کرتے تھے اوسکی دو نعلون سے اور اشعار کرتے تھے اوسکا بائین طرف سے اور یہ معارض ہی اوسکے جو روایت کی مسلم نے حاصل یہ ہی کہ ان
حدیثون سے اشعار کرنا ثابت ہی تو عمل کرنا ان پر کچھ منافی مذہب امام ابو حنیفہ نہین کیونکہ فرمایا آپنے مَا صَحَّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهُوَ مَذْهَبُنَا جو صحیح ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہی مذہب ہمارا ہی اور وجہ اسکی یہ تھی کہ حضرت امام ابو حنیفہ اور
اور ایمہ کو نفسانیت نہ تھی فقط ظاہر کرنا حق کا منظور تھا تو اشعار مین صحیح یہ ہی کہ سنت ہی لیکن چونکہ اب لوگ اوسمین نہایت مبالغہ
کرنے لگے اور بخوبی کیفیت اشعار سے جسطرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا واقف نہین اور تقلید بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہی
تو حتی المقدور احتیاط تقلید مین ہی اشعار سے وَاللّٰهُ اَعْلَمُ ص اور عمرہ کرنے اور نہ کھولے احرام عمرے کا یہان تک کہ احرام باندھے حج کا دن
ترویہ کے اور قبل اوسکے افضل ہی اور احرام نہ کھولے عمرے کا جب سوق کیا ہو ہدی کا اور اگر نہین سوق کیا ہدی کا تو حلال ہو جاوے احرام
عمرے سے جسطرح گذرا ف اور اس باب مین حدیث وارد ہی ذکر کیا اوسکو صاحب ہدایہ نے ص اور حلق کرے دن نحر کے اور حلال ہو جاوے دونون
احرام سے ف یعنی ایک احرام حج کا اور ایک احرام عمرے کا ص اور جو شخص مکے کا رہنے والا ہی وہ افراد کرے اور قران اور تمتع نہ کرے ف
سوا اسکے کہ فرمایا اللہ تعالی نے ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ یہ اوسکے واسطے ہی کہ نہون اہل اوسکے حاضر مسجد حرام
مین اور امام شافعی کے نزدیک مکی بھی قران اور تمتع کرے اور جو شخص میقات کے اندر داخل ہی وہ مثل مکی کے ہی اور وہ بھی تمتع اور قران نہ کرے ص
اور جسنے عمرہ کیا اور نہ سوق کیا ہدی کا اور لوٹ آیا اپنے گھر مین تو اوسکو اب احرام کھولنا صحیح ہی اور المام اوسکا کامل ہو گیا اور تمتع باطل ہو جاویگا
اور جسنے سوق کیا ہدی کا تو لوٹنا اوسکو واسطے حج کے واجب ہوگا تو اب المام اوسکا فاسد ہوگا اور جب لوٹ آیا اور احرام باندھا حج کا تمتع اوسکا صحیح
ہوگا اور جسنے احرام باندھا قبل حج کے مہینون کے اور طواف کیا اوسمین کم چار پھیرون سے اور پھر جب حج کے مہینے آگئے اور تمام کر لیا اوس طواف کو اور
حج کیا تو تمتع اوسکا درست ہوا اور اگر چار پھیر کر لیے قبل حج کے مہینون کے تو متمتع نہوگا اور ایک شخص کوفے کا رہنے والا ہی اور حلال ہوا عمرے سے حج کے
مہینون مین اور رہنا قرار سکونت کی ٹھانی مکے مین یا بصرے مین اور حج کیا تو وہ متمتع ہی اور اگر آیا واسطے عمرے کے اور فاسد کیا اوسکو اور قضا کیا پھر بصرے سے لوٹ آیا اور پھر
اوسکی قضا کی حج کے مہینون مین اور حج کیا اوسی سال مین تو متمتع نہوگا مگر جب لوٹ آیا اپنے گھر مین اور پھر عمرہ کیا حج کے مہینون مین اور اوسی سال حج کیا تو متمتع
ہوگا اور جسنے عمرہ کیا حج کے مہینون مین اور اوسی سال حج کیا تو جو ان دونون مین سے فاسد ہو گیا اوسکو کرتا چلا جاوے اور ساقط ہوگا دم تمتع کا

باب جنایات کے بیان مین

اگر خوشبو لگائی محرم نے کسی عضو کو یا خضاب کیا اسکا ساتھ مہندی کے یا تیل لگایا یعنی تیل کو کسی عضو مین جیسے تیل العس یا
زیتون کا یا تل کا تو واجب ہوگا دم نزدیک امام ابو حنیفہ کے اور صاحبین کے نزدیک صدقہ واجب ہے اور امام شافعی کے نزدیک اگر تیل کو بالون مین
استعمال کیا تو واجب ہے گا دم اور اگر استعمال کیا اوسکو اور جگہ مین تو اوسپر کچھ نہین ہے اور اگر تیل خوشبودار ہے جیسے تیل بنفشہ کا تو واجب ہوگا دم
بالاتفاق بسبب خوشبو کے یا سیے ہوئے کپڑے کو پہنا یا چھپایا سر کو ایک دن تک یا منڈایا چوتھائی سر کو یا پچھنے لگانے کی جگہ کے بال مونڈے
یا ایک بغل کے بال یا دونون بغل کے بال زیر ناف کے یا گردن دور کیے یا ناخون ہاتھون کے کاٹے یا پیرون کے ایک مجلس مین یا ایک ہاتھ یا ایک پیر کے
یا طواف قدوم کیا یا طواف صدر کیا اور وہ جنب تھا یا فرض طواف بے وضو کیا یا لوٹا عرفات سے قبل امام کے یا ترک کیا طواف زیارت میں ایک
پھیرا یا دو پھیرے یا تین پھیرے کیونکہ اگر تین پھیرے سے زیادہ ترک کیا تو محرم رہیگا یہان تک کہ طواف کرے یا ترک کیا طواف صدر کا یا چار پھیرے اوسکے ترک
کیے یا سعی کو ترک کیا یا وقوف مزدلفہ کو یا سب رمی کو یا ایک دن کی رمی کو یا پہلی رمی کو اور وہ رمی ہے جمرۂ عقبہ کی دن نحر کے یا اکثر کو
اوسکے ترک کیا مثلاً چار کنکریان پھینکنا ترک کین اور باقی پھینکین یا حلق کیا زمین حل مین ایام حج کے یا عمرے کے واسطے کہ حلق چاہیے منی مین
اور وہ حرم مین داخل ہے اور جو عمرہ کرنے والا حل گیا اور حرم سے قبل حلال ہونے کے اور پھر آیا حرم مین تو اوسپر کچھ نہین اور حج کرنے والے اگر ایسا کیا
تو اوسپر دم لازم آویگا یا بوسہ لیا یا چھوا شہوت سے انزال ہوا یا نہ ہوا یا تاخیر کی حلق کی یا فرض طواف کی ایام نحر سے یا ایک فعل کو دوسرے پر مقدم
کیا مثلاً حلق کیا قبل رمی کے یا قربانی کی قران کرنے والے نے قبل رمی کے یا حلق قبل ذبح کے تو ان سب صورتون مین اوسپر دم لازم ہے اور قارن پر
دو دم لازم آوینگے اگر حلق کیا اوسنے قبل ذبح کے ایک دم تو حلق کا قبل اوسکے وقت کے اور ایک دم ذبح کی تاخیر کا حلق سے اور نزدیک صاحبین کے
ایک دم لازم آویگا ف اور اگر سردی یا مرض کی ضرورت سے محرم سر یا تمام بدن کو ڈھانپے یا سیے ہوئے کپڑے پہنے جب تک وہ ضرورت باقی
ہے ایک ہی قربانی لازم آتی ہے اگرچہ ایک قمیص کی ضرورت کے وقت دو قمیص بھی پہنے یا ٹوپی پہننے کی ضرورت کے ساتھ عمامہ بھی باندھے
اور اگر ایک عضو کے ڈھکنے کی ضرورت کے وقت دو عضو کو چھپایا جیسا کہ سر ڈھانکنے کی ضرورت تھی کرتا بھی پہنا یا فقط ایک وقت ضرورت
تھی اور ضرورت دوسرے وقت بھی سر ڈھانکا تو دو کفارہ لازم آویگا ص اور اگر خوشبو لگائی کم ایک عضو سے یا چھپایا سر یا پہنا سیا ہوا
کپڑا پہنا ایک دن سے کم مین یا مونڈا سر کم چوتھائی سر سے یا کترے ناخون کم پانچ سے یا پانچ متفرق یا طواف قدوم اور صدر کا بے وضو
یا سات پھیرون مین سے طواف صدر کے تین پھیرے ترک کیے یا تین جمرون مین سے ایک کی رمی ترک کی یا مونڈا دوسرے شخص کا سر صدقہ دیوے نصف
صاع گیہون ہے اور اگر خوشبو لگائی یا سر مونڈا عذر سے ذبح کرے یا صدقہ دیوے تین صاع طعام چھ مسکینون پر یا تین روزے رکھے اور اگر وطی
کی اگرچہ بھول سے ہو قبل وقوف عرفات کے جو فرض ہے باطل ہو جاویگا حج اوسکا اور حج کرتا چلا جاوے اور ذبح کرے اور پھر قضا کرے حج کی
اور یہ لازم نہین کہ عورت کو چھوڑ دے حج کی قضا مین اور نزدیک امام مالک کے چھوڑ دے اوسکو جب نکلین دونون اور امام زفر کے نزدیک
احرام باندھین اور امام شافعی کے نزدیک جب اوس مقام کو پہنچے جہان جماع کیا تھا اوس سے چھوڑ دے اوسکو اور اگر وطی کی بعد وقوف کے
تو نہ فاسد ہوگا حج اوسکا اور واجب ہوگا بدنہ اور وطی مین بعد حلق کے ایک بکری لازم آتی ہے اور عمرہ مین اگر اوسنے چار پھیرے طواف کر لیے
اور بعد اوسکے جماع کیا تو فاسد نہوگا اور واجب ہوگا ذبح اور اگر قبل اسکے کیا عمرہ فاسد ہوگا تو کرتا چلا جاوے اور ذبح کرے اور پھر قضا کرے
تو اگر قتل کیا محرم نے صید کو یا بتایا اوسکے قاتل کو اول بار یا دوسری بار بھول سے یا قصد سے تو اوسپر اوسکی جزا لازم ہے اگرچہ وہ جانور درندہ

یا انس رکھتا ہو آدمی کے ساتھ یا کبوتر ہو ایسا کہ اوڑ نہین سکتا یا محرم ناچار ہو اوسکے کہانے کے لیے تو ان سب صورتون مین جزا لازم آویگی ف جاننا چاہیے کہ شکار خشکی کا محرم پر حرام ہو اور دریا کا شکار حلال ہو فرمایا اللہ تعالی نے وَاُحِلَّ لَکُمْ صَیْدُ الْبَحْرِ حلال کیا گیا تمھارے واسطے شکار دریا کا اور خشکی کا جانور وہ ہو کہ خشکی مین پیدا ہوتا ہو اور اوسی مین رہتا ہو اور دریا کا جانور وہ ہو کہ اوسمین پیدا ہوتا ہو اور اوسی مین رہتا ہو اور نکال لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مین سے کتے کاٹنے والے اور بھیڑیے اور چیل اور کوے اور سانپ اور بچھو اور کوے سے مراد وہ ہو جو مردار کھاتا ہو اور جزا اوسکی اسواسطے لازم ہو کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَلَا تَقْتُلُوا الصَّیْدَ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ وَمَنْ قَتَلَهُ مِنْکُمْ مُتَعَمِّدًا فَجَزَاءٌ الخ آخر آیت تک اور نہ قتل کرو شکار کو اور تم احرام مین ہو اور جو قتل کرے اوسکو تم مین سے قصدًا تو اوسپر جزا ہو اور بتانا اور اشارہ کرنا بھی شکار کرنے مین داخل ہو بسبب حدیث قتادہ کے جو اوپر گذری اور کہا عطا نے کہ اجماع کیا لوگون نے اس بات پر کہ بتانے والے پر بھی جو کرتے والے پر ہو اور دوسری دلیل یہ ہو کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اَلدَّالُّ عَلَی الْخَیْرِ کَفَاعِلِهٖ دلالت کرنے والا بہتری پر مانند کرنے والے کے ہو تو دلالت کرنے والا بدی پر مانند کرنے والے کے ہو ص اور جزا اوسکی وہ ہو جو قیمت مقرر کر دین اوسکی دو شخص عادل جس جگہہ پر وہ جانور قتل ہوا ہو یا اوسکے قریب یعنی قیمت اوس جانور کی اوسی حساب سے لگائی جاویگی جہان وہ جانور قتل ہوا ہو اور اگر اوسکی اوس جا پر قیمت نہین تو اوسکے قریب مکان مین قیمت اوسکی لگائی جاویگی لیکن اگر درندہ جانور ہو تو جزا اوسکی ایک بکری پر زائد نہو گی پھر جائز ہو واسطے قاتل کے کہ اوس قیمت سے ہدی کو خرید کرے اور ذبح کرے اوسکو مکے مین یا قیمت سے طعام لے اور مسکینون پر تصدق کرے ہر مسکین پر نصف صاع گیہون سے یا ایک صاع کھجور سے یا جو اور اس سے کم نہ دیوے یا ہر مسکین کے طعام سے ایک ایک روزہ رکھے اور اگر فاضل ہو مسکین کے طعام سے صدقہ دیوے اوسکا یا ایک روزہ رکھے اور یہ مذہب امام ابو حنیفہ اور ابو یوسف کا ہو اور امام محمد اور شافعی کے نزدیک اگر اوس جانور کے مثال دوسرا جانور پیدا ہو تو واجب ہو وہی جانور مثلاً ہرن مین اور ضبع مین بکری ہو اور خرگوش مین بکری کا چھوٹا بچہ اور یربوع مین جفرہ یعنی چار مہینے کی بکری اور شتر مرغ مین بدنہ اور حمار وحشی مین گائے اور کبوتر مین بکری ف اور دلائل انکے اور تمسکات ہر ایک کے شرح وقایہ اور ہدایہ مین مذکور ہین جسکا جی چاہے دیکھ لیوے اور کبوتر مین بکری لازم آتی ہو امام محمد اور شافعی کے نزدیک حالانکہ مشابہت صورت مین متحقق نہین موطا مین امام مالک کی ہو کہ حضرت عمرؓ نے فیصلہ کیا اسطرح پر کہ ضبع مین بکرا ہو اور ہرن مین بکری ہو اور خرگوش مین عناق اور یربوع مین جفرہ اور روایت کی امام شافعی نے کہ حضرت عمر اور عثمان اور علی اور زید بن ثابت اور ابن عباس اور معاویہ رضی اللہ عنہم ان سب نے کہا کہ شتر مرغ اگر قتل کرے اوسکو محرم تو ایک بدنہ ہو اونٹ سے اور اسمین ضعف ہو اور انقطاع ہو اور روایت کی بیہقی نے ابن عباسؓ سے فِیْ حَمَامَةِ الْحَرَمِ شَاةٌ یعنی کہا ابن عباسؓ نے کہ کبوتر مین حرم کے ایک بکری ہو وَفِیْ بَیْضَتَیْنِ دِرْهَمٌ وَفِی النَّعَامَةِ جَزُوْرٌ وَفِی الْبَقَرَةِ بَقَرَةٌ وَفِی الْحِمَارِ بَقَرَةٌ یعنی دو انڈون مین ایک درم ہو اور شتر مرغ مین قربانی ہو اور گائے مین اور حمار وحشی مین گائے ہو اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ضبع صید ہو اور اوسمین ایک بکری ہو ایسا ہی ہو ہدایہ مین روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے جابر بن عبد اللہ سے کہ پوچھا مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ضبع کو کہ وہ صید ہو فرمایا کہ ہان اور مقرر کیا اوسمین ایک بکرا جب قتل کرے اوسکو محرم اور روایت کیا اوسکو حاکم نے جابر سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ضبع صید ہو تو جب پہونچے اوسکو محرم تو اوسمین ایک بکرا ہو اور کہا کہ صحیح ہو اور نہین نکالا اوسکو بخاری و مسلم نے ص اور اگر کسی جانور کو زخمی کیا یا بال اوسکے اوکھاڑ لیے یا اوسکا کوئی عضو کاٹ ڈالا تو جو اوسمین نقصان ہوا ہو اوسقدر دینا پڑیگا اور اگر پر کسی طائر کے اوکھاڑ لیے یا اوسکے پیر کاٹ ڈالے یا بیضہ توڑ ڈالا یا اوسکو توڑا

یعنی نصف صاع گیہون سے یا ایک صاع کھجور سے [illegible]

اور اوسمین سے بچہ مردہ نکلا تو اس صورت مین قیمت دینا پڑیگی اور پیڑ کاٹنے مین سارے جانور کی قیمت لازم آویگی سو سوائے کہ اوسکو بکاٹا
اور اندے توڑ ڈالے تو اوسکی قیمت دیوے اور اگر بچہ بھی مردہ اوسمین سے نکلے تو زندہ بچے کی قیمت دیوے اور جو شخص احرام سے نہین ہو وہ بھی حرم کے
جانور کو شکار کرے یا اوسکا دودھ لیوے یا وہان کی گھاس کاٹے اور درخت کو جو آپ سے آگا ہو کسی کی ملک نہین ہو اور نہ آدمی نے اوسکو بویا ہو تو قیمت اوسکی
لازم آویگی مگر جو گھاس خشک ہو گئی ہو یا درخت خشک ہو گیا ہو وہان چار چیزون مین روزہ نہین ہے **ف** کہا عبدالرزاق نے
حدثنا سفیان الثوری عن عبد الکریم الجزری عن عکرمة عن ابن عباس قال فی بیض النعام
یصیبه المحرم ثمنه وروی ابن ابی شیبة عنه قال فی کل بیضتین درهم وفی کل بیضة نصف
درهم وروی ابن ابی شیبة عن ابن مسعود قال حدثنا ابن فضیل عن خصیف عن ابی عبیدة عن
عبد الله قال فی بیض النعامة قیمته وقال عبد الرزاق حدثنا ابو حنیفة عن حصیفة واخرج ابن ابی شیبة
مثله عن عمر منقطعا واخرج نحوه عن مجاهد والشعبی والنخعی وطاؤس وفیه حدیث مرفوع
رواه عبد الرزاق والدارقطنی وهو ضعیف هکذا قال الشیخ ابن الهمام فی کتابه فتح القدیر کہ حرم کے اندر
مین گھاس ہے اور یہ کہا ابن مسعود و عمر اور بہت تابعین نے **ص** اور چرانے وہان کی گھاس اونٹ کاٹنے مگر اذخر کا اور وحشی جن یا
چڑی کو قتل کیا صدقہ دے جو چاہے اگرچہ کم ہو مثلا ایک کف طعام دیا اگر کوے اور چیل اور سانپ چوہا اور کتا کاٹنے والا ان چیزون کو
قتل کیا تو کچھ نہین لازم ہے **ف** فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ چیزین ہین کہ قتل کی جاوین حل و حرم مین کوا
اور چیل اور بچھو اور سانپ اور کتا کاٹنے والا روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے اور یہ ورد ہے بہت حدیثون مین اور ایک روایت مین
ابو داود کی ہے کہ جو درندہ حملہ کرنے والا ہو **ص** اور اسی طرح مچھر و پسو اور چیونٹی اور کچھوا اور درندہ حملہ کرنے والا اگر قتل کیا تو کچھ
نہین لازم آتا اور جائز ہے واسطے محرم کے ذبح کرنا بکری اور گائے اور اونٹ اور مرغی اور بطخ جو پلی ہوئی ہے اور محرم کو کھانا اوس جانور کا
جسکو حلال نے یعنی جو شخص محرم نہین اوسنے شکار کیا ہے اور ذبح کیا ہے درست ہے جب کہ محرم نے نہ بتایا ہو اوس جانور کو اور نہ حکم کیا ہو
اوسکے شکار کا **ف** اور اس باب مین حدیث وارد ہے **ص** اور جو شخص داخل ہووے حرم مین اور اوسکے پاس صید ہو تو اوسکو چھوڑ دے
جب اوسکے ہاتھ مین ہووے اور جو کسیکے ہاتھ بیچ چکا ہو تو اوسکو پھیر لے جب وہ جانور خریدنے والے کے ہاتھ مین ہو
اور اگر نہ ہو تو اوسپر جزا لازم ہے اور اگر کسی محرم نے صید کو بیچا تو اوسکو پھیر لیوے اگر وہ جانور اوسکے ہاتھ مین یعنی خریدنے
والے کے موجود ہو اور اگر نہ ہو تو جزا دیوے اوسکی برابر ہے کہ جسکے ہاتھ بیچا ہو وہ احرام سے ہو یا نہ ہو اور جس شخص نے احرام باندھا اور اوسکے
گھر مین یا پنجرے مین جو اوسکے ساتھ ہے ایک صید ہے تو اوسپر چھوڑنا اوسکا لازم نہین بخلاف اوسکے جو حرم مین صید کے داخل ہو تو اوسکا
چھوڑنا اوسکا واجب ہے اور جو کوئی شخص محرم نہ تھا اور اوسنے صید پکڑا پھر احرام باندھا اور اوسکے ہاتھ سے دوسرے نے لے کر اوسکو
چھوڑ دیا تو چھوڑنے والے پر اوسکی قیمت لازم آویگی اور اگر محرم نے کوئی صید پکڑا اور کسی نے اوسکے ہاتھ سے لے کر چھوڑ دیا تو اوسکی قیمت
لازم نہین اور جو کسی محرم نے دوسرے محرم کا شکار کہ اوسنے احرام مین اوسکو پکڑا تھا مار ڈالا تو دونون پر اوسکی جزا لازم ہے اور پکڑنے والا قاتل
اوسکی قیمت لے لیوے اور جس چیز سے مفرد حج کرنے والے پر ایک دم ہے تو قارن پر اوس چیز مین دو دم ہین ایک دم حج کا اور ایک دم عمرہ کا مگر جس صورت
مین قارن نے میقات سے تجاوز کیا بغیر احرام تو اوسپر ایک ہی دم لازم ہے کیونکہ جب میقات پر پہونچا تو ایک احرام اوسپر واجب ہوا اور ایک واجب کی تاخیر

ایک ہی دم لازم ہی اور جو دو شخص نے کہ دونون محرم ہین ایک صید کو قتل کیا تو ہر ایک پر کامل جزا لازم ہی اور اگر ایک صید کو حرم مین دو شخصون
نے کہ دونون حلال ہین اور احرام نہین باندھا تھا تو اون دونون پر ایک جزا لنصف لنصف لازم ہی اور اگر بیچا محرم نے کسی صید کو یا خریدا اوسکو تو بیع باطل ہی
اور اگر ذبح کیا اوسکو تو کھانا اوسکا حرام ہی اور اگر اوسمین سے کچھ کھا لیا اوسکو لوفق اوسکے جتنا کھایا قیمت دینی پڑیگی اور جو اوسکو ذبح کیا ہی کسی محرم نے اور کھایا
اوسکو دوسرے محرم نے تو نہین لازم آویگی کھانے والے کو قیمت اوسکی لیکن اوسپر کھانا اوسکا حرام تھا اور اگر کسی نے ایک ہرنی کو حرم سے نکالدیا اور اوسنے ایک بچہ
جنا اور بچہ بھی مر گیا اور ہرنی بھی مر گئی تو نکالنے والے پر دونوکی جزا لازم ہی اور اگر اوسکی جزا دیدی اور پھر بچہ ہوا اوسکا تو نہین لازم ہی اوسپر جزا بچے کی

باب میقات سے آگے جانے مین بغیر احرام کے

ایک آفاقی ہی کہ ارادہ رکھتا ہی حج کا یا عمرے کا اور تجاوز کیا اوسنے میقات سے بغیر احرام کے لازم آویگا اوسپر دم اور جو لوٹ آیا طرف
میقات کے اور احرام باندھا تو ساقط ہوجاویگا اوس سے دم بالاتفاق یا وہ احرام باندھ چکا تھا اور کوئی عمل حج کا بجا نہین لایا تھا اور آیا
طرف میقات کے اور لبیک کہی تو ساقط ہوگا اوس سے دم نزدیک ہمارے اور امام زفر کے نزدیک نہین ساقط ہوگا اور جو کوئی عمل حج کا کر لیا مثلاً
طواف شروع کر چکا تھا یا بوسہ لیا تھا حجر اسود کا پھر آیا طرف میقات کے لبیک کہتا ہوا تو نہین ساقط ہوگا اوس سے دم اجماعاً اور لبیک کی
قید اسواسطے ہی کہ اگر لوٹ آیا طرف میقات کے اور لبیک نہ پکارا تو امام صاحب کے نزدیک دم نہین ساقط ہوگا اور صاحبین کے نزدیک
ساقط ہوجاویگا اور اسی طرح ملے کا رہنے والا جو ارادہ رکھتا ہی حج کا اور متمتع جو فارغ ہوا عمرے سے اور نکل گئے دونون حرم سے اور احرام
باندھا انھون نے تو لازم آویگا دم اون دونون پر اسواسطے کہ میقات ان دونون کا حرم ہی اور اگر کوئی کوفے کا رہنے والا بستان مین یعنی باغ ابن عامر مین
داخل ہوا کسی حاجت کیواسطے تو اوسکے لیے داخل ہونا ملے مین بغیر احرام کے جائز ہی اور میقات اوسکا بستان ہی مانند اوسکے جو بستان
مین رہتا ہی اور بستان بنی عامر کا ایک مقام ہی داخل میقات کے اور خارج ہی حرم سے تو اگر کسی شخص نے جو بستان کا رہنے والا ہی یا اوسمین داخل ہوا تھا
احرام باندھا انھون نے حل سے اور وقوف کیا عرفے مین تو کچھ حرج نہین اسواسطے کہ احرام باندھا انھون نے اپنی میقات سے اور جو شخص
داخل ہوا ملے مین بغیر احرام کے لازم ہی اوسپر حج یا عمرہ تو جب داخل ہوا ملے مین بغیر احرام کے پھر لوٹ آیا طرف میقات کے اوسی سال اور احرام باندھا
حج کا اور سبب جیسے نذر کی تھی اوسنے حج کی تو ساقط ہوا اوسپر جو واجب ہوا تھا اوسپر داخل ہونے ملے مین بغیر احرام کے اور وہ حج تھا یا عمرہ
تو یہ حج کافی ہوجاویگا اوس سے اور اگر بعد اوس سال کے آیا طرف میقات کے تو یہ حج کافی نہوگا اور جسنے تجاوز کیا اپنی میقات سے
اور احرام باندھا عمرے کا اور فاسد کردیا اوسکو عمرہ کرتا چلا جاوے اور پھر قضا کرے اور نہین ہی دم اوسپر بسبب ترک کرنے احرام کے میقات
مین اور جو ملے کا رہنے والا ہی اور طواف کیا اوسنے واسطے عمرے کے اور ابھی ایک پھیر کیا تھا کہ احرام باندھا حج کا ترک کرے حج کو
اور لازم ہی اوسپر دم اور حج اور عمرہ اور یہ مذہب امام ابو حنیفہ کا ہی اور صاحبین کے نزدیک ترک کرے عمرے کو اور اگر چار پھیر کر لیے تو ترک
کرے حج کے احرام کو سب کے نزدیک اور اگر تمام کر لیا اون دونون کو یعنی عمرہ اور حج کو تو صحیح ہوا اور ذبح کرے قربانی اور جسنے احرام باندھا
حج کا اور حج کیا پھر احرام باندھا دن نحر کے دوسرے حج کا اگلے سال مین تو اگر حلق کیا واسطے اول حج کے قبل اس احرام کے لازم ہوگا
اوسکو دوسرا حج بغیر دم کے اور اگر نہ حلق کیا لازم ہوگا اوسکو دوسرا ساتھ دم کے تو اب برابر ہی کہ حلق کرے یا نکرے دم لازم آویگا
اور جس شخص نے عمرہ ادا کیا مگر حلق نہین کیا اور احرام باندھا دوسرے عمرے کا ذبح کرے ایک آفاقی نے احرام باندھا حج کا پھر عمرہ کا لازم ہوئے
اوسپر دونون اور عمرہ باطل ہوجاتا ہی ساتھ وقوف کے عرفات مین قبل افعال عمرے کے اور اگر فقط توجہ کرے طرف عرفات کے تو باطل

تیسرے دن اور اگر طواف کیا حج کا پھر احرام باندھا عمرے کا اور عمرہ اور حج دونون کرتا پایا گیا ذبح کرے اور مستحب ہے ترک کرنا عمرہ کو تو اگر ترک کرے قضا کرے عمرے کی اور دم اوسپر لازم ہے اور جسنے حج کیا اور اہلال کیا عمرے کا دن نحر کے یا اون تین دنون مین جو دن نحر کے متصل ہین یعنی ایام التشریق مین تو لازم آویگا اوسپر عمرہ اور ترک کرے اوسکو اور قضا کرے اور دم بھی اوسپر لازم ہے تو اگر عمرہ کو بجا لایا صحیح ہوا اور لازم ہوا اوسپر دم اور جسکو فوت ہو حج پھر احرام باندھا حج یا عمرہ کا تو وہ ترک کرے اوسکو اسواسطے کہ جسکا حج فوت ہوا ہو لازم ہے اوسپر کہ حلال ہو جاوے عمرے کے افعال کر کے اور قضا کرے اور ذبح کرے ف اور دلیل اسکی اصل شرح وقایہ اور ہدایہ مین مذکور ہے

باب احصار کے بیان مین

اگر محرم کو کسی دشمن نے روکا یا مرض کے سبب سے رک گیا تو جو شخص حج مفرد کرتا تھا وہ ایک دم بھیجے اور قارن دو دم اور مقرر کر دے ایک دن ذبح کا اگرچہ قبل دن نحر کے ہو تو یہ مذہب امام ابو حنیفہ کا ہے اور صاحبین کے نزدیک اگر عمرے سے روکا ہے تو اسی طرح کرے اور اگر حج سے رک گیا ہے تو نہین جائز ہے ذبح مگر دن نحر کے ف اور ہمارے نزدیک کا جانا یعنی احصار مرض کے سبب سے بھی ہوتا ہے اور امام شافعی کے نزدیک نہین ہوتا احصار مگر دشمن کے سبب سے اور دلیل ہماری یہ ہے کہ روایت کی طحاوی نے شرح آثار مین ثنا فهد ثنا علی بن معبد بن شداد العبدی صاحب محمد بن الحسن ثنا جریر بن عبد الحمید عن منصور عن ابراهیم عن علقمة قال لدغ صاحب لنا وهو محرم بعمرة فذكرناه لابن مسعود فقال يبعث الهدي ويواعد اصحابه موعدا فاذا نحر عنه حل وبه الى جرير عن الاعمش عن عمارة بن عمير عن عبد الرحمن بن يزيد قال قال عبد الله ثم عليه عمرة بعد ذلك یعنی کہا علقمہ نے کہ کاٹا سانپ نے ایک شخص کو اور وہ محرم تھا عمرے کا تو ذکر کیا ہمنے یہ ابن مسعود سے کہا انھون نے بھیج دیوے ہدی کو اور وعدہ کر دے اپنے لوگون سے تو جب قربانی کرین وہ اوس سے حلال ہو جاوے اور پھر اوسپر لازم ہے عمرہ اور آیت بھی احصار کی مرض کے باب مین نازل ہوئی ہے ص اور حل مین اوسکا ذبح کرنا جائز نہین اور جب ذبح ہو گئی قربانی اوسکی تو وہ حلال ہو جاویگا قبل حلق اور قصر کے اور لازم ہے اوسپر اگر حلال ہے حج سے تو اوسپر حج اور عمرہ لازم ہے اور عمرے سے تو عمرہ لازم ہے اور قارن پر ایک حج اور دو عمرے چاہیین ف اور مروی ہے قول عبد اللہ بن عباس اور ابن مسعود سے ذکر کیا اسکو رازی نے اور دوسرا بیان کیا ہمنے اوسکا ابن مسعود سے اور قارن مین دو عمرے اسواسطے ہین کہ ایک عمرہ تو حج کے فوت کا ہوا اور ایک عمرہ اوس عمرے کی قضا ہے جو قران مین تھا ص اور جب احصار اوسکا مٹ جاوے اور ممکن ہوا اوسکو ہدی اور حج کا پانا اور اگر دونون ملنا ممکن نہین مثلاً حج ملنا ممکن ہوا اور قربانی ملنا ممکن نہو یا قربانی ملنا ممکن ہو اور حج کا ملنا ممکن نہو تو جائز ہے اوسکو کہ حلال ہو جاوے اور وہی جگہ رہ یا چلا جاوے اور جو شخص عرفہ اور طواف سے مکے مین دونون سے منع کیا گیا ہو تو احصار اوسکا ثابت ہے اور اگر ایک سے ان دونون مین سے روکا گیا تو احصار اوسکا ثابت نہین اور جو شخص عاجز ہو حج سے اور حج کیا جاوے اوسکی طرف سے تو صحیح ہوگا اور ادا اوسکا حج ادا ہو جاویگا اگر عجز اوسکا موت تک باقی رہا اور نیت کی حج مین اوسکی طرف سے ف اسواسطے کہ کہا ایک عورت نے اے رسول خدا تحقیق فرض کیا اللہ نے حج اپنے بندون پر پایا مینے اپنے باپ کو ضعیف بوڑھا کہ نہین ٹھہر سکتا سواری پر کیا حج کرون مین اوس سے فرمایا آپ نے ہان روایت کی بخاری مسلم نے اور فرمایا آپ نے ایک شخص کے واسطے حج عن ابیک واعتمر یعنی حج کر اپنے باپ سے اور عمرہ کر روایت کیا اوسکو ابو داود نسائی ترمذی نے اور صحیح کیا اوسکو اور وارد ہے بہت حدیثون مین ص اور اگر بھیجا دو شخصون نے حکم حج کا

دیا اپنی طرف سے اور خرچ دیا اون دونون نے اور حج کیا اسنے دونون کی طرف سے تو وہ حج اوس کرنے والے کا ہوگا اور اون دونو کا مال دینا پڑیگا اور نہین جائز ہی اوسکو کہ کرے اوس حج کو اون دونون مین سے ایک کی طرف اور اگر حج کیا بدل اپنے مان باپ سے تو درست ہی اوسکو کہ کرے اوس حج کو باپ سے یا مان کیطرف سے اور جو کسینے ایک شخص کو حکم دیا حج کا اور اوسکو حصار ہوا تو دم احصار کا حکم کرنے والے پر ہی اور دم قران اور جنایت کا حج کرنے والے پر ہی یعنی اگر کسینے حکم دیا کہ میری طرف سے قران کرنا تو دم قران کا حکم کرنے والے پر نہین حج کرنے والے پر ہی اور اگر حج کرنے والے نے جماع کیا قبل وقوف عرفات کے تو باطل ہوا حج اوسکا سو دینا پڑیگا نفقہ اوس شخص کا جسنے حکم کیا تھا اوسکو حج کا اور اگر بعد وقوف کے جماع کیا تو نہ لازم آویگا اوسکو پھیر دینا نفقے کا کیونکہ صحیح ہوگیا حج اوسکا اور اگر کسی شخص نے وصیت کی کہ میری طرف سے حج کرا دینا اور لوگون نے بعد اوسکے ایک شخص کو واسطے حج کے مقرر کیا اور خرچ حج کا اوسکو دیدیا اور وہ رستے مین مرگیا تو جو خرچ دے کے مال باقی رہا ہی اوسکے ثلث مین سے پھر حج کرایا جاویگا اور امام ابو یوسف کے نزدیک کل مال کے ثلث سے حج کرایا جاویگا اور نزدیک امام محمد کے اگر اوس مال مین سے جو پہلے شخص کو واسطے حج کے دیا تھا کچھ باقی ہی حج کرایا جاویگا اور جو کچھ باقی نہین رہا باطل ہوگی وصیت اوسکی اور ہدی جانور اونٹ کی ہو اور چاہے بکری ہو یا گائے اور ادنی درجہ یہ ہی کہ بکری ہو **ف** اور ہدایہ مین ہی کہ یہ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی لیکن پایا نہین گیا روایت کی شافعی نے عطا سے کہ کہا انھون نے ادنی درجہ دم کا حج مین بکری ہی اور ایسا ہی کہا حضرت ابن عباس نے مروی ہی یہ صحیح بخاری مین **ص** اور نہین واجب ہی لیجانا اوسکا عرفات مین تو ہدی نہین اوسی قسم کا جا اور جائز ہی جیسا دن نحر کے قربانی مین جائز ہوتا ہی اور جو اوس مین جائز نہین اسمین بھی جائز نہین **ف** مثلاً اونٹ اور گائے مین جو قربانی کے لیے ہو سات آدمیون کا شریک ہونا درست ہی تو اوس مین بھی درست ہی اور اسیطرح نہایت دبلی جو قربانی کی جگہہ تک نہ جاسکے یا اندھی یا لنگڑی یا کان کٹی ہوئی ہو ایسی ہدی درست نہین اور کم اسکا خاتمے مین کچھ تھوڑا سا آویگا **ص** اور جائز ہی بکری ہر چیز مین مگر جب طواف زیارت جنابت کی حالت مین کرلیا یا وطی کی بعد وقوف کے تو ان دونون صورتون مین بدنہ یعنی اونٹ یا گائے کی قربانی لازم ہوگی اور جو ہدی نفل ہو اوس مین سے کھا لیوے اور تمتع اور قران کی ہدی مین سے بھی کھاوے اور سوا انکے کسی مین نہ کھاوے **ف** حدیث جابر مین ہی کہ کھایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نفل ہدی اور تمتع اور قران کی ہدی سے اور سوا انکے مین مثلاً احصار کی ہدی یا جنایت کی ہدی مین سے نہ کھاوے اور منع کیا اوسکے کھانے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مروی ہی یہ صحیح مسلم اور ابن ماجہ مین **ص** اور تمتع اور قران کی ہدی دن نحر کے ذبح کرے اور باقی جسروز چاہے ذبح کرے اور ذبح کی جگہہ حرم ہی **ف** فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سارا عرفہ موقف ہی اور سارا منی قربانی کی جگہہ ہی اور جتنے کوچے مکے کے ہین سب قربانی کی جگہہ مین روایت کیا اوسکو ابو داؤد اور ابن ماجہ نے حدیث جابر سے **ص** اور صدقہ دینا قربانی مین سے حرم کے فقیرون کو اور جسکو چاہے فقیرون مین سے درست ہی اور صدقے مین دیدے اوسکی جھول اور نکیل اور نہ دیوے قصاب کی اجرت مین اوسکو اور نہ سوار ہو ہدی پر مگر واسطے ضرورت کے اور نہ نکالے اوسکا دودھ اور موقوف کرے دودھ کو اس طرح پر کہ پستان کو اوسکے سرد پانی سے دھووے **ف** اور یہ جب ہی کہ قربانی اوسکی قریب ہووے اور لیکن جب ذبح اوسکا قریب نہووے تو اوسکا دودھ نکال کے صدقہ دیوے تاکہ ہدی کو ضرر نہووے اور روایت کی جماعت نے سوا ترمذی کے حضرت علی سے کہ حکم کیا مجکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تقسیم کرو قربانیون کی کھالون کو اور انکی جھولون کو اور حکم کیا مجکو کہ نہ دون انمین سے اجر قصاب کا اور فرمایا کہ ہم اوسکو اپنے پاس سے دیوینگے اور ایک روایت مین ہی کہ صدقہ دو اوسکی کھالون اور جھولون کا اور سوار ہونا وقت ضرورت کے اوسپر درست ہی صحیحین مین مروی ہی حضرت ابو ہریرہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

دیکھا ایک شخص کو کہ ہانکتا ہے بدنہ کو سو فرمایا آپ نے سوار ہو جا اوسپر سو کہا اوسنے کہ یہ بدنہ ہے فرمایا کہ سوار ہو اوسپر سو دیکھا میں نے اوسکو کہ سوار تھا اوسپر ص اوسنے بخاری نے روایت کیا اور جو ہلاک ہو جاوے تو اگر نفل ہے تو اوسکے بدلے دوسری ہدی لینا ضرور نہیں اور اگر واجب تھی تو اوسکی جگہہ پر دوسری مقرر کرے اور اگر اوسمین نہایت عیب ہو مثلا تہائی حصے سے زیادہ اوسکی دُم یا کان یا آنکھ جاتی رہی تو اسکو بھی بدلے اور عیب والی ہدی مالک کی ہے جو چاہے اوسکو کرے اور اگر مرنے لگے ہدی راستے میں اور وہ نفل تھی تو نحر کرے اوسکو اور نعل کو جو اوسکے گلے میں ہے اوسکے خون میں رنگ دیوے اور اوسکو لیکے اوسکے کوہان پر مارے تاکہ اوسمیں سے فقیر کھاوے غنی نہ کھاوے ف اور ایسا ہی حکم کیا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ناجیہ اسلمی کو ص اور اگر وقوف کیا لوگوں نے اور گواہی دی ایک قوم نے کہ یہ دن نحر کا تھا اور عرفے کا دن گذر گیا تو نہیں قبول کی جاویگی شہادت انکی اور اگر قبل وقت وقوف کے گواہی دی کہ آج کا دن ترویہ کا تھا اور کل عرفہ ہے تو قبول کی جاویگی شہادت انکی اور اگر رمی کی جمرۂ وسطی اور جمرۂ عقبہ کی دوسرے دن اور رمی نہ کی جمرۂ اولی کی تو اگر رمی کرے پھر سب کی تو اچھا ہے اور اگر فقط جمرۂ اولی کی رمی کی قضا کی تو جائز ہے اور اگر نذر کی کسی شخص نے کہ حج پیدل کریگا تو پیدل کرے طواف زیارت تک بعد طواف زیارت کے جائز ہے اوسکو سوار ہونا اور اگر ایک لونڈی کو خریدا اور وہ محرم تھی اپنے مالک کے اذن سے تو جائز ہے خریدنے والے کو کہ حلال کرے اوسکو اس طرح پر کہ بال اوسکے کاٹے یا ناخون کترے پھر جماع کرے اوس سے اور یہ اولی ہے اس سے کہ حلال کرے اوسکو ساتھ جماع کے اور اگر جماع سے حلال کیا اوسکو تو درست ہے خدا کا شکر کرتا ہوں کہ باب حج بھی تمام ہوا خدائے تعالی اسکو اپنے فضل سے قبول فرماوے آمین یا رب العالمین

خاتمہ فوائد متفرقہ کے بیان میں

فائدہ پہلا اوپر گذرا کہ عمرہ سنت ہے ہمارے نزدیک اور امام شافعی کے نزدیک فرض ہے اور بعضوں کے نزدیک فرض کفایہ ہے دلیل امام شافعی کی یہ ہے کہ روایت کی حاکم نے مستدرک میں اور دارقطنی نے زید بن ثابت سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اَلْحَجُّ وَالْعُمْرَةُ فَرِيضَتَانِ لَا يَضُرُّكَ بِأَيِّهِمَا بَدَأْتَ قَالَ الْحَاكِمُ الصَّحِيحُ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ لَا مِنْ قَوْلِهِ یعنی حج اور عمرہ دونوں فرض ہیں تو نہیں ضرر کرتا ہے تجکو جس سے چاہے شروع کر کہا حاکم نے صحیح یہ ہے کہ یہ قول زید بن ثابت کا ہے نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علاوہ اسکے میں کہتا ہوں کہ اسناد میں اوسکی اسمعیل بن مسلم مکی ہے ضعیف کیا اوسکو محدثین نے کہا بخاری نے منکر الحدیث ہے وَقَالَ أَحْمَدُ مُنْكَرُ الْحَدِيثِ یعنی پھینک دیتے ہیں ہم حدیث اوسکی اور روایت کیا اس حدیث کو بیہقی نے ہشام بن حسان سے انہوں نے محمد بن سیرین سے موقوفا اور یہی صحیح ہے اور نکالا دارقطنی نے عمر بن الخطاب سے اَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا الْإِسْلَامُ قَالَ أَنْ تَشْهَدَ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ وَأَنْ تُقِيمَ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِيَ الزَّكٰوةَ وَأَنْ تَحُجَّ وَتَعْتَمِرَ یعنی پوچھا ایک شخص نے کہ اے رسول اللہ کیا ہے اسلام فرمایا یہ کہ گواہی دے تو کہ نہیں ہے کوئی معبود سوا اللہ کے اور محمد رسول اللہ کے ہیں اور قائم کرے تو نماز کو اور دے تو زکوۃ کو اور حج کرے اور عمرہ کرے تو کہا دارقطنی نے اسناد اوسکی صحیح ہے اور روایت کیا اوسکو حاکم نے کتاب المخرج علی صحیح مسلم میں کہا صاحب تنقیح نے یہ حدیث صحیحین میں ہے اور اوسمیں ذکر عمرے کا نہیں اور یہ زیادت شاذ ہے اور اس باب میں اور حدیثیں ہیں لیکن سب ضعیف ہیں اور نکالا حاکم نے ابن عمر سے کہ نہیں ہے کوئی شخص اللہ کی مخلوق سے مگر لازم ہے اوسپر حج اور عمرہ واجب دونوں اوسپر جو شخص طاقت رکھے وہاں جانے کی اور تعلیق کی اسکی بخاری نے اور نکالا ابن عباس سے اَلْحَجُّ وَالْعُمْرَةُ فَرِيضَتَانِ عَلَى النَّاسِ كُلِّهِمْ إِلَّا أَهْلَ مَكَّةَ فَإِنَّ عُمْرَتَهُمْ طَوَافُهُمْ فَلْيَخْرُجْ إِلَى التَّنْعِيمِ ثُمَّ لْيَدْخُلْهَا الْحَدِيثَ یعنی حج اور عمرہ دونوں فرض

آخر حدیث تک اور کہا حاکم نے کہ یہ اوپر شرط مسلم کے ہی اور دلیل ہماری یہ ہی جو روایت کی ترمذی نے حجاج بن ارطاۃ سے انھون نے محمد بن منکدر سے انھون نے جابر سے کہ پوچھے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمرے سے کیا واجب ہی وہ فرمایا نہین مگر یہ عمرہ کرنا افضل ہی کہا ترمذی نے حدیث حسن صحیح ایسا ہی ہی ایک نسخے مین جامع ترمذی کے اور ایک نسخے مین ہی حدیث حسن اور وہ جو ذکر کیا بعضون نے کہ اسناد مین اسکی حجاج بن ارطاۃ ہی اور وہ ضعیف ہی تو جواب اوسکا یہ ہی کہ نہین ہی کم حدیث اوسکی درجہ حسن سے اور متفق ہوئین روایتین ترمذی سے اس بات پر کہ حسن کہا انھون نے اس حدیث کو اور روایت کیا اوسکو ابن جریج سے انھون نے محمد بن منکدر سے انھون نے جابر بن عبد اللہ سے اور روایت کیا اوسکو طبرانی نے معجم صغیر مین اور دار قطنی نے اور طریقے سے اور اسناد مین اوسکی یحیی بن ایوب ہی او ضعیف کیا اوسکو اور روایت کی عبد الباقی بن قانع نے ابو ہریرہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حج جہاد ہی اور عمرہ نفل ہی اور یہ بھی حجت ہی اور کہا ابن حزم نے کہ یہ مرسل ہی روایت کیا اسکو معاویہ بن اسحق نے ابامان حنفی سے انھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور جواب اوسکا یہ ہی کہ ابن قانع نے رفع کیا اوسکو اور وہ بڑا حافظ ہی حدیث مین صحیح ہی اور باقی اسناد مین سب آدمی ثقہ ہین باوجود اس بات کے کہ مرسل ہمارے نزدیک حجت ہی اور ضعیف کرنا ابامان کا صحیح نہین ہی کیونکہ توثیق کی اوسکی ابن معین نے اور روایت کیا اوس سے جماعت مشاہیر نے اور مروی ہی یہ حدیث عبد اللہ بن عباس سے اور اسناد مین اوسکی مجاہیل ہین اور روایت کی ابن ماجہ نے طلحہ بن عبید اللہ سے کہ انھون نے سنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے حج جہاد ہی اور عمرہ نفل ہی اور اسناد مین اوسکی عمرو بن قیس ہی کہا صاحب امام نے کلام کیا گیا ہی اوسمین اور بہر حال حدیث اوسکی درجہ حسن سے کم نہین اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے حدیث ابو اسامہ سے انھون نے سعید بن ابی عروبہ سے انھون نے ابو معشر سے انھون نے ابراہیم نخعی سے کہ کہا عبد اللہ بن مسعود نے کہ حج فرض ہی اور عمرہ نفل ہی اور کافی ہین عبد اللہ تقلید کے واسطے اور کلام اونکا حجت ہی

فائدہ دوسرا ضحیے کے بیان مین

درست ہی چھ مہینے کا دنبہ قربانی کرنا اور اس سے کم کا درست نہین اور اونٹ پانچ برس سے کم کا درست نہین اور گائے دو برس یا زیادہ کی اور اوس سے کم کی درست نہین اور بکری جب ایک برس کی ہو یا زیادہ ہو تو درست ہی اور اس سے کم کی درست نہین اور اگر قربانی کا جانور منڈا ہووے یعنی بے سینگھ کا یا بدھیا ہووے یا دیوانہ ہووے یا کانا تو قربانی کرنا درست ہی اور اگر اندھا ہووے یا بہت دبلا ہووے کہ اوسکی ہڈیون مین مغز نرہا ہووے یا لنگڑا ہووے اسقدر کہ قربانی کرنے کی جاے تک نہ جاسکے تو ان سب جانورون کو قربانی کرنا درست نہین اور جس جانور کا ایک ہاتھ یا ایک پانون کٹا ہووے یا اوسکا کان تیسرے حصے سے زیادہ کٹا ہووے یا اوسکی آنکھ تیسرے حصے سے زیادہ گئی ہووے یا اوسکا دم تیسرے حصے سے زیادہ کٹا ہووے تو ان سب جانورون کو قربانی کرنا درست نہین اور باقی ذکر اسکا کتاب الاضحیہ مین ہی

فائدہ تیسرا مکے کی اور مسجد الحرام کی فضیلت کے بیان مین

روایت ہی ابن عباس سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے مکے کے کیا اچھا شہر ہی تو اور میرے نزدیک زیادہ محبوب ہی اور اگر تیری قوم نے نہ نکالا ہوتا مجکو تجھسے البتہ مین نرہتا مگر تجھمین اخراج کیا اوسکا ترمذی نے اور ایک حدیث مین ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک ٹیلے پر کھڑے ہوئے اور فرمایا وَاللّٰہِ اِنَّکَ لَخَیْرُ اَرْضِ اللّٰہِ وَاَحَبُّ اَرْضِ اللّٰہِ وَلَوْلَا اَنِّیْ اُخْرِجْتُ مِنْکَ مَا خَرَجْتُ یعنی تو بہتر ہی اللہ کی زمین سے اور اگر مین نہ نکالا جاتا تجھسے البتہ نہ نکلتا مین مروی ہی یہ حدیث سنن ترمذی اور ابن ماجہ مین

ف حجاج بن ارطاۃ
ف یحیی بن ایوب
ف ابن حزم
ف امام حنفی
ف عبد الباقی بن قانع
ف عمرو بن قیس

اور فرمایا آپ نے دن فتح مکہ شریف کے إن هذا البلد حرمه الله يوم خلق السموات والأرض فهو حرام بحرمة
الله إلى يوم القيمة وإنه لم يحل القتال فيه لأحد قبلي ولم يحل لي إلا ساعة من نهار فهو حرام بحرمة الله
إلى يوم القيمة لا يعضد شوكه ولا ينفر صيده ولا يلتقط لقطته إلا من عرفها ولا يختلى خلاها
فقال العباس يا رسول الله إلا الإذخر فإنه لقينهم ولبيوتهم فقال إلا الإذخر یعنی یہ شہر حرمت کیا اوسکو
اللہ تعالیٰ نے جس دن پیدا کیا آسمان اور زمین کو تو حرمت دیا گیا ہے اللہ کی حرمت سے دن قیامت تک اور نہیں حلال ہوا اوس
میں قتل کرنا کسیکو مجھ سے پہلے سوا میرے اور میرے واسطے ہی ایک گھڑی بھر دن میں درست ہوا تو وہ حرمت دیا گیا ہے اللہ کی حرمت سے دن
قیامت تک تو نہ کاٹا جاوے کانٹا اوسکا اور نہ بھگایا جاوے شکار وہاں کا اور نہ لے وہاں کی گری پڑی چیز لیکن جو شخص جو اوسکو پہچنوا اور نہ کاٹے
وہاں کی گھاس کہا حضرت عباس نے اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مگر اذخر کو یعنی اذخر جو گھاس ہے وہاں کی اوسکو لیا کریں کیونکہ
وہ لوہاروں کے کام آتی ہیں اور اوسکو وہ اپنے گھروں میں خرچ کرتے ہیں سو فرمایا آپ نے مگر اذخر کو یعنی اوسکا لینا درست کیا روایت کیا اوسکو بخاری مسلم
نے اور روایت ہے عیاش بن ابی ربیعہ مخزومی سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ رہیگی یہ امت ساتھ بہتری کے جب تک عظمت
اور حرمت خانہ کعبہ کی کرینگے جو حق ہے اوسکی تعظیم کا پھر جب ضائع کرینگے اس تعظیم کو ہلاک ہو جاوینگے تخریج کیا اوسکو ابن ماجہ نے اور نماز پڑھنا
کعبہ میں زیادہ ثواب ہے حدیث شریف میں ہے کہ کعبے میں ایک نماز برابر ہے لاکھ نماز کے اور مدینہ منورہ کی مسجد نبوی میں ایک نماز برابر ہے پچاس ہزار نماز کے روایت اللہ اعلم

فائدہ چوتھا مدینہ شریف کی زیارت کے بیان میں

نزدیک ہمارے مشائخ کے زیارت قبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی افضل مستحبات سے ہے اور مناسک فارسی اور شرح مختار میں ہے کہ قریب بہ
واجب کے ہے جانا زیارت کرنا قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مسلمان پر واجبات سے ہے لمعات میں ہے روایت کی دارقطنی اور بزار نے
کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے من زار قبري وجبت له شفاعتي جسنے زیارت کی میری قبر کی واجب ہوئی اوسکے لیے
شفاعت میری اور روایت کی دارقطنی نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے من حج وزارني بعد مماتي فكأنما
زارني في حياتي یعنی جسنے حج کیا اور زیارت کی میری قبر کی بعد میری موت کے سو گویا اوسنے زیارت کی میری زندگی میں سبحان اللہ جب کہ
زیارت قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ درجہ ہوا کہ گویا خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت حیات میں زیارت کی تو کون مسلمان
ایسا ہوگا کہ اس درجے سے محروم اور خائب رہیگا اور آپ کی زیارت سے مشرف نہوگا اور حج اگر فرض ہو تو اولی یہ ہے کہ پہلے
حج کرے اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کو جاوے اور اگر حج نفل ہے تو اختیار ہے سو جب نیت کرے زیارت قبر رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی تو آپ کی مسجد کی بھی زیارت کی نیت کرے اس واسطے کہ یہ مسجد ان تین مسجدوں میں سے ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
اونکے حق میں لا تشد الرحال إلا إلى ثلثة مساجد مسجد الحرام ومسجدي هذا والمسجد الأقصى یعنی نہ باندھے
جاویں کجاوے مگر تین مسجدوں کی طرف مسجد حرام اور میری مسجد اور مسجد اقصی یعنی مسجد بیت المقدس کی اور اس حدیث سے
مطلب آپ کا یہ ہے کہ مسجدوں کی زیارت کے واسطے جانا اور سفر کرنا اونکے لیے درست نہیں مگر ان تین مسجدوں کی طرف اور یہی معنی ہیں حدیث
کے جسنے بیان کیے ہیں صحیح ہیں اور دلالت کرتا ہے کلام شیخ ابن الہمام کا جو بیان کرنے اس حدیث کے والأولى عند العبد الضعيف
تجريد النية لزيارة قبره صلى الله عليه وسلم یعنی اولی نزدیک میرے یہ ہے کہ مجرد کرے نیت کو واسطے زیارت قبر رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کہا اگر جاوے کیونکہ لان فی ذلک زیادۃ تعظیمہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی اسمین زیادتی تعظیم کی ہے واسطے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور جن لوگون نے یہ معنی اس حدیث کے لیے ہین کہ نہ سفر کیا جاوے کسی مقام کی زیارت کے واسطے مگر ان مسجدون
کی طرف تو وہ معنی اس حدیث کے مستقیم نہین کیونکہ کلام شیخ ابن الہمام کا صریح منافی ہے اوسکے علاوہ اسکے امام احمد نے روایت کیا اس
حدیث کو اور اوسمین ہے کہ نہ سفر کیا جاوے طرف کسی مسجد کے مگر ان تین مسجدون کی طرف اور وہ جو ضعف بیان کرتے ہین اس حدیث کا کہ
اسنادمین اسکی شہر بن حوشب ہے اور وہ راوی ضعیف ہے اور وہم کیا اوسنے اس روایت مین تو جواب اسکا یہ ہے کہ جسوقت توثیق ثابت کردین
ہم شہر کی تو نسبت وہم کی اوسکی طرف غیر مقبول ہے اور کلام بلادلیل ہے اور اصول حدیث مین ثابت ہے کہ زیادتی ثقہ ضابط کی مقبول ہے لیکن توثیق
شہر بن حوشب کی معلوم کیا چاہیے کہ نہین ضعیف کیا اوسکو مگر ابن عون اور مسلم نے اور توثیق کی اوسکی احمد بن حنبل اور یحیی بن معین اور
لوگون نے قال احمد ما احسن حدیثہ ووثقہ هو وقال احمد بن عبد اللہ العجلی هو تابعی ثقۃ وقال ابن
ابی خثیمۃ عن یحیی بن معین هو ثقۃ ولم یذکر ابن ابی خثیمۃ غیر هذا وقال ابو زرعۃ لا باس بہ وقال
الترمذی قال محمد یعنی البخاری شهر حسن الحدیث وقوی امرہ وقال انما تکلم فیہ ابن عون ثم روی عن
هلال بن ابی زینب عن شهر وقال یعقوب بن شیبۃ شهر ثقۃ اور کہا صالح بن محمد نے شهر روی عنہ الناس
من اهل الکوفۃ والبصرۃ واهل الشام ولم یوقف منہ علی کذب یعنی شہر روایت کی اوسسے اہل کوفہ اور اہل بصرہ
اور اہل شام نے اور نہین معلوم ہوا کذب اوسکا کسی طرح تو جاننا چاہیے کہ یہ کلام متقدمین کا ہے شہر بن حوشب مین اور متاخرین کا کلام سن لینا
لازم ہے کہا امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین بل وثقہ کثیرون من کبار ائمۃ السلف وقال ایضا فهذا الکلام هو کلام
الائمۃ علی الثناء علیہ اور کہا حافظ ابن حجر نے شهر صدوق اور کہا شیخ ابن الہمام نے فتح القدیر حاشیہ ہدایہ مین والصحیح
فی شهر التوثیق ووثقہ ابو زرعۃ واحمد ویحیی والعجلی ویعقوب بن شیبۃ وسنان بن ربیعۃ تو جب شہر کو
امام احمد اور یحیی بن معین اور احمد بن عبد اللہ اور ابن ابی خثیمہ اور ابو زرعہ اور بخاری اور ترمذی اور یعقوب اور صالح بن محمد اور سنان بن ربیعہ
اسقدر لوگ اجلہ علماے محدثین سے توثیق کرین تو بوجہ ضعف بیان کرنا اوسکا بسبب تضعیف مسلم اور ابن عون کے باوجودیکہ رجوع کیا ہے اون
دونون نے اوسکی تضعیف سے اور نہ قبول کرنا اوسکی زیادت کو نہایت بے انصافی ہے اور وہ جو طعن کیا ہے لوگون نے کہ شہر نے ایک تھیلی بیت المال
سے چرالی تو کہا نووی نے قد حملہ العلماء علی محمل صحیح یعنی حمل کیا اوسکو علما نے محمل صحیح پر اور وہ جو طعن
کرتے ہین کہ شہر نے سفر حج مین اپنے رفیق کی تھیلی چرالی غلط ہے اور کذب ہے کہا نووی نے غیر مقبول عند المحققین یعنی یہ طعن
غیر مقبول ہے نزدیک محققین کے اور بعد اوسکے جب علماے سلف سے توثیق اوسکی ثابت اور شیخ ابن الہمام اور حافظ ابن حجر عسقلانی اور امام
نووی قائل اوسکی صحت کے ہین تو زیادتی اوسکی اس حدیث مین بلاشبہہ مقبول ہے اور اگر تسلیم بھی کرین تو بھی جب تصریح حدیث ضعیف
مین مروی ہو تو معنی اوسکے اوسکے موافق لیے جاتے ہین بہرحال ترجیح اسی مذہب کو ہے جسکو ہمنے ذکر کیا اور دوسرے یہ کلام
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسری حدیث مین ذکر کیا اوسکو شیخ ابن الہمام نے لا تعملہ حاجۃ الا زیارتی صریح دال ہے
اس بات پر کہ مراد حدیث مذکور مین سفر مساجد کا ہے اور جب جاوے واسطے زیارت کے تو کثرت سے بھیجے درود اور سلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر
راہ مین اور جب مدینہ شریف کے قریب پہونچے غسل کرے قبل داخل ہونے کے مدینہ طیبہ مین اور چاہیے وضو کرے اور غسل افضل ہے اور اچھے کپڑے

اپنے مینے اور جب کہ پیدل چلنا افضل ہے اور جو لوگ جب مدینے کے قریب پہونچتے ہیں تو سواری سے اتر کے پیدل مدینہ شریف
میں جاتے ہیں کما شیخ ابن الہمام نے کہ یہی اچھا ہے کیونکہ اعوذ ہے وکل ما کان ادخل فی الادب والاجلال کان حسنا
یعنی جو عمل ادب کا ہو تو وہ اچھا ہے اور جب مدینے میں داخل ہو تو یہ دعا پڑھے بسم اللہ رب ادخلنی مدخل صدق واخرجنی
مخرج صدق اللھم افتح لی ابواب رحمتک وارزقنی من زیارۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ما رزقت اولیاءک فاغفر لی وارحمنی یا خیر مسئول اور چاہیے کہ نہایت تواضع اور
عاجزی اور خشوع خضوع سے چلے اور نہ باز رہے دم بھر درود شریف سے اور دل میں خیال کرتا جاوے کہ یہ وہ شہر ہے جس میں جناب
سرور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کی ہے اور اسی جگہ قرآن اور وحی اترا اور اتری ہے اور یہ جگہ ہے ایمان اور احکام کی کما
حضرت عائشہ نے کہ جتنے شہر ہیں فتح ہوئے ہیں تلوار سے مگر مدینہ کہ یہ فتح ہوا ہے ایمان سے اسکا اور قرآن سے اور مستحب ہے کہ مدینہ
شریف میں سوار ہو کے نہ چلے اسواسطے کہ فرمایا حضرت امام مالک نے جب پوچھا ایک شخص نے کہ کیوں نہیں سوار ہوتے آپ مدینے میں کہا میں شرم کرتا ہوں اللہ
تعالیٰ سے کہ روندوں ایک چارپائے کے کھر سے اس مٹی کو جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور جب مسجد نبوی میں داخل ہو تو چاہیے
پیر پہلے مسجد میں رکھے اور اندر جاوے اور کہے اللھم اغفر لی ذنوبی وافتح لی ابواب رحمتک اور مسجد میں باب جبرئیل
یا باب السلام سے داخل ہو اگرچہ باب جبرئیل سے جانا بہتر ہے اور یہ دعا بھی چاہیے پڑھے اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد
اللھم اغفر لی ذنوبی وافتح لی ابواب رحمتک اللھم اجعلنی الیوم من اوجہ من توجہ الیک
واقرب من تقرب الیک وانجح من دعاک وابتغی مرضاتک پھر درمیان منبر اور قبر شریف کے اس طرح کہ
ستون منبر کا داہنے کندھے کے برابر رہے سامنے محراب کے دوگانہ تحیۃ المسجد کا ادا کرے اور یہ مقام موقف ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کا اور افضل ہے روضہ مطہرہ میں اور سجدہ شکر کا کرے کہ اس نعمت عظمیٰ کو پہونچا پھر آئے قبر شریف پاس اور مونہہ کرے قبر کی
دیوار کی طرف اور پیٹھ کرے طرف قبلے کے اور وہ جو فقیہ ابو اللیث سے مروی ہے کھڑا ہووے مونہہ کرکے طرف قبلے کے صحیح
نہیں ہے کیونکہ روایت کی ابو حنیفہ نے مسند میں ابن عمر سے کہا انہوں نے سنت ہے کہ جب آوے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس
قبلے کی طرف سے اور پیٹھ کرے اپنی قبلے کی طرف پھر کہے السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ پھر کہے
السلام علیک یا رسول اللہ السلام علیک یا خیر خلق اللہ السلام علیک یا خیرۃ اللہ من جمیع
خلقہ السلام علیک یا حبیب اللہ السلام علیک یا سید ولد آدم السلام علیک ایھا النبی
ورحمۃ اللہ وبرکاتہ یا رسول اللہ انی اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وانک عبدہ
ورسولہ اشھد یا رسول اللہ انک بلغت الرسالۃ وادیت الامانۃ ونصحت الامۃ وکشفت الغمۃ
فجزاک اللہ خیرا جزاک اللہ عنا افضل ما جازی نبیا عن امتہ اللھم اعط سیدنا محمدا عبدک
ورسولک الوسیلۃ والفضیلۃ والشرف والدرجۃ العالیۃ الرفیعۃ وابعثہ المقام المحمود الذی
وعدتہ وانزلہ المنزل المقرب عندک سبحانک انک ذو الفضل العظیم اور مانگے تعالیٰ سے اپنی حاجت
کو بوسیلے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور اس جگہ حسن خاتمہ اور مغفرت کو مانگے پھر مانگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شفاعت کو اور کہے

یا رسول اللہ اسئلک الشفاعۃ واتوسل بک الی اللہ فی ان اموت مسلما علی ملتک وسنتک
اور جو دعائیں طلب رحمت اور محبت کی ہوں اونکو پڑھے اور دل میں خیال کرے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ موجود ہیں اور میرے
حاضر ہونے اور زیارت کو جانتے ہیں اور میرے کلام کو سنتے ہیں اور نہایت لحاظ اور آداب اور تمیز اور حضور قلب سے یہ دعا پڑھے اور ابو فدیک
رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ سنا میں نے بعض اہل عصر سے کہتے تھے کہ پہونچا ہم کو کہ جو شخص وقوف کرے نزدیک قبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے اور پڑھے اس آیت کو ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی اور پھر کہے صلی اللہ علیک وسلم یا محمد
ستر بار تو ندا کریگا اوسکو ایک فرشتہ صلی اللہ علیک یا فلان یعنی رحمت بھیجی اللہ نے اوپر تیرے اے فلانے ذکر کیا اس حکایت کو
شیخ ابن الہمام نے اور جس شخص نے اوسکو کہا ہو کہ میرا سلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہونچا دینا تو اوسکا سلام پہونچا دے
اور کہے السلام علیک یا رسول اللہ من فلان بن فلان اور فلان بن فلان کی جگہ اوسکا نام اور اوسکے باپ کا نام لیوے یا
اس طرح پر کہے فلان بن فلان یسلم علیک یا رسول اللہ اور حضرت عمر بن عبد العزیز رح وصیت کرتے تھے لوگوں کو
کہ میرا سلام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہونچا دینا اور قاصد بھیجتے تھے اسی واسطے شام سے مدینہ شریف کو اور جسکو فرصت
نہو سکے ان سب باتوں کی تو بقدر طاقت کے بجا لاوے پھر ایک ہاتھ داہنی طرف ہٹ کر سامنے روے شریف حضرت ابوبکر صدیق رض کے
ہو کر کہے السلام علیک یا خلیفۃ رسول اللہ وثانیہ فی الغار ابا بکر الصدیق جزاک اللہ عن امۃ
محمد صلی اللہ علیہ وسلم خیرا پھر اسی طرح ایک ہاتھ اور ہٹ کر حضرت عمر فاروق رض کے سامنے ہو کر کہے السلام
علیک یا امیر المؤمنین عمر الفاروق الذی اعز اللہ بہ الاسلام جزاک اللہ عن امۃ محمد خیرا
پھر منبر اور قبر شریف کے درمیان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سرہانے آکر دعا مانگے اور شفاعت طلب کرے اپنے اور والدین کے واسطے
اور جسنے درخواست کی ہو اور اپنے دوستوں کے لیے اور تمام مسلمانوں کے لیے دعائے خیر کرے اور بعد ختم دعا کے آمین کہے اور درود و سلام بھیجے
اور بعضوں نے کہا ہے کہ پھر سرہانے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے آنا صحابہ سے منقول نہیں روایت کی ابو داؤد نے کہ گئے قاسم حضرت عایشہ رض
پاس اور کہا اے ماں کھولو میرے لیے قبر شریف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور حضرت ابوبکر اور عمر رض کی سو کھولیں انھوں نے میرے لیے تینوں
قبریں سو دیکھا میں نے کہ وہ قبریں بلند ہیں اور نہ زمین سے ملی ہوئی ہیں آخر حدیث تک اور حاکم نے روایت کیا اوسکو اور زیادہ کیا کہ دیکھا میں نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو آگے اور حضرت ابوبکر کو کہ سر اونکا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھوں کے درمیان تھا اور حضرت عمر رض کا برابر حضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروں کے تھا اور صحیح کیا اوسکو حاکم نے اور جب فارغ ہو زیارت سے تو آئے روضہ میں اور بہت بھیجے
درود اور سلام اور نماز پڑھے نفل اگر وقت مکروہ نہو اور حدیث صحیح میں آیا ہے ما بین بیتی ومنبری روضۃ من ریاض
الجنۃ درمیان گھر اور منبر میرے کے ایک باغچہ ہے باغوں جنت سے اور ایک روایت میں ہے ما بین قبری ومنبری یعنی درمیان قبر میری
اور منبر میرے کے اور کھڑا ہو نزدیک منبر کے اور دعا کرے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ومنبری علی ترعۃ من
ترع الجنۃ منبر میرا ایک سیڑھی ہے سیڑھیوں جنت سے پھر مقام ستون حنانہ کے پاس جاکر بھی ایسا ہی کرے اور مستحب ہے کہ روز
بعد زیارت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بقیع میں جاوے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی وہاں تشریف لیجاتے تھے اور وہ جگہ ہزاروں صحابہ
اور تابعین اور اولیا کبار مدفون ہیں کہ نام اونکے بالتفصیل ہر ایک کے معلوم نہیں اور جب بقیع کے پاس جاوے کہے السلام علیکم

دار قوم مؤمنین انتم لنا سابقون و انا ان شاء اللہ بکم لاحقون اللہم اغفر لاہل بقیع الغرقد
اللہم اغفر لنا ولہم اور زیارت کرے مشہور قبروں کی مانند قبر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اور قبر حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے اور ایک قبہ
اہل بیت کا ہے اوسمین امام حسن اور امام زین العابدین اور امام محمد باقر اور امام جعفر صادق اور حضرت فاطمہ صحیح روایت مین وہی ہین مدفون
ہین اور ایک قبہ ہے حضرت ابراہیم کا جو بیٹے ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور دو پہلو مین عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے مدفون ہین اور عبد الرحمن
بن عوف اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالی عنہما کی بھی وہین قبرین ہین اسی طرح جتنے متبرک ہین اور جو مقامات متبرک اور مساجد
کہ نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے اونمین مثل مسجد قبا وغیرہ کے جہان تک ہوسکے انکی زیارت کرے اور جب وہان سے رجوع
کا قصد کرے تو مستحب ہے اوسکے واسطے کہ مسجد سے رخصت ہووے اور درود اور سلام پڑھے اور آوے قبر شریف پاس اور
سلام بھیجے اور دعا مانگے اپنے والدین اور اقربا اور دوستون کیواسطے اور سوال کرے اللہ سے کہ پھر گھر اپنے پہونچا دے ساتھ
صحت و تندرستی سے بلیات دنیوی اور اخروی سے اور یہ دعا مانگے اللہم لا تجعل ہذا آخر العہد بنبیک
صلی اللہ علیہ وسلم و مسجدہ و حرمہ و یسر لی العود الیہ والوقوف بین یدیہ وارزقنی العفو
والعافیۃ فی الدنیا والآخرۃ وردنا الی اہلنا سالمین غانمین آمنین برحمتک یا ارحم الراحمین
اور وقت رخصت کے نہایت مبالغہ کرے گریہ وزاری اور آنسو بہانے مین کہ یہ علامت مقبولیت دعا کی ہے اور پھرے
حسرت کرتا ہوا روتا ہوا اور پھر آنے کی دعا کرتا ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی پر نہایت غم کرتا ہوا اسی طرح پھرے
یا اولٹے پانون اور تعظیم سمین ہے کہ اولٹے پانون پھرے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جو لوگ پاس اور قریب رہتے ہون اونکو بھی
کرے اور دعا صحت اور عافیت اور مغفرت گناہون کی ہر حال پر کرتا رہے اور مستحب ہے کہ مدینے سے چھوارے اور خاک شفا اور
پانی اون کنوؤن کا جن سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی پیا ہے اور تبرکات مثل اسکے لیتا آوے اور اسی طرح مکے سے پانی
زمزم کا وغیرہ بطور تبرک ساتھ لیوے اور جب اپنے گھر مین آوے کہے لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک
ولہ الحمد وہو علی کل شیء قدیر آئبون تائبون عابدون ساجدون لربنا حامدون صدق اللہ
وعدہ ونصر عبدہ وہزم الاحزاب وحدہ واعز جندہ فلا شیء بعدہ اور پھر باقی عمر درود شریف اور
زیادہ تر سابق سے امور خیر مین مصروف رہے اور یہ علامت ہے حج مبرور کی فقط اللہم وفق لنا الحج والعمرۃ وکثر ہما
لی وزیارۃ قبر سیدنا ونبینا ومولانا خاتم النبیین سراج السالکین قدوۃ العابدین مولی
العالمین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وازواجہ واحفادہ وعلماء امتہ
وفقہاء امتہ وشہداء امتہ واولیاء امتہ وعلی جمیع المؤمنین وسلم تسلیما
کثیرا کثیرا

تمت

خاتمۃ الطبع شکر خدا کا کہ نور الہدایہ ترجمہ شرح وقایہ بتصحیح تمام و تدقیق جناب مترجم علامہ ماہ رجب المرجب ۱۲۹۲ ہجری مطبع نظامی واقع
کانپور مین باہتمام ابی غفران محمد عبد الرحمن بن حاجی محمد روشن خان فیض علیہ شآبیب الرحمۃ والرضوان سے چھپ کر طیار ہوا

وجہ ختم مہر خاتمہ واسطے سند اس بات کے کہ یہ کتاب چھپی ہوئی مطبع نظامی کی ہے مہر اور دستخط مہتمم کے کیے گئے
العبد محمد عبد الرحمن بن حاجی محمد روشن خان مرحوم حنفی بقلم خود

قطعۂ تاریخ از نتائج طبع ...

چھپی یہ کتاب ایسی تسلیم ہر
نہ ایسی چھپے گی نہ ایسی چھپی

نتیجۂ فکر ... حسین

لکھو طبع کی اسکے تاریخ تم

یہ شرح وقایہ بخوبی چھپی

۱۲۹۵ھ

هو الغنی

اشتہار

یہ کتاب بموجب قانون بستم ۱۸۶۷ع
بہی رجسٹری گورنمنٹ مین داخل ہوئی
کوئی شخص بدون اجازت عاجز کے
قصد چھاپنے کا نکرے

5746

وہ اُردو کی شرح وقایہ چھپی

جو نام خدا چشمۂ فیض ہے

لکھی اسکی تاریخ تسلیم نے
یہ اچھا بہا چشمۂ فیض ہے

الفقیر ... مسلم

از نتیجۂ ... صاحب ...

ما شاء الله لا قوة الا بالله

بفضلہ تعالی بار سوم بتصحیح اغلاط و نظر ثانی مترجم

جلد دوم ترجمہ اردو شرح وقایہ

مطبع نظامی واقع کانپور میں بحسن رجسٹری کے چھپی

فی سنہ ۱۲۹۰ الهجریة المقدسة